

جملہ حقوق محفوظ ہیں

صحابہ کرام کی فضیلت و عظمت پر ایک لاجواب کتاب

اہلسنت پاکٹ بک

مکمل تین حصے

تصنیف

حضرت مولانا علامہ دوست محمد رضا قریشی نقشبندیؒ

مکتبہ اہلسنت کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

نام کتاب _____ اہلسنت پاکٹ بک (تین حصے کامل)
 تصنیف _____ علامہ دوست محمد قریشی نقشبندی
 ناشر _____ صاحبزادہ محمد عرقیش مکتبہ اہلسنت کوٹ ادو
 مکتبہ _____
 ضخامت _____ ۴۱۶ صفحات
 بارشعشم _____ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ
 قیمت _____

اصحابِ رسولؐ

حافظ نور محمد آفر

دین و ملت کے طرندار تھے امتی رسولؐ
ہستی کفر سے بیزار تھے اصحابِ رسولؐ
رحمتِ حق کے طلبگار تھے اصحابِ رسولؐ
دینِ قہیم کے نگہدار تھے اصحابِ رسولؐ
زندگی ان کی بسر خدمتِ ملت میں ہوئی
کھڑے برسرِ پیکار تھے اصحابِ رسولؐ
حبِ یارانِ نبیؐ پاک کے جذبے کے سبب
سب کے سب پیکرِ ایشان تھے اصحابِ رسولؐ
ان کی سطوت کے گواہ آج بھی ہیں بدو جنین
بخدا ایسے فداکار تھے اصحابِ رسولؐ
ان کے ہر عزم و عمل سے تقابہر اس باطل
بلیقین غالب کفار تھے اصحابِ رسولؐ
کرتے تھے جان و زر و مال بچاؤ حق پر
عدل و انصاف کی سرکار تھے اصحابِ رسولؐ
ان کی ہیبت سے ہوئی شوکتِ کسریٰ بود
کیا ہی جنازہ تھے بزار تھے اصحابِ رسولؐ
ان پر راضی ہے خدا اور خدا کا محبوب
اپنے اللہ کے دلدار تھے اصحابِ رسولؐ
دشمن دیں پر پھپھٹاتے تھے تیروں کی طرح
ربِ قہار کی تلوار تھے اصحابِ رسولؐ

ہونہ کیوں دہریں نام ان کا فوزاں انور

عاشقِ احمد مختار تھے اصحابِ رسولؐ

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۳	لوحہ فکریہ	۱۱	انکشاف حقیقت کفری اظہار اللہ جل جلالہ
۲۴	مذکورہ مبحث کا خلاصہ	۱۲	تعارف اوقاف اہل سنت کا سید نور الشیخ صاحب بنیادی
۲۵	شیعوں کا قرآن اور اس کی حقیقت	۱۳	تاثرات، از ملک شیر محمد خاں صاحب اعلیٰ
۲۶	شیعہ پاک بک کے چند غلط جملے اور ان کے جوابات	۱۴	تمہید مضمون
"	انہما حقیقت	"	بحث اول، مسدود حفاظت قرآن مجید
۲۷	مغالطہ ۱ اور اس کے جوابات	"	قرآن مجید کے متعلق شیعوں کا عقیدہ
۲۹	مغالطہ ۲ اور اس کے جوابات	۱۷	کتب شیعہ سے تحریف قرآن مجید کا ثبوت
۳۰	مغالطہ ۳ اور اس کے جوابات	"	آیات کلام مجید میں کمی بیشی
۳۱	شیعہ تحریف قرآن کے قائل کیوں ہو گئے	۱۸	تحریف قرآن کی روایتیں صریح اور متواتر ہیں
۳۲	چند تاریخی واقعات سے حقیقت کا انکشاف	"	قرآن کی عدم سالیبت
۳۳	موجودہ قرآن پر شیعوں کے چند اعتراضات	۱۹	ترتیب قرآن کے متعلق شیعہ عقیدہ
"	شیعوں کا پہلا اعتراض اور اس کے چار جوابات	"	قرآنی عبارت کی سالیبت کا انکار
۳۴	شیعوں کا دوسرا اعتراض اور اس کے چار جوابات	"	قرآن مجید منافقوں نے اپنے خیال کے مطابق بنایا
۳۸	شیعوں کا تیسرا اعتراض اور اس کے تین جوابات	۲۰	شیعوں کا قرآن پر بہتان
۳۹	شیعوں کا چوتھا اعتراض اور اس کے چار جوابات	"	وہ آیتیں جن میں تحریف کی گئی
۴۰	شیعوں کا پانچواں اعتراض اور اس کے چار جوابات	"	چند ضروری نوٹ
۴۱	شیعوں کا چھٹا اعتراض اور اس کا دندان شکن جواب	"	تحریف قرآن کی دس روایتیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	خلافت بلا فصل پر پہلا شیعی استدلال اور اس کے جوابات بحث آیت ولایت	۴۷	مکملہ بحث
۵۴	شیعی استدلال پر اہلسنت کے ۱۳ اعتراضات	۴۸	بحث دوم امامت
۵۵	خلافت بلا فصل پر دوسرا شیعی استدلال بحث آیت مودۃ فی القربیٰ	۴۹	ائمہ کرام کے اسماء گرامی
۵۶	شیعی استدلال پر اہلسنت کے پانچ اعتراضات	۵۰	شیعوں کے نزدیک معیار امامت
۵۸	بحث کثرت تبلیغ، خلافت بلا فصل پر تیسرا شیعی استدلال اور اس کے جوابات	۵۱	منصوصیت امام پر استدلال
۵۹	شیعی استدلال پر اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات	۵۲	افنا بل ابلایم کی تحقیق
۶۰	خلافت بلا فصل پر چوتھا شیعی استدلال اور اس کے جوابات	۵۳	دلیل ۱ پر نو دھماں شکن اعتراضات
۶۱	اسکے جوابات	۵۴	منصوصیت پر دوسری شیعی دلیل اور اس کے جوابات
۶۲	پانچویں شیعی استدلال	۵۵	دلیل ۲ پر ۵ زبردست اعتراضات
۶۳	خلافت بلا فصل سے متعلق اہلسنت کی طرف سے شیعی فرقہ پر ۱۳ اعتراضات	۵۶	نص امامت متعلق اہلسنت کے چند اعتراضات
۶۴	بحث چہارم، خلافت خلفاء راشدین آیت استخلاف کے ضمن میں چند زبردست استدلال	۵۷	بحث عصمت ائمہ کرام
۶۵	خلافت خلفاء راشدین پر دوسرا استدلال	۵۸	آیت تطہیر کی تحقیق اور اس کے جوابات
۶۶	تیسرا استدلال	۵۹	مفہوم اہلبیت کے متعلق ۶ روایتیں
۶۷	چوتھا استدلال	۶۰	جواب ۱
۶۸	پانچواں استدلال	۶۱	جوابات پر شیعی اعتراضات اور اس کی تردید پانچ جوابات
۶۹		۶۲	دلیل ۳ عصمت ائمہ کرام
۷۰		۶۳	آیت مباہلہ کی تحقیق
		۶۴	شیعی استدلال اور اس کے دس جوابات
		۶۵	بحث سوم
		۶۶	خلافت بلا فصل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۲	بحث متعلق فدک	۷۲	خلافت حق پر چٹا استدلال
	شیعوں کا اعتراض اور اس کے جوابات	۷۳	امام محمد باقر کی تائید و تصدیق
۹۳	فدک کے متعلق مختلف روایتیں	۷۴	خلافت راشدہ پر ساتواں استدلال
	حضرت سید کی ناراضگی کے جوابات		آٹھواں استدلال
۹۷	حضرت علی پر سیدہ کی ندامتگی	۷۵	نواں اور دسواں استدلال
۹۸	حضرت علی پر سیدہ کی ندامتگی	۷۶	گیارہواں استدلال
	بالشافہ اور قرآن کی بحث	۷۷	بارہواں تیرہواں استدلال
	غضب اور اغصاب	۷۸	چودہواں اور پندرہواں استدلال
	شیعی روایات میں سیدہ کے رافضی ہونے کا ثبوت		بحث پنجم
	میراث کا مشبہ اور اس کے جوابات	۷۹	ایمان صحابہ کرام کے متعلق بانیس تحقیقی دلائل
	انبیاء کے مال میں ورثہ جاری نہ ہونے کی	۸۳	ایمان مجاہدین بدر
	روایت شیعہ کتابوں میں	۸۴	مجاہدین بدر پر شیعہ اعتراضات اور اس کے تین جوابات
	توریت کے سلسلے میں شیعہوں پر چند اعتراضات		ایمان مجاہدین اُمد
	حدیث توریت کے متعلق شیعہ چالیس اور	۸۵	مجاہدین اُمد پر شیعہ اعتراض اور اس کے ۶ جوابات
۱۰۳	ان کے جوابات	۸۶	ایمان مجاہدین حنین
	آیت ہو میکم اللہ سے شیعہ استدلال اور	۸۷	شیعی اعتراضات اور اس کے چند جوابات
۱۰۴	اس کے جوابات		ایمان مجاہدین بیعت الرضوان
	ووہب سلیمان داؤد کے استدلال اور اس کے جوابات	۸۸	ایمان مجاہدین مدینہ
۱۰۶	فدک مانگیوں، شیعہ اعتراض اور اس		ایمان مجاہدین غزوہ احزاب
	کے جواب		ایمان صحابہ کرام از کتب شیعہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۳	بحث افتراء نفاق اور اس کے جوابات	۱۱۰	واقعه ہجرت اور وفات صدیق سے متعلق شیعہ اعتراضات کے جوابات
۱۱۴	فاروقی شان اور شیعہ کتب	۱۱۱	بحث لا تحزن اور اس کے جوابات
۱۱۵	مسئلہ قرطاس پر دلچسپ بحث	۱۱۲	بحث متعلق لشکر اسامہ اور اس کے جوابات
	سوالات اذہانت برائے اہل تشیع		بحث بخیر کم اور اس کے جوابات

حصہ دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۵	بحث کون علی لہد لک عمر	۱۲۲	بحث نکاح اہم کلمہ
۱۳۶	فضائل سیدنا عثمان از کتب اہل تشیع	۱۲۳	اہانت پر شیعوں کی طرف سے اعتراضات اور جوابات
۱۳۷	سیدنا عثمان اور ان کی جماعت کا میاب	۱۲۴	اہانت کی طرف سے شیعہ مسلک پر اعتراضات
"	رسول مکرم کا ہاتھ عثمان غنی کا ہاتھ	۱۲۵	اہل تشیع کی طرف سے اہانت پر دوسرا اعتراض
۱۳۸	حضرت عثمانؓ کی وفاداری پر غری شہادت	۱۲۶	شیعی اعتراض اور اس کا جواب
"	حضرت عثمانؓ پر حسینؓ کی بہروری	۱۲۷	بحث متعلق غار اُشاعنا
۱۳۹	مسئلہ بنات رسول کریمؐ پر وائٹل	۱۲۸	بحث شک فی النبوة
۱۴۰	اہل تشیع کے اعتراضات کا جواب	۱۲۹	تبرائی مشن پر چند اعتراضات
۱۴۱	نما باقر کا سفید بھوٹ	۱۳۰	بحث متعلق اقرار نفاق
"	مسئلہ بالا پر حوالہ جات	۱۳۱	بحث لراق بیت سیدہ خاتونؓ
"	اہل تشیع کا آخری اعتراض اور اس کا جواب	۱۳۲	اہل تشیع کے لئے لمحہ ندریہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۷	حضرت علیؓ کو اہل بیوی کا خطاب (شیعی تہذیب)	۱۴۲	بحث متعلق احراق قرآن
۱۵۸	تین دفعہ متعہ کرنے سے درج علی المرتضیٰ علیہ السلام	"	اہل تشیع پر چند اعتراضات
۱۵۹	ہے (شیعوں کی مذہب نوازی)	۱۴۳	بحث متعلق مروان ابن الحکم
۱۶۰	باقی صحابہ کرام اور علی المرتضیٰ کے درمیان تعلقات	"	مروان کا میرٹھی بننا
۱۶۱	حضرت علی مرتضیٰ نے صدیق اکبرؓ کے چھپے خزانہ والی	۱۴۴	کیا سیدنا عثمانؓ نے صحابہ کرامؓ کو معذور کیا؟
۱۶۲	حضرت علیؓ نے فاروق اعظمؓ کو مسلمانوں کے	۱۴۵	کیا سیدنا عثمانؓ نے کابو زرقانی کو بھلا دیا؟
۱۶۳	لئے جا رکھے پناہ کہا	"	کیا ملکہ بن یاسرؓ پر سیدنا عثمانؓ نے سختی کی؟
۱۶۴	بحث متعلق شہادت عثمان	۱۴۸	کیا عبداللہ بن مسعود کا وظیفہ بند کیا گیا؟
"	عبداللہ بن سبا یہودی کی خفیہ سازشیں	"	کیا سیدنا عثمانؓ نے بیت المال کو بیجا خرچ کیا؟
۱۶۵	کو فریب میں فیاض عثمانؓ کے نام	۱۴۹	سیدنا عثمانؓ کا جنازہ
۱۶۶	تحقیقاتی کیشن	۱۵۰	کیا عثمانؓ کی شہادت صحابہ کرامؓ کے منسلک ہے؟
۱۶۷	جمعہ کے دن سیدنا عثمانؓ پر باغیوں کا حملہ	۱۵۱	سیدنا علیؓ ابن ابی طالب کے متعلق شیعہ عقائد و خیالات
"	سیدنا عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو بلانا	۱۵۲	سیدنا علیؓ نائب مد ہیں (شیعی فرقہ)
۱۶۸	محاصرہ کے وقت سیدنا عثمانؓ کی سخاوتیں	۱۵۳	سیدنا علیؓ شامی الانبیاء ہیں (شیعی تخیل)
۱۶۹	اہل تشیع پر اہل سنت کے چند اعتراضات	۱۵۴	مقرر علی المرتضیٰ معاذ اللہ مدت تھے (شیعی عقیدہ)
۱۷۰	اہل تشیع کی طرف سے اہل تشیع پر چند اعتراضات	۱۵۵	حضرت علی المرتضیٰؓ کے حکم سے بادشاہ کو سب و شتم
۱۷۱	اہل تشیع کا تیسرا اعتراض	"	کرنا ہمارے (شیعی عقیدہ)
۱۷۲	سیدنا معاویہؓ کے فضائل	۱۵۶	حضرت علیؓ نبوت کا بوجھ اپنے کندھوں پر نہ
۱۷۳	بحث متعلق صداقت نبیؐ اہل تشیع کے	"	اٹھائے (شیعی انکشافات)
۱۷۴	حضرت علیؓ کا علیہ (شیعی توضیح)	"	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۶	مکاتبات مجلسی کی تحقیق	۲۲۶	بحث متعلق دلائل حقانیت اہل تشیع
۲۵۷	حضرت حسن عسکری کی تحقیق	۲۲۷	ایک سو پچاس خط
"	صاحب غزوات حیدری کا بیان	۲۲۸	کوفیوں کی بے وفائی
۲۵۸	غار ثور میں رسول کریم کے لئے روٹی	۲۵۰	اہل تشیع کی طرف سے ہمارے مخالف تصدیق و تائید
"	اور درود صلیق اکبر کے گھر سے آتا تھا	۲۵۱	افضلیت صدیق پر ایک اور شہادت
۲۵۹	صدیق اکبر نے بار نبوت اپنے کندھوں پر اٹھایا	۲۵۲	صدیق کی صداقت پر امام محمد باقر کی شہادت
"	افضلیت کے سلسلے میں اہل تشیع کے چند	۲۵۳	صداقت صدیق پر قرآنی شہادت
۲۶۰	مقالے اور ان کے جوابات	۲۵۴	صدیق اکبر کے اوصاف حمیدہ و دلائل و براہین
			دلائل کاشی کی حق گوئی

حصہ سوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۲	خارج کا پہلا اعتراض اور اس کے جوابات	۲۹۴	خارج کا دوسرا اعتراض اور اس کے جوابات
"	خارج کا تیسرا اعتراض اور اس کے جوابات	"	خارج کا چوتھا اعتراض اور اس کے جوابات
۳۰۳	خارج کا پہلا اعتراض اور اس کے جوابات	۲۹۵	خارج کا دوسرا اعتراض اور اس کے جوابات
"	خارج کا تیسرا اعتراض اور اس کے جوابات	۲۹۶	خارج کا چوتھا اعتراض اور اس کے جوابات
۳۰۴	خارج کا پہلا اعتراض اور اس کے جوابات	۲۹۷	خارج کا دوسرا اعتراض اور اس کے جوابات
"	خارج کا تیسرا اعتراض اور اس کے جوابات	۲۹۸	خارج کا چوتھا اعتراض اور اس کے جوابات
۳۰۵	خارج کا پہلا اعتراض اور اس کے جوابات	۳۰۱	بحث متعلق بنائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
۳۰۶	خارج کا پہلا اعتراض اور اس کے جوابات	۳۰۲	خارج کے سلسلے میں اہل تشیع کی طرف سے قرآنی شہادت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۸	مفالموں کے جوابات	۳۱۰	عقائد اہل تشیع اور ان پر تبصرہ
۳۹۱	بحث متعلق الشہد ان علیاً ولی اللہ ورافان	۳۲۹	عقائد اہل تشیع متعلق نبوت و امامت
۳۹۵	بحث متعلق کلہ و طہرہ		خصوصاً عقیدہ رجعت
۳۹۷	نمازیں ہاتھ باندھنے کی تحقیق		عقیدہ رجعت پر اہانت کی طرف سے اعتراضات
۴۰۰	چند مفالموں کے جوابات	۳۳۰	عقیدہ عصمت کا تشریح اور اس پر چالیس اعتراضات
۴۰۱	بحث متعلق التعمیات	۳۴۲	عقیدہ بد مذہبیت کا تشریح اور اس پر اعتراضات
۴۰۲	سلام کے وقت کیسے کیا جائے	۳۴۸	سیدنا علیؑ کے متعلق شیعہ موعومات
"	بحث متعلق درود شریف	۳۵۴	عقیدہ رجعت کا تشریح اور اس پر اعتراضات
۴۰۳	بحث متعلق ماتم	۳۶۰	عقیدہ طینت کا تشریح اور اس پر اعتراضات
۴۰۵	آیات و احادیث متعلق صبر	۳۶۲	بحث متعلق متعہ
۴۰۶	شیعی کتب سے استدلالات	۳۶۲	بحث متعلق تقیہ، تشریح اور اس پر اعتراضات
"	شیعی استدلالات کے جوابات	۳۸۱	بحث متعلق تبرع و تولد
۴۱۰	پاک مذہب کے پاک مسئلے	۳۸۶	بحث متعلق وضو و غسل اربعین

کشف حقیقت

از

رئیس المقرین حضرت مولانا لطف اللہ ضا جالندھری رحمۃ اللہ علیہ
نَعْمَدَهُ وَنُصَحِيَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رفیقِ مکرم حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی ازاد اللہ علیہ وعلیہ میرے ان پرانے دوستوں میں سے ہیں جن کو میں غالباً علمی کے زمانہ سے ہی جانتا ہوں و درحقیقت مولانا نے میرے ساتھ ہی مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈابیل نعلع سرت (مبئی) میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے پاس پڑھا۔ موصوف کی علمی اور عملی غریزوں کا میں اسی زمانہ سے معترف تھا۔ مگر ان کی موجودہ تبلیغی جدوجہد خصوصاً تحریک تنظیم کی تعمیر و ترقی میں انہوں نے جو بڑے چرچہ کو کھدایا اور جس طرح تقریر و تحریر سے فتنہ رخنہ و بدعت کے قلع قمع کی کوشش کی۔ اس نے میرا اعتراف اعتقاد کے درجہ تک پہنچا دیا۔ اب میں ان کی قابلیت کا ہی صرف معترف نہیں بلکہ معتقد بھی ہو گیا ہوں۔

زیر نظر اہلسنت پاکٹ بک لکھ کر مولانا نے تمام اہلسنت پر ہوسانِ عظیم فرمایا ہے۔ انشاء اللہ اس کی موجودگی میں تردید رخنہ و بدعت کے سلسلے میں کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں رہے گی۔
نعلع ہذا تمام حضرات اسے پڑھیں اور دوسروں کو پڑھ کر سنائیں جہاں جہاں فتنہ رخنہ و بدعت کے جرائم پیدا ہو رہے ہیں۔ وہاں اولاً تشکیل تنظیم اہلسنت فرمائیں اس کے بعد متبعین تنظیم کی خدماتِ تبلیغی سے فائدہ اٹھائیں۔

آپ کا خادم

لطف اللہ جالندھری جامعہ رشیدیہ ماہیوال

تعارف

از

قائد اہلسنت فضیلت حضرت مولانا سید نور الحسن صاحب بخاری
صدر تحریک تنظیم اہلسنت دال پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحقی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی :-

جب اہل سنت میں مسلکی احساس ہرپ عمل و حرکت تنظیم و مرکزیت اور زندگی کا فقدان ہو تو ان کی طرف سے مزاحمت باطل اور دفع عن الحق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان خیال کی بظاہر اور فیصلح متاع کا علم و احساس ہو تو مقابلہ و مزاحمت اور تحفظ و مدافعت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ اور افراد کارواں باوہ غیرت و حمیت سے سرشار ہو کر جملہ آدر پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ لیکن جب اعداد و انبیاء کے جارحانہ رکاب کا احساس و ادراک ہی نہ ہو اور کارواں کا کارواں اپنی خودی سے غافل خودداری و خود بقائی سے بے پرواہ ہو کر مست و مدہوش سو جائے تو کمزور سے کمزور دشمن بھی پورے قافلہ کو ٹھکانے لگا کر اپنے ہاتھ رنگ سکتا ہے۔ قلوب نازک پر شاید یہ انکشاف حقیقت ہار گلاں گزرے لیکن یہ حقیقت ہے حقیقت اور سولہ آنے حقیقت، کہ آج سواد اعظم کا اتنا عظیم قافلہ اس قدر بڑا کارواں اپنی بقا و حفاظت سے یکسر مستغنی ہو کر عمر مہم حیات میں خود فراموشی کا پیار پی کر اور غفلت بے خبری کی پیادہ تان کر موت کی آغوش میں گہری نیند سو رہا ہے اس قافلے میں علماء و مشائخ بھی ہیں اور بے علم و بے خبر بھی۔ امراء و رؤسا بھی ہیں اور غریب و فقراء بھی۔ اس کارواں میں انبیاء و ابراہیم بھی ہیں اور اشرار و بدکردار بھی۔ اتقیا و مسلما بھی ہیں اور اہل اثم و عدوان بھی یہ سب کے سب اپنی فطرت عادت اور نظر و فکر کے مطابق نیک اور بد اعمال و افعال کے دائرہ میں

سرگرم عمل اور مصروف تنگ و تازہ ہیں۔

اگر تجوز فدا کو اچکے اور اٹھائی گیر سے چوری و قزاقی اور پھینا بھپٹی اور جیب تراشی میں مگر وہاں
میں تو عابد و زاہد اور علماء و مشائخ عبادت و ریاضت اور ذکر و اذکار میں مشغول و مصروف ہیں۔
ملت کے کروڑوں افراد شب و شب بیدار ہیں خزانے و واجبات سے بڑھ کر نوافل تہجد
و رود و غافلت اور تسبیح و ورد میں شام و صبح رہتے ہیں۔ ہماری نئی زندگی کے تمام
گوشوں میں چیل چیل ہے لیکن جہاں تک مسلکی زندگی کا تعلق ہے پوری کی پوری قوم جاہل اور
مردہ ہے۔ مسلک حقہ اہلسنت کی بقا و حفاظت اور پھر اس کی تبلیغ و اشاعت کا کسی کو بھول کر
وہم و خیال تک نہیں آتا۔ جہاں دوسرے مسلک و مذاہب میں نیک تو نیک بدکار و فاسق افراد
بھی اپنے مسلک کی خدمت میں پیش پیش ہیں وہاں یہ تضاد ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر
ہے کہ مسلک حقہ اہلسنت کے نام لیا جائے تو برے سے نیک بھی اپنے مسلک کی بقا و حفاظت اور
خدمت و اشاعت کے تصور تک سے نا آشنا کئے محض ہیں۔ علماء و مشائخ اور زاہد و عباد و تکوا
اُس مسلک کی بقا و سلامتی کا قطعاً کوئی فکر نہیں جس مسلک کے معنی اور مسند پر وہ متمکن اور
جلوہ فرما ہیں۔ ان حالات میں اگر آریہ یا عیسائی یا شیعیہ یا مزرائی ان کے متبع ایمان کو دن و رات سے
لوٹ رہے تو انہیں اس کا علم و احساس ہی نہیں۔

مزاحمت و ممانعت اور حفاظت و صیانت کا درجہ تو بعد میں ہے اغیار بہت سے علماء اور ہیں
خرین ایمان پر کس پوری پلیٹ فارم اور پریس ہر طرف سے ہو رہی ہے۔ جہاں پلیٹ فارم کے حملوں کی
مدافعت کے لئے چشم قدرت نے مرکز تنظیم کے مبلغین حضرات کا انتخاب کیا ہے وہاں پریس کے
حملوں کی مزاحمت اور وندان شکن جواب دہی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے مرکز تنظیم، ہی کو
مستغیب و شرت فرمایا ہے۔

شیعہ مذہب مسلک حق و اہلسنت کی مخالفت کا نام ہے اس کی بنیاد نبی اہل اسلام کے انفس و عناد پر استوار کی گئی ہے۔ یارانِ رسول صلعم اور اصحابِ نبی کی شانِ اقدس و اطہر میں شرمناک تجزرا

اور دوائے عالم طعن و تشنیع اور بہتان و افتراء اس مذہب کا اثنا اور سرمایہ حیات ہے۔ پریس اور پبلٹ فارم سے شب و روز لائے و براہین نبوت و اصحاب رسول خصوصاً خلفائے رسولؐ پر گولہ باری تشیع کا نصب العین اور متسل پر و گرام اس کے بغیر نہ ماضی میں ان لوگوں کا کوئی کام رہا ہے نہ حال میں کوئی پروگرام ملا ہے۔ تشیع کے تمام گولے بے جواب گرتے رہے اور خود فراموش و غافل اور اپنی مسلکی زلیست و حیات سے مستغنی اہلسنت نے کبھی جماعتی طور پر ان حملوں کا دخل نہیں کیا۔ خدا کے تعالے دنیا و آخرت میں جزا دے صدر متبع مرکز تنظیم اہلسنت برادرِ مکرم حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی مدظلہ العالی کو جن کی ذات گرامی نے پریس اور پبلٹ فارم کے ان تمام حملوں کے جواب میں "اہلسنت پاکٹ بک" کا ایڈیٹنگ کر لیا ہے اور ایمان رسولؐ کے تبراہیموں اور مسک عقد اہلسنت کے معترضین و منافقین کے تمام جیجی محاذوں کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا ہے یہ آپ کو اہلسنت پاکٹ بک کے مطالعہ کے بعد معلوم ہو سکے گا کہ میرا دعویٰ صحیح ہے یا غلط۔

داخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید النبیا

والمرسلیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

دعا گو

سید نور الحسن بخاری خادم مرکز تنظیم اہلسنت پاکستان (ملتان)

تاثرات

انرمعترم مکہ اشیر معتمد خاں صاحب اعوان مولف معرکہ کربلا

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست آفرامد پس پردہ تقدیر پدید

فتنہ شیعیت کے طوفانِ دجل و تبلیس و کذب و افتراء کے پیش نظر میرے دل میں

مدت سے یہ آرزو جو ش زن بھی کہ تحفظ عقائد اہلسنت کے لئے ایک پاکٹ بک شائع کی جائے

تاکہ اسے عوام و خواص ترز و جان بناسکیں اور سفر و حضر میں اگر کوئی اعتراض کرے تو اس کا جواب اس کتاب کو دیکھ کر دے سکیں۔ الحمد للہ میری کئی آنند و برائی۔ اور یہ مہتمم باشان کام حضرت علامہ دوست محمد صاحب قریشی مدظلہ جو دعوت و تبلیغ، احیاء شریعت، قیام فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے توفیق بے نیام ہیں کے حقیقت نگار ہاتھوں سے پورا ہوا۔

آپ نے ”اہلسنت پاکٹ بک“ لکھ کر قریبین کتاب و سنت پر احسان عظیم فرمایا ہے حضرت علامہ قریشی صاحب نے اپنی اس کتاب میں شیعیت کی جو نقاب کشائی کی ہے وہ قابل داد لائق صاف ہے۔

شیعوں کے جملہ مطاعن کے جوابات نہایت متانت اور شائستگی سے دیئے ہیں۔ فاضل مولف نے احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے قرآن حکیم احادیث نبی کریم ارشادات ائمہ سادات کی روشنی میں ایسے براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ پیش کئے ہیں جن کا جواب ملے کے چنے چبا ہے۔ کتاب کیا ہے اعدائے کتاب و سنت کے لئے پیام موت ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ دریا کو کون سے میں بند کر دیا ہے اس سے بہتر کوئی کتاب رد شیعیت میں آج تک شائع نہیں ہوئی میری مخلصانہ سفارش ہے کہ سینوں کا کوئی گھر حقائق و غوامص اور سرور و روز کے اس مرقع جمیل سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔

اخیر میں شیعیت زدہ حضرات سے نیاز مندانہ استدعا ہے کہ وہ آنکھوں سے تعصب کے شیشے اتار کر ”اہلسنت پاکٹ بک“ کا با معائنہ نظر و تعمق فکر مطالعہ کریں اور ظلمت و نور میں امتیاز پیدا کرنے کے لئے معارف قرآن کو مشعل راہ بنائیں۔ والی اللہ التوفیق۔

خاکسار

شیر محمد کالا باغ میانوالی ۲۲ مئی ۱۹۵۲ء

(ج) جا بجا اس کے الفاظ بدل دیئے گئے۔

(د) قرآن مجید کی ترتیب خراب کر دی گئی ہے یعنی سورتوں کی ترتیب اور سورتوں کے اندر جو آیتیں ہیں ان کی ترتیب اور آیتوں کے اندر جو کلمات ہیں ان کی ترتیب اور کلمات کے اندر جو حروف ہیں ان کی ترتیب خراب کر دی گئی۔

کتاب شیعہ سے تحریف قرآن مجید

عبارت ۱۔ وَلَوْ شَرَحْتَ لَفَ كُلِّ مَا أُسْقِطَ
وَحُفِرَتْ دُبَالٌ وَمَتَابَعِرَىٰ هَذَا الْمَجْرَىٰ لَطَالَ

وَقَلَّهَ مَا تَعَطَّلُوا النَّفْسَةَ اُظْهَارًا۔ احتجاج طبرسی ص ۱۲۸ مطبوعہ ایران

(ترجمہ) اگر وہ سب چیزیں میں تجھے ہاں تفصیل بتا دوں جو آیتیں قرآن مجید سے نکال ڈالی گئیں اور تحریف کی گئیں اور ان کے قائم مقام بدل دی گئیں تو بات لمبی ہو جائے گی اور جس راز کے افشا کرنے سے تقیہ مانع ہے ظاہر ہو جائے گا۔

ناظر دیکھیں یہ عبارت احتجاج طبرسی کی ہے جس کے مصنف احمد بن ابی طالب طبرسی ہیں۔ آپ مذہب شیعہ کے معتبر مجتہد ہیں۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ اس کتاب میں امام عسکری کے سوا اور جس قدر ائمہ کرام کے اقوال ہیں ان پر اجماع ہے یا ان کو کتب میر اور عقل سے تائید حاصل ہے اس معتبر کتاب میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ناظرین کے سامنے ہے۔ عبارت اور اس کے ترجمہ کو بار بار پڑھیں اور شیعوں کی قرآن دشمنی کا کھوج نکالیں۔

اگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

آیات کلام مجید میں کمی بیشی

عبارت ۲۔ عن هشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قَالَ إِنَّ الْقُرْآنَ الَّذِي جَاءَ بِهِ جِبْرِيلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ

سَبْعَةُ عَشَرَ أَلْفَ آيَةٍ۔ (احوال کافی باب النوازل ص ۶۷)

(ترجمہ) امام جعفر نے فرمایا کہ جو قرآن مجید جبریل علیہ السلام پر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر لائے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔ اور ظاہر ہے کہ موجودہ قرآن مجید میں ۶۶۶۶ آیتیں موجود ہیں۔

لہذا نصت سے زیادہ قرآن نکل گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ (شیعوں کے نزدیک)

عبارت ۳، قَالَ السَّيِّدُ الْمَعْدَنُ **تحریف قرآن کی روایتیں صریح اور متواتر ہیں** الْجَنَائِزُ مِمَّا مَعَنَا اِنَّ الْاَصْحَابَ

قَدْ اَطْبَقُوا عَلَى صِحَّةِ الْاَعْبَارِ الْمُسْتَغْنَى الْمُتَوَاتِرَةِ الدَّلَالَةِ بِصَرِيحِهَا عَلَى دُورِ
التَّحْرِيفِ فِي الْقُرْآنِ - (فصل الخطاب ص ۳)

(توجہ) شیعوں کے تمام دستوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کی تحریف پر احادیث متواترہ بالصرحت دلالت کرتی ہے۔ یحییٰ شیعوں کے دُحُول کا پول کھل گیا اب بھی کوئی ٹھکانہ یہ کہہ سکتا ہے کہ شیعوں کی تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں۔ جبکہ اسی فصل الخطاب ص ۲۲ میں چل کر لکھتے ہیں اِنَّ الْاَعْبَارَ الْاَلْفَ تَزِيدُ عَلَى اَلْفِي حَدِيثٍ (ترجمہ) تحریف قرآن کے بارے میں شیعوں کی کتابوں میں دو ہزار سے زیادہ روایتیں موجود ہیں۔

عبارت ۴، علامہ حسن کاشی (شیعہ) تفسیر صافی کے دیباچہ **قرآن کی عدم سالمیت** میں لکھتے ہیں: اِنَّ الَّذِي بَيْنَ اَعْيُنِنَا لَيْسَ بِتَمَامٍ
كَمَا اُنْزِلَ عَلَى مَوْلَانَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بَلْ رُمِيَ مَا اُنْزِلَ اللہُ وَفِیْہٖ مَلْهُوٌّ مُّغَيَّرٌ
وَمَعْدُوْلٌ وَاِنْ شُدَّ حُذُوْفٌ مِنْہٗ اَشْیَاءٌ كَثِیْرَةٌ ۱۲۰

(توجہ) بیشک یہ قرآن مجید پورا نہیں جیسا کہ سرور کائنات پر اترا بلکہ بعض دی ہے اور بعض بدلا ہوا ہے اور بعض سے بہت سی چیزیں حذف کی گئی ہیں۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہو گیا کہ شیعوں کی تحریف قرآن مجید کے قائل نہیں ہیں اور جو لوگ برسرِ عام مزبورہ قرآن مجید کی حقانیت اور محفوظیت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ سراسر جھوٹ بکتے ہیں اور تفسیر کی آڑ لے کر خلق خدا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مزید المینان کے لئے ذیل کی عبارتیں پڑھیے اور شیعوں مذہب کی حقیقت سمجھیے۔

ترتیب قرآن کے متعلق شیعوں کا عقیدہ | فصل الخطاب ص ۳ عبارت ۵
وَرَأَىٰ كَيْسَ أَيُّعَا عَلَى الْقَرْيَةِ

الْمُرْضِي عِنْدَ اللَّهِ وَعِندَ رَسُولِهِ -

(ترجمہ) تحقیق قرآن مجید اس ترتیب پر نہیں ہے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند ہو۔

قرآنی عبارت کی سالمیت کا انکار | احتجاج طبرسی ص ۱۲۵ عبارت ۶
إِنَّهُمْ أَثْبَتُوا فِي الْكِتَابِ مَا لَمْ يَكُنْ لَآ
اللَّهُ لِيَلْبِسُوا عَلَى الْغُلَيْقَةِ -

(ترجمہ) تحقیق سنا کر انہوں نے قرآن مجید میں ایسی عبارتیں درج کر دیں جو کہ خدا تعالیٰ نے نہیں فرمائی تھیں تاکہ مخلوق کو دوسواریں ڈالیں۔

(تعلیل) بھلا جس گروہ کا یہ عقیدہ ہو کہ موجودہ قرآن مجید کلام الہی اور بندوں کے کلام کا مجموعہ ہے تو کیا اس کے نزدیک قرآن مجید معتبر اور معتمد علیہ سمجھا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

قرآن مجید منافقوں نے اپنے خیال کے مطابق بنایا | احتجاج طبرسی ص ۱۳ عبارت ۷
فَنَسَىٰ مَنْ مَّنَادٍ مِّمَّنْ كَانَ

عِنْدَهُ شَيْئٌ مِنَ الْقُرْآنِ فَلْيَا تَوَادُّوْا وَكَلِّمُوا تَابِلَيْتُهُ وَنَظَّمُوا إِلَى الْبَعْثِ مَنْ وَاقْتَمَمُوا
إِلَى مَعَادَاتِ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ فَالْتَفَتُوا ذُرُوعًا اِخْتِيَارِ هَسْ وَزَادُوا فِيهِ مَا ظَهَرَ مِنَّا كُرْهُ
وَتَنَافَرُوا وَالَّذِي بَدَأَ فِي الْكِتَابِ مِنَ الْإِسْرَاءِ عَلَى الْبَيْتِ مِنْ فِرْيَةِ الْمُلْحِدِينَ -

(ترجمہ) صحابہ کے منادی نے یہ اعلان کیا جس کے پاس قرآن مجید کا کچھ حصہ ہو پس اٹھ آئے اور اس کی تالیف اور نظم انہوں نے بعض ایسوں کے سپرد کی جو کہ خدا تعالیٰ کے دوستوں کی دشمنی میں ان کے موافق تھے پس ان کے صاحب اختیار نے اس کی تالیف شروع کی اور اس قرآن کے اندر ایسی باتیں بڑھادیں جن کا خلاف نصامت اور قابل نفرت ہونا ظاہر تھا اور جو سرور کائنات کی قرآن مجید میں معجزاتی کی گئی ہے یہ ان بے دینوں کے افتراء اور بہتان کے سبب سے ہے۔

عبارت ۷

اصلی قرآن مجید میں ائمہ کرام کے نام موجود تھے (شیعوں کا قرآن پر بہتان) دَعَتْهُ

عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ طُرِحَ مِنْهُ أَيْ كَثِيرٌ وَدُلُّوا قُرَيْشَ الْقُدْسَ كَمَا أُنْزِلَ
لَا لَغَيْبَةٍ فِيهِ وَمَسْمُومِينَ -

(ترجمہ) امام باقر سے منقول ہے کہ قرآن کا بہت سا حصہ نکال دیا گیا اگر قرآن جیسا نازل ہوا
وہاں پر عاجز تھے تو اسے مخاطب ہمارے ناموں کو اس قرآن میں ضرور موجود پاتا۔

وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ

وہ آیتیں جن میں تحریف کی گئی (قرآن میں غلطی کی پہلی روایت)

وَرَسُولَهُ فِي وَلَايَةٍ

عَلَى فَقَدْ قَارَأَ قَوْلَ اعْظِمْنَا هَكَذَا أَنْزَلْتُ رَسُولَ كَافٍ بِأَبِيهِ نَكَتٌ وَنَفَثَ فِي السُّبُلِ فِي الْوَلَايَةِ
(ترجمہ) امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اصل میں وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فِي وَلَايَةٍ عَنِ تَحَا
(اور آگے کہتے ہیں) اسی طرح نازل ہوئی ہے آیت۔

لچند ضروری نوٹ (۱) شیعہ لوگ ہر اچھے بُرے مطلب کو امام جعفر صادق کی طرف
منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان پلیدیوں سے مبرا اور منزه ہیں۔

(۲) امام باقر سے حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ یہ لطیفہ بھی معلوم ہوا کہ نور عظیم
کا وہ صرف انہیں لکھا کہی الامت پر ہے جو ولایت علی سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان ہذا البحتان عظیم۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قرآن مجید میں غلطی کی دوسری روایت (اصول کافی) لَقَدْ عَجِدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلُ

كَلِمَاتٍ فِي مَعْمَدٍ وَعَلَى وَفَاطِمَةَ وَالْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ فَلَا يُشَقُّ مِنْ دُونِ تَبَعِهِمْ فَتَنِي هَكَذَا
وَاللَّهُ أَنْزَلْتُ عَلَى مَعْمَدٍ - یعنی قرآن مجید لَقَدْ عَجِدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلُ کلمات فتنی

غلط ہے حقیقت میں فی معتمد و علی و فاطمہ و الحسن و الحسين تھا اور مذکور قسم خدا تعالیٰ نے
نازل اسی طرح فرمایا مگر دشمنوں نے کٹ کر نکال دیا۔

یہ ہیں علماء شیعہ اور علماء شیعہ کے نزدیک ائمہ معصومین کی علمیت سچ ہے کہ خدا تعالیٰ محبوب کسی کو گمراہ کرتا ہے تو پہلے ذہنیت سلب کر لیتا ہے۔ بھلا کہاں آدم علیہ السلام سے خداوندی ہے اور اس کی اہمیت اور کہاں یہ بے تکی بات اور بے ڈھنگا جوڑ۔

قرآن مجید میں غلطی کی تمیزی روایت (اصول کافی) اَمَّا مَا كَانَ خِلَافَ مَا نَزَلَ اللَّهُ فَمَوْقُولُهُ تَعَالَى كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ

اُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِقَارِي هَذِهِ الْآيَةِ خَيْرَ أُمَّةٍ يَشْكُلُونَ أَوَّلَ الزَّمَانِ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ بَنِي عَقِي فَقِيلَ لَهُ فَكَيْفَ نَزَلَتْ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّمَا أُتِيْتُ بِخَيْرِ أُمَّةٍ اُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ (تشریح) تفسیر قمی میں جہاں ان آیات کو پیش کیا گیا ہے جو قرآنی عبارت کے خلاف ہیں وہاں یہ آیت بھی ہے کہ ایک قاری نے امام جعفر صادقؑ کے سامنے کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ پڑھا آپ نے فرمایا اچھی انت ہے جس نے حضرت علی المرتضیٰؑ اور حسین مکرّمین کو قتل کیا تو پھر پوچھا گیا کہ یہ آیت کس طرح نازل ہوئی ہے اسے رسول اللہ کے بیٹے پس آپ نے فرمایا نازل ہوئی ہے۔

خدا جانے یہ لوگ کس جہاں میں لیتے ہیں نہ تو ائمہ کرام پر بہتان تراشی سے گریز کرتے ہیں اور نہ غلط بیانی سے ڈرتے ہیں۔

معمولی سے معمولی تعلیم یافتہ انسان بھی اگر غور سے کام لے تو وہ بھی شیعوں کی اس غلط روی اور کج فہمی پر مطلع ہو سکتا ہے۔

کہاں آیت میں فریضہ تبلیغ کا امت محمدی کے لئے ضروری ہونے کی اہمیت اور کہاں ائمہ پر اس کا حصر۔ بالفرض اگر آیت کو شیعوں کے قول کے مطابق اسی طرح مان لیا جائے تو پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف ائمہ کرام پر ہی فرض رہے گا۔

(۱) تو سوال یہ ہے کہ شیعوں کے نزدیک جب حضرت علی المرتضیٰؑ خیر ائمہ ہیں تو انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کیوں ترک کیا جبکہ شیعوں کے مبنی فاسد کے پیش نظر

منہج نبوی فساد کے ہاتھ میں چلا گیا تھا۔ قرآن مجید میں بشری کلام کو داخل کیا جا رہا تھا
الہیت کا حق چھینا جا رہا تھا نماز میں بدعتیں شامل کی جا رہی تھیں۔

(۲) مدثر رسول اللہ کے نزدیک ترم نبوی میں دین متین کی جگہ کی جا رہی تھی۔ خدا نخواستہ
انہوں نے اگر اصرار بالمعروف کو ترک کیا تو کیا شیعوں کی روایت کے مطابق حضرت علی المرتضیٰ
حیدر کراما و غیر ائمہ باقی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ کون ایسا کج فہم انسان ہے جو ظاہری
نفس کے مطلب کو چھوڑ کر قائم کیا الہیت کو غیر ائمہ کا مصداق قرار دے دے۔
فانہم ولا تکن من الجاہلین۔

قرآن مجید میں غلطی کی چوتھی روایت (اسول کافی ص ۳۱۱) **عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ**
عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْ إِعْمَلُوا
فَیْرَی اللّٰہُ وَرَسُولُہُ وَالْمُؤْمِنُونَ فَآلِ بَابٍ حَکْمًا اَنْزَلَتْ اِخْمًا حِیْ وَالْمَا مُؤْمِنُونَ
فَنَحْنُ اَمَّا مُؤْمِنُونَ۔ یعنی قرآن مجید میں مؤمنون کا لفظ غلط ہے اصل میں والمؤمنون تھا
اللہ ہی مامور ہیں۔

قرآن مجید میں غلطی کی پانچویں روایت (تفسیر سانی ص ۱۱۱) **قُرِئَ سَلَىٰ اَبِی عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ**
السَّلَامُ وَاجْعَلْنَا الْمُتَّقِیْنَ
اِمَامًا فَقَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰہِ وَاجْعَلْنَا اِمَامًا اَعِیْنِی وَاجْعَلْنَا غُلَطًّیَّہُ وَاجْعَلْنَا اِمَامًا
ہے المتقین غلط ہے من التین سمع ہے۔ ۵۔ بین تفاروت راہ از کجا است تا کجا۔

قرآن مجید میں غلطی کی چھٹی روایت (کافی کتاب الرضا ص ۱۱۱) **عَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ قَا**
نَزَلَ اللّٰہُ سَیِّئَتَہُ عَلٰی رَسُوْلٍ
وَقُلْ عَلٰی دَاوٰدَہُ یَجْنُوْدُہُمْ تَرُوْہَا۔ مالا لمحہ حقیقت میں نازل اللہ کیستہ علی رسول ہے۔

قرآن مجید میں غلطی کی ساتویں روایت (اسول کافی ص ۲۶۲) **عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَا**
نَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ

عَلَى مَحْتَدٍ سَعَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَنَحْنُ بِهَذَا الْآيَةِ هَلَكْدَايَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَوْ أَكَلْتُم مِمَّا
نَزَّلْنَا فِي تَوْرَةٍ قَبْلُهَا ۚ ۱۲ حالانکہ فی علی کے درمیان میں لائے سے آیت کا منہ بول عدم ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں غلطی کی انھوں نے روایت (اسول کافی ص ۱۰۰) | سَالِ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ
لِلْكَافِرِينَ بَلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْ | لَعَنَ دَاخِلُ حَالًا لَمْ يُولَإِيهِ عَلَى كَإِيهَاں مَطْلَاً جَوْرُ لُكْ هِیْ نَهْیْ سَكْتَا۔

قرآن مجید میں غلطی کی نوں روایت (اسول کافی ص ۱۰۰) | فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَلْ
مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي
قِيلَ لَهُمْ ذَا نَزَّلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ۔

لمحہ فکر یہ | ناظرین شیعوں کی دیرہ دیر غلط بیانی اور طوطا پشی ملاحظہ فرمائیے خدا قرآن مجید کو اس آیت
کے مضمون کو پڑھیں کیا اس آیت کا آل محمد کے ساتھ ذرہ بھر بھی تعلق ہے۔

فرق قابل تشیع ہمیشہ سے اس کو شش میں لگا ہوا ہے کہ کسی طریقہ سے متیقن اکثر اور فاروق اعظم
عثمان غنیؓ اور عائشہ صدیقہؓ کو آیات قرآن مجید سے مجرم اور ظالم ثابت کیا جائے چنانچہ اس آیت
کی تحریف میں بھی ان کی ناپاک مسامی کو دخل ہے حالانکہ اہل علم طبقہ جانتا ہے کہ اس آیت کو یاران نبیؐ کو
جان نثاران مصطفیٰؐ کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ لیکن بالفرض اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو میں
شیعہ مجتہدین سے پوچھتا ہوں۔

(۱) کیا تمہارے نزدیک، اہلبیت پر ظلم کرنے والوں سے مراد واقعی اصحاب ثلاثہ ہیں۔

(۲) اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو ان کے علاوہ جو لوگ ظالم ہیں ان کا تعین فرمائیے۔

(۳) اور اگر جواب اثبات میں ہے تو بتائیے ان پر آسمان کی طرف سے کون سا عذاب نازل ہوا۔

(۴) کیا یہی کہ ان کو زندگی میں خدمت کرنے کا موقع نصیب ہوا اور مرنے کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں جگہ ملی۔

(۵) کیا یہی کہ ان کو تسلط ملا اقتدار ملا، کون نے کون سے ذریعہ سے اسلام پھیلا دیا، یہی ملک

سیکھو دوں شہروں اور ہزاروں قصبوں میں اللہ تعالیٰ کا کلمہ پہنچا یا آج بھی ان کے جوتوں کی برکت سے ہم پر دین کا اثر باقی ہے۔

قرآن مجید میں غلطی کی دسویں نہایت | حالانکہ قرآن مجید میں بولایہ علی کا لفظ نہیں ہے۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

مذکورہ بالا مبحث کا خلاصہ | مذکورہ بالا شیعی روایات کو اگر بغور دیکھا جائے تو قرآن مجید کے متعلق شیعوں کے حسب ذیل عقائد معلوم ہوتے ہیں دوبارہ چرچے اور الطینان کیجئے۔

عبارت ۱۱ احتجاج طبرسی ص ۱۳۸

(۱) بہت سی آیتیں قرآن مجید سے نکال دی گئیں

” ”

(۲) بہت سی قرآنی عباراتیں بدل دی گئیں

عبارت ۱۲ اصولی کافی ص ۴۶

(۳) اصلی قرآن مجید کی آیتیں سترہ ہزار تھیں لہذا یہ قرآن ناقص ہے

عبارت ۱۳ فصل الخطاب ص ۳

(۴) تحریف قرآن کے مسئلہ پر اکثر شیعوں کا اتفاق ہے

عبارت ۱۴ ”

(۵) کتب شیعہ کی متواتر حدیثیں تحریف قرآن پر ملاحظہ دلالت کرتی ہیں

عبارت ۱۵ ” ”

(۶) تحریف قرآن کے متعلق شیعوں کی کتابوں میں دو ہزار سے زیادہ حدیثیں ہیں

عبارت ۱۶ دیباچہ تفسیر صافی

(۷) موجودہ قرآن مجید ناقص ہے

عبارت ۱۷ فصل الخطاب ص ۳

(۸) قرآن مجید کی ترتیب خدا کی مرضی کے خلاف ہے

عبارت ۱۸ احتجاج طبرسی ص ۲۵

(۹) قرآن مجید میں ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا تعالیٰ نے نہیں کیں

عبارت ۱۹ ” ”

(۱۰) موجودہ قرآن مجید کو اولیاء الدین کے دشمنوں نے جمع کیا ہے

عبارت ۲۰ ” ”

(۱۱) موجودہ قرآن مجید میں غلط فہمیاں اور قابل نفرت الفاظ موجود ہیں

عبارت ۲۱ ” ”

(۱۲) قرآن مجید میں سرور کائنات کی ہنگام بھی کی گئی ہے۔

حضرات اہلب آپ نے معلوم کر لیا کہ موجودہ قرآن کے متعلق شیعوں کے یہ خیالات ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک جو قرآن معتبر ہے وہ کیا ہے اور کہاں ہے اس کے جواب میں ذیل کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

شیعوں کا قرآن اور اس کی حقیقت (اصول کافی ص ۴۷ مطبوعہ نو لکثور)

عَنْ أَبِي بصيرٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي أَسْأَلُكَ عَنْ مُسْأَلَةٍ أَهْمُنَا أَهْلَ بَيْتِكَ كَلَامِي قَالَ فَرَفَعَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَوَابِيكَهُ وَبَيَّنَّ بَيْتَ أَهْلِكَ فَطَلَعَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ يَا بَا مُحَمَّدٍ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ قَالَ خُذْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي شَيْعَتُكَ يَتَّخِذُ ثَوْنًا أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ عَلِيًّا يَا بَا يُفْتَحُ لَهُ مِنْهُ أَلْفُ بَابٍ فَقَالَ يَا بَا مُحَمَّدٍ عَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلْفَ بَابٍ قَالَ قُلْتُ وَاللَّهِ هَذَا أَعْلَمُ قَالَ فَتَنَكَّتْ سَاعَةٌ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ وَإِنْ عُنْدَنَا الْجَامِعَةُ وَمَا يُدْرِيهِمْ مَا الْجَامِعَةُ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَمَا الْجَامِعَةُ قَالَ صَبِيغَةُ طُولِهَا سَبْعُونَ زِيَادًا يَزِيدُ رِجَالُ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ فَإِنْ عِنْدَنَا الْمَصْصَعُ قَاطِمَةٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا يُدْرِيهِمْ مَا الْمَصْصَعُ فَلِطَمَةٍ قَالَ مَصْصَعٌ مِثْلُ قُرْآنِ نَكْمٍ هَذَا ثَلَاثُ مَرَّاتٍ وَاللَّهُ مَا فِيهِ مِنْ قُرْآنٍ نَكْمٍ حُرُوفٌ وَاجِدٌ.

ابو بصیر راوی نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق پر داخل ہوا پس میں نے عرض کی میں تجھ پر قربان کیا جاؤں میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھ سکتا ہوں کیا یہاں میری بات کو کوئی اور بھی سن رہا ہے پس امام صاحب نے اپنے اور گھر کے درمیان پردہ اٹھایا اور جہانک کے دیکھا پس فرمایا اے ابانہ پوچھ جو چاہے میں نے عرض کی میں قربان کیا جاؤں آپ کے شیعوں کہتے ہیں کہ حضرت سرور کائنات نے حضرت علیؑ کو ایسا باب سکھایا جس سے ہزار باب کھلتے ہیں آپ نے اسے تسلیم فرمایا تو میں نے عرض کی خدا کی قسم یہ تو علم ہے پس آپ نے تھوڑی دیر زمین میں گھر چھپایا

ہمارے پاس جامع بھی ہے اور ان کو کس نے بتلایا ہے کہ جامع کیلئے پس میں نے پوچھا قربان جاؤں جامع کیا ہے فرمایا ایک صحیفہ (قرآن) ہے جو حضور کے ہاتھ سے ستر ہاتھ ہے پھر فرمایا ہمارے پاس سیدۃ النساء کا قرآن (صحف) بھی ہے میں نے پوچھا وہ صحف کیسے ہے فرمایا قرآن ہے جو تہار قرآن جیسے تین قرآن اس میں آجائیں اور غلطی کی قسم تمہارے قرآن مجید کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے۔ سمجھ رہا یہ ہے شیعوں کا قرآن کہ طول ستر ہاتھ عرض اونٹ کی ٹانگ کے مقدار اور کھول کے دیکھو تو قرآن مجید کا ایک لفظ بھی ندارد (اعلنا اللہ عن مثل هذا کتاب) تعجب ہے کہ اتنے بڑے قرآن میں جب ہمارے قرآن کا ایک لفظ بھی نہیں ہے تو نہ معلوم وہ جا پانی بولی میں ہوگا، یا سنسکرت میں۔

شیعہ پاکٹ بک کے چند غلط جملے اور ان کے جوابات | مرزا احمد علی مصنف پاکٹ بک شیعہ نے

اصل بحث کو غلط مٹا کر لے کے لئے دو عنوان قائم کر کے ایک زبردست چالاک کی ہے۔
عنوان ۱:- تقدیس القرآن از شیعہ اہل ایمان
عنوان ۲:- سنی روایات اور قرآن

عنوان ۱ میں من لا یحضرہ الفقیہ ۲۳۷، تنبیح البلاء ۱۶۲، ص ۱۶۳، ممرۃ العقول ۵۲۹، ص ۱۶۵، ص ۸۱۲، ص ۸۹، ص ۱۳۸، ص ۱۴۱، ص ۲۹، صحیفہ علویہ ص ۲۱۲، صحیفہ سجاویہ ص ۱۳۷، معالم الاصول ص ۱۵۲، اصول کافی ص ۵۳ و ص ۱۳۱، زاد المعاد مجلسی ص ۷۷ تک جو توالہ جات پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ دیکھئے ہماری کتابوں میں قرآن مجید کا تذکرہ موجود ہے اگر تم لوگ قرآن مجید کے منکر ہوتے تو یہ ذکر نہ ہوتا حالانکہ یہ ایک زبردست مغالطہ ہے جس سے جاہلوں اور نادانوں کو تور و غلا یا جاسکتا ہے، مگر سمجھدار ایسے ملمع جال میں نہیں پھنس سکتا۔

(۱) واقعہ یہ ہے کہ ان توالہ جات کی عبارت کو اگر بغور دیکھا جائے تو ان میں اظہار حقیقت بغیر قرآن مجید کی فضیلت کے اور کچھ نہیں ملتا لیکن جو مسئلہ ہمارے اور شیعہ کے درمیان متنازع فیہ ہے کہ شیعہ موجودہ قرآن مجید کو ناقص، مبہل اور محرف اور ناقابل قبول ملتے ہیں،

اس کا انکار ان روایات میں نہیں ہے مطلق شایق قرآن کا قائل ہونا اور بات ہے موجودہ قرآن کو محفوظ عن التبدیل والتحریف سمجھنا اور بات ہے۔

(۲) اسی طرح منتخب الرسائل یا جامع عباسی کے جتنے حوالہ جات دیئے گئے ہیں وہ احکام مس القرآن سے متعلق ہیں اور ان میں بھی اصل مجتہد ندارد ہے۔

(۳) اس کے بعد الحمد للقرآن، زاد القلیل اور اعتقاد یہ کی عبارتیں بھی اصل مجتہد پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں کیونکہ اس میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے کلام کا محافظ ہے جس کی تاویل مولوی فرمان علی شیعہ قرآن مجید کے حاشیہ پر یوں بیان کرتا ہے۔ اگر قرآن مجید کا ایک نسخہ بھی دنیا میں محفوظ نہ جائے تب بھی اناللہ محفوظون صادق آسکتا ہے۔

نوٹ ۱۔ گویا شیعوں کے نزدیک سارے جہاں میں صرف ایک ہی نسخہ ہے جسے اصلی قرآن کہا جاتا ہے اور وہ امام مہدی کے پاس موجود ہے۔

مغالطہ ۱ اور اس کا جواب

تقریر مغالطہ | مرزا احمد علی دہلوی تفسیر صافی ص ۱ کی یہ روایت پیش کر کے پبلک کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ قَالَ شَيْخُ الطَّائِفَةِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الطَّلَبِيُّ فِي تَبْيِينِهِ مَا مَا انْكَرَامُ فِي زِيَادَتِهِ وَنَقْصَانِهِ فَسَالَا يَلِيْقُ بِهِ لَإِنَّ الزِّيَادَةَ فِيهِ فَجُمِعَ عَلَى بَطْلَانِهِ وَأَتَا لِنَقْصَانٍ مِنْهُ فَانْطَاحِرًا يَضَاهُ هَبُّ الْمُسْلِمِينَ خِلَافَ وَهُوَ بِالصَّحِيحِ مَذْهَبُنَا يَعْنِي شَيْخُ الطَّائِفَةِ فَرَمَاتے ہیں کہ قرآن مجید میں کمی بیشی کے متعلق بات چیت کرنا بے سود ہے کیونکہ زیادتی تو بالاجماع باطل ہے رہا نقصان وہ بھی مسلمانوں کے مذہب کے خلاف ہے اور ہمارے صحیح مذہب کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

(جواب) | مرزا احمد علی صاحب آپ شیخ الطائفہ کا قول نقل کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اولاً تو شیخ الطائفہ کا درجہ علماء شیعہ کے نزدیک ایک مجتہد کا ہے جو

مذہب شیعہ کی پوری ترجمانی نہیں کر سکتا۔

ثانیاً یہ کہ شیخ الطائفہ کی عبارت کا ایک ایک لفظ اپنی اپنی جگہ پر قابل اعتراض ہے اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ زیادتی تو بالاجماع باطل ہے حالانکہ یہ صراحتاً مجبوت ہے کیونکہ احتجاج طبرسی ص ۱۲۱ میں وارد ہے اَلْتَّحَصُّوْا فِی الْکُتُبِ مَا لَمْ یَقُلْہُ اللّٰہُ یعنی ان صحابہؓ نے قرآن میں ایسی چیزیں بڑھادی ہیں جو خدا تعالیٰ نے نہیں فرمائیں، سو معلوم ہوا کہ شیخ الطائفہ صاحب نفاہ بیان میں تفسیر سے کام لیا ہے جو کہ شیعہ کے نزدیک افضل ترین عبادت ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں رہا نقصان تو وہ بھی مسلمانوں کے نزدیک خلاف مذہب ہے اگر ان کی مراد مسلمانوں سے اہلسنت والجماعت ہیں تو چشم مارو شن دل ماشاد، لیکن طائفہ شیعہ کے لئے بہت بھاری تیر ہے اور خدا نخواستہ اگر ان کی مراد مسلمانوں سے شیعہ صاحبان ہیں تو پھر

ہر عقل و ہمت بیاید گریست

اور محض تفسیر کی آڑ میں ان کی خوش فہمی سمجھئے یا دیدہ و لیری کیونکہ ان کی کتابوں میں امام جعفر صادق کی روایت موجود ہے فرماتے ہیں۔ قَدْ طَرِحَ مِنْهُ اَشْیَ کَثِیْرٌ۔

ترجمہ (۱) اس قرآن مجید میں سے بہت سی آیتیں نکال دی گئی ہیں۔

(جواب) شیعہوں نے جب اپنے اصلی قرآن کی آیتیں اور ان کی تعداد امام معصوم کی زبان سے بتادی ہیں تو اس کے مقابلے میں ایسی غلط عبارتیں پیش کرنا اپنے جہل کا اقرار کرنا ہے۔

(جواب) احتجاج طبرسی ص ۱۱۹ تا ۱۲۱ میں ہے کہ ایک زندقہ پر وقت نے حضرت علی المرتضیٰ کے سامنے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھ کر اعتراضات بیان کئے جس کے بیان میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا اَمَّا قَدْ مَتَّ ذَکْرُہُمْ مِّنْ اِسْقَاطِ الْمَنَافِقِیْنَ مِّنَ الْقُرْآنِ ترجمہ (۱) اس کی وجہ وہی ہے جو میں تمہارے پہلے بیان کر چکا ہوں جو کہ منافقوں نے قرآن مجید سے بہت کچھ نکال ڈالا ہے۔

بتائے مرزا صاحب اب بھی شیخ الطائفہ کا قول آپ کے لئے مؤید و مثبت ہو سکتا ہے۔
ہم صدمے میں دیتے دم فریادیوں کتے نہ کھتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مغالطہ ۲ اور اس کے جوابات | اس کے بعد مروتہ العقول ص ۱۷ کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں۔

فَمَذْهَبُ الصَّدُوقِ وَابْنِ بَابُوِيَهٍ وَجَمَاعَتِهِ إِلَى أَنَّ الْقُرْآنَ لَمْ يَتَغَيَّرْ عَمَّا أُنْزِلَ (توجہ) اس مذہب صدوق اور ابن بابویہ اور اس کی جماعت کا ہے کہ جس طرح قرآن نازل ہوا ہے اس سے نہیں بدلا گیا۔ ۱۲

(جواب) صدوق اور ابن بابویہ کا مذہب انفرادی مذہب ہے وہ قطعاً شیعہ کے پورے مذہب کی ترجمانی نہیں کر سکتا جبکہ اقلیت میں ہیں۔ اقلیل کا عدم۔

(جواب) اگر صدوق و ابن بابویہ کا مذہب تسلیم کر لیا جائے تو بتائیے انہوں نے آج تک قائمین تحریف کی تکفیر کی یا تحریفی روایات کا ترتیب وار جواب دیا یا تمام شیعوں نے ان کے مذہب کو قبول کرتے ہوئے اپنے مذہب سے توبہ کی فَأَنُؤَابِحَانِ كُنْتُ تُحْصِدِ قِيْنَ (جواب) حقیقت میں پہلے کی طرح یہ بھی ایک چال ہے جس سے خلق خدا کو دھوکہ دینا مقصود ہے۔

ورنہ جب اصول کافی ص ۱۳۲ مطبوعہ نوکشور میں ہے۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يَقُولُ مَا آدَى إِلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَجْمَعَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ كَمَا أُنْزِلَ إِلَّا كَذَابٌ وَمَا جَمَعَهُ وَمَا حَفِظَهُ كَمَا نَزَّلَهُ اللَّهُ إِلَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَآلِ اْحَمَّةٍ مِنْ بَعْدِهِ (توجہ) حضرت جابر نے کہا میں نے امام محمد باقر سے سنا وہ کہتے تھے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نے سارے قرآن کو جمع کیا جیسا نازل ہوا وہ کذاب ہے تحریف کے مطابق بغیر علی بن ابی طالب کے نہ کسی نے جمع کیا اور نہ کسی نے یاد کیا ۱۲ تو پھر انکار کرنا کیسا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ موجودہ قرآن مجید شیعہ کے نزدیک غیر مکمل اور غیر مرتب ہے اصلی قرآن وہی ہے جو علی المرتضیٰ اور ائمہ کرام کے پاس موجود ہے لہذا مرزا صاحب کی پیش کردہ عبارتیں بالکل ہی ناقابل قبول ہیں۔

لا اکھوں چھپایا راز مجت نہ چھپ سکا : آنکھوں نے رو کے یار سے اظہار کر دیا

مغالطہ ۳ اور اس کے جوابات | انیس الاعلام اور مصائب النوائب ص ۲۹ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ محققین شیعہ تحریف و تبدیل قرآن کے قائل نہیں ہیں۔

(جواب) کیا دیدہ دلیری ہے کہ حوالہ جہات کا ٹھیسر لگا دیا اور اصلی مطلب کو پھیلایا (مرزا صاحب) کیا آپ کے نزدیک احمد بن ابی طالب طبرسی، باقر مجلسی مصنف حیات القلوب و جلاء العیون، محمد بن یعقوب کلینی مصنف اصول کافی اسی طرح علامہ کاشی اور آلزمیں سے حضرت حیدر کرار امام جعفر صادقؑ یہ سب کے سب غیر محقق ہیں جبکہ یہ سب کے سب آپ کے نزدیک تحریف تبدیل تغیر تزیید ناقص قرآن کے قائل ہیں۔ ۵

اَلْکَہَا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا (جواب) افسوس کہ مرزا صاحب اپنی پیاری تصنیف (الانصاف فی الاستخلاف) کو بھول گئے اگر آپ اس مغالطہ کے پیش کرنے سے پہلے اسی کتاب کا دوبارہ مطالعہ فرمائیے تو آپ کو ایسی مابلانہ غلطی کرنے کی جرأت نہ ہوتی، عبارت یوں ہے۔

”حضرت عثمانؓ کا قرآن کی نقلوں کو پھیلانا مسلم! لیکن ترتیب قرآن ان کی غفلت از اسلام کو طشت از بام کرتی ہے اگر وہ حضرت علیؓ کے جمع شدہ قرآن کو رائج کرتے تو ان پر کوئی الزام عاید نہ ہوتا آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ہم نمونہ کے طور پر اس ترتیب کی چند غلطیوں کو ظاہر کرتے ہیں ۱۲

ناظرین مرزا صاحب کی دورنگی چال کو آپ نے یقیناً بھانپ لیا ہو گا کہ برسر اعلان قرآن مجید کی تحریف و تبدیل کا انکار کرتے ہیں لیکن درپردہ اپنی تصنیفات میں نہ صرف اقرار کرتے ہیں بلکہ ترقیبی غلطیوں سے آگاہی کی بھی خبر دے رہے ہیں۔ ۵

آنکس کہ نہ اند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابدال دہر برساند پھر ترقیبی غلطیوں کی آگاہی پر صرف اتنا نہیں ہے بلکہ تبرا اور گالی گلوچ جیسی پلید اور خبیث فضا کو بھی تنا دل فرمانے لگے ہیں۔ بدیں الفاظ کہ لیکن ترتیب قرآن ان کی غفلت از اسلام کو

ہے کیونکہ اس نے اصول کافی کے اندر تحریف کی بے شمار روایتیں نقل بھی کی ہیں اور ان کی تردید بھی نہیں کی اور ساتھ ساتھ اقل کتاب میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اس کتاب میں میں نے معتد علیہ روایتیں نقل کی ہیں اسی طرح قمی صاحب، ان کی تفسیر تو روایات تحریف سے لبریز ہے، رہے طبری صاحب وہ بھی وہی لائن چلے ہوئے چلے گویا سارا دوسے کا آواہی ختم ہے۔

چند تاریخی واقعات سے حقیقت کا انکشاف

انکار کر دیتے ہیں مجھے ان کی اس دید و دلیری اور غلط بیانی پر حیرت سی آتی ہے دور نہ جائیے صرف اسی روایت کو لے لیجئے اس روایت میں شیعوں کے دو بڑے مشائخ کا ذکر ہے ایک حضرت کلین صاحب اور دوسرے قہر قمی صاحب، اقل جٹاگرد ہیں تو ثانی استاذ دونوں ایک ہی جگہ کے پاٹ ہیں اور ایک ہی جگہ تک کے پرنا لے، گویا تحریفی پارٹی کے ایک ناظم ہیں تو دوسرے پر وہی گنڈہ سیکڑی۔

قہر قمی صاحب کے متعلق فہرست طوسی مطبوعہ مکتبہ ص ۲۹۹ میں لکھا ہے عَنِ ابْنِ إِسْرَاطِیْمَ بْنِ حَالَسِیْمٍ اَنْقَضَتْ اَبُو الْحَسَنِ ثِقَةً فِي الْعَدِیْثِ نَبَتْ مُعْتَدَ صَحِیْحُ الْمَذْهَبِ ۱۲ یعنی قمی صاحب کچے مقدم ہیں صحیح المذہب ہیں اور کلینی صاحب کی ولادت ۱۸۰ م سن عسکری کے زمانہ میں ہوئی ہے اس زمانہ میں اصحاب ائمہ کا زیارت کرنا یقینی امر ہے ویسے ان کے متعلق شیعی حلقوں میں عام مشہور ہے کہ آپ نے امام صاحب الامر کے سفروں سے بھی ملاقات کی ہے اور ان کی وساطت سے اپنی کتاب کافی بھی دکھلائی ہے لہذا غیبت معفری کے آخر زمانہ تک جس موثق کتاب میں نہایت شہود کے ساتھ جس مسئلے کا ذکر کیا گیا ہو وہ یقیناً اس مسئلے کی حقانیت اور واقعیت پر دلالت کرتا ہے سو معلوم ہوا اس زمانہ تک بلا اختلاف ائمہ کرام اور ان کے شیعوں صاحبان تحریف و نقصان قرآن کے قائل تھے اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ لوگ تحریف کے قائل ہوئے کیوں؟ میں کہتا ہوں کہ اگر شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہ ہوتے تو ان کے مذہب کا ایک حصہ بھی نہ بچتا تو یوں سمجھئے کہ شیعوں کو یقین تھا کہ قرآن کی مسالیت میں ہماری موت ہے لہذا تحریف قرآن کا عقیدہ دنیا میں مشہور کر کے انہوں نے اپنے آپ کو بچا لیا۔

بدنام ہوئے تو کیا نام نہ ہوگا

بیان وجہ :- اولاً یہ کرشیو مسند امامت کو ایمان کے اصول میں شمار کرتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں اس کا ہم و نشان نیک نہیں ہے۔

ثانیاً شیعوں نے چند افراد کے تمام صحابہ کرام کے دشمن ہیں اور ان کو بے ایمان تصور کرتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں بلکہ ایمان کی تعریفیں موجود ہیں۔
ثالثاً حضرت عثمان کو ملعون بنانا تھا۔

اگر تحریر قرآن کے من گھڑت مسئلے کو مشہور کر دیتے تو قطعاً نہج سکتے تھے اب جب ہی ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ صاحب یہ مسئلہ کیا اصل قرآن مجید سے ثابت کیجئے تو فوراً ان کا جواب یہ ہے کہ نہ موجودہ قرآن سالم ہے اور نہ ہمارا مذہب اس میں موجود ہے۔

موجودہ قرآن پر شیعوں کے چند اعتراضات | جب شیعی مجتہدین اور ذاکرین مسئلہ ایمان بالقرآن میں تنگ آنے لگتے ہیں تو اپنے بپاؤ اور سوادِ اعظم حضرات اہلسنت کو ملوم ٹھہرانے کے لئے چند اعتراضات کیا کرتے ہیں۔ جن میں سے بعض کو تو مرزا صاحب نے "شیعہ پاکٹ بک" میں درج کر دیا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو ان کی باقی کتابوں میں موجود ہیں۔ اسی بنا پر ذیل میں ہم سب سے پہلے شیعی اعتراضات نقل کریں گے اس کے بعد ان کے جوابات تحریر کریں گے۔

شیعوں کا پہلا اعتراض اور اس کے جوابات | (۱) اسقط ابن مسعود عن مصحفہ ام القرآن والمعوذین

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود نے اپنے قرآن سے سورۃ فاتحہ کو مٹا دیا تھا (مخبرات امام راغب)
(۲) کہ یکتب ابن مسعود شیئاً منہن یعنی عبداللہ بن مسعود نے سورۃ فاتحہ اور معوذتین میں سے کچھ بھی نہ لکھا۔

(جواب ۱) مرزا احمد علی نے یہ دونوں حوالے اپنی پاکٹ بک میں نقل کر کے سنیوں پر زبردست الزام لگایا ہے انہوں نے مرزا صاحب نے اپنی امدادی کیفیت کی تائید میں کوئی

میں رعایت نقل نہ کی۔ مرزا احمد علی کو معلوم ہونا چاہیے کہ سواد اعظم شیعوں کی طرح ہر طے یا پس روایتوں کا قائل نہیں ہے اور نہ ایسی روایتیں پیش کرنے سے الہنت پر حملہ کیا جاسکتا ہے مرزا صاحب تو ماشاء اللہ کج علامہ حائری کا پس خوردہ کھا کر خواب فرگوش سے بیدار ہو رہے ہیں لیکن محققین الہنت نے آپ سے پہلے ان روایتوں کی تحقیق لکھ کر تمام شہادت کا جواب دے دیا ہے کاش کہ مرزا صاحب اپنی آنکھوں سے عصبک شیشے امار کر ان تحقیقات کا غور سے مطالعہ فرمانے کی زحمت گوارا کر لیتے **اللَّهُمَّ وَفِّقْهُ تَوْفِيقًا حَسَنًا** اچھا بیٹے۔

(۱) **أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْمَعْوِذَتَيْنِ وَالْفَاتِحَةَ مِنَ الْقُرْآنِ وَأَنَّ مِنْ جَعَدَ مِنْهَا شَيْئًا خَفَرَهُ مَا نَقَلَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ صَعْصَعِ بْنِ (ترجمہ) سب مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق (اجماع) ہے کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن سے ہے جس نے اس بات کا انکار کیا وہ کافر ہے اور جو کچھ عبداللہ بن مسعود سے نقل کیا گیا ہے وہ غیر صحیح ہے۔ اگر اس پر اعتبار نہ آئے تو اور سن لیجئے۔**

(۲) علامہ فخر الدین رازی اپنی قابل محبت تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔ **وَالْأَغْلَبُ عَلَى الظَّنِّ أَنَّ نَقَلَ هَذَا الْمَذْهَبِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ نَقَلَ كَاذِبٌ بَاطِلٌ ۱۲ (ترجمہ) اور اغلب ظن یہ ہے کہ اس مذہب کا حضرت عبداللہ بن مسعود سے نقل کرنا جھوٹ اور غلط ہے۔**
 علامہ ابن حزم نے اپنی کتاب محل میں تحریر فرمایا ہے۔

(۳) **هَذَا إِعْدَابٌ عَلَى (ابْنِ مَسْعُودٍ وَمَوْصُوعٍ) (ترجمہ) یہ سبست حضرت عبداللہ بن مسعود کی طرف کرنا بالکل جھوٹ اور بناوٹ ہے۔**

(۴) علامہ بحر العلوم فرنگی محل شرح سلم الثبوت میں لکھتے ہیں۔ **فَنَبِيَّةٌ أَنْكَارُ كَوْنِهَا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَيْهِ عُلُطٌ فَاجْتَنِبْ مَنْ أَسْتَدَّ الْإِنْكَارَ إِلَى (ابْنِ مَسْعُودٍ) فَلَا يُعْبَادُ بِسُنَنِ ۴ عِنْدَ مُعَاوِظَةِ الْأَسَائِدِ الصَّعْبِيَّةِ بِالْأَجْمَاعِ وَالْمَتَاتَةِ بِالْقَبُولِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ الْكِرَامِ بَلْ وَالْأُمَّةُ كَأَنَّهُ كُلُّهَا فَظَهَرَ نَبِيَّةُ الْإِنْكَارِ إِلَى (ابْنِ مَسْعُودٍ) بَاطِلٌ (ترجمہ) ابن مسعود**

کی طرف اس کے قرآن نہ ہونے کی نسبت کرنا فحش غلطی ہے اور جس راوی نے ابن مسعود کی طرف انکار کو مفسوب کیا ہے اس کی سند غیر معتبر ہے جبکہ صحیح السند روایتیں جن پر علماء امامت کا اجماع ہے اور سب علماء نے انہیں مقبول فرمایا ہے بلکہ ان کو امامت محمدیہ کی تائید حاصل ہے اس کے مقابلے میں موجود ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ انکار کی نسبت عبداللہ بن مسعود کی طرف بالکل بے اصل اور لغو ہے۔

(جواب ۲) جب آپ نے مرزا صاحب کی پیش کردہ روایت کی پوزیشن معلوم کر لی اب ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ عقلاً بھی یہ روایت ناقابل قبول ہے کیونکہ معوضتین کے نزول کی روایت جہاں اور صحابہ سے مروی ہے وہاں حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی مروی ہے فَلَا أَشْكَالَ أَخْرَجَ الطَّبْرَاذِيُّ فِي الْأَوْسَطِ لِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيَّ آيَاتُ لَعْنٍ نَزَلَتْ وَمِثْلُهَا الْمُعَوَّذَتَيْنِ (ترجمہ) معجز طبرانی میں سند حسن کے ساتھ عبداللہ بن مسعود کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت منقول ہے آپ نے فرمایا بیشک میرے اوپر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ ان کی مثل کبھی نازل نہیں ہوئیں اور وہ قُلْ اَعُوذُ بِدِيْنِ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہیں۔

سو اگر عبداللہ بن مسعود ان آیات کے منزل من اللہ ہونے پر ادا اخل فی الصنف ہونے کے قائل نہ ہوتے تو ان سے یہ روایت منقول نہ ہوتی۔

(جواب ۳) حضرت عبداللہ بن مسعود کی حیثیت صحابہ کرام کے اندر ایسی ویسی نہیں ہے۔

(۱) مَا أَمَرَ كُمْ ابْنُ مَسْعُودٍ فَخَذُّوهُ۔

(۲) رَضِيْتُ لِأَمِّي مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ وَسَخَطْتُ لَهَا مَا سَخَطَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ۔

(۳) تَسَكَّرَ بَعْدُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ۔

(۴) لَوْ كُنْتُ أَوْ قَرَأْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ مَشُورَةٍ لَا مَرْتُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ۔

(۵) مَا حَدَّثَ نَكْمًا ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدَّ قُوَّةُ۔

(۶) مَا أَقْرَأَكُمْ عَبْدُ اللَّهِ فَأَقْرَأُوا۔

(۷) اِسْتَقْرَدُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَمَالِكٍ وَمُؤَلَّى عَدِيْقَةَ وَابْنِ كَعْبٍ وَمَعَاذِ بْنِ الْعَجَلِ۔

سرور کائنات کے ارشادات حضرت عبداللہ بن مسعود کے متعلق ملاحظہ فرمائیے۔

(۸) جو عبداللہ بن مسعود تم کو حکم کرے پس وہ لے لو۔

(۹) میں اس چیز کے لئے راضی ہوں جس پر ابن مسعود راضی ہے اور اس سے نادم ہوں جس پر عبداللہ بن مسعود نادم ہے۔

(۱۰) عبداللہ بن مسعود کے زمانہ سے ہجرت پڑو۔

(۱۱) اگر کسی کو میں بغیر مشورے کے امیر بنانا تو عبداللہ بن مسعود کو بتانا۔

(۱۲) جو تم کو عبداللہ بن مسعود بات کرے اس پر تصدیق کیا کرو۔

(۱۳) جو تم کو وہ پڑ جائے وہی پڑھو۔

(۱۴) قرآن چار شخصوں سے پڑھو۔ ابن مسعود، مالک، ابی بن کعب، معاذ بن جبل سے۔

سو اگر عبداللہ بن مسعود مرزا صاحب (شیعہ) کے ادعا کے مطابق معوذتین داخل فی الصحت نہ ہونے کے قائل ہوتے تو یقین کیجئے کہ صحابہ کرام قرآن مجید میں ان کو داخل نہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ آپ اسی ترتیب کے قائل تھے جو معروضہ میں آپ کی ہے۔

(جواب یکے) افسوس کے ساتھ میں مرزا صاحب کو مخاطب ہو کر عرض کرتا ہوں کہ جو اہلسنت کے نزدیک معصوم نہیں ہیں ان کی باتوں کو پیش کر کے تو اپنا آئینہ عیاں کیا جا رہا ہے اور جو ان کے نزدیک اگر معصومین کی بے شمار روایتیں موجود ہیں ان پر ہاتھ دے کر ساقی سے کام لیا جا رہا ہے۔ ۵

بادۂ عصیاں سے دامن ترتر ہے شیخ کا :- پھر بھی دھڑی ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے شیعوں کا دوسرا اعتراض اور اس کے جوابات | اتقان ۲۵ میں ہے عَنْ عَالِشَةَ تَخْتِ
سُوْدَةُ الْاَحْزَابِ تَقْرُؤُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا فَلَمَّا كَتَبَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ لِعَلَّ يَتَّبِعُ
مِثْلًا اِلَّا مَا هُوَ الْاَن۔

یعنی سورۃ احزاب حضرت کے زمن میں دو سو آیت تھیں جب میر عثمانؓ نے مصحف تیار کئے پس نہ قادر ہوا اس کے جمع کرنے پر جتنا اب ہے۔

(جواب) سمجھاؤ انسان کو تو قرآن بھر بھی اشکال نہیں پڑتا کیونکہ نسخ سے پہلے آیات سورۃ ماثلاً کی تعداد دو سو تھی نسخ کے بعد چونکہ منسوخ آیات کا محفوظ رکھنا امت محمدیہ کے ذمہ نہ تھا اسلئے اتنے ہی آیات کے جمع کرنے پر حضرت عثمانؓ قادر ہو سکے جتنا کہ قرآن مجید میں منسوخ تھیں منیہ بات محل اعتراض ہے اور نہ باعث شہرہ اعتراض تو تب ہوتا جبکہ معترض صاحب غیر منسوخ آیتیں ثابت کرتے پھر اس کے بعد یہ ثابت کرتے کہ دیکھئے ان کو عثمانؓ نے داخل مصحف نہ فرمایا آخر بات کرنے کا بھی سلیقہ چاہیئے۔

(جواب) اگر اس روایت کے پیش نظر مزاحمت ہم پر برتنا چاہتے ہیں تو انہیں ثابت کرنا ہوگا کہ حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں سورۃ احزاب کی کتنی آیتیں پڑھی جاتی تھیں۔

(جواب) اس قسم کی روایتیں اگر قرآن مجید کے مخرج منہوم کی تصانیف میں تو قابل حجت نہیں رہتیں جبکہ صحت طور پر قرآن مجید میں وارد ہے اِنَّا نَعْنُنْ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ اِنَّا كُنَّا لَعَاطِفُونَ (تہجد) بے شک ہم نے ہی قرآن مجید کو انکلا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

(جواب) جو لوگ صحابہ کرام کی زندگی اور دینی امور میں ان کی احتیاط سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مذہبی روایات کے کیا تھے بالخصوص قرآن مجید کے لکھنے اور جمع کرنے میں ان کا لاؤٹیل کیا تھا۔

چنانچہ امام بغوی شہر سنیہ میں غریب جانبدار ہو کر تحریر فرماتے ہیں۔ اَلصَّحَابَةُ اَجْمَعُونَ اَنَّ النَّبِيَّ اَلْعَرَبِيَّ اَلَّذِي اَنْزَلَهُ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَزُوْدَ وَلَا يَنْقُصُ اَوْ يَنْتَهِىٰ فَلَكَتُوهُ كَمَا سَمِعُوْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْتَهِىٰ اَوْ يَزُوْدَ وَلَمْ يَنْتَهِىٰ اَوْ يَزُوْدَ اَوْ يَنْتَهِىٰ فَلَكَتُوهُ كَمَا سَمِعُوْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (تہجد) صحابہ کرام نے وقتیں کے درمیان قرآن مجید کو اسی طرح رکھا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسولؐ پر نازل کیا نہ انہوں نے اس سے کچھ بڑھایا اور نہ کم کیا پس انہوں نے اس قرآن کو کھلم کھلا حضرت سے سنادہ مقدم کیا نہ مؤخر اور نہ اس سے ایسی ترتیب دی کہ حضرت سے وہ ترتیب نہ ملتی ہو۔

اب اس کی تائید میں شیعہ روایت بھی سن لیجئے

واضح رہے کہ ذیل کا مقالہ شریف مرتضیٰ کی علمی تحقیق کا ترجمان ہے جیسے ہم تفسیر صافی سے نقل کر رہے ہیں اگر شیعی اس پر اعتراض کریں گے تو پھنسیں گے اور اقرار کریں گے تو بھی پھنسیں گے۔

إِنَّ الْقُرْآنَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ مَجْمُوعاً عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ الْآنَ وَاسْتَدْلَ عَلَى ذَلِكَ بِأَنَّ الْقُرْآنَ كَانَ يُدْرَسُ وَيُحْفَظُ جَمِيعُهُ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ حَتَّى عُنِيَ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّعَابَةِ فِي مَسْئَلِهِ وَإِنَّهُ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ وَيُسَلَّ عَلَيْهِ وَ
إِنَّ جَمَاعَةً مِنَ الصَّعَابَةِ مِثْلَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ كَعْبٍ وَغَيْرِهِمْ هَلَكُوا
الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ عِدَّةً خَتَمَتْ وَكُلُّ ذَلِكَ يُدَلُّ بِأَدْنَى تَأْمُلٍ عَلَى أَنَّهُ كَانَ مُجْمُوعاً
مُسَرَّباً غَيْرَ مُتَّبَعٍ وَلَا مَبْسُوثٍ (ترجمہ) تحقیق قرآن مجید حضرت رسول کریم کے زمانہ میں
اسی طرح جمع شدہ موجود تھا جس طرح آج اور اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ اسی طرح قرآن پڑھا جاتا
تھا اور پورا قرآن یاد کیا جاتا تھا حتیٰ کہ ایک جماعت صحابہ کرام کی معین کی گئی اس کے یاد کرنے میں
اور اس حضرت پر پیش کیا جاتا تھا اور پڑھایا جاتا تھا اور صحابہ کرام کی ایک جماعت مثلاً عبد اللہ بن مسعود
ابی بن کعب وغیرہ نے حضرت کے سامنے کئی قسم کئے اور سب کچھ تھوڑے سے فکر سے معلوم ہو سکتا
ہے کہ یہ مجموعہ مرتب تھا کس سے کس سے اور تفرق نہ تھا۔

ان ہر روایتوں سے معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن مجید ہر صورت محفوظ عن الغتص ہے غیر مبدل و غیر مرفوع ہے

بخاری ص ۵۲۹ میں ہے ابو الدرداء کہتا ہے ہم شام آئے
شیعوں کا تیسرا اعتراض اور اس کے جوابات

کو آیت وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ كَيْسے پڑھتے سنا کہا ہوں پڑھتے سنا وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ
نے کہا میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی پڑھتے سنا ہے اور یہ چلتے ہیں کہ میں وَاللَّيْلِ إِذَا
يَغْشَىٰ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ پڑھوں خدا کی قسم میں ان کی پیروی نہ کروں گا سو معلوم ہوا کہ سنیوں کی
کتاہوں میں بھی قرآن کا ذکر ہے۔

(جواب ۱) خدا جل نے مرزا احمد علی صاحب نے اس روایت کو کون آنکھوں سے دیکھا نہ اس میں تحریف کا ذکر ہے اور نہ تو اید و تناقص کا بلکہ اس میں علقہ کا کمال اتہام ثابت ہو رہا ہے ہمارے نزدیک ذیہ قرأت قابل اعتراض ہے نہ وہ ہاں یا و ربات ہے کہ موجودہ قرأت راجح ہے اور وہ مرجوح۔

(جواب ۲) قرآن مجید کے روات میں سے جہاں عبد اللہ بن مسعود سے موجودہ قرآن کو راویوں نے نقل کیا ہے وہاں حضرت علقہ نے بھی نقل کیا ہے اور طرہ یہ کہ موجودہ قرأت کی روایت حضرت علقہ سے بھی موجود ہے نہ اتل الاشکال بجمیع طرفہ

(جواب ۳) ائمہ قرأت نے والذکر والافتی کو قرأت شاذہ سے شمار کیا ہے لہذا قرأت شاذہ متواتر قرأت کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

شیعوں کی چوتھا اعتراض اور اس کے جوابات | درمختصر ۲۹۸ میں ہے کہ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم حضرت کے زمانہ میں یا ایہا النبی بلکہ ما أنزل الیک من ربک ان علیاً من المؤمنین پڑھتے تھے۔

(جواب ۱) معترض کے عقل و دانش پر قربان جائیے کہ کیسے کیسے استدلال پیش کر رہے ہیں۔ اچھا فرمائیے۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان میں کس کو شک تھا جس کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲) کیا سلسلہ تبلیغ ما أنزل صرف ایمان علی کے مسئلہ میں بند ہے۔

(۳) کیا بعثت نبوی محض اس لئے ہوئی کہ حضرت علی کا ایمان بتلادیا جائے۔ افسوس کہ اعتراض سے پہلے معترض صاحب نے اپنے اعتراض کو دوبارہ مطالعہ فرمانے کی زحمت گوارا نہ کی۔

(جواب ۱) یہ روایت ابن مردودہ نے بھی نقل کی ہے جو سند کے لحاظ سے بالکل ردی ہے۔

(جواب ۲) کس نے کہا ہے کہ جلد جزو قرآن سمجھ کر پڑھتے تھے ہو سکتا ہے کہ بیان تفسیر کے لحاظ سے ملا دیتے ہوں۔ فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

(جواب ۳) عبد اللہ بن مسعود سے اس روایت کو زور نے اور زور سے عامیہ نے اور عامیہ سے

ابو بکر بن عیاش نے نقل کیا ہے اس اسناد اور روایت میں چند غلطیاں ہیں۔
 اقلایہ کہ جو معصین ابو بکر بن عیاش کی سند نقل کرتے ہیں، انہوں نے بدست خود ابو بکر بن عیاش کو ثانی کہا۔
 ثانیاً یہ کہ ابو بکر بن عیاش مدین کے نزدیک اتنا قلیل تحت نہیں ہے۔ میزان الاعتدال میں ہے کہ
 (۱) ابو بکر بن عیاش حدیث میں غلط کرتا تھا۔

(۲) محمد بن عبد اللہ بن نے اس کو ضعیف کہا ہے۔
 (۳) یحییٰ بن سعید اس پر اعتبار نہ کرتے تھے بلکہ جب ان کے سامنے ابن عیاش کا ذکر آتا تو چپیں میس مارتے۔
 (۴) امام احمد فرماتے تھے کہ ابو بکر بن عیاش کثیر الغلط ہے۔
 (۵) عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ ابو بکر بن عیاش بیان حدیث میں غلط کرتا تھا۔
 ثالثاً یہ کہ عاصم کے متعلق بھی تحقیق چاہیے کہ اس روایت میں عاصم سے مراد کون عاصم ہے
 بعض عاصم کذاب بھی ہیں۔

ابن عثیمہ اور یحییٰ القطان نے میزان الاعتدال میں کہا ہے کہ عاصم نام کے جتنے راوی ہیں سب
 کاما نظر خراب ہے۔ نافع الاشکال بجمع طرفہ

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا
شیعوں کا پانچواں اعتراض (مندرجہ پاکٹ بک شیعوں ص ۷۶) کیا ان ہذا ان والقیصین

والصائبون کے متعلق تو آپ نے فرمایا ہذا اعمل الکتاب اتعطفونی الکتابت۔
 (جواب) سب سے پہلے پیش وہ روایت کے الفاظ کو دیکھ لیجئے اس میں عن عائشہ
 موجود ہے کہ عائشہ صدیقہؓ سے اس بات کی حکایت کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ اس
 روایت میں حکایت کرنے والے کا نام نہیں ہے اب جس روایت کا راوی بھی لاپتہ ہوا اس قسم کی روایات
 پیش کر کے خلق خدا کو دھوکہ دینا کہاں کا انصاف ہے۔

(جواب) اچھا تھوڑی دیر کے لئے ہم مان لیتے ہیں کہ یہ روایت سالم من الیریب ہے اور
 قابل تحت ہے پھر بھی شیعوں کا استدلال غیر تام ہے اس لئے کہ یہ تغلیط انفیط ان القرآن کے قبیلے سے

نہیں ہے بلکہ قواعد لسان عرب کے قبیلے سے ہے جب جبہ اور عربیت کے جملہ اثر نے اسے صحیح تسلیم کیا ہے تو کجی عَنْ عَائِشَةَ والی روایت خود بخود شاؤ اور ضعیف ٹھہرے گی۔
(جواب) علی تقدیر تسلیم یہ عائشہ صدیقہ کی انفرادی مدائے ہے جسے جبہ کے اجماع کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں ہے۔

(جواب) ترکیب لحاظ سے بھی یہ عبادت قلیل اعتراض نہیں ہے کیونکہ
(۱) علامہ طبرانی لازمی نے اپنی تفسیر میں یہ لکھ دیا ہے کہ نضیہ کی نصب امت کے ساتھ بھی آسکتی ہے جس سے اِنْ هَذَا اِنْ كَسَّ حِرَانٍ سے متعلق شبہ دور ہو گیا۔
(۲) ربہ والی تعین کے متعلق سواس کے متعلق تنازعہ ہے کہ اعتراض کا دایہ یوں پیش آیا کہ متفرق والی تعین کو مل رفع میں تصور کیا ہے حالانکہ بتا بر مدح منسوب ہے کہما حقه العلامة منوشی
(۳) اسی طرح والی صائبون کے متعلق بھی متفرق کو غلط لاتی ہو کر اس کے خیال میں مل نصب میں ہے حالانکہ یہ بتا ہے لو اس کی خبر حذف ہے جیسا کہ صاحب کشاف نے تحقیق کی ہے۔
والصائبون رفع علی الاطلاق وغیرہ حذف ای والی صائبون کذا انک اور اس کے شواہد میں ایک شعر بھی پیش کیا ہے۔

وَالَا فَاعِلُهُ مَا وَاقِعٌ ۖ بَقَاةٌ مَا بَعِثْنَا فِي شِقَاقِ
جب معاصف لکھے گئے تو عثمان پر پیش کئے گئے تو
شیعوں کا چھٹا اعتراض | اس نے غلطی کے حروف پائے تو کہا :-
لَا تَغَيِّرُوْهَا فَإِنَّ الْعَدُوَّ سَتَغَيِّرُهَا أَوْ سَتَغَيِّرُهَا بِالرَّسْتِجَا یعنی ان کو نہ بدلو، ان کو عرب بدل لیں گے یا اپنی زبان سے عرب دے دیں گے۔

جواب :- خدا تعالیٰ ہر ایک کو افترا و بہتان کذب و وجہ سے محفوظ رکھے غلط فہمی اگر نقصان نہ ہے تو غلط بیانی بھی کچھ اس سے کم نہیں حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض الفاظ تو ہماری علم الفاظ کے عین مطابق ہیں اور بعض مختلف ہیں۔ جو مختلف ہیں وہ اس قسم کے ہیں :-

لاذبحته لا اوضعوا من بنای المسلمین پہلے اور دوسرے جملے میں لام الف کے ساتھ ہے۔ حالانکہ تلاوت میں بغیر الف کے پڑھا جاتا ہے اور تیسرے جملے میں بنا کے بنا کے ساتھ الف کی زیادتی ہے حالانکہ یہ الف پڑھنے میں گر جاتا ہے جب امیر عثمانؓ نے ایسے نفلوں کو قرآن مجید میں دیکھا تو فرمایا ان کو اسی صورت غلطی پر رہنے دو۔ بالکل نہ بدلو۔ عرب ان کو اپنی تلاوت میں ٹھیک ٹھیک پڑھ لیں گے۔ یہ ہے وہ مطلب جسے تو زمر و ذکر ناظرین کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

ذرا سی بات حق افسانہ کر دیا

اس کے بعد اس سلسلے میں شیعوں کی طرف سے جتنے اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ اختلاف قرأت یا نسخ پر مبنی ہیں یا روایتیں موضوع ہیں۔

ابن جریر مالک شیعوں کی طرف سے ان عثر کا قول پیش کیا جاتا ہے کہ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ قَدْ أَخَذْتُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ مَا يَذُرُّهُ مَائِدُهُ قَدْ ذَهَبَ مِنْهُ ثُلَاثُ كَثِيرٍ وَكَفَرْتُ بِقَوْلِهِ قَدْ أَخَذْتُ مَا ظَهَرَ مِنْهُ (ترجمہ) کوئی یوں نہ کہے کہ میں نے قرآن سارے کا سارا لیا کیونکہ اسے پتہ نہیں کہ سارا قرآن کتنا ہے تحقیق بہت حصہ قرآن کا چلا گیا ولیکن یوں کہیے تحقیق میں نے وہ قرآن لیا جو اس سے ظاہر ہے۔

سو حقیقت میں یہ بھی گزشتہ منطوق کی طرح ایک مغالطہ ہے کیونکہ اہلسنت کے مسلک کے مطابق جو آیتیں منسوخ التلاوت ہیں وہ بھی قرآن ہیں اور جو موجود ہیں وہ بھی قرآن ہیں اس بنا پر ابن جریر کا قول ہمارے قلم مخالف نہیں ہے اور بالخصوص اس روایت میں نہ تحریر و تبدیل کا ذکر ہے اور نہ تغیر و تقلیب کا۔

تَعْمَلُهُ بَعَث

۱۔ مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعوں کا اس قرآن مجید پر نہ ایمان ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ شیعوں کے عقیدہ میں بغیر چند نفوس اہم بزرگم کے سب کے سب مرتد ہیں۔ چنانچہ رجال کشی ص ۵ میں ہے إِنْ كُنَّا النَّاسُ إِلَّا ظُلُمَةٌ يَعْنِي سَبَّ لَوْكُ مَرْتَدٍ هُوَ كُنْ تَحْتَهُ مَرْتَدٍ خَلَّتْ أَوْرُقُ فَهِيَ عَلَى الرَّضَى كَ

تین ساتھی حضرت سلمانؓ، ابوذرؓ و مقدادؓ مراد لیتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اگر شیعوں کے غلط نظریے کے مطابق وہ شیعہ تھے تو ان پر تقیہ فرض تھا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّتَ خُرُوجِہِ جو تقیہ نہ کرے وہ بے ایمان ہے یہ لوگ تو تقیہ میں مصروف ہو گئے اور جو باقی رہے وہ ان کے نزدیک بے ایمان بتائیے قرآن کیسے معتبر رہا۔

(۲) شیعوں کے نزدیک اصلی قرآن کی مقدار تترگز ہے (اصول کافی ص ۱۴۱) اور موجودہ قرآن اتنا نہیں لہذا ان کا جس پر ایمان ہے وہ یہ نہیں اور جو موجود ہے وہ تترگز نہیں تو پھر اس پر ایمان کیسہ رہا۔

(۳) اصول کافی ص ۱۴۱ میں ہے کہ مَصْحَفٌ نَبِیُّوٌّ مِّثْلُ قُرْآنِکُمْ هَذَا ثَلَاثُ مَرَّاتٍ کہ حضرت فاطمہ علیہ السلام والا قرآن بمیداس سے سگنا ہے اب جو موجود ہے وہ ہے بیش پاروں کا اور جو شیعہ کا قرآن ہے وہ ہے نوٹسے پاروں کا و بینہما ابون بعید لہذا اس قرآن پر ان کا ایمان رہا۔

(۴) اصول کافی ص ۱۴۱ مَا فِیْہِ مِنْ قُرْآنِکُمْ هَذَا حَرْفٌ وَاحِدٌ یعنی تمہارے قرآن میں سے اس قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔ بتائیے جس قرآن پر شیعہ کا ایمان ہے وہ ہے غیر عربی الحروف اور ہمارا اس پر ایمان ہے وہ عربی الحروف ہے اب نتیجہ ظاہر ہے۔

(۵) شیعہ کی معتبر کتابوں فصل الخطاب ص ۱۴۱ میں لکھا ہے کہ تحریر و تہذیل قرآن کی روایتیں ہزار سے زیادہ ہیں۔ جب قرآن مجید کا حرف و مبدل ہونا ان کے مذہب میں داخل ہے تو ایمان بالقرآن کب رہا۔

(۶) شیعہ کہتے ہیں کہ وفات سرور کائنات کے بعد حضرت علیؓ نے قرآن مجید کو اصلی طریقے پر جمع کر کے پبلک کے سامنے پیش کیا لیکن لوگوں نے نہ مانا آپ غصے میں آکر فرما دیے کہ اگر اسے تم منظور نہیں کرتے تو قیامت تک اسے دو کیو گے لہذا جو اصلی قرآن تھا وہ بقول اہل تشیع غائب ہو گیا اور جو موجود ہے وہ اصلی نہیں فرمائیے موجودہ قرآن پر اعتبار کب رہا۔

(۷) شیعہ کے نزدیک اصلی قرآن میں ان کلام اور شیعیان علی کے اسماء موجود ہیں اور موجودہ قرآن ان سے خالی ہے فرمائیے سالم اور مکمل کب کہا جاسکتا ہے جب سالم نہ رہا تو معتبر نہ رہا۔

نوٹ:- (۱) مضمون قرآن مجید پر دلائل کے لئے ہمارے رسالہ الفرقان فی حفاظۃ القرآن کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ نصہ۔ خدا و رسول سے صاف حکم اس کی امامت کی بابت صادر ہوا ہو۔
- ۲۔ عصمت۔ باوجود قدرت علی المعصیت کے رغبت معصیت اس میں نہ رہے۔
- ۳۔ افضلیت۔ کل امت میں صفات حمیدہ اخلاق رشیدہ کی حیثیت سے افضل ہو۔

آیت امامت ابراہیم علیہ السلام (شیعی دعویٰ متعلق منصوصیت امامت)

استدل علی

دلیل ۱۔ وَاِذْ اٰتٰنَاكَ الْاٰیٰتِیْمَ دَنٰیۃً بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَمْتَ قَالِ اِنِّیْ جَاعِلُكَ
لِنٰسٍ اِمَامًا قَالِ وَمَنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالِ لَا یَنَالُ عَهْدِ الظَّالِمِیْنَ ط
(ترجمہ) جبکہ ابراہیم علیہ السلام کو رب العالمین نے چند کلمات سے آزمایا پس اس نے
ان کو پورا کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ عرض کی ابراہیم علیہ السلام
نے اور میری اولاد سے؟ فرمایا رب العالمین نے میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔
طرز استدلال :- دیکھئے اتفاق فریقین حضرت ابراہیم علیہ السلام امام تھے اور مخصوص بھی ان کی
امامت کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ معلوم ہوا کہ امامت کا منصوص ہونا ضروری ہے۔

دلیل ۲۔ پر تو دندان شکن اعتراضات

جواب ۱۔ کہاں یہ ابراہیمی امامت اور کہاں متنازع فیہ امامت، دعویٰ امامت
مفتاز نبوت کا اور ثبوت امامت میں نبوت کا۔
اور اگر بالفرض وہی امامت مفروضہ اہل التشیع مراد لی جائے تو پھر فرمائیے۔

- (۱) یہاں امامت سے مراد امامت غیر نبوت ہے یا میں نبوت مگر غیر نبوت ہے تو ثابت کیجئے کہ امامت
کی تو تعریف شیعوں کے نزدیک متدبہ ہے وہ یہاں صادق آتی ہے یا نہ اگر صادق آتی ہے تو کیسے وہ دعویٰ باطل۔
- (۲) کہ ہر ورکائات صلی اللہ علیہ وسلم ایسی وصف امامت سے متصف تھے یا نہ اگر تھے تو دلیل اور اگر نہیں
تھے تو ان کے مابین فوقیت کس کو رہی؟

(۳) امامت و نبوت میں کون سی نسبت ہے تساوی کی یا تباہی کی؟ بہر حال ہر حیثیت سے دعویٰ کس کا ثابت ہوتا ہے غور کیجئے۔

(۴) امامت من حیثیت الامامت وہی ہے یا کسی اگر کسی ہے تو بارہ اگر میں محصر کیوں؟

(۵) اگر وہی ہے تو آیت مذکورہ سے استدلال کیسا؟ جبکہ ہاں کامیابی امتحان پر یہ رتبہ عنایت کیا جا رہا ہے۔

(۶) یکتا ہے یا انشاء؟ انشاء کے لئے استدلال کیسا اور اگر انشاء ہے یا اخبار علی سبیل الانشاء ہے تو دلیل؟

(۷) کیا دو ائمہ اسکا امامت اور بلا ایسی امامت میں فرق ہے عینیت، اگر عینیت ہے یا مساوات کو آپ

(شیعوں) کے نزدیک یہ مسئلہ اعتقادی ہے اس لئے نص صریح پیش کیجئے و علی العکس دلیل الباطل

(۸) جب یہاں امامت سے مراد امامت نیابت لینا ہی قبیحہ مستحیلات سے ہے تو یہاں امامت سے

مطلقاً پیشوائی یا حکومت دینی کیوں نہ مراد لی جائے۔

(۹) اگر یہ آیت آپ کے دعویٰ کے لئے مثبت ہے تو علی سبیل التصریح وہ آیت تلاوت فرمائیے

جس میں حضرت علی المرتضیٰ کی امامت کا ذکر کیا گیا ہو۔

منصوصیت امامت پر دوسری شیعہ دلیل

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَأِئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (ترجمہ) جبکہ

تیرے سب نے فرشتوں سے کہا بیشک میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

(طراز استدلال) دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام خلیفہ بھی ہیں اور اسی خلافت منصوص بھی ہے معلوم ہوا کہ امامت

اور خلافت کا تقرر انسانوں کے ہاتھ نہیں ہے سچے خاتمہ انگشت ہندناں کہ اسے کیا کہئے

جواب۔ یہاں بھی اسی غلط فہمی کا مظاہر ہو گیا ہے جو پہلے تھی کہ دعویٰ خلافت نیابت نبوت کا اور

دلیل خلیفۃ اللہ فی الارض سے۔ جی وہی رفتار بے فوصلگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے!

فرمائیے معنی صاحب!

(۱) خلافت علی المرتضیٰ اور خلافت آدم علیہ السلام میں کون سی نسبت ہے۔

- (۲) کیا اس آیت مقدسہ میں یہ بھی ہے کہ خلافت کے استحقاق کا تعین صرف خدا کو ملتا ہے اور کسی کو نہیں۔
 (۳) إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا میں طالت کی شاہی کا تقرر نہیں مگر خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ کیا شیعوہ مذہب میں بادشاہ بھی منصوص من اللہ ہوتا ہے ماہو جدا بکم فہو جدا ہونا
 (۴) فرمائیے اس آیت میں خلافت سے مراد خلافت الہی کیوں نہ لی جائے جو آیت کا حقیقی مفہوم ہے۔ یعنی رسالت اور وزرے کی بات یہ کہ اللہ یَعْلَمُ جَبِّتُ یَجْعَلُ رِسَالَةً بھی تائید میں موجودہ ورنہ وہ تو مخالف دین کیجئے۔
 (۵) جَاعِلُ اسم فاعل بنا اور جعل اس کی صدد ہے غلطی کے کہ جعل قبل از تخلیق آدم ہے یا بعد از تخلیق آدم اگر بعد از تخلیق ہے تو نص میں صریح نہیں کیجئے اور اگر قبل از تخلیق تو معاملہ معنی خالق کرنے سے کونسی چیز بنانے ہے جبکہ
 (۱) اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقُ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ
 (۲) اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقُ بَشَرًا مِنْ طِیْنٍ موجودہ ہے فاستدلال الروافض غور تاہم

نص امامت سے متعلق اہلسنت کے چند اعتراضات

- (۱) اگر مطلق امامت منصوص من اللہ ہوتی جس طرح شیعوہ کہتے ہیں تو آئمہ کرامؑ کے اسماء گرامی کو قرآن میں ذکر کیوں نہ کیا گیا؟
 (۲) کیا قرآن مجید میں امامت کی طرح اور مسائل بھی اصولی طور پر مذکور ہیں یا نہ؟ اگر نہیں تو کیا دین کے سب مسائل فروغی ہیں ماہذا الا کذب وافتراء
 (۳) اور اگر مذکور ہیں تو ان کے چھپانے کی (بقول شیعوہ) تاکید کیوں نہ کی گئی جتنا کہ مسئلہ امامت کی۔
 (۴) جب امام منصوص من اللہ ہوتا ہے تو اخفاء میں کون سا حسن ہے۔
 (۵) جسے تقدیر الہی میں معنی رکھنا بہتر سمجھا گیا ہو اُس میں اختلاف کرنے والوں کو مجرم گردانا کہاں کا انصاف ہے۔

بحث عصمت ائمہ کرامؑ

آیت تطہیر کی تحقیق (ترجمہ) جزاں بیت۔ خدا تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تم سے اسے الہیت ناپاکی کو دور کر دے اور پاک بنا دے تم کو پاک کرنا۔

طرز استدلال :- اس آیت میں خطاب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الہیت سے ہے اور الہیت سے مراد حضرت علی المرتضیٰ حضرت سیدہ النساءؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ ہیں جو معلوم ہوا کہ جب ان سے جس (ناپاکی) دور کی گئی تو یقیناً یہ معصوم ہوئے اور معصوم ہی امام بن سکتا ہے بالخصوص جبکہ چادر کے نیچے بٹھلا کر آنحضرتؐ نے صاکی اللہ تعالیٰ ہوا اہل بیتیؑ فطہرہم۔ جواب :- الہیت سے صرف مذکورہ بالا حضرات مراد لینا غلط اور تحقیق کے خلاف ہے کیونکہ لفظ الہیت کا اطلاق فارسی میں اہل غاد اور دو میں گھر والوں پر کیا جاتا ہے اور گھر والے یقیناً ازواج مطہرات ہی ہو سکتے ہیں جیسا کہ حسب ذیل روایات سے پتہ چلتا ہے۔

(۱) **عن عائشۃ التیمی صلی اللہ علیہ وسلم لا نھن فی بیتہ وہود وایتہ سعید بن جبیر**
عن ابن عباس وہو قول عکرمہ ومقاتل (ترجمہ) اہل بیت سے مراد حضرت کی بیویاں ہیں کیونکہ وہی آپ کے گھر میں تھیں اور یہ روایت ابن عباس سعید بن جبیر نے کی ہے۔ عکرمہ اور مقاتل کا قول بھی یہی ہے، ۱۲ تفسیر خازن مصری ص ۲۳ ج ۵

(۲) **أَرَادَ أَهْلَ الْبَيْتِ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔**

(ترجمہ) اہل بیت سے مراد ازواج رسول قبول ہیں۔ ۱۲ تفسیر معالم التنزیل ص ۲۱۳ ج ۵

(۳) **بِأَنَّهَا هَذَانِ الْمُرَادُ بِهِ بَيْتُ الْكَوْنِ وَالْعُشْبُ لَا بَيْتُ الْقَرَابَةِ وَالنَّبِيُّ خَيْرٌ مِنَ الْأَهْلِ**
(ترجمہ) اور ظاہر ہے کہ اس سے مراد مٹی اور گڑیوں والا گھر ہے قرابت اور نسب والا نہیں ہے،

(۴) فَأَمْرًا ذَا بَهْلَمٍ نِسَاؤُكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُطَهَّرَاتُ يُلْقَرْنَ بِالدَّالَةِ عَلَى ذَٰلِكَ مِنَ الْآيَاتِ السَّابِقَةِ وَالْأَحَدَةِ (ترجمہ) پس مراد اہلبیت سے آہل کو مستورات ہیں کیونکہ سابقہ آیتیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ (روح المعانی ص ۲۲ ج ۲۲)

(۵) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عِكْرَمَةُ مِنْ شَأْنِ بَاهِلَتُهُ إِنَّمَا نَزَلَتْ فِي الزَّوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عِكْرَمَةُ لَيْسَ بِالدَّالَةِ تَدْهَبُونَ إِلَيْهِ إِنَّمَا هُوَ نِسَاءُ النَّبِيِّ (ترجمہ) ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت آنحضرت کی بیویوں کے متعلق نازل ہوئی ہے عکرمہ نے کہا جو چاہے میں اس کے ساتھ باہلہ کرنے کو تیار ہوں بات تو یہی سچی ہے کہ آیت پاک آنحضرت کی عورتوں کے متعلق نازل ہوئی ہے اور عکرمہ نے یہ بھی کہا ہے تو گو وہ بات جس کی طرف تم جا رہے ہو بلکہ اس سے مراد تو آنحضرت کی نساء ہیں۔ ۱۲ (روح المعانی ص ۲۲ ج ۲۲)

(۶) رَوَى ابْنُ جُرَيْرٍ أَنَّ عِكْرَمَةَ كَانَ يَتَادَى فِي التَّوْقِ أَنْ قَوْلَهُ تَعَالَى إِنَّمَا يَرْثُهَا اللَّهُ أَحَدَةٌ نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترجمہ) ابن جریر نے کہا بیشک عکرمہ بازاروں میں نداء کرتا تھا کہ یہ آیت حضرت کے ازواج کے حق میں نازل ہوئی ہے تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن سعود۔ تفسیر روح المعانی ص ۲۲ ج ۲۲)

ربا حدیث نساء کا مفہوم سواس سے ہمارا انکار نہیں ہے کیونکہ ہمارے مسلک میں نساء النبی بھی اہلبیت ہیں آپ کی اولاد بھی اہلبیت ہیں آنحضرت نے چادر کے نیچے جھاگرایا پاس بلا کر اس لئے تصریحی طور پر دعا فرمائی تھی تاکہ پتہ چل جائے کہ یہ بھی اہلبیت ہیں بھروسہ ہماری کتابیں ہر دونوں دعائیوں کو جامع ہیں۔

جواب ۱۔ آیات قرآنی کے سیاق و سباق کا متفقہ یہی ہے کہ یہاں اہلبیت سے ازواج مطہرات ہی مراد ہیں اور یہی نظم قرآن کے عین مطابق ہے، ہاں اگر باتبع آنحضرت کی اولاد شامل ہو جائے تو ہمارے مسلک کے خلاف نہیں ہے۔

إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ فِتْعَالَوْنَ - أَمِتْعُكُنَّ - أَسْتَرْحُكُنَّ - يَأْتِ مِثْلُكَ - يَقْتُ مِثْلُكَ
 لَيْسَ وَاللَّيْلِ لَسْتُ إِنْ إِنْكَبْتِ فَلَا تَقْضُوعَ - وَقَرْنَ - وَلَا تَبْرَجْنَ - وَأَطْعْنَ
 یہ سارے خطابات ازواج مطہرات کے لئے ہیں جیسا کہ نِسَاءُ اللَّيْلِ اور قُلْ لِلَّهِ رُوحُ الْقُدُسِ سے
 عیاں ہے اب اس کے بعد ان احکامات کی غرض کو بیان کیا گیا۔

لِيَذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسُ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اور ان کو اہلیت سے
 تعبیر کیا گیا اور بغیر کسی نئے خطاب کے آگے چل کر ارشاد فرمایا ہے وَأَذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ
 بایں ہر اہلیت سے مراد اپنی مرضی کے مطابق ازواج مطہرات کے علاوہ نیا اپنے جہل کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اس تقریر پر شیعہ اعتراض

اگر اہلیت سے حضرت زینبؓ ازواج مطہرات ہوئیں تو ضمیر جمع مؤنث کا لایا جائے۔ یہاں ضمیر جمع مذکر کلاماً
 ہی اس امر کی دلیل ہے کہ اس سے مراد حضرت علیؓ اور حضرت زینبؓ اور حضرت سیدۃ النساءؓ ہیں۔
 جواب :- پہلے تو اعتراض ہی ردی ہے اس لئے کہ جمع مذکر کا ضمیر اس لئے نہیں لایا گیا کہ یہاں خطاب
 حضرت علیؓ اور زینبؓ سے ہے بلکہ نفاذ میں جو باقیہ لفظ واحد مذکر ہے اور معنی کے لحاظ سے جمع ہے ہر
 رعایت کے بغیر نظر جمع مذکر کا ضمیر لایا گیا ہے جو کسی طرح فصاحت و بلاغت اور قواعد نحو کے خلاف نہیں ہے۔

ورنہ فرمائیے

- (۱) اَتَعْبِيْنَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةً اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ لِتَتَلَوْنَهُمْ كَرَّمَاحٍ
 آیت کی طرح اَتَعْبِيْنَ جمع مؤنث کے صیغہ کے بعد عَلَيْكُمْ کیوں لایا گیا؟
- (۲) خود حدیث کسا میں مروی روایات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَللَّهُمَّ هَذَا أَهْلُ بَيْتِي
 فَادْهَبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا میں لفظ اہلیت کے بعد عَنْهُمْ و طَهِّرْهُمْ کیوں فرمایا؟
- (۳) پروردگار عالم نے موسیٰ علیہ السلام کو اقرب بیان فرماتے ہوئے إِذْ قَالَ لِأَهْلِيهِ امْكُثُوا كَيْونَ فَرَمَا؟
 (۴) إِنْ شِئْتُمْ مَتَّعْتُ الْفَسَادِ وَالْكَفْرِ شَاعِرِ عَرَبِ نے جمع مذکر کا ضمیر کیوں استعمال کیا جبکہ

خطاب ہی ایک عورت سے ہے۔

جواب :- کیا اہل تشیع کے نزدیک حسب ذیل آیت کے مخاطب بھی معصوم ہیں جبکہ ان کے متعلق نبی
اللہ تعالیٰ نے یہی صیغہ استعمال فرمائے ہیں۔

(۱) وَلَٰكِنْ يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّمَ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ

(۲) وَمِنْ ذَهَبٍ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ — مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَمَا جَوَابُنَا

جواب :- بالفرض ان حضرات کی معصومیت تسلیم بھی کر لی جائے تو باقی ان کی معصومیت سے
متعلق نص صریح پیش فرمائیے۔

جواب :- جب یہ لٹریچر میٹھ کر سامنے ہے جو زمانہ استقبال کا حامل ہے تو کیا یہاں معصومیت
مزعوم نہیں ہو سکتا جس کے حسب تحقیق شیعہ بیان کلام خدا تعالیٰ کو بدو ہو جائے اور اس کے بدل جائے۔

عصمتِ آئمہ کرام کے سلسلے میں دوسری دلیل

بحث آیت مباہلہ

آیت مباہلہ :- اَمَّنْ حَاجِلًا فِئْتِهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ عِلْمَهُمْ فَقُلْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ اَنَّمَا
وَاَهْلُكُمْ وَرِيسَاؤُكُمْ دَافَعُوا فَنَافَسْنَا وَاَنْفُسُكُمْ ثُمَّ بَدَّلُوا فَنَجَّلُوا لَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ اَلْاَمْرَانِ۔
ترجمہ :- جب تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا تو اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی انصاری عیسیٰ کے بارے میں
جھگڑے تو کہو کہ اچھا یہاں میں آدم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو، ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی
عورتوں کو، ہم اپنی جانوں کو بلائیں تم اپنی جانوں کو۔ اس کے بعد ہم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے
اور تمہارے پندار کی لعنت کریں۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ حائمل ص ۱۰۱ مطبوعہ نظامی پریس کھنڈر)

شیعی طرز استدلال :- ائمہ دینی نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو آدم علیہ السلام کی طرح مخلوق تھے جو مخلوق ہو وہ ابن اللہ
(خدا کا بیٹا) کیسے ہو سکتا ہے جب معاملہ واحد سے زیادہ ہوا تو باتفاق فریقین فیصلہ یہ ہوا کہ دونوں فریق

اپنے اہل دیال اور جماعت کے آدمیوں کو لے آئیں اور میدان میں آکر مباہلہ کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور سیدۃ النساء کو لے کر میدان میں آگئے جب نصاریٰ نے دیکھا تو گھبرائے اور مباہلے سے کتر گئے۔ مختصر اس سے حسب ذیل امور معلوم ہوئے۔

(۱) یہ لوگ معصوم تھے ورنہ ان کو ساتھ لانے کا کیا فائدہ تھا۔

(۲) آنحضرت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس لئے لائے تھے کہ وہ اَلْفَسَنَہ میں داخل تھے یعنی نفس رسول تھے اور حسنین ابناؤنا میں اور حضرت سیدۃ النساء فسنہ نا میں۔

(۳) جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے تو یقیناً آپ کے بعد درجہ خلافت بھی ان کو ملنا چاہیے۔

جواب: اگر مباہلہ کے روز ساتھ لے جانا معصومیت کے لئے ثابت ہے تو پھر صدیق اکبر اور ان کی اولاد، فاروق اعظم اور ان کی اولاد، حضرت عثمان اور ان کی اولاد کو بھی معصوم کہنا چاہیے جبکہ ان کو ساتھ لے جانا بھی روایات میں موجود ہے ذیل میں وہی روایت درج کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ تَعَالَوْنَا ابْنَانَا الْآيَةَ قَالَ
فَعَلِمَ بَابِي بَكْرٍ وَوَلَدِي وَبَعْمَرٌ وَوَلَدِي وَبُعْثَمَانٌ وَوَلَدِي وَبِعَلِيٌّ وَوَلَدِي۔

(ترجمہ) حضرت امام جعفر صادق نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ فرمایا آپ مباہلہ کے روز صدیق اکبر اور ان کے فرزند، حضرت عمر اور ان کے فرزند، حضرت عثمان اور ان کے فرزند، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند کو ساتھ لائے۔ ۱۲ ورنہ استدلال ہی باطل ہے۔ تفسیر فخر ج ۲ روح المعانی ج ۱ ص ۲۴۰ **جواب:** پیش کردہ آیت معصومیت اور خلافت سے بالکل ساکت ہے اس بنا پر شیعی علماء کو چاہیئے کہ اپنے استدلال پر نظر ثانی کریں۔

جواب: جید رکاز کا ساتھ جانا روایتی بیثبوت سے متفق علیہ نہیں ہے کیونکہ بعض روایات میں ان کا ذکر بھی نہیں۔ جیسا کہ تفسیر طبری ج ۳ ص ۱۹۲ میں ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ نَقَلْتُ لِلْمُعْتَمِرَةِ إِنَّ النَّاسَ يَرُدُّونَ فِي عِدَّتِ
نَحْنُ أَنْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ فَقَالَ أَمَا الشَّعْبِيُّ فَلَمْ يَذْكُرْهُ فَلَا أَحَدٌ يُلْصِقُ لَنَا بَنِي إِقْمِيَّةَ
فِي عَلِيٍّ أَوْ لَمْ يَكُنْ فِي الْحَدِيثِ۔

(ترجمہ) جریرہ نے مغیروہ سے روایت کی ہے کہ لوگ حدیث نجران میں علیؑ کی رفاقت اور معیت کا ذکر کرتے ہیں لیکن شیخی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ خدا جانے باہمی مناقشات کی وجہ سے یا ویسے حدیث میں ان کا ذکر نہیں تھا۔

پس جب روایاتوں میں اتفاق نہ رہا تو استدلال ہی ضروری۔

جواب نمبر ۱۰۔ بالفرض ہم مان لیتے ہیں کہ ان کو ہی لے گئے لیکن یہ کس روایت میں ہے کہ فلاں لفظ سے فلاں مراد ہے اور فلاں جملہ سے فلاں۔ بھلا راویوں کے تخمین و انداز سے پر بھی عقیدہ کے کامدار رکھا جاتا ہے اثبات عقیدہ کے لئے تو نص قرآنی چاہیئے۔

جواب نمبر ۱۱۔ اگر مان لیا جائے کہ حضرت علیؑ نفس رسولؐ تھے تو کیا مضائقہ ہے کیا چچا زاد بھائیؑ نفس کا اطلاق نہیں کیا جاتا لیکن یہ کس نے کہا ہے کہ خلافت کا تعلق رشتہ داری سے ہے۔

جواب نمبر ۱۲۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ اس تمام معاملے سے خلافت علیؑ کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا لیکن اشارات سے بھی عقائد کی عقدہ کشائی ہوتی ہے مہرگز نہیں۔

جواب نمبر ۱۳۔ اگر معیت اور رفاقت معصومیت کی دلیل ہے تو شبہ ہجرت صدیق اکبرؑ کی رفاقت بطریق اولیٰ ان کی معصومیت پر دلیل بنے گی۔

جواب نمبر ۱۴۔ النفس (جمع) سے نفس (مفرد) مراد لینا مجاہد ہے تب تک مجاز مراد نہیں لیا جاسکتا جب تک حقیقت متعذر نہ ہو۔ پس وجوہ تعدد حقیقت بیان کئے جائیں۔

جواب نمبر ۱۵۔ النفس سے مراد نفس علیؑ حقیقی معنی کے لحاظ سے لیا جائے گا یا مجازاً اگر حقیقی طور پر پرکھ لائے اور حضرت علیؑ نفس واحد ہیں تو نبیؐ رسولؐ سے نکاح کے سلسلے میں اشکال وارد ہو گا۔ اگر مجازاً ہے تو عقیدہ ثابت نہ ہو گا۔

جواب نمبر ۱۶۔ زیادہ سے زیادہ روایت سے حضرت علیؑ کی فضیلت ثابت ہو گی جس میں حسنینؑ مکرر ہیں اور حضرت سیدہؑ بھی شریک ہیں۔ سو اس کے ہم کب منکر ہیں۔

خلاصہ یہ کہ کچھ اس روایت سے شیعوں کو ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ تو ثابت نہیں ہوتا اور جو ثابت ہوتا ہے اس کا انکار نہیں کرتے۔

بحث سوم

خلافت بلا فصل حضرت علی المرتضیٰ

فریقین کا مسلک

(۱) اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ خلافت کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لشاد کے مطابق تیس سال ہے جس کا وعدہ پروردگار عالم نے کیا تھا اور خبر مروریائٹاٹ نے دی تھی اور انخاب جاننا دارین رسولی قبول نے کیا علی سبیل الترتیب تخت خلافت پر سب سے پہلے صدیقی اکبر جلوہ افروز ہوئے آپ کے بعد علی عظیم اور بعد حضرت عثمان غنی اور اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ یہ چاروں خلیفے اہلسنت کے نزدیک حق پر تھے اور ان پر دین کی ترقی کامل ہے۔

(۲) اہل تشیع نبوت کے بعد امامت کو مانتے ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ کے متعلق ان کا اعتقاد ہے کہ خلیفہ بلا فصل تھے۔ باقی جتنے خلفاء گزرے ہیں نہ تو وہ خلافت کے مستحق تھے اور نہ ان کا خلافت حق ہے اس بنا پر جہاں وہ اذان میں توحید و رسالت کی شہادت کا اعلان کرتے ہیں وہاں آجکل خلافت بلا فصل اور امیر المومنین کا عظمیٰ استعمال کرتے ہیں۔

اہل تشیع امامت کو اصول دین تو سمجھتے ہیں لیکن اگر کلام کے اسماء کو ان کی تصریح طر پر قرآن میں کھانے سے تاحر ہیں مابستہ منہ و مود لائل سے جہلا کو درغلالتے رہتے ہیں ویل میں ان کے مود لائل کو پیش کیا جاتا ہے اور ان کی تردید کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے بحث ۹ آیت ولایت۔

خلافت بلا فصل پر پہلا شیعہ استدلال

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُحِبُّونَ السَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْأَعْيُنِ (ترجمہ) جنہیں میت تہا اور علی اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ کوئے کرنے والے ہیں۔ (سورۃ المائدہ)

طراز استدلال۔ دیکھئے یہ آیت باتفاق مفسرین شیعہ سنن موافق نہایت حضرت علی المرتضیٰ کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ یہاں ولی کا معنی حاکم ہے اور والد بن یحییٰ سے مراد حضرت علی المرتضیٰ ہیں کیونکہ انہوں نے ہی حالت کورع میں زکوٰۃ ادا کی تھی۔

جواب۔ تو استدلال صحیح ہے اور طراز استدلال کیونکہ اولاً ترجمہ میں مَعْمَلُ الذِّہْنِ کو مقابل سے حال بنانا ہی غلط ہے۔ دیکھئے۔

حَالُ الْمَعْمَلِ قَدْ تَوَهَّمَ بَعْضُ النَّاسِ إِنَّ هَذِهِ الْجُمْلَةَ فِي مَوْضِعِ الْحَالِ وَلَوْ كَانَ كَذَلِكَ لَكَانَ دَفْعُ الزَّكَاةِ قَبْلَ الزَّكَاةِ أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِ لِأَنَّهُ مُتَدَوِّجٌ (تفسیر کبیری ص ۷۱)
(ترجمہ)۔ بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ یہ جملہ حال ہے جملہ مقدم سے حال لکھا ایسا ہوتا تو پھر زکوٰۃ کا ادا کرنا حالت کورع میں افضل ہوتا۔

(۱) کیا شیعوں کے نزدیک ادا کیے زکوٰۃ بحالت کورع افضل ہونا کسی معتبر کتاب میں یا سند صحیح لکھا ہے۔
ثانیاً یہ کہ اتفاق مفسرین فرہین کا دعویٰ کرنا ہی غلط ہے کیونکہ علامہ عماد الدین ابن کثیر اس قسم کی روایتیں نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں وَلَيْسَ يَصِحُّ شَيْءٌ فِيهَا بِالنُّكْبَةِ بِطَرَفِ اسَانِدِهَا وَجَعَلَهُ رَبُّهَا لَهَا (تفسیر کبیری ص ۷۲)۔ یعنی یہ سب روایتیں غیر صحیح ہیں اولاً یہ کہ ان روایتوں کی سندیں ضعیف ہیں۔ ثانیاً یہ کہ ان کے رجال مجہول ہیں۔ لہذا شیعوں جن روایات سے دلیل لیتے ہیں وہ ہمارے نزدیک قابل اعتبار نہیں اور ان کی کتب پر ہمیں اعتماد نہیں۔

شیعی استدلال پر اہلسنت کے چند اعتراضات

(۱) اہل تشیع کے نزدیک مسئلہ امامت اصولی مسئلہ ہے مگر وہ اسے روایات فقہیہ سے ثابت کرتے ہیں جب تک قطعی مسئلے کے لئے قطعی دلیل پیش نہ کی جائے۔ استدلال غیر نام ہے لہذا اگر حجت ہے تو الکلام کی امامت کی قطعی دلیل پیش کیجئے۔

دخترائے گاندہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(۲) جس معنی کی بنا پر حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل ثابت کی جا رہی ہے وہ ابن کثیر کی عبارت کے مطابق باطل ہے لہذا استدلال میں ایسا معنی پیش کیجئے جو مسلم بین الفرقہ یقین ہو۔

(۳) مقبول ترجمہ ج ۲۳ ولی کا معنی حاکم اور ترجمہ فرمان علی ۱۵۵ میں ملک سر پرست کیا گیا ہے اگر شیعوں کے نزدیک یہ معانی صحیح ہیں تو قرآن پیش کئے جائیں۔

(۴) جب اس آیت سے پہلی آیت **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ** میں دلی کا معنی درست لیا گیا ہے تو یہاں بھی **وَلِيَّكُمْ** سے حامی اور دوست مراد کیوں نہ لیا جائے اثنائی و جملہ بیان کیجئے۔

(۵) وَلَيْسَ كَمِثْلِهِمْ فِي دَلَالَتِهِمْ وَلَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ لَكُم مَّا تَشَاءُونَ وَأَنْتُمْ لَا تُرْتَدُّونَ عَلَيْهِ

رسول مقبول اور حضرت علیؑ کے ساتھ ہے فرمائیے ولایت خدا و ولایت رسولؐ اور ولایت علیؑ کے مابین مفہوم اور مطلب کی حیثیت سے تفاوت بھی ہے یا نہ، یعنی جیسی حاکمیت خدا کو حاصل ہے ویسی حضرت علیؑ کو حاصل ہے یا نہ اگر حاکمیت یکساں ہے تو اس کا بطلان ظاہر ہے کہ یہ شرک مرتجع ہے اور اگر یکساں نہیں تو لفظ مشترک المفہوم سے کیا متعدد معانی لینا کس کتاب میں لکھا ہے واضح کیجئے۔

(۶) اگر اس آیت سے بقول شمولیت علیٰ بلا فصل ثابت ہو رہی ہے تو فرمائیے بعد از وفات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی الرضیٰ نے اپنی خلافت کے دعویٰ میں اس آیت کو کیوں نہ پیش کیا۔

(۷) اس آیت میں زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے یا غفلت صدقہ ہے اگر زکوٰۃ مفروضہ ہے تو پہلے حضرت علی الترمذیؓ کو مالدار صاحب نصاب ثابت کیجئے اور اگر غفلت صدقہ ہے تو یقیناً مجاہد ہے اور مجاز تہ مراد لیا جا سکتا ہے جب حقیقت متعذر ہو بہر حال ہر دو شقوں میں جو کسی شق اختیار کرو گے دوسری شق کی تردید لازم آئے گی۔

(۸) قرآن مجید میں ہے قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذْ أَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَدْعُونَ هَٰذَا لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ هَٰذَا لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ هَٰذَا لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ هَٰذَا لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ

(۹) وَهُمْ لَا يُعَوَّنُ۔ جب قرآن مجید میں جمع کے صیغے سے لایا گیا ہے تو آیت کو عموم سے نکال کر

ایک فرد پر بند رکھنا کس قاعدے کے ماتحت ہے۔

(۱۰) اگر انما کلہم صرّف خلافت علی المرتضیٰ پر دلالت کرتا ہے تو باقی یا زدہ ان کی تاج پوشی سے متعلق آیتیں لائیے ہا تو اَبْرَہَا لَکُمْ اِنْ لَکُمْ صَادِقِیْنَ۔

(۱۱) لفظ ولی کا معنی احکام کہاں لکھا ہے اشہد ان علیا ولی اللہ میں بھی حکومت مراد ہے۔

(۱۲) یہ آیت تو قبول عکرم ابو بکرؓ کے شان میں نازل ہوئی ہے اور بروایت محمد باقرؑ نہا جریٰ انصار کے حق میں، لہذا استدلال کی توثیق کے دلائل بیان کیجئے۔

(۱۳) حضرت علیؑ کے متعلق نزولِ آیت کا مدعی صرف ثعلبی ہے۔ متفقاً اقوال مفسرین کی زد سے وہ مجروح اور حاطب التلیل کا خطاب یافتہ ہے۔ حضرت حافظ ابن تیمیہؒ منہاج السنہ میں اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں وَهَبَهُ بَعْضُ الْكُذَّارِیْنَ۔

حضرت حافظ ابن حجر العسقلانی انکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اسے ازالۃ الخفاء میں موضوع لکھا ہے۔

حضرت امام فخر الدین الرازیؒ نے تفسیر کبیر میں اسے ممنوع کہا ہے۔

چیت یا رانِ طریقت بعد ازین تدبیر ما ؟

خلافت بلا فصل پر و سر شیعہ استدلال

بحث آیت مَوْكَدَّةٌ فِي الْقُرْبَى

(۱) قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى (عرجہا) کہہ دیجیو

محمد مصطفیٰؐ انہیں سوال کرتا میں تم سے تبلیغ پر مگر رشتہ داری میں محبت کا!

طرز استدلال :- فیہم کہتے ہیں کہ آیت کے معنی یوں ہیں (اے لوگو میں تم سے کوئی

اجرت تبلیغ پر نہیں مانگتا مگر رشتہ داروں کی محبت) اور ظاہر ہے کہ مظاہرہ محبت تب ہوگا جب حضرت علی المرتضیٰؑ کو خلیفہ بلا فصل تسلیم کیا جائے۔

جواب :- جیسا استدلال ویسا طرز استدلال کیونکہ اس آیت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر نہ ہوا ہے نہ اشارت کہاں محبت قرنی اور کہاں عقیدہ خلافت بلا فصل۔
 جواب :- اہل تشیع کا کیا ہوا معنی تب قابل تسلیم ہوتا اگر آیت میں الا الموقدۃ فی ذوی القربی ہوتا لیکن پھر بھی خلافت کا مفہوم ہرگز ثابت نہ ہوتا۔

شیعی استدلال پر الہدٰی کے چند اعتراضات

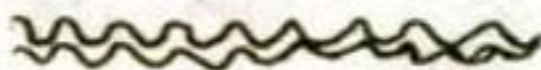
(۱) اگر آیت کا مفہوم اسی طرح مان لیا جائے تو قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ کا کیا معنی ہوگا جبکہ اس آیت میں مطلقاً ہجرت علی التبلیغ سے نفی کی گئی ہے۔

(۲) اگر مطلقاً حضرت کے رشتہ داروں کی محبت واجب ہے اور یقیناً واجب ہے تو ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ نہیں اولادِ حسنؑ، عقل اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے کیوں محبت نہیں ہے کیا وہ رشتہ دارانِ رسولِ مقبولؐ سے خارج ہیں ۱۲۔ حالانکہ الہدٰی کے نزدیک سب کے سب قابلِ اتباع ہیں۔ ولا اتباع بدوۃ المحبۃ۔

(۳) محبت میں مفہوم خلافت کہاں پوشیدہ ہے۔

(۴) اگر آیت سے بالفرض خلافت مراد ہو تو نزولِ وحی کے وقت مراد ہوگی یا بعد میں اگر عند نزولِ الٰہیٰ مراد ہو تو یقیناً خلافت عقل و نقل ہے کیونکہ اس وقت حکومت حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور اگر بعد از وفات رسولؐ تو بلا فصل کی تصریح کہاں نکلی ہے۔

(۵) کیا اسی آیت سے اولادِ حسنؑ کی امامت ثابت ہو سکتی ہے یا نہ اگر نہیں ہو سکتی تو کیوں۔ اور اگر ہو سکتی ہے تو انحراف کی وجہ بیان کیجئے۔



بحث آیت تبلیغ

خلافت بلا فصل پر تیسری شیعہ استدلال

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (ترجمہ) اے رسول مکرم جو میرے رب نے حکم دیا ہے اسے پہنچا دے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو رسالت کا حق ادا نہ کیا۔

طرز استدلال :- شیعوں کہتے ہیں کہ ترجمہ الودائع سے واپسی پر آنحضرتؐ جب مقام غدير پر پہنچے تو خبر پڑی تین رپہ دہیم کی طرف سے حضرت علیؑ کی خلافت کا پیغام لے کر نازل ہوئے۔ اور دربار رسالت میں عرض کیا کہ آپ اعلیٰین فرمادیجئے آپ نے عذر فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ شاید لوگ خلافت علیؑ کا اعلان سن کر قتال پر آمادہ نہ ہو جائیں چنانچہ جبریل امین آپ کے جواب میں یہ آیت لے کر نازل ہوئے پھر آپ نے ہدیں الفاظ اعلان فرمایا :-

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَيْ مَوْلَاكَ اللَّهُمَّ قَالَ مَنْ وَالَاَهُ وَمَا دُونَ عَادِلًا
یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں اے اللہ دوست رکھا سے جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھا سے جو اسے دشمن سمجھے۔

جواب :- آیت کے الفاظ میں نہ تو علیؑ کا ذکر ہے اور نہ ان کی خلافت کا اگر ہے تو فقط تبلیغ ما انزل الیہ کا اور قیدنا بغیر مسئلہ توحید و غیو کے کچھ نہیں اور اسی مقصد کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے گئے۔ آیت کے اصلی مفہوم کو بھی دوسری طرف لگا کر کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔
جواب :- اس آیت کے حلق یہ دعویٰ کرنا کہ غم غدیہ کے مقام پر نازل ہوئی ہے غلط ہے بلکہ اس سے کئی برس پہلے نازل ہوئی ہے کیونکہ حافظ علامہ ابن کثیر نے ترمذی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ

فدایان نبوت رات کو حضرت کی پاسانی کیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے بالانعام سے سر مبارک نکال کر فرمایا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ میری حفاظت کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے صمد الحاکم فی السموات اگر شیعوں میں ہمت ہے تو وہ ثابت کریں کہ یہ آیت خم غدیر کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔

شیعی روایات کے جوابات

جن روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیت اعلان تبلیغ غدیر خم کے بعد نازل ہوئی ہے ان میں ایک روایت ابو سعید خدری کی ہے جس کا راوی علیہ ہے۔ ذہبی نے میزان الاعتدال میں اسے ضعیف لکھا ہے ابو بکر بن سالم مروی ابو بن عدی نے اسے شیعہ لکھا ہے ابو داؤد فرماتے ہیں غیر محمد علیہ شخص تھا۔ دوسری روایت ابن عباس سے ہے جس کا راوی کلبی عن ابی صالح ہے۔ بخاری کہتے ہیں کلبی منہجی نے کہا جتنی روایتیں میں ابوصالح سے کروں وہ جھوٹی ہوں گی۔ یزید بن ہریج کہتے ہیں کلبی سہل فرقتے کا فریق تھا۔ تیسری روایت برابر بن عازب سے ہے جس کا راوی ابو بکر بن عیاش ہے میزان الاعتدال میں ہے کہ وہ غلطی کرتا تھا اور میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ مزید تفصیل تصیوۃ الشیعہ میں دیکھ لی جائے۔

شیعی استدلال پر اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

(۱) خلافت بلا فصل شیعوں کے نزدیک اصولی مسئلہ ہے لہذا اگر اہلسنت ہے تو ولایت علی المرتضیٰ کا ذکر نص قرآنی سے ثابت کیجئے۔

(۲) اگر آیت مذکورہ کا نزول خم غدیر کے موقع پر تسلیم کر لیا جائے تو اصول کافی حد تک اس کی حسب ذیل روایت کا جواب دیکھئے۔
ثُمَّ نَزَلَتْ الْوَلَايَةُ وَكُنَّا نَأْتَاهُ ذَلِكَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِحَقِّهِ
إِلَى قَوْلِهِ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الْمَوْصُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ (ترجمہ صحیح) اس کے بعد نازل ہوئی ولایت اور یہ حکم آنحضرت کے پاس جمعہ کے روز آیا۔

عجب مشکل میں آیا سینے والا حبیب دلائل کا ادھر ٹانگا ادھر ادھر ادھر ٹانگا ادھر ادھر

(۳) اگر خلافت علیؑ سے متعلق پروردگار عالم نے آنحضرتؐ کو تبلیغ پر مجبور کر دیا تھا تو پھر حسب ذیل روایت کا کیا جواب ہے۔ — قال ابو جعفر علیہ السلام ولایۃ اللہ اسما الی جبریل واسما جبریل الی صلی اللہ علیہ وسلم واسما محمد الی علی واسما الی من شاء ثم انتم تدعون ذلک۔ (ترجمہ) امام باقرؑ نے فرمایا کہ ولایت الہی (یعنی مسئلہ امامت) ایک راز تھا جسے خدا نے حضورؐ کو بطور راز بیان کیا اور حضورؐ نے حضرت علیؑ کو بطور راز کے اور حضرت علیؑ نے جسے چاہا بتایا مگر اب تم لوگ اسے مشہور کر رہے ہو ۱۲ (تولید دیا ہلے) فرمائیے اگر انشاء ہی مقصود تھا تو تبلیغ کی تاکید کیوں اور اگر ظاہر کرنا تھا تو سلسلہ وار انشاء کیسے آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی (۴) وہ کلوسی مصیبت تھی جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غافل ہوئے تھے پھر کیا اقباب کے بعد وہ غافل نہ ہوئے ہوتے ہیں ظاہر ہوئی یا نہ اگر ہوئی تو موت اور اگر نہیں ہوئی تو نبوی امانہ غلط ہوتا ہے۔ — باش ہر پنجوی گو

خلافت بلا فصل پر چوتھا شیعی استدلال

وَقِفُوهُمْ اِنَّهُمْ مُسْتَوُونَ

طرز استدلال :- حضرت ابی سعید الخدریؓ سے روایت ہے اِنَّهُمْ مُسْتَوُونَ فِي وَلَايَةِ عَلِيٍّ ابْنِ اَبِي طالب معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل ہے۔
اقتراض علیؑ یہ روایت قابل قبول ہے اسلئے کہ اس کے رواۃ جاہل ہیں صحیح روایت پیش کیجئے۔
اقتراض مٹ :- جب آیت کا سیاق و سباق سوال عن الایمان پر دلالت کرتا ہے تو اس کے مراد لینے

خلافت بلا فصل پر پانچواں شیعی استدلال

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا تَرْضَوْنَ اَنْ تَكُونُوا مِنِّي بِسَنِيَّةِ هَاشِمٍ مِّنْ مُّؤْمِلٍ اِلَّا اِنَّهُ لَا يَنْتَعِي بَعْدِي (بخاری و مسلم)

(ترجمہ) حضرت علیؑ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تو راضی نہیں ہوتا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہو مویٰ سے لیکن بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

طراز استدلال :- جس طرح ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اسی طرح حضرت علیؑ بھی حضرت رسول کریمؐ کے خلیفہ تھے۔

جواب :- اگر اجماع النظر سے دیکھا جائے تو حدیث میں خلافت بلا فصل کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اگر ہے تو صرف ایک آپؐ نے حضرت علیؑ کو خلافت الہیہ کے لئے مقرر فرمایا اور یہ بسبب قربت داشتہ داری کے تھا اور اس پر قرینہ یہ کہ اسی حدیث کے لواصل جملوں میں حضرت علیؑ نے عرض کی کہ آپؐ غزوہ تبوک کا قصر بیان فرما رہے تھے یا رسول اللہ! اختلف فی التکلیف والتبیین (ترجمہ) یا رسول اللہ! کیا آپؐ مجھے غارتوں اور پتھروں میں اپنا خلیفہ بناتے ہیں جس کے جواب میں آپؐ نے یہ جملے فرمائے اور حضرت علیؑ کے قول کی تردید نہ کی۔

ورنہ فرمائیے

(۱) حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت تو عارضی تھی کیا علیؑ کی خلافت بھی ازیں قسم تھی۔
(۲) ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰؑ کی زندگی میں ہی ملک عدم ہو چکے تھے اگر اس خلافت سے خلافت حیدری کو تشبیہ دی جائے تو فرمائیے کیا تشبیہ اور استنباط صحیح رہیں گے۔ خلافت بلا فصل کے متعلق فقہر استدلال میں نے کھوئیے ہیں اور جوابات بھی۔ مزید تفصیل کے لئے میرا رسالہ "خلافت بلا فصل کی حقیقت" ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت علیؑ کی خلافت کے متعلق اہل سنت کی طوطی شیعہ فرقے پر چند اعتراضات

(۱) اللہ تعالیٰ اپنے عہد میں پکا ہے إِنَّكَ لَا تَخْلُقُ لِلْجَعَادِ (قرآن) ایمانے عہد سے اُس کے لئے پیر نہیں ہو سکتی۔ معرفت دینی بفسخ العہد (قول امیرؑ) جب خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں خلیفہ حق کے انتخاب و تعیین کا وعدہ فرمایا تھا اور سب قول شیعوں کی خلافت حضرت امیر المؤمنین علیؑ کی طرف

کے سوا اور کوئی نہ تھا تو فرمائیے خدا تعالیٰ کو اس پر عمل کرنے سے کس نے روک لیا۔

(۶) خلافت بلا فصل اگر علی المرتضیٰ کا حق تسلیم کیا جائے تو فرمائیے کیا قرآن مجید میں اس سے متعلق صریح نص وارد ہے یا بلحاظ تعلق رشتہ داری، علی سبیل الاول دلیل لائیے۔ اگر رشتہ داری کا لحاظ ہے تو سب سے زیادہ تقدیر حضرت کے چچا پاک حضرت عباسؓ تھے فرمائیے ان کو کیوں محروم کیا گیا۔

(۷) اگر خلافت بلا فصل واقعی حضرت علی المرتضیٰ کا حق تھا تو کیا حضرت علیؓ کے ارشاد میں الا شیعہ من مطالبہ حق سے کبھی باز رہ سکتے تھے کیا آپ کا جذبہ ایمان حضرت حسینؓ سے بھی کم تھا۔

(۸) اگر ان کی خلافت خلافت حقہ تھی اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت جبارانہ اور ظالمانہ تھی تو فرمائیے حضرت علی المرتضیٰ نے منبر نبویؐ کو ظالموں اور فاسقوں کے حوالے کر کے کون سے کیوں کام لیا جبکہ قرآن میں وارد ہے
وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا أَفْتَمَسْكُمْ الشَّيْطَانُ

نہ مجھ کو ظالموں کی طرف ورنہ تم کو آگ بھیسٹ لے گی۔

(۹) إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ الْكِتَابِ وَيَشْتُرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ لَا يُكَلِّمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (البقرہ) (ترجمہ) جو لوگ ان قرآن کو جو خدا نے قرآن میں نازل کیا ہے بھپاتے ہیں اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت لے لیتے ہیں یہ یہ لوگ انگوٹوں سے اپنے پیٹ بھرتے ہیں اور قیامت کے دن خدا ان سے بات تک نہ کرے گا۔ (حائل فرمان علی شیعہ ص ۱۸۱)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حق کو چھپانے والے خدا تعالیٰ کے نزدیک نہ صرف مجرم ہیں بلکہ معذوب بھی ہوں گے۔

اگر بقول شما خلافت بلا فصل کے مستحق حضرت علی المرتضیٰ تھے تو آپ نے کمان حق کیوں کیا؟
(۱۰) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ کے پیش نظر فرمائیے حضرت علی المرتضیٰ نے صدیق و فاضل کے خلاف اعلان جنگ کیا یا نہ اگر کیا ہے تو ثبوت لائیے اور اگر نہیں کیا تو وجہ بتائیے۔

(۷) اگر حضرت امیر کی خلافت واقعی بلا فصل تھی تو لوگوں کے مطالبہ بیت پر انہیں حسب ذیل بیان کیوں دیا۔

أَنَا لَكُمْ دَرِيْسٌ أَوْ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْهُ أَمِيرٌ (نہج البلاغہ ص ۲۲)

(ترجمہ) میرا وزیر رہنا تمہارے لئے میرے امیر رہنے سے بہتر ہے۔

جب آپ کی امامت منصوص من اللہ تھی تو اس بیان دینے کا کیا نائدہ؟

(۸) اگر حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت و امامت بحکم خدا تھی تو آپ نے کیوں فرمایا۔ وَأَنْتُمْ مَا كُنْتُمْ لِي فِي الْخِلَافَةِ رَغْبَةً وَلَا فِي الْأَوَّلِيَّةِ اِرْسِيَةً (نہج البلاغہ ص ۵۱۹) خدا کی قسم نہ تو مجھے خلافت کرنے میں کوئی رغبت ہے اور نہ ولایت میں حاجت ہے۔

فرمائیے کیا حضرت علی المرتضیٰ کو فیصلہ خداوندی منظور نہ تھا جبکہ تمام شیعوں کے نزدیک ان کی امامت منصوص تھی۔

(۹) نہج البلاغہ میں ہے دَعَوْتُمُوْنِي إِلَيْهَا وَهِيَ تَمُوْنِي عَلَيْهَا اے قوم تم نے مجھے خلافت کی طرف بلایا اور اس پر مجھے براگیختہ کیا۔

اگر خلافت منصوص من اللہ تھی تو آپ نے ایسے کلمات کیوں فرمائے کیا واقعی دوسروں کے اصرار اسے مجبور ہو کر آپ نے امر خلافت مقبول فرمایا۔

(۱۰) اگر بقول شیعوں حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت منصوص تھی تو آپ نے قتل عثمان کے بعد مطالبہ بیت کے جواب میں دَعُوْنِي وَلَا تَبْسُوْا غَيْرِي (نہج البلاغہ ص ۱۸۱) (مجھے چھوڑو کسی اور کو میرے سوا تلاش کرو) کیوں فرمایا۔

(۱۱) اگر خلافت جہد ری منصوص فی حق تو آپ نے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنِي فَاَنَا كَاجِدِكُمْ وَلَعَلَّ اَسْمَعَكُمْ وَاَطُوْعَكُمْ نہج البلاغہ ص ۱۸۲ (اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو میں تمہارے ایک جیسا خادم رہوں گا بلکہ شاید میں تم سے امیر کا زیادہ فرمانبردار اور خدمت گزار رہوں گا) کیوں فرمایا۔

(۱۲) جن روایات میں خلافت علی المرتضیٰ کا ذکر موجود ہے وہ مسلم بن افریقین ہے لیکن اگر ہمت ہے تو روایت صحیحہ میں خلافت بلا فصل کا لفظ دکھائیے۔

(۱۳) جب عباسؓ اور ابوسفیانؓ نے حضرت علیؓ سے بیعت کے متعلق کہا تو حضرت ابیہر نے حسب ذیل جواب دیا: هَذَا مَاءُ الْجَنَّةِ وَلَقَمَةٌ يَغْصُّ بِهَا أَكْلُهَا وَمُجْتَنِي التَّمَدُّ لِيُغَيِّرَ وَاقْتُ إِيتَا عِمَّا كَالنَّزْلِ بِغَيْرِ رُخْصٍ (ترجمہ: یہ (جنت کا) پانی ہے اور ایسا لقمہ ہے کہ کھانے والے کا گلہ پڑتا ہے۔ میوے کے پختہ ہونے سے پہلے جو شخص اسے توڑ لیتا ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی دوسرے کی زمین میں کھیتی کر رہا ہو۔

طرز استدلال :- اگر آپ کے نزدیک خلافت ان کا ہی حق تھا تو آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ اب میرا خلافت کا قبول کرنا ایسا ہے جیسا کہ بچہ چل کو توڑنا اور دوسرے کی زمین میں کھیتی کرنا۔

بحث چہارم

مسئلہ خلافت خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین

ایت استمخلاف

وَلِئَلَّا يَحْزَنَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْتَخْلَفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلِيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (سورۃ نور) ترجمہ: (وہ) کہیں کہیں ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور عمل کئے ہیں انہوں نے اچھے ضرور ان کو خلیفہ بنائے گا زمین میں جس طرح خلیفہ بنایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے گزرے اور انہیں جادے لگان کیلئے ان کے پس دین کو جس کو ان کیلئے پسند فرمایا اور ضرور بدل دے گا اور کہے بدلے امن میری بندگی کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جس نے اس کے بعد ناشکری کی پس یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔

طرز استدلال :- اس آیت میں حسب ذیل کلمات قابل غور ہیں۔

جس کا کوئی سمجھدار انسان انکار نہیں کر سکتا۔

تاہم علیہ السلام پاکستان کا رشا و گرامی برعاشیہ قرآن ترجمہ شیخ البہد استاذ الحرم حضرت مولانا
ضمیر احمد صاحب عثمانی لکھتے ہیں۔۔۔ الحمد للہ وعدہ الہی چاروں خلفاء کے ہاتھوں پر پورا ہوا اور
دنیا نے اس عظیم الشان پیشینگوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

آیت استخلاف کے ضمن میں چند زبردست استدلال

استدلال ۱۔ شیعوں کی معتبر کتاب صاتی میں علی سبیل الترویج موجود ہے کہ اس
خلافت سے مراد وہ خلافت ہے جو سرور کائنات کی وفات کے بعد خلفاء کو نصیب ہوئی جو یقیناً خلفاء
ثلاثہ کی خلافت کے لئے ثبت ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ لِيَجْعَلَنَّهُمْ خُلَفَاءَ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ

اگر بقول شیعوں امام مہدی یا حضرت علیؑ مراد ہوتے تو لفظ خلفاء لانے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

استدلال ۲۔ اَلْخَلِيفَةُ السَّاطِنُ اَلْعَظَمَاءُ ظَاهِرٌ ہے کہ سلطنت اسلامی اگر غفلت پزیر

ہوتی ہے تو خلفاء ثلاثہ کے وقت ہیں۔

استدلال ۳۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کے ذیل میں صاحب تفسیر مجمع البیان (شیعوں) لکھتے ہیں

ای اَرْضَ اَلْعَرَبِ وَالْعَجَبُ خدائی قسم اگر شیعوں میں ذرا بھی انصاف کا مادہ ہے تو

بغیر تسلیم کے ان کو چارہ نہیں ہے گا کیونکہ عرب و عجم کی اگر شاہی نصیب ہوئی تو خلفاء حقہ کو۔

استدلال ۴۔ اہل شیعہ کے معتد مفسر علامہ کا شانی آیت مذکورہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

و در اندک زمانے حق تعالیٰ بوعد مومنان و فائزہ جزا عرب و دیار کسری و بلاد روم بدیشاں

ارزانی فرمودہ۔ یعنی تھوڑے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور عرب کے جزیرے اور

کسری کے مکانات اور روم کے بہت سے شہر ان کو عنایت فرمائے۔

استدلال ۵۔ شیعہ تفسیر مجمع البیان میں ہے وَ اَلْمَعْنٰی لِبُورِ شَمْعٍ

أَرْضَ الْكُفَّارِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ نَجْعَلُهُمْ سَكَنَهَا وَمُلُوكَهَا لِعَنَى خَلَاةَالَى انْ خَلْفَارِ كُو
عرب و عجم کے کافروں کی زمین کا وارث بنائے گا پس وہ خلفاء حق بموجب وعدہ الہی ان میں رہیں گے
اور وہاں کے بادشاہ ہوں گے۔ ۱۲

بتائیے خلفاء مار بعد کے علاوہ یہ رتبہ کسی اور کو نصیب ہوا۔

استدلال علیٰ غزوہ روم کے متعلق جب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ سے فاروق اعظم نے اپنے
جانے کے متعلق مشورہ پوچھا تو آپ نے جواب میں جہاں اور چند تفصیلی بیانات دیئے وہاں یہ بھی فرمایا۔
وَقَدْ تَوَكَّلَ اللَّهُ لَا أَجَلَ لِهَذَا الدِّينِ بِأَعَزَّازَةِ الْعَوْدَةِ وَكَسْرِ الْعَوْدَةِ (یعنی) بیشک
ضامن ہوا ہے اللہ اس دین والوں کی جماعت کو عزت اور غلبہ دینے کا، ہو سکتا تھا کہ شیعہ حضرات اس
کی تائید کر کے کچھ اور مطلب بیان کرتے لیکن خدا کا فضل ہے ابن غنیم بخرانی شارح منہج البلاغہ نے
مختصریٰ سی تشریح کر کے بھیج دیا۔ مٹا دیا۔ کہتے ہیں۔ — وَطَعَدَ الْمُعْكَمُ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى
وَسَدَّ امْتَنَ الدِّينِ اٰمَنُوا مُتَكَمِّمٌ یعنی یہ عبارت اس آیت قرآنی کی تشریح ہے وہاں خدا تعالیٰ نے
جو نسا وعد کیا تھا آج اسی کی تشریح حضرت علی المرتضیٰ اپنے بیان سے فرما رہے ہیں۔

خلفاء راشدین کی خلافت حق پر اہلسنت کی طرف دوسرا استدلال

قُلْ يٰٓمَعْشَرَ الْفٰرِسِ سَمِعْتُمْ اِلٰى قَوْمِ اَوَّلٰى بَأْسٍ شِدِّ يَدَيْتُمْ اَتْلُوهُمْ
اَوْ لَيْسَ لَكُمْ فَاِنَّ تَطِيعُوْا اِلٰىكُمْ اَللّٰهُ اَجَدُّ اَحْسَنًا وَاِنْ تَوَلَّوْكُمْ اَتْلُوْكُمْ مِنْ قَبْلُ
يَعَذِّبُكُمْ عَذَابًا اَلَمَّا اَلَيْمًا (ترجمہ) تم ان بھیچے رہ جانے والے بدقوس سے کہہ دو کہ غنیم تم ایک
بڑی سخت لڑاکا قوم کی طرف بلائے جاؤ گے دیا تو تم ان سے لڑو گے یا وہ اسلام لے آئیں گے پھر اگر تم
اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو بہت ہی اچھا اجر عنایت فرمائے گا اور اگر تم اسی طرح روگردان ہو جاؤ گے
جیسا کہ تم پہلے روگردانی کر چکے ہو تو تم کو دردناک عذاب سے عذاب کرے گا۔

طرز استدلال۔ اس آیت میں عرب کے ان قبائل کے نام خلافت پیغام دیا گیا ہے

طرز استدلال :- اس آیت میں مظلوم ہابیرین کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی غیر مبہم الفاظ میں گواہی دی ہے اور منکرین توحید کے ساتھ ان کو جہاد کرنے کی اجازت فرمائی ہے اس پر بس نہیں بلکہ ان کو نصرت و حمایت کا وعدہ دیا گیا ہے اور علی سبیل الانخبار ان کی خلافت و حکومت کا ذکر بھی فرما دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہایت ہی مہربانی کے ساتھ پورا کیا اور ان کو دینی خلافت اور ارضی حکومت پر متمکن فرمایا۔ کمالا یغنی علی ارباب البصیرۃ -

خلافت راشدہ کی حقانیت پر چوتھا استدلال

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنَنبُوَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً
وَالْآخِرَةُ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ————— (ترجمہ) جن لوگوں نے (کفر) کے ظلم پہ ظلم پہنے کے بعد خدا کی خوشی کے لئے گھر بار چھوڑا، ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھی جگہ بخلائیں گے اور آخرت کی غیر تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

طرز استدلال :- مظلوم ہابیرین سے بارگاہ خداوندی سے جو وعدے کئے گئے ہیں۔ دنیا میں باعزت مقام اور آخرت میں نہات اور ظاہر ہے کہ دنیا کا باعزت مقام اگر ہے تو رتبہ خلافت اور حکومت ہے اور الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔

خلفائے اربعہ کی خلافت پر پانچواں استدلال

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ
وَيُحِبُّونَهُ ذَلِكُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَسْرَءُ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا
يَعَا فُؤُونٌ لَوْمَةً لَّا يُؤْمِرُ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

(ترجمہ) اے ایماندارو! میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو غریب ہی اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو ظاہر کر دے گا جنہیں خدا دوست رکھتا ہوگا اور وہ اس کو دوست رکھتے ہوں گے۔ ایمانداروں

کے ساتھ منکر اور منکرین کے ساتھ سخت کڑے خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کریں گے یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے اور خدا تو بڑی گنجائش والا واقعہ کار ہے (المائدہ)

طرز استدلال اس آیت میں ان لوگوں کی مدح و توصیف کی گئی ہے جن لوگوں نے مرتدین سے قتال کیا اور ظاہر ہے کہ مرتدین سے اگر جہاد کیا تو خلیفہ اقل نے اور آپ سے بیعت کرنے والے مسلمانوں نے! کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عہد میں تین گروہ تھے بنو مدیجہ بنو ثعلبہ بنو اسد پہلی قوم میں سے اسود غسی نے دوسری قوم میں سے مسیلہ کذاب اور تیسری قوم میں سے طلحہ بن خویلد نے نبوت کا دعویٰ کیا چنانچہ اسود غسی کو فیروز دہلی نے قتل کیا اور مسیلہ کذاب کو وحشی قاتل حمزہ نے اور طلحہ کو خالد بن الولید کے حوالے کیا گیا لیکن وہ شام کو بھاگ نکلا اور ایمان لے آیا۔
صدیق اکبر کے زمانہ اقدس میں سات گروہ مرتد ہوئے۔

- (۱) بنو فزارہ: جو عین بن حصین کی قوم سے تھے (۲) غطفان: مرہ بن سلمیٰ کی قوم سے تھے،
- (۳) بنو سلیم: ابن عبدیلیل کی قوم سے تھے (۴) بنو ربیع: مالک بن نویر کی قوم سے تھے
- (۵) بعض بنو تمیم: جو ثعلبہ بنت النذر کی قوم سے تھے (۶) بنو کندہ: جو شعث بن قیس کنذی کی قوم سے تھے
- (۷) بنو بکر: جو بکر بن میں مرتد ہوا

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں قرآنی پیشینگوئی کے مطابق ان مرتدین کو اگر بغیر دین سے لکھیں تو صدیق اکبر نے۔ وہ نہ تو حضرت علی المرتضیٰ کو یہ موقع نصیب ہوا اور نہ باقی یازدہ آدمیوں سے کسی کو پس جو لوگ خلافت حقہ کا انکار کرتے ہیں وہ حقیقت میں خداوندی پیشینگوئی کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ پیشینگوئی حق ہے اور یقیناً حق ہے کہ ایک ایسی قوم آئے گی تو مسلمانوں سے عاجزی کے ساتھ پیش آئے گی اور منکرین دین کے ساتھ سختی سے اور مزید برآں یہ کہ وہ اس معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف بھی نہ کرے گی تو روزِ روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ یہ کارنامے خلفاء راشدین کے زمانہ میں بالعموم اور خلافتِ صدیقی میں بالخصوص ظہور پذیر ہوئے۔ صدیق اکبر نے جہاں انکار دین پر

جہاں کیا وہاں منکرین وجوب و فرضیت زکوٰۃ کے ساتھ بھی اعلان جنگ کیا۔ حاضرین نے اگرچہ اسے پسند نہ کیا مگر صدیق اکبرؓ نے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کی۔

خلافت حق پر چھٹا استدلال،

الْقَدْ غَلَبَتِ التُّدْمُ فِي اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ سَيِّغْلِبُونَ
فِي يَضْمِ سِنِينَ يَلِيهِ الْاَمْرُ مِنْ كَبَلٍ وَمِنْ بَعْدِ كَلِمَةٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ يَنْصُرُ اللَّهُ
يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ وَعَدَ اللَّهُ لَا يَمْلِكُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

(ترجمہ) بہت قریب کے ملک میں رومی نصاریٰ اہل فارس آتش پرستوں سے ہار گئے مگر یہ لوگ غمگین ہی اپنے ہار جانے کے بعد چند سالوں میں پھر اہل فارس پر غالب آجائیں گے کیونکہ ہر امر کا اختیار خدا تعالیٰ کو ہے اور اس دن ایماندار لوگ خدا تعالیٰ کی مدد سے خوش ہو جائیں گے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے یہ خدا کا وعدہ ہے خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کیا کرتا مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

طراز استدلال :- قرآن مجید کی آیت بتلا رہی ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں مسلمان اہل فارس پر غالب آجائیں گے یعنی مسلمان حاکم ہوں گے اور وہ محکوم چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو عہد فاروقی میں پورا کیا اگر ان کی حاکمیت اور خلافت برحق نہ ہوتی یا یہ خداوندی علم میں ناقص الایمان ہوتے تو قرآن مجید میں قطعاً اس قسم کی پیشین گوئی وارد نہ ہوتی۔
نفس مرتضیٰ سے ثابت ہو رہا ہے کہ :-

- (۱) خلفاء کی حاکمیت عہد خداوندی کے مطابق ہے۔ (وعد اللہ)
- (۲) فتح و نصرت اسلام خداوندی اعانت کا نتیجہ تھا۔ (ینصر من یشاء)
- (۳) ملک فارس عہد فاروقی میں فتح ہوا اور مسلمان بے مدخوش ہوئے۔ (یومئذ یفرح المؤمنون)
- (۴) فوج فاروقی غالب ہوئی اسلام کا بول بالا ہوا۔ (من بعد علیہم سید غلبون)

خلافت حقہ کے متعلق امام محمد باقرؑ کی تائید تصدیق

عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اللَّهُمَّ غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ فَقَالَ إِنَّ لِهَذَا تَأْوِيلًا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ وَالتَّائِيخُونَ مِنَ آلِ مُحَمَّدٍ وَهِيَ الشَّامَاتُ وَمَا حَوْلَهَا وَهِيَ يُعْنَى فَارِسَ بَعْدَ عَلَيْهِمْ سَيُغْلِبُونَ يَعْنِي يَغْلِبُهُمُ الْمُسْلِمُونَ فِي بَضْعِ سِنِينَ لِلَّهِ الْأُمُورُ مِنْ قَبْلِ وَمِنْ بَعْدِ يَوْمِئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ فَلَمَّا أَحَازَ الْمُسْلِمُونَ فَارِسَ وَافْتَحُوا هَانِئًا الْمُسْلِمُونَ فَارِسَ وَافْتَحُوا هَانِئًا الْمُسْلِمُونَ بَعْدَ رِ اللَّهِ قَالَ قُلْتُ أَلَيْسَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ فِي بَضْعِ سِنِينَ وَقَدْ مَضَى لِلْمُؤْمِنِينَ سِنُونَ كَثِيرَةٌ مَعَ رَسُولٍ فِي إِمَارَةٍ أَبِي بَكْرٍ وَإِنَّمَا غَلَبَ الْمُؤْمِنُونَ فَارِسَ فِي إِمَارَةٍ عُمَرَ فَقَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنَّ لِهَذَا تَأْوِيلًا وَتَفْسِيرًا لِلَّهِ الْمَشِيَّةُ فِي الْقَوْلِ إِنَّ يُؤَخَّرَ مَا قَدَّمَ وَيَقْدِمُ مَا أَخَّرَ فِي الْقَبْلِ إِلَى يَوْمٍ يَخْتَصِمُ الْقَضَائُ بِنَزُولِ النَّصْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ . (درود کافی کتاب الرضه ص ۱۴۷)

(ترجمہ) ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اللہ غلبت الروم کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا اس کی تاویل ہے جو خدا اور آل محمد کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ ممالک شام اور اس کے ماحول ملک فارس کے ملک تھے جو کہ فارس عنقریب مغلوب ہو جائیں گے اور مسلمان غالب پہلے اور یہ ہے کہ حکم خدا تعالیٰ کے ہاتھ ہے اس دن مومنین خدا تعالیٰ کی مدد سے شمش ہوں گے راوی کہتا ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے چند سال کا ذکر نہیں کیا اور حالانکہ مسلمانوں کے لئے حضرت اور صدیقؑ کے ساتھ بہت سے برس گزر چکے ہیں اور جزایں نیست کہ فارس کو اگر مسلمانوں نے فتح کیا ہے تو فاروق اعظمؓ امیرؑ کی خلافت میں تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے تجھے پہلے تو کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے قبلیت و بعدیت کا سوال ہی نہیں ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے

طریز استدلال :- دیکھئے اس روایت میں حضرت امام محمد باقرؑ عہدِ خلافتِ مدنی کا پورا ہونا فاروقی خلافت کے عہد میں پورا ہونا تسلیم کر رہے ہیں جو ان کی خلافت کے برحق ہونے کی واضح دلیل ہے۔

خلافت راشدہ پر ساتواں استدلال

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ لَمَّا خَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَنْدَقَ مَرَّ بِكَدَّيْنِ
فَتَنَاوَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَمْعُولَ مِنْ يَدِ أَحْمَرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ يَدِ سَلْمَانَ
فَضَرَبَ بِهَا خَدَّيْتَهُ فَتَفَرَّقَتِ ثِيَابُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ
فُتِنَتْ عَلَى خَدَّيْتِي هَذِهِ كَنُوزِ كِسْرَى وَتِيحَرَ (ردود کافی کتاب ارواضہ ص ۱۲)

(ترجمہ) حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ صلعم نے خندق کھدوایا تو آپؐ ایک پتھر پر پہنچے تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ اور سلمانؓ سے بلایا اور پتھر پر ایک وار کیا جس سے وہ پتھر تین ٹکڑے ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر میری اس ضرب سے کسریٰ اور تیحہ کے نوازے فتح ہو گئے۔

طریز استدلال :- شیعہ یعنی اس امر پر متفق ہیں کہ قیصر و کسریٰ حضرتؐ کے زمانہ اقدس میں فتح نہیں ہوئے بلکہ خلفائے ثلاثہ کے عہد مقدس میں فتح ہوئے آپؐ نے اس ارشاد سے غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان فرما دیا ہے کہ جو لوگ اسے فتح کریں گے وہ زمانہ بعینہ میل زمانہ ہوگا۔ اور ان کی خلافت و حکومت میری خلافت و حکومت ہوگی ورنہ میرے ہاتھ پر فتح ہونے کا اور کوئی معنی نہیں بنتا جو یقیناً ان کے لئے خلافتِ حق کی دلیل ہے۔

اہلسنت کا خلفاء راشدین کی خلافت حق پر اٹھواں استدلال

پس کلنگ مار گرفت و ضربتے برآں سنگ زد کماں برتے ساطعے شد و دساں برق قصر ہائے شام را دیدیم
پس بار در کلنگ را زد و برتے ساطعے شد کہ قصر ہائے ملان را دیدیم پس بار دیگر قصر ہائے مین را دیدیم ملخصاً۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۴۲۸)

طرز استدلال :- ملک شام اور ملک ملائین و یمن چونکہ اصحاب ثلاثہ کے ہاتھوں فتح ہوا اس لئے ان کی خلافت حق ہے اور پیشینگوئی سرور کائنات کے عین مطابق ہے۔

اہلسنت کا خلفاء راشدین کی خلافت حق پر نواں استدلال

الْأَوَّلِيَّاتُ لِرَجُلَيْنِ - كَجَلَّ إِذْ عَمِيَ مَا لِيَسْرُكَفَ وَأَخْرَجْنَاهُ الَّذِي عَلَيْهِ رُوحُ ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
(ترجمہ) خبردار میں دو آدمیوں سے لڑوں گا ایک تو اُس سے جو دعویٰ کرے کسی چیز کا مالک کہ وہ اس کا اہل نہ ہو۔ دوسرا اس سے جو اہل کو منع کرے۔

طرز استدلال :- حضرت ابو بکر صدیق فاروق اعظمؓ کے بعد دیگرے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور دنیا کو بیعت کی دعوت دی اگر ان کی خلافت حق نہ ہوتی تو یقیناً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے ارشاد کے مطابق ان سے جنگ و قتال کرتے حضرت امیرؓ کا ان سے نہ لڑنا اس امر کا ثبوت ہے کہ ان کی خلافت حق تھی۔

اہلسنت کا حقانیت خلافت حق پر دوسواں استدلال

لَمَنْ كَانَتْ الْإِمَامَةُ لَا تَنْعَقِدُ حَتَّى تَحْضُرَهَا عَامَةُ النَّاسِ فَمَا إِلَى ذَلِكَ سَبِيلٌ
وَلَكِنْ أَهْلُهَا يَعْكُونَ عَلَى مَنْ غَابَ عَنْهَا ثُمَّ لَيْسَ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَرْجِعَ وَلَا لِلْفَاقِ أَنْ يَخْتَارَ حَلَفًا
(ترجمہ) اگر امامت (خلافت) تب منعقد ہوئی جب تک سب لوگ اکٹھے نہ ہوں تو اس کی طرف کوئی راستہ بھی نہ رہتا لیکن اہل اس کے حکم کر دیتے ہیں غائبین پر پس نہ حاضر کو رجوع کا حق رہتا ہے اور نہ غائب کو اختیار کا۔

طرز استدلال :- خلافت کے انعقاد کے وقت سب ارشاد علی المرتضیٰؓ سب کا اکٹھا ہونا ضروری نہیں ہے سو جو لوگ خلافت صدیقؓ کے انتخاب کے وقت موجود نہ تھے حضرت علیؓ کی نگاہ میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے یعنی یہ نہیں کہ خلافت متحقق نہ ہو۔ سو معلوم ہوا حضرت علی المرتضیٰؓ کے نزدیک خلفاء ثلاثہ کی خلافت اسی طرح برحق ہے جس طرح ان کی اپنی کیونکہ صدیق اکبرؓ کے انتخاب کے وقت آپ موجود نہ تھے

الہنت کا تیرہواں استدلال

فَمِنْ كَلَامِهِ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعُمَرَاءِ الْخَطَابِ وَقَدْ اسْتَشَارَا فِي شُرُوفِ الْقُرُونِ
 إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَلَا تُخْذَلَانُهُ بِكُفْرَةٍ وَلَا قِلَّةٍ وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي
 أَكْثَرُهُ وَجُنْدُهُ الَّذِي أَعَدَّكَ وَأَمَدُهُ حَتَّى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُمَا مَا طَلَعَ وَنَعْنُ
 عَلَى مَوْعُودٍ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ مُنْجِزُ وَعْدِهِ وَنَاصِرُ جُنْدِهِ وَمَكَانُ الْقِيَمِ بِالْأُمُورِ مَكَانُ
 النِّظَامِ مِنَ الْخُرُوجِ يَجْمَعُهُ وَيَضُمُّهُ فَإِذَا انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخُرُوجُ وَذَهَبَ ثَمَّ
 لَمْ يَجْتَمِعْ بَعْدَ فِتْنَةٍ أَبَدًا وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَإِنْ كَانُوا قَلِيلًا فَهُمْ كَثِيرُونَ بِالإِسْلَامِ
 عَزِيزُونَ بِالإِجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا - الخ (مع البلاغة مصری ج ۲ ص ۲۷)

ترجمہ حضرت علی الرضی کی کلام ہے جبکہ ان سے عربین الخطاب نے غزوہ نرس کی طرف بنفس نفیس
 جانے کے متعلق مشورہ لیا تھا تو آپ نے فرمایا — کہ بیشک یہ دینی امر اس کی مدد اور اس کا
 نصارہ کثرت و قلت فوج پر نہیں ہے یہ تو خدا کا دین ہے جس کو اس نے غالب کیا ہے اور خدا کی شکر ہے
 جس کو اس نے تیار کیا ہے اور پھیلا دیا ہے حتیٰ کہ جہاں پہنچنا تھا پہنچا اور جس جگہ طلوع ہونا تھا ہوا اور
 ہم مسلمان لوگ خدا کی وعدہ پر ہیں اللہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے شکر کا مددگار ہے۔
 اسے عزت چونکہ آپ خلیفہ ہیں، خلیفے کا مرتبہ رشتہ مروارید کی مثل ہے جو موتی کے دانوں کو ایک نظام میں
 منسلک کرتا ہے اگر رشتہ ٹوٹ جائے تو تمام دانے متفرق ہو کر بکھر جاتے ہیں پھر یکجا جمع ہونا مشکل ہوتا
 ہے ان دانوں اگرچہ عربی مسلمان تھوڑے ہیں لیکن اسلامی حیثیت سے بہت ہیں اور اجتماعی قوت
 کے پیش نظر غالب ہیں پس آپ قطب بن جائیے اور لوگوں کو جنگ کی طرف بھیج دیجئے۔ مختصراً
 طرز استدلال: علی الرضی کا فاروق اعظم کو مشورہ دینا ان کی سلطنت میں مروجہ دین کو دین اللہ
 کہنا تھیں علی موعود من اللہ کہہ کر فاروق کو تسلی دینا اور ان کو قیام بالامر کے لقب سے ملقب
 کرنا صاف بتلا رہا ہے کہ آپ کی خلافت راشدہ تھی اور اس کا جس خلافت پر مدار تھا وہ بھی راشدہ تھی۔

اہلسنت کا حقانیت خلافت پر چودہواں استدلال

كَانَ أَفْضَلَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ كَمَا زَعَمْتَ وَأَنْصَحَهُمْ إِلَيْهِ وَلِرَسُولِهِ الْخَلِيفَةُ الْقَصِيدُونَ
وَالْخَلِيفَةُ الْفَارُوقُ إِنَّ مَكَانَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ لَعَلِيمٌ (شرح معجم البطلان للبحرانی)

(ترجمہ) اسلام میں ان سب سے زیادہ افضل جیسا کہ تیرا گمان ہے اور ان سب میں سے
اللہ اور اس کے رسول کے زیادہ خیر خواہ خلیفہ اول ابو بکر صدیق تھے اور ان کے خلیفہ حضرت عمر فاروق
تھے میں حلفیہ کہتا ہوں کہ ان کا مرتبہ اسلام میں بڑا ہے۔

طرز استدلال :- صدیق و فاروق کی خلافت و امارت کی مدح و توصیف بتائیے اس سے
زیادہ کیا ہو سکتی ہے اگر وہ راست باز پورے ایماندار اور مستحق خلافت تھے نہ ہوتے تو حیدر کرار بھی
ان کے حق میں ایسا بیان نہ دیتے مطلب واضح ہے مزید تفصیل کی نہ گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔

اہلسنت کا حقانیت خلافت پر پندرہواں استدلال

وَقَدْ نَوَّكَلْ لَاهِلْ هَذِهِ الدِّينِ بِأَعَزِّ الزُّمَرِ وَالَّذِي نَصَرَهُمْ
وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَنْتَصِرُونَ وَمَعَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَمْتَنِعُونَ خَلَّ لَا يَمُوتُ إِلَيْكَ مَتَى
تَسِيرُ إِلَى هَذَا الْعَدُوِّ يَتَغَلَّبُ فَتَلْقَهُمْ فَتُكَلِّبُ لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ كَانْفَعَةٌ دُونَ
أَقْصَى بِلَادِهِمْ لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُونَ فَا بَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولًا مَجْدِيًّا دَلِيلًا
مَعَهُ أَهْلُ الْبِلَادِ وَالنَّصِيحَةُ فَإِنْ أَطَاعُوا اللَّهَ فَذَلِكَ مَا تَعِبْتَ وَإِنْ كُنْ وَالْأُمَرَاءُ
كُنْتَ رَدُّ الْبَلَاءِ وَمَتَابَةٌ لِلْمُسْلِمِينَ (ترجمہ) جب فاروق اعظم نے روم پر
چڑھائی کا ارادہ کیا تو حیدر کرار سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا اس دین (اسلام) کو غلبہ دشمن سے بچانے
اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کی اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری اٹھائی ہے جس خدائے مسلمانوں کی اعانت
فرمائی، حالانکہ وہ حقور سے ہیں کسی طرح فتح نہیں پاسکتے تھے اور ان کو مغلوب ہونے سے روکا،

جب یہ کسی طرح روکے نہیں جاسکتے جی لایوت ہے۔ اسے عثر اگر خود بنفس نفیس اس دشمن کی طرف چلا جائے اور تکلیف اٹھائے تو یہ سمجھ لے کہ پھر مسلمانوں کے لئے ان کے اٹھلی بلاؤنگ کوئی جائے پتہ نہیں ملے گی اور آپ کے بعد مسلمانوں کے لئے ایسا کوئی مرجع نہیں ہوگا مگر کی طرف وہ رجوع کریں۔ لہذا تو دشمنوں کی طرف ایسے شخص کو بھیج دے جو حجرہ کار ہو اور اس کے ماتحت ایسے لوگوں کو بھیج دے جو جنگ کی تکلیفیں سہہ سکیں اور اپنے سوار کی نصیحت کو قبول کر سکیں۔ اب اگر خدا تعالیٰ نے غلبہ نصیب فرمادیا تو فہو المقصود اور بالغرض اگر اس کے خلاف ظہور میں آیا تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو موجود ہے۔

فرز استدلال واضح ہے۔ عیاں لاچہ بیاں۔

بحث خبیم ایمان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

اس مسئلے میں اہلسنت مدللہ اور اہل تشیع معترضہ!

مسلمانان اہلسنت کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام ایماندار ہیں اور ان کی محبت میں مسلمانوں کی نجات ہے لیکن تشیع مذہب میں بغیر حضرت علی الرضیٰ اور حضرت مقدادؓ اور حضرت سلمانؓ اور حضرت ابوذرؓ کے تمام مرتد ہیں، بے ایمان ہیں، ظالم ہیں، فاسق ہیں چنانچہ ملا باقر مجلسی اپنی قابل حجت تصنیف حیات القلوب ج ۲ ص ۱۱۱ میں رقمطراز ہیں۔

عیاشی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر باقر روایت کردہ است کہ چون حضرت رسولؐ از دنیا رحلت نمود مردم ہمدرد شدند بغیر چہار نفر علی بن ابی طالبؓ و مقدادؓ و سلمانؓ و ابوذرؓ۔

بلکہ ان کے علاوہ باقی صحابہ کرام کو بالعموم اور فاروق اعظمؓ کو مسلمان سمجھنے والے بھی شیعہ کے نزدیک کافر ہیں۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی ج ۲ ص ۸۴ رقمطراز ہیں۔

اسے عزیز آیا بعد ازیں حدیث کہ ہمہ عامر روایت کردہ اندر پہنچا جمال اس ہست کر شک کند در
کفر عمر و کفر کسے کہ عمر را مسلمان داند۔

ذیل میں صحابہ کرام کے ایمان پر قرآن مجید اور روایات شیعہ سے دلائل پیش کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔
نوٹ: ایمان اصحاب کلام کی بحث وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا کی تشریح تصور فرمائیے۔

دلیل ۱۔ مہاجرین و انصار پر کئے ایسا نادر اور مغفور ہیں

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَانصَرُوا أُولَئِكَ
هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (انفال) (ترجمہ) اور جن لوگوں نے
ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں لڑے بھڑے اور جن لوگوں نے ایسے نازک وقت میں مہاجرین
کو ملجہ دی اور ان کی ہر طرح خبر گیری کی، یہی لوگ سچے ایماندار ہیں انہیں کسے واسطے مغفرت اور عزت و آبرو
والی رندی ہے۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

دلیل ۲۔ کل مہاجرین و انصار مقرب بارگاہ خداوندی ہیں اور ہمیشہ کے لئے جنتی ہیں

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ مَحَبَّةً
عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِزْقٍ وَبِجَنَّتٍ لَّهُمْ فِيهَا
لَهُمْ مُّوَقِّعٌ مُّخْلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَخْبَرٌ عَظِيمٌ (سورۃ براءۃ)
(ترجمہ) جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور خدا کے لئے ہجرت اختیار کی اور اپنے مالوں سے اور
جانوں سے خدا کی راہ میں جہاد کیا وہ لوگ خدا کے نزدیک درجہ میں کہیں بڑھ کر ہیں اور یہی لوگ اعلیٰ درجے
پر فائز ہونے والے ہیں ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور خوشنودی اور ایسے ہرے بھرے باغوں کی
خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے دائمی آرام ہوگا اور یہ لوگ باغوں میں ہمیشہ ابدال آباد تک رہیں گے
بیشک خدا کے پاس تو بڑا اہم و ثواب ہے۔

دلیل ۳ مہاجرین کی سب خطائیں معاف ہیں

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَذَاتُ الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكُونَىٰ أُولَٰئِكَ لَا تُخَفُّ أَوْ أَتَقَلُّ وَرَبُّكُمُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
عَنْهُمْ مَتَّعْتُهُمْ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ وَلَهُمْ فِي جَنَّاتِ جِبرِئِيلَ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَا يَدْخُلُونَهَا إِلَّا مَنْ أَشَٰهَدَ بَأْسًا مِنْ عُنْدِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ - (سورۃ آل عمران)

طرز استدلال :- اللہ کی خاطر وہ جن مہاجرین کو گھروں سے نکالا جاتا اور ان کے راستے میں تکلیفیں پہنچا جاتی ہیں
دین حق کی خاطر مرنے والے شہید کیا جاتا یقیناً ان کے ایثار ہونے کی بنا پر ہے اور ایمان پر شہید ہونے کی دلیل ہے۔

دلیل ۴ مہاجرین کے لئے رضا الہی کا سارٹیفکیٹ

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَٰئِكَ الْمُقَدَّمُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمْ فِي السَّابِقِ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَانُوا يَتَّبِعُونَ مُحَمَّدًا رَّحِيمًا ۚ وَلَهُمْ فِي جَنَّاتِ جِبرِئِيلَ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَا يَدْخُلُونَهَا إِلَّا مَنْ أَشَٰهَدَ بَأْسًا مِنْ عُنْدِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ - (سورۃ آل عمران)
اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور خدا نے ان کے لئے بہشتیں تیار کر رکھی ہیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔
طرز استدلال :- آیت صاف بتا رہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان حضرات کے تمام صحابہ کرام کو سارٹیفکیٹ دیا
ہے اور بہشتیں تیار کر رکھی ہیں جو کہ ان کے فائز المرام اور کامل الایمان ہونے کی دلیل ہے۔

دلیل ۵ مہاجرین رضائے الہی کے طلبگار دین خداوندی کے مددگار ہیں

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُمَوَّاهُمْ يَتَبَوَّعُونَ فَضْلًا
مِنَ اللَّهِ وَيَرْضَوْنَ نَافَعَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَدْنَىٰ مِنْهُمْ بِتَقْوَىٰ ۚ فَمَنْ يُضِلَّهُمْ
(ترجمہ) ان فقراء مہاجرین کے لئے جو لوگ اپنے گھروں اور مالوں سے نکلے گئے ہر محض فضل اور
رضا الہی کے طلبگار ہیں اور خدا جل جلالہ و رسول اللہ کے دین کے مددگار ہیں یہی سچے ہیں۔

دلیل ۷۔ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ أُوتُوا قَوْلَ الْفَالِغَةِ
فِي شِقَاقِهَا (سورۃ البقرہ) (توجہ) پس اگر وہ (منافق) تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو پس وہ ہلکت
پاگئے اور اگر وہ پھر جانیں تو وہ کئی گزاری اور ضد پر ہیں۔

طرز استدلال۔ اس آیت میں قائل مطلق کا خطاب اسما بش رسول مقبول کے ساتھ ہے منافقین
کے ظاہری اور غیر مقبول ایمان کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ منافقین کا ایمان مردود ہے اور
قطعاً ناقابل قبول ہے۔

اسے میرے نبی کے سچے صحابہ پر انہیں کہہ دو اگر تمہیں ہدایت مقصود ہے تو کھلی بندوں ہماری طرح
مسلمان بننا پڑے گا ورنہ تم ہٹ و حرم ہو، ضدی ہو اور بے ایمان ہو۔ یہ آیت صاف بتلا رہی ہے
کہ صحابہ کرام صریح مومن ہی نہیں تھے بلکہ ان کا ایمان دنیا کے ایمان کے جانچنے کی کوئی تھا۔

دلیل ۸۔ وَلَئِنْ آمَنَّا بِآيَاتِهِ الْإِيمَانِ وَذَرَيْنَا فِي قُلُوبِنَا كُفْرًا إِلَيْكُمْ
الْكَفَرُ وَالْفُسُوقُ وَالْعِصْيَانُ (توجہ) لیکن خدا نے تمہیں ایمان کی ہمت دیدی ہے اور اس
تمہارے دلوں کو مڑا کر دیا ہے کفر، نافرمانی، بدکاری سے تم کو باز کر دیا۔ (سورۃ البقرہ ۸۴)

دلیل ۹۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ أَذِلَّةٌ يَرْجُونَ رَحْمَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (سورۃ البقرہ ۱۷۷)
(توجہ) تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ہجرت کی اور راہِ خدا میں جہاد کیا یہ لوگ
رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

طرز استدلال۔ صحابہ کرام کے ایمان اور رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہونے کا تذکرہ واضح
لفظوں میں بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت و رحمتِ خداوندی کا اعلان فرما دیا ہے
کہ لا یغفل علیہ (باب البصیرۃ)۔

دلیل ۱۰۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَتُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ
الشَّجَائِرُ أَلَا يَتَذَكَّرُ هَٰذَا شَعْمًا وَلَئِنْ لَا يُعْذَرُكُمْ (سورۃ البقرہ ۱۷۹)

ترجمہ: جب منافقوں سے کہا جاتا ہے اسی طرح ایمان لے آؤ جس طرح لوگ (صحابہ کرام) ایمان لائے ہیں تو منافق کہتے ہیں کہ ہم اسی طرح مان جائیں جس طرح یہ یقون مان گئے ہیں خبردار وہ خود بخود یقون میں اور یکن وہ جانتے نہیں۔

طرز استدلال: مذکورہ بالا آیت میں منافقین کے سامنے صحابہ کرام کے ایمان کو نمونے کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اس پر عرض نہیں کہ وہ مکمل دی گئی ہے۔

نوٹ: اس آیت سے سبائی شیعہوں کی ابتدائی تاریخ کا بھی پتہ چلتا ہے واضح رہے کہ ہم علی ہبیلا لانتسا اجمالی طور پر مطلقاً صحابہ کرام کے ایمان سے متعلق تو آیتیں پیش کر دی ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے رسالہ ایمان صحابہ کرام، اور تعمیر ملت، کا مطالعہ فرمائیے اب فریل میں مجاہدین کے نام سے صحابہ کرام رضوان اللہ لاہذکرہ کیا جاتا ہے۔ اَللّٰہُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تَحِبُّ وَتَرْضٰی۔

دلیل من ایمان مجاہدین بدر

وَلَقَدْ كَفَرْنَا بِكَ يَا بَدْرٌ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكِرُونَ إِذْ يَقُولُ
لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنَزَّلِينَ۔ (آل عمران)
(ترجمہ) یقیناً خدا نے جنگ بدر میں تمہاری مدد کی باوجود کہ تم دشمن کے مقابلے میں بے حقیقت
تھے پھر بھی خدا نے فتح دی پس تم خدا سے ڈرتے رہو تاکہ اس کے شکر گزار بنو۔

اسے رسولؐ اس وقت تم مومنین سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار
تین ہزار فرشتے آسمان سے بھیج کر تمہاری مدد کرے۔ (فرمان علی شیعہ)

طرز استدلال: اس آیت میں حسب ذیل اشیاء کا ذکر موجود ہے۔

- (۱) تذکرہ مجاہدین بدر (۲) خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے وعدہ اعانت اور تحقیق نصرت۔
- (۳) قلت تعداد کے باوجود حصول غلبہ (۴) مجاہدین بدر کے ایمان کا ثبوت (۵) پانچ ہزار فرشتوں کا نازل ہونا۔
- (۶) صرف مجاہدین بدر کی قلبی اطمینان و مسرت کے لئے خداوندی امداد ہے۔
- نوٹ: واضح رہے کہ غزوہ بدر کا واقعہ مسلمہ میں پیش آیا۔

مجاہدین بدر پر شیعہ اعتراض

جنگ بدر میں کفار کے صرف تیر آدمی مقتول ہوئے جن میں سے پینتیس صرف حضرت علی المرتضیٰ کے ہاتھ سے اور باقی باقی حضرات کے ہاتھوں سے۔ صدیق اکبرؓ کے ہاتھ سے تو ایک بھی قتل نہ ہوا۔

جواب۔ صحابہ کرامؓ کی تعداد تین سو تیرہ تھی کفار کی تعداد سہ گنا سے بھی کہیں زیادہ تھی اس طرف معمول سامان تھا اس طرف باقاعدہ فوج تھی فوجی سامان تھا اور فوج تھے گھوڑے تھے فولادی تلواریں تھیں ایسے وقت میں قلیل تعداد کا کثیر تعداد پر غالب آ جانا یقیناً ساری جماعت کی جدوجہد کا نتیجہ ہے یونہی امتقاوی گھوڑے دوڑا کر تھوٹی روایتیں بنا کر کسی ایک مجاہد کے انداز جہاد کو تسلیم کرنا اور باقی مجاہدین کا انکار کرنا غلط عقل ہے۔

جواب۔ اگر اس روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی کثیر تعداد میں کفار کو تیغ کرنا انصافیت کی دلیل نہیں بن سکتی ورد غالد بن ولیدؓ اور ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو حضرت علی المرتضیٰؓ سے فائق ماننا پسے گا۔

جواب۔ اگر کسی کے ہاتھ سے کفار کا تیغ ہوتا اس کی مفضولیت کی دلیل ہے تو بتائیے جنگ بدر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے کتنے مشرک قتل ہوئے۔

دلیل ایمان مجاہدین احد

إِذْ عَدَّوْا۟ مِنۢ أَهْلِ لَّيۡلَىٰ الْمُؤْمِنِينَ مَقْعِدِ الْقِتَالِ ۖ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ إِذْ هَمَّتْ طَآئِفَتَانِ مِّنْكُمْ أَن تَفْشَلَا ۖ وَاللَّهُ وَلِيَهُمَا ۖ وَعَلَىٰ ٱللَّهِ كَلِمَتُ كُلِّ الْمُؤْمِنِينَ ۖ

(ترجمہ)۔ اے رسول ایک وقت وہ بھی تھا جب تم اپنے بال بچوں سے ٹکے ہی نکل کھڑے ہوئے اور مومنین کو لڑائی کے مورچے پر بخار ہے تھے اور خدا سب کچھ سنا جانتا ہے یا اس وقت کا واقعہ ہے جب تم میں سے دو گروہوں نے ٹھان لیا تھا کہ پسپائی کریں (اور پھر سنبھل گئے) کیونکہ خدا تو ان کا سرپرست تھا اور مومنین کو خدا تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ (ترجمہ فرمان علی شہید حاکم ص ۱۳۱)

طرز استدلال یہ مذکورہ آیت سے ثابت ہو رہا ہے۔

(۱) مجاہدین اُحد کامل ایماندار تھے (۲) ہر دو کائنات کے جاننا سپاہی تھے (۳) مجاہدین اُحد کا سر پرست خدا تعالیٰ تھا۔
نوٹ ۱۔ واضح رہے کہ غزوہ اُحد کا واقعہ ۳۳ھ میں پیش آیا۔

مجاہدین اُحد پر شیعہ اعتراض

میدان اُحد سے صحابہ کرام کا بھاگنا ثابت ہے اور یقیناً یہ میت بڑے گناہ کا ارتکاب ہے۔
جواب ۱۔ بیشک بھاگنا بہت بڑا جرم ہے لیکن جب خدا تعالیٰ معافی کا اعلان فرمادے کیا تب بھی الزام جرم یا نہ کر جرم جائز رہے دیکھئے قرآن مجید میں صاف موزور ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحَضَّرَكُم مَّا يُؤْتِيهِمْ كَيْفَ يَشَاءُونَ إِذْ أَفْشَلْتُمْ وَتَوَلَّوْا عَنْكُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَسَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَرْسَلَكُمْ مَّا تَتَّبِعُونَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

(ترجمہ) اور بیشک خدا نے (بھاگنے والوں میں سے) اپنا رفقہ کا وعدہ چکا کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے پہلے ہی حملہ میں ان کفار کو غروبِ قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تمہارے پسند کی چیز (فتح) تمہیں دکھادی اس کے بعد بھی تم نے مالِ غنیمت دیکھ کر بزدلانہ پن دکھایا اور پوچھ پرچھے میں باہر بھاگ کر آیا اور رسول کی نافرمانی کی تم میں سے کچھ تو طالبِ دنیا ہیں (کہ مالِ غنیمت کی طرف جھک پڑے) اور کچھ طالبِ آخرت، پھر پھر دیا تم کو کفار سے تاکہ خدا تعالیٰ تم کو آزمائے اور اس پر خدا تعالیٰ نے تم سے درگزر کیا (معاف کیا) اور خدا مومنوں پر بڑا فضل و کرم والا ہے (ترجمہ فرمانِ علی شیعہ)

جواب ۲۔ کاش کہ شیعہ معترض آیت کے اخیر میں وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ کو دیکھ لیتا تو اسے اعتراض کرنے کی جرات ہی نہ پڑتی حقیقت میں خدا تعالیٰ نے صحابہ کرام کی اس لفظ سے دوستی کا اعلان فرما کر دشمنوں کے منہ میں لگام دے دیا ہے۔

جواب ۳۔ صَدَقَكُمُ اللَّهُ تَحَضَّرَكُم مَّا يُؤْتِيهِمْ كَيْفَ يَشَاءُونَ إِذْ أَفْشَلْتُمْ وَتَوَلَّوْا عَنْكُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَسَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَرْسَلَكُمْ مَّا تَتَّبِعُونَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

سب کے سب جمع کے غیر اور جمع کے سیف میں جن میں نہ صدیق اکبر اور ان کی جماعت کی تخصیص ہے

اور نہ حضرت علی المرتضیٰ اولیٰ کے حواریین ہمنو ہے تو برابر ہے اور کتاب مصیبت ہے تو برابر ہے شیعوں میں اگر مصیبت ہے تو علی سبیل الامتیاز لازم نص صریح کے طور پر قائم کریں۔

جواب ۱۱۔ اعتراض کرنے سے پہلے معترض کو چاہیے کہ یہ ثابت کرے کہ آیت منع پہلے نازل ہو چکی تھی۔

جواب ۱۲۔ کون کہتا ہے کہ صحابہ کرام دیدہ و دانستہ بھاگے تھے مسئلہ واضح ہے کثرت نبوت کے پرزوں کی ساری جدوجہد آٹکے ناملائق وجہ سے تھی۔

میدان اُحد میں اُدھیروں کی بارش ہوئی اور نور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر وفات شہر ہو گئی مجاہدین نے سنا تو ہچکے چھوٹ گئے اب اگر فرار و قتل میں آیا تو اس طریق سے کیا ایسے وقت میں مجبوری فرار بھی قابل مواخذہ ہے حالانکہ انکمان کنندہ ضد قین فرار تو تب منحصر ہے جب عامل شامل ہوں جمعیت غزوہ میں نہ ہوا اور فوج کی اکثریت جنگ میں مشغول ہو۔

جواب ۱۳۔ قال القدوسی سجد عمر مع رسول اللہ المشاہد کلمہ او کان ثبت معہ یوم اُحد (ترجمہ) فاروق اعظم حضرت کے ساتھ سب جنگوں میں موجود رہا اور اُحد کے دن بھی ثابت قدم رہا ۱۲۔ (اسد الغابہ - تالیف سیوطی)

دلیل ۱۲۔ ایمان مجاہدین حنین

لَقَدْ نَسَرَكُمَا اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ فَلْيَوْمَ حَنِينٍ إِذَا عَجَزَ كَثَرَتُمْ فَلَمْ تَغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَصَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحَبَتْ ثُمَّ وَكَيْتُمْ مُدِيرِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ عَلَى أَلْمَمَيْنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا۔

ترجمہ: مسلمانوں خدا نے تمہاری بہت سے مقامات پر امداد کی اور غاص کر جنگ حنین کے دن جب تم کو نہاری کثرت تعداد نے غرور کر دیا تھا پھر وہ کثرت تم کو کچھ بھی کام نہ آئی اور تم ایسے گھبرائے کہ زمین بلوہو اس وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی تم پیچھے پھیر کر بھاگے تب خدا نے اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی طرف

سے تسکین نازل فرمائی اور فرشتوں کے شکر بھیجے جو تم دیکھتے بھی نہیں تھے۔ (ترجمہ فرمان علی شہد ص ۲۳)
فوائد آیت (۱) صحابہ کرام جس طرح باقی معرکوں میں نائز المرام ہوئے اسی طرح جنگین میں بھی مطفرد و منصور ہوئے۔

(۲) مجاہدین جنین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص سبقت نازل ہوئی۔
 (۳) مجاہدین جنین ایماندار تھے اور انہیں کی امداد کو خدائی شکر آسمان سے آرا تھا۔

شیعی اعتراض اور اس کے جوابات

جنگین میں بھی صحابہ کرام کا فرار ثابت ہے جو ان کے جذبات ایمانی کے سراسر خلاف ہے۔
جواب ۱۔ یہ فرار نہیں تھا بلکہ الحرب خدوہ کے پیش نظر ایک تنگ راستے سے کفار کو تھوڑا سا موقع دے کر میدان میں لاکر قتل کرنا مقصود تھا۔

جواب ۲۔ کتاب الفارسی میں محمد بن اسحاق نے نقل کیا ہے۔
 پیغمبر چندن از مجاہدین و انصار و اہل بیت باز ماندہ بودند مثل ابو بکر و علی و عباس رضی اللہ عنہم
 (الفاروق حصہ اول شبلی ص ۳۱)

جب کہ صحابہ کرام و کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے اور باقی حضرات اگر بوجہ مقتضائے بشریت بھاگ گئے تھے اور ہمیشہ کے لئے قطع تعلق نہیں کر گئے تھے تو یقیناً مومن و طعن نہیں بن سکتے جبکہ خدا تعالیٰ نے بھی ان کے عفو کا اعلان کر دیا ہے۔

جواب ۳۔ فرمائیے اگر یہ فرار واقعی ایسا قہر تھا تو سرور کائنات نے اس پر ان سے مؤلفہ کیوں کیا۔

دلیل ۱۳ ایمان مجاہدین بیعة الرضوان

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (ترجمہ) بیشک خدا تعالیٰ مومنین سے راضی ہے جبکہ وہ مومن درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔

دلیل ۱۴ ایمان مجاہدین حدیثیہ

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ (ترجمہ) اللہ ذات ہے جس نے اپنی خاص رحمت مؤمنین کے دلوں میں نازل فرمائی۔

دلیل ۱۵ ایمان مجاہدین غزوہ احزاب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذُكِّرُوا نِعْمَةً أَنَّهُ إِذَا جَاءَ تَكُمْ جُنُودٌ فَاسْلُكُوا إِلَيْهِمْ رِيعًا (ترجمہ) اے ایمان والو اس نعمت خداوندی کو یاد کر رہو تم پر ہونی جبکہ تم پر دشمنوں کے لشکر چلے آئے پس ہم نے ان پر ہوا کو اور ایسے لشکروں کو بھیج دیا جس کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

دلیل ۱۶ ایمان صحابہ کرامؓ از کتب شیعہ

لَقَدْ رَأَيْتُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا اسَى أَحَدًا مِنْكُمْ يُشَبِّهُهُمْ لَقَدْ كَانُوا يَصْطَبِحُونَ شُعْتًا غُبْرًا وَقَدْ بَالُوا سَجْدًا أَوْ قِيَا مَا يَرَوْنَ مِنْ بِيَاهِهِمْ وَخَذُوا دِيهِمْ وَيَقْفُونَ عَلَى مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ كَأَن بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ لُكَبُ الْمِعْزَى مِنْ طَوْلِ سَجُودِهِ إِذَا ذَكَرَ اللَّهُ هَمَلَتْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى تَبْلُغَ بِيُوبَهُمْ وَمَا دَعَا كَأَنَّ عَيْدَ الشَّجَرِ يَوْمَ الزَّيْجِ الْعَامِ مِنْ خَوْفًا مِنْ أَعْتَابِ رَجَاءِ اللّٰهُ وَأَب (ترجمہ) میں نے محمد مصطفیٰ کے اصحاب کو دیکھا ہے تم میں کوئی بھی ان کی نظیر دکھائی نہیں دیتا اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ انہی ہوئے بال فدا انہی چہرے ان کی ملاقات قیام و عمر میں گزرتی تھیں کبھی ان کی پیشانیاں صرف بخود ہوتی تھیں کبھی رخسار سے وہ اپنے سادے ذکر سے ایسے ہو جاتے تھے جیسے بقیہ تہذیب و تمدن کے لوگ ان کی آنکھوں کے درمیان نشان تھے جب خدا نے قلعے کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہوئی جیب درامن کو تر کر دیتی تھیں سخت آدمی میں جس طرح

درخت جنبش کرتا ہے، خوفِ عقوبت اور امیدِ ثواب سے ایسے لرزتے تھے۔ نیز نگ فصاحتہ ص ۱۳۲
 طرز استدلال :- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فقیہ اُتھال ہونا۔ سارا دن میدان کارناموں میں اور
 لاکھوں کو دربارِ خداوندی میں سرسجود ہونا کثرتِ سجود کی وجہ سے پیشانی پر نشانِ کارِ خدا ہونا اور غلط فہمی
 سن کر زار و زار رونا۔ عذابِ الہی سے ڈنا اور ثواب کا امیدوار ہونا۔ ہر عقائد جانتا ہے کہ یہ سب
 چیزیں علاماتِ ایمان سے ہیں۔

دلیل ۱۷ ایمان صحابہ کرامؓ از کتب شیعہ

قَوْمٌ فَاتَهُ مَيَّامِينَ التَّائِي مَسَاجِدُ الْمُحِلِّهِ مَقَادِيلَ بِالْعَقِّ مَتَارِيكَ لِلْمَعْنَى مَخَو
 قَدْ مَا عَلَى الْكُرَيْقَةِ مَا وَجَعُوا عَلَى الْحَبَّةِ فَخَفِرُوا بِالْعُقْبَى الدَّائِمَةِ وَالْحِرَامَةِ
 الْبَارِدَةِ - (منہج البلاغہ معری جز ۱ ص ۲۹۹)

(ترجمہ) صحابہ کرام ایسے لوگ تھے قسم خدا کی ان کی لاپیں اور منبریں مبارک تھیں وہ دانشمند
 اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے راست گفتار تھے وہ بغاوت اور جور و تم کے ترک کرنے والے تھے
 گور گئے ان کے پاؤں راہِ حق پر قائم تھے اور وہ راہِ حق پر چلے اور ہمیشہ رہنے والی سرائی عقی میں فروغ
 فیروزی حاصل کر کے کرامتوں سے فیضیاب ہو گئے۔ نیز نگ فصاحتہ ص ۱۳۳

طرز استدلال :- واضح ہے کہ یہ علامتیں بغیر اعلیٰ درجہ کے ایماندار کے کسی میں نہیں پائی
 باتیں خدا جانے شیعہ کچھ ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ حق و باطل کے درمیان بھی تمیز نہیں کر سکتے
 نہ تو قرآنی آیات پر نظر ہے اور نہ عید کی ارشادات پر۔

دلیل ۱۸ ایمان صحابہ کرامؓ از کتب شیعہ

(منہج البلاغہ معری جز ۱ ص ۲۹۹)

ابن القوم الذین دعو الی الاسلام فقبلوه وقرءوا القرآن فاحکموه وھیجوا الی
 القن فولیھوا ولہ اطلاق الی اولادھا ولسبوا النبیوف اعمادھا و الخذوا باطوائ

الارض نَحْنُ نَحْنُ وَسَنُفَا سَنُفَا بَعَثُ عِلْمُكَ وَبَعَثُ تَعَالَى يَبْشُرُونَ بِالْأَحْيَاءِ
وَلَا يَمُوتُونَ بِالْمَوْتِ مَرَّةٍ الْعِوَنُ مِنَ الْبَكَارِ حَمَصُ الْبَطُونِ مِنَ الْقِيَامِ ذَيْلُ الشَّاهِ
مِنَ الدَّعَاءِ صَفَرُ لَوَانٍ مِنَ الشَّهْرِ عَلَى وَجْهِهِمْ خَبْرَةُ الْغَاشِعِينَ أُولَئِكَ انْخَوَانِي
الذَّاهِبُونَ فَعَقُّ لَنَا أَنْ نَظْمَتَا إِلَيْهِمْ وَنَعَضُ الْإِيْدَى عَلَى قَرَانِهِمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ
يَسْتَعِي لَكُمْ طَرِيقَهُ وَيُرِيدُ أَنْ يَعْلَمَ دِينَكُمْ عَقْدَةً وَيُعَلِّمَكُمْ بِالْجَمَاعَةِ الْفَرِيقَةَ فَاصْدَفَا
عَنْ نَزْعَاتِهِ وَنَفْسَاتِهِ وَاقْبَلُوا التَّصِيحَةَ مَعَكُمْ أَعْدَاهُ إِلَيْكُمْ وَاعْقِلُوا هَا عَلَى انْفَعْلَمَ
(ترجمہ) وہ گروہ بنیں اسلام کی طرف بلایا جاتا تھا اور وہ اسے قبول کر لیتے تھے وہ قرآن کو پڑھتے
تھے اور اپنے اعتقادات کو اس کے ساتھ مضبوط کرتے تھے جہاد کے لئے براہِ گنہمہ ہوتے تھے اور اپنی
دودھ دینے والی اونٹنیوں کو ان کی اولاد سے جدا کر دیتے تھے وہ اپنی تلواریں نیاموں سے کھینچ لیتے
تھے وہ دستہ دستہ اور گروہ گروہ ہو کر اطرافِ زمین پر بھاگتے تھے اس پر قبضہ کر لیتے تھے بعض ان میں سے
ہلاک ہو جاتے تھے بعض نجات پا جاتے تھے زندہ رہنے والوں کی زندگی پر انہیں خوشخبری کی آرزو تھی
زمینوں والوں کی تعزیت میں مصروف ہوتے تھے ان کی آنکھیں روتے روتے تباہ ہو گئی تھیں ان کے
شکم روزہ رکھتے رکھتے لاغر ہو گئے تھے دعائیں کرتے کرتے ان کے ہونٹ سوکھ گئے تھے شبہ بدلیلی
سے زردیاں ان پر بھاگیں سجدوں کا غبار ان کے چہروں پر موجود رہتا تھا وہ لوگ میرے بھائی
تھے جو چلے گئے ہم پر لازم ہے کہ ان کی ملاقات کے پیاسے رہیں اور ان کی جدائی پر اپنے ہاتھوں
کو دانتوں سے کاٹا کریں۔ (نیزنگ فصاحت ص ۱۳۵)

طرزِ استدلال و شیرجلی کے ارشادات نے یہ ثابت کر دیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
ایک زالی شان رکھتے تھے ان کے ایمانی جذبات بے مثال تھے۔

داعیِ اسلام نے جب ہی ان کو اسلام کی طرف پکارا فوراً لبیک کہا۔ قرآن پڑھا تو عمل کر دکھایا۔
میدانِ کارزار کی طرف بلائے گئے تو پروانہ وار گئے۔ شوقِ شہادت کے پیشِ نظر انہوں نے تلواروں
کی نیامیں توڑ کر پھینک دی تھیں۔ رفتہ رفتہ ملک پر چھل گئے تھے۔ زندگی تو ان کیلئے فرحت و انبساط

کا باعث ہی نہ رہی تھی۔ موت ان کے لئے پیام حیات تھی۔ دربارِ خداوندی میں گزر گزانا ان کا شعار تھا۔ راتوں کو یادِ الہی میں رونان کا کام تھا۔ خشوع و خضوع کے آثار ان کے چہروں سے ٹپکتے تھے۔ کیا کوئی صاحبِ عقل و بصیرت یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ ظالم فاسق اور بے ایمان تھے۔ میرے شیعوں دستِ ارشاد رکھ کر ارشادِ گزلی سچا ہے تو علی سبیلِ یقین مجھے کہنے دیجئے کہ شرک کے دن عذابِ الہی سے غوث رکھنے والا انسان کبھی ایسے پاک لوگوں کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتا اور نہ سن سکتا ہے جبکہ حضرت علی الرضی نے ان کو اپنا بھائی کہلے ٹٹ ہے ان لوگوں پر جو بڑے دلدار علیؑ کو سب و قسم کر کے محبت علیؑ کے ٹھیکیدار بنتے ہیں حالانکہ حیدر کرائے نے مخالفین صحابہؓ کو شیطانِ فرقہ قرار دیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

دلیل ۱۹ ایمان صحابہ کرامؓ از کتب شیعہ

وَلَكِنْ بِنِعْمَةِ اللَّهِ أَحَدْتُ أَنْ تَوَمَّأَ اسْتَشْهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَبِكُلِّ فَنَسَلٍ حَقٍّ إِذَا اسْتَشْهِدَ شَهِيدًا نَاقِلًا سَيِّدَ الشُّهَدَاءِ -

(منہج ابلاغ ج ۲ ص ۲۵۳ مطبوعہ الماست قائم)

(ترجمہ) میں بیان کرتا ہوں یہ بات کہ بیشک خدا کے واسطے میں مہاجرین و انصار میں سے ایک قوم شہید کی گئی اور ہر ایک کا اپنا اپنا مرتبہ ہے حتیٰ کہ جب ہمارا شہید (امیرِ مومنین) شہید کیا گیا یہ سید الشہداء ہے ۱۲ طرزِ استدلال ۱۔ یہاں مہاجرین و انصار میں سے مقتولین کو حضرت علی الرضیؑ نے شہداء سے تعبیر کیا ہے اور حضرت حمزہؓ علم النبیؐ کو سید الشہداء سے جو یقیناً ان کے ایماندار ہونے کی علامت ہے پھر بیکلِ فَنَسَلٍ کے لفظوں نے تو چار چاند لگا دیئے۔

دلیل ۲۰ ایمان صحابہ از کتب اہل تشیع

وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ نَقْتُلُ آبَاءَنَا وَنُحَارِبُنَا وَأَعْمَلْنَا مَا يَزِيدُنَا دَاوِلًا لِيَأْمَنُوا وَتَسْلِمُوا.

(منہج ابلاغ ج ۲ ص ۲۵۳)

(ترجمہ) البتہ تحقیق ہم حضرت کے ساتھ اپنے باپ دادوں بھائیوں اور چچوں کو قتل کرتے تھے اور یہ فعل ہمارے ایمان و تسلیم میں زیادتی کا باعث بنتا تھا۔
 طرز استدلال :- ظاہر ہے کہ یہ فعل تمام صحابہ کرام علیہ السلام کے جس کو امیر اپنی طرف منسوب فرما رہے ہیں۔

دلیل ۲۱ ایمان صحابہ کرام از کتب شیعہ

وَقَدْ مَنَّتِ اَسْوَلُ نَعْنُ فَرُوْهُمُ لِرَنْجِ ابْلَاغَةِ جَزْمِط (ص ۲۸)

(ترجمہ) بے شک اسول گزر چکے ہیں ہم ان کے فروغ میں۔
 طرز استدلال :- فروغ کا مدار اسول پر ہوتا ہے حضرت علی الرضی نے اس خطبہ میں صحابہ کرام کو اسول سے تعبیر کیا ہے اور اپنے نفس کو فروغ سے اور ظاہر ہے کہ فروغ اگر کامل ہوں تو اسول ہمدیہا اکمل ہوں گے اور سب سے پہلے تکمیل ایمانی کا درجہ ہے۔

دلیل ۲۲ ایمان صحابہ کرام از کتب شیعہ

اِنَّ هَذَا لَا مَرْكَهَ يَكُنْ نَصْرُهُ وَلَا خَدْلًا لَّهُ، يَكْتَرُّ وَلَا مِلَّةَ وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي اَقْبَرُهُ وَجَبْدُهُ الَّذِي اَعَدَّهُ وَاَمَدُهُ حَتَّى بَلَغَ مَا يَلْمُ وَكُلْعًا كَيْفَ تَمْلَعُ۔

ترجمہ: بیشک یہ دین کا کام اس کی نصرت و خدلان کثرت و قلت پر مبنی نہیں۔ وہ خدا کا اپنا دین ہے جسے اس نے غالب کر دیا اور اسی کا اپنا شک ہے جسے اس نے خود تیار کیا اور خود پھیلا یا حتیٰ کہ جہاں پہنچنا تھا پہنچا، ۱۲۔

طرز استدلال :- دین کا غالب ہونا اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچنا اگرچہ فضل الہی کا اثر ہے لیکن اس کا اثر اشد اور اظہار دین کے لئے جن لوگوں نے جان و مال قربان کیا ان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بالخصوص حضرت علی الرضی سے یہ الفاظ اس وقت صادر ہو رہے ہیں جبکہ ناروی اعظم

ان سے جنگ فرس پر جانے کا مشورہ طلب کر رہے تھے۔
 بے حد تاسف ہے ان لوگوں پر جو اب تک آنکھوں پر پٹھن دھند کے قندب شیشے لگائے ہوئے
 ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار آخر میں حیدر کراچی ایک متنازع کی جاتی ہے ناظرین خود فرمائیں۔
 خطاب علی مرتضیٰ با شیعان خود زیر نگ نصاب مترجم شیخ ۱۶۸
 اب تو میری دہلی ہے اور میں اس بات کو درست رکھتا ہوں کہ پروردگار عالم میرے اور تمہارے
 درمیان تفرقہ اندازی کر دے اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملحق فرما دے جو تم سے زیادہ میرے لئے
 سزاوار ہوں وہ ایسے لوگ تھے قسم خدا کی ان کی راہیں اور تدبیریں میمون و مبارک تھیں وہ دانشمندانہ
 اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے۔

بحث متعلق فداک

یہ بہت پرانی بحث ہے بار بار اس سے متعلق فریقین کے مابین مناظرے اور مباحثے بھی ہو چکے
 ہیں لیکن بوجہ ضرورت مآب طبائع کے اظہار حق کے باوجود معاملہ جوں کا توں باقی ہے فعلى لهذا اولاً
 ہم شیعہ اعتراضات نقل کریں گے اس کے بعد ان کے جوابات ذکر کریں گے انھما وقعنا لما تحب من فضی

شیعوں کا پہلا اعتراض

ابو بکر صدیقؓ نے سیدۃ النساء سے فداک چھین لیا تھا اس پر فاطمہؓ بہت رنج و رسولؐ ناراض واپس گئی تھیں
 حالانکہ فداک ان کے ورثے میں آیا تھا فعلى هذا صدیق قالم عظمیٰ اور ظاہر ہے کہ ظالم خلافت کا مستحق نہیں بن سکتا اس پر
 دلیل پیش کرتے ہیں یوحییٰکم اللہ فی أدلائکم للذکر علی حقل الا نلیین ط
 جواب دینے سے پہلے اعتراض کے دفعات کو شمار کر لینا چاہیے مزید تشریح و وضاحت کے
 لئے خاص خاص جملے درج ذیل ہیں۔

(۱)۔ فدک بچین لیا گیا (۲) حضرت فاطمہ الزہراء (علیہا السلام) نے فدک ان کے ہاتھ میں آیا تھا۔
 (۳) صدیقِ عالمؑ نے (۴) خلافت کا مستحق نہیں بن سکتا (۵) یٰٰمُحَمَّدُ اللّٰہُ - الخ
 جب آپ نے ان دفعات کو ملاحظہ کر لیا تو گویا آپ کے ذہن میں شیعوں کے اعتراض کے ہر شق
 آگے جن کے جوابات ترتیب وار ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

جواب ۱۔ صدیق اکبرؑ کا سیدۃ النساء سے فدک بچین لینے کے متعلق بیان کرنا سراسر جھوٹ ہے
 اس لئے عرض پر ضروری ہے کہ پہلے فدک کے حدود اربعہ اپنے مذہب کے مطابق کتبِ شیعہ سے ثابت
 کرے کہ فدک سے مراد مختصر سا بارغ ہے یا وسیع زمین کیونکہ شیعی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ
 فدک کے حدود اربعہ پر وہ بھی متفق نہیں۔

فدک کے متعلق پہلی روایت

فَلَيْسَ كَذَلِكَ فَإِنَّهَا قَدِيمَةٌ كَيْسَرَةٌ ذَاتُ نَعْلٍ كَثِيرٍ ۱۲۰ الخ

(ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ ج ۱، ص ۲۴۸ بحوالہ مناقب فاخرہ ص ۱۷۸)
 (ترجمہ) اور فدک اس طرح نہیں ہے (مسطح لوگ مشہور کر رہے ہیں) بلکہ یہ ایک بڑی بستی ہے جس
 میں بہت کچھوں کے درخت ہیں۔

فدک کے متعلق دوسری روایت

حدائقِ عربیہ مصر، حد دوم (دو مہندل) حد سوم (تین مہندل) حد چہارم (چل احد)
 (اصول کافی ص ۳۵۵ باختلافات النوار لغمانیہ ص ۱۷)

فدک کے متعلق تیسری روایت

بارون رشید نے امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ فدک لے لیں میں آپ کو واپس دیتا ہوں
 تو حضرت نے انکار فرمایا یہاں تک کہ بارون رشید نے اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا اگر خواہ مخواہ فدک تم مجھے دیتے ہو تو

اس کے پورے حدود مجھ کو دو تو میں لیتا ہوں نہیں پس۔ ہارون نے کہا اس کے حدود کون سے ہیں پس حضرت نے فرمایا۔ (حد اول فدک) عدن پس ہارون کا رنگ فق ہو گیا اور حدود فدک (حد دوم فدک) سمرقند ہے، پس ہارون کا رنگ زرد ہو گیا اور حدود سوم فدک (حد ثلثہ) ہے، پس ہارون کا رنگ سیاہ ہو گیا اور (حد چہارم) سیف البحر ہے جو علاقہ جزیرہ اور آرمین سے ملحق ہے۔ پس ہارون نے تو مجھ سے ہمارے لئے کیا رہ گیا، پس حضرت نے فرمایا میں نے تم کو پہلے کہا تھا کہ اگر میں تم کو حدود ذکر کے بتاؤں گا تو تم ندے سکو گے۔ (انوار نعمانیہ ص ۱۷۸، مناقب فاخرہ ص ۱۷۸)

لہذا جب تک فدک کے متعلق متفقہ علیہ بیان پیش کر کے ان روایات کو با حسن وجہ رد نہ کیا جائے تب تک مذہب اہلسنت پر کوئی اعتراض واقع نہیں ہو سکتا۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیے رسالت مآب کی وفات کے وقت حکومت اتنی وسیع نہ تھی پھر فدک کا اتنا مطالبہ اسے جھوٹ کہا جائے یا تقیہ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جواب ۱: سالزام غصب سے پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ خلافت صدیق اکبرؓ سے پہلے فدک سیدۃ النساءؓ کے قبضہ میں رہ چکا تھا تو مدت قبضہ بیان کی جائے اور اگر نہیں تو غصب کا دعویٰ ہی اقرار مجہول ہے۔

جواب ۲: کیا ابو بکر صدیقؓ نے سیدۃ النساءؓ سے فدک چھین لیا یا ابتداءً قبضہ نہ دیا۔ اگر ابتداءً قبضہ نہ دیا تو اسے غصب تعبیر کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ والا فلا اعتراض قطعاً۔

جواب ۳: حضرت سیدہ کا ناراض ہو کر واپس تشریف لے جانا اثر ثانی ہے پہلے یہ فرمائیے کہ سیدۃ النساءؓ صدیق اکبرؓ کے پاس حقیقت میں گئی بھی تھیں یا نہ، علی التقدير الثاني اعتراض باطل ہے۔ وعلی التقدير الاول معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیقؓ حضرت سیدہؓ کے نزدیک صحیح الایمان بزرگ تھے صرف فحش فیصلہ فدک کے متعلق تھی جس میں حضرت علیؓ بھی شریک ہو گئے۔

ایں گناہیت کہ در شہر شمس نیز کنند

جواب ۴: اگر حضرت سیدہؓ کا تشریف لے جانا مطالبہ حق کے لئے تھا تو معلوم ہوا کہ صدیق اکبرؓ

ان کے نزدیک خلیفہ حق تھے اور وہ صحیح مانتی تھیں ورنہ خلیفہ مجدد سے امید انصاف لے کر جانا شانِ عصمت کے خلاف ہے۔ و علی العکس اعتراض ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب ۱۔ حضرت سیدہ شہب صدیق اکبرؓ کے ہاں دعویٰ فدک لے کر گئیں۔ اس میں حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کی رضا و اجازت شامل تھی یا نہ۔ اگر شامل تھی تو وقتِ اجازت بیان فرمائیے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح کرنا ہوگا کہ جس کی اب اجازت فرما رہے ہیں کل اپنے زمانہ خلافت میں اس کے خلاف کیوں کیا اور جب استفسار کیا گیا تو آپ نے یہ جواب کیوں دیا۔ **لَوْ رَدَدْتُ فِدَاكَ إِلَى وَرَثَةِ فَاطِمَةَ لَتَنَزَّزُوا عَنِّي أَوْ لَتَفْزَقَنِي عَنِّي جُبْدِي۔**

(ترجمہ) اگر میں فدک فاطمہ الزہراءؓ کے وارثوں کو رد کر دوں تو میرا اسلام و شکر مجھ سے جدا ہو جائے گا۔ کیا بقول شیعہ حضرت علیؓ بزدل نہ ٹھہریں گے۔ حالانکہ خلیفہ کے لئے جرأت شرط ہے۔
جواب ۲۔ قولہ فاطمہ ناراض گئیں۔ یہ بھی شیعہ کی طرف سے اہنت کے مسک پر ایک بہتان ہے۔ کہ حضرت سیدہ کی ناراضگی کی کیا وجہ ہے کیا یہ کہ صدیق اکبرؓ نے مطلقاً سرور کائنات کے مال سے ورثہ کیوں نہ دیا۔ یا یہ کہ حضرت سیدہ کو کیوں نہ دیا۔

علیؓ تقدیر الاول یہ ثابت کرنا ہوگا کہ صدیق اکبرؓ مال فدک ان کو کیوں دیتے ورثہ کے طور پر یا بغیر ورثہ کے۔

علیؓ تقدیر الاول کیا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے بھی اس قسم کا دعویٰ دائر کیا من ادلی فعلیہ البیان ہو علی تقدیر الشافی اعتراض نہ رہا۔

اور اگر اعتراض کی نوعیت یوں ہے کہ حضرت سیدہ کو مال فدک نہ دیا گیا اس لئے صدیق اکبرؓ مجرم ہے تو پھر معترض کو بتانا پڑے گا کہ حضرت علیؓ المرتضیٰؓ، حضرت عباسؓ، حضرت حسنؓ بن علیؓ، حضرت علیؓ بن الحسینؓ، حضرت حسنؓ بن حسنؓ، حضرت زیدؓ بن حسنؓ بن علیؓ، حسنؓ بن حسنؓ کے بھائی پر علیت ماب شیعوں کا کیا فتویٰ ہے جبکہ خیر اور فدک یکے بعد دیگرے ان کے قبضہ میں آتا رہا۔ اور انہوں نے

بعینہ صدیق اکبرؓ کے دستور کے مطابق عمل کیا ماہوا جوا بکمنہ و جوا بنا۔
عجب مشکل میں آیا سینے والا حبیب و اماں کا :- اِدھر نا اِدھر اِدھر نا اِدھر اِدھر اِدھر

جواب ۱۰۔ اگر سیدہ پاک کا ناراض ہو جانا ہی باعث اعتراض ہے تو ثابت کرنا ہوگا کہ وہ کس پر ناراض ہوئیں۔ صدیق اکبر پر یا اپنی ذات پر۔ اگر صدیق اکبر پر ناراض ہوئیں تو نص حدیث سے غصیت علیٰ ابی بکر یا عتیق دکھانا پڑے گا جب تک اسی روایت سے اس قسم کا جلد پیش نہیں کیا جائے گا دعویٰ ادا اعتراض غیر تام رہے گا۔

و علی التقدير انی اعتراض بھی واقع نہ ہوگا فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

جواب ۹۔ اگر صدیق اکبر پر صرف یہی الزام ہے کہ انہوں نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا جس سے سیدہ النساء ناراض ہو گئیں تو شیعہ معترض کو تینا پڑے گا کہ حسب ذیل واقعات کے پیش نظر جناب کے دارالافتاء سے حضرت علیؑ پر کیا فتویٰ صادر ہوگا بینوا فتوحہ دہا

حضرت علیؑ پر سیدہ کی ناراضگی

کتاب علل الشرائع اور بشارت المصطفیٰ اور مناقب خوارزمی میں بسند ہائے معتبر ابوذر بن عباس سے روایت ہے کہ جب جعفر طیار حبشہ میں تھے ان کے لئے کسی نے ایک کنیز خرید لی جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی اور جب جعفر طیار مدینہ میں آئے اس کنیز کو بطور ہیر اپنے بھائی علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا اور وہ کنیز جناب امیر کی خدمت کرتی تھی ایک دن جناب فاطمہؑ گھر میں آئیں اور دیکھا کہ سر جناب امیر کا اس کنیز کے دامن میں ہے جب وہ حالت ملاحظہ فرمائی تو متحیر ہوئیں اور پوچھا آیا اس کنیز سے تم نے کوئی تعلق کیا ہے جناب امیر نے فرمایا بخدا سو گند میں نے اس کے ساتھ کوئی امر نہیں کیا اب جو کچھ تم کو منظور ہو بیان کر دو کہ میں بجا لاؤں۔ جناب سیدہؑ نے کہا مجھے میرے پدر بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے اجازت دی پس جناب سیدہؑ نے چادر سر پہاڑی اور اس پر برقعہ ڈال کر متوجہ خانہ پدر ہوئیں اور قبل اس کے کہ جناب فاطمہؑ اپنے باپ کی خدمت میں پہنچتیں جبریل از جانب خداوند جلیل حاضر ہوئے اور کہا حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ جناب فاطمہؑ تمہارے پاس علی بن ابی طالب کی شکایت کرنے آرہی ہیں

تم حق علیؑ میں کوئی چیز فاطمہؑ سے قبول نہ کرنا۔ جب فاطمہؑ داخل دولت سرگئے پدر بزرگوار ہوئیں حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا علیؑ کے پاس جاؤ اسکو میں تم سے راضی ہوں پس جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ کے پاس تشریف لائیں اور تین مرتبہ کہا میں تم سے راضی ہوں (جلال العیون اردو ص ۱۳)

حضرت علیؑ پر سیدہ کی ناراضگی

جلال العیون اردو ص ۱۳۴ میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے ایک شقی کی اس خبر پر کہ حضرت علیؑ نے ابو جہل کی لڑکی کے متعلق نکاح کے لئے خواستگاری کی ہے حضرت سیدہ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہا پر بلائیں ہو گئیں اور رات کے وقت بغیر اطلاع کے امام حسینؑ کو کدھے پر بٹھا کر اداام کلثوم کو دلہنے ہاتھ میں لے کر اپنے پدر بزرگوار کے گھر تشریف لے گئیں امیر علیہ السلام نے گھر میں سیدہ کو نہ پایا تو بہت غلگن ہوئے مگر سب کلمتہ نہ چلا ابو جہر شرم و حجاب بیت رسولؐ میں جانے سے بھی گھبرانے لگے باہر گئے تو مسجد میں نمازیں ادا کیں اور وہ خاک کو جمع کر سو گئے جب رسول خداؐ نے سیدہ النساء کو غلگن پایا دربار خداوندی میں نازل عزرائیلؑ کی دعا فرمائی گھر آئے سیدہ کو بمقدار اور دوتا ہوا پایا۔ ان کو مع ان کے گوشہ ہائے جگر کے ساتھ لے کر حضرت علیؑ کے پاس پہنچے ابو تراب کے لقب سے یاد فرما کر جگایا اور فرمایا جاؤ ابو بکرؓ و عمرؓ کو بلا لاؤ ان کے آنے پر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا علیؑ مگر تم نہیں جانتے فاطمہؑ میل پا رہی ہے میں نے اسے آزاد دیا اس نے مجھے آزاد دیا۔ مَلَحَضًا (حق الیقین اردو ص ۲۵۵ سطر ۱۱)

نوٹ:- ناظرین پڑھتے وقت ذرا شیعی تہذیب کو ملاحظہ فرماتے جائیں۔

حضرت علیؑ پر سیدہ کی ناراضگی

جب ابو بکر صدیقؓ سے حضرت سیدہ خالی دایں تشریف لے گئیں تو حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کو جا کر یہ لفظ کہے:- مانند جنین دردِ رحم پر درہ نشین شدہ و مثل خائباں در خائے گریختہ۔

جواب ۱۔ ناراضگی فعل قلب سے ہے جب تک زبان سے ظاہر نہ کیا جائے ناراضگی مقصور نہیں ہو سکتی اگر معرض غضب سیدہ کا مٹی ہے تو اسے ثابت کرنا ہوگا کہ الہست کی کتابوں میں ان الحدیث یفسر بعضہ ببعض کے ماتحت حدیث دکھائے جس میں حضرت عائشہ نے صدیق اکبرؓ پر اس معاملہ میں اپنی ناراضگی کا اظہار کیا ہے حالانکہ انکماں کنتمہم مد قین۔

(۲) رہا حضرت عائشہؓ کا بیان کرنا اس کے متعلق مٹی کو یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ حضرت عائشہؓ کا یہ قول حضرت سیدہؓ کے ساتھ بالمشافہ گفتگو کا نتیجہ ہے یا محض قرآن سے سمجھ لیا گیا ہے۔

علی التقدير انقل ثبوت چاہیے و علی التقدير انثانی بات اتنی قابل قیمت نہ رہی جس پر اتنے بڑے جھگڑے کی بنیاد رکھی جائے اور اگر بالفرض مخالف اس تحقیق کو غیر معتبر تصور کرتے ہوئے بگڑنے لگے تو پھر اسے جواب دہ ہونا پڑے گا۔

(۱) جب موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور سے واپس آئے تو گویا ساتویں برس کے حالات دیکھ کر حضرت یونس علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بالوں کو انہوں نے قرآن مجید کے ماتحت پکڑا یا نوچا تھا یا نہیں کر کے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بار بار حضرت علیہ السلام کو ان کے افعال پر ٹوکنا ظاہری مقتضیات کی بنا پر تھا یا مطابق واقع تھا۔

(۳) شیعہ روایات کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ خیال کرنا کہ میں باپ سے بڑھ گیا ہوں غلطی تھا یا قطعاً۔

(۴) شیعہ روایات کے مطابق رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ کو قبلی کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا غنیمت کی بنا پر یا قطعاً کی بنا پر۔

(۵) حضرت سیدہؓ کا حضرت علیؓ پر ناراض ہو کر یہ کہنا چھوچین الخ یعنی اسے لڑنا یا انما زہ طبیعت۔

(۶) حضرت علیؓ کے قتل کا یہ گمان کہ اگر میں نے عثمانؓ کا بدلہ لیا تو میری قوت چلی جائے گی واقع کے مطابق تھا یا طبعی خیال۔

سو اگر آیات و روایات کے معنی ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام، یوسف علیہ السلام،
نوح و حضور علیہ السلام حضرت سیدہ ادر حضرت علی الرضیٰ عنہما، ادر لاندہ طبیعت کی بنا پر ایک چیز
کہہ دیتے ہیں تو حضرت اہل انو میں کے ارشاد کو کیوں اس امر پر محمول نہیں کیا جاتا۔

یہاں بیٹا ہے، یہاں بیٹا ہے، یہاں بیٹا ہے، یہاں بیٹا ہے

جواب :- اگر صدیق اکبر پر شیعوں کا یہ اعتراض ہے کہ صدیق اکبر پر سیدہ کا نالارض ہو جانا باعث غیظِ مَل ہے یا باعث نقصِ ایمان ہے تو پھر ایسے متزلزل الایمان معترض کو حضرت ابدن علیہ السلام کے متعلق بھی بتانا پڑے گا کہ ہارون علیہ السلام کے ایمان کی آپ کے ہاں کیا پوزیشن ہے جبکہ ان پر موسیٰ علیہ السلام نہی وقت کا نالارض ہو نا قرآن سے ثابت ہے ہینوا فتوحہ ۱

جواب ۱۔ افسوس کہ شیعی معترض نفس غضب اور اغضب کے درمیان فرق نہ معلوم کر سکا ورنہ اسے تو اعتراض کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی۔

جواب ۱۲ :- سوال کرنے کو بھی سلیقہ چاہیئے۔ جانہیں یعنی شیعہ اور اہل سنت کی کتابوں کو اگر بغور دیکھا جائے تو جہاں لفظ غضب موجود ہے وہاں لفظ رنج بھی موجود ہے۔ کاش کہ حیدری صاحب نے پورا مطالعہ کر کے اعتراض نہ کیا۔

إِنَّهُ لَمَّا سَمِعَ كَلَامَهَا حَبِطَ اللَّهُ وَأَسْنَى وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ثُمَّ قَالَ يَا خَيْرَ النَّسَاءِ
وَأَبْنَةَ خَيْرِ الْأَبَاءِ وَاللَّهُ مَا عَدَدْتُ رَأْيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَمِلْتُ إِلَّا
بِأَمْرِهِ قَدْ قُلْتُ نَأْبَلُغْتَ فَأَعْلُكْتَ فَأَهْجُرْتَ خَيْرَ اللَّهِ لَنَا وَبِكَ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ دَفَعْتُ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ وَدَاهَتْهُ إِلَى عَمَلِي وَأَمَّا مِيسُونَ فَابْنَةُ أَبِي سَمْعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَقِيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ
إِنَّمَا مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا تُوْرِثُ ذَهَبًا وَفِضَّةً وَلَا عَدَارًا وَلَا دَارًا وَلَكِنَّا تُوْرِثُ الْإِيمَانَ
وَالْعَمَلَةَ وَالْعِلْمَ وَالتَّوَكُّلَ وَصَوْرَتِي بِمَا أَمَرَنِي وَنَهَيْتُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَدْ
وَهَبَهَا لِي مَنْ يَشْهَدُ بِذَلِكَ نَعْبَاءٌ عَلَى أُمَّتِي إِلَى الْمَالِيبِ وَأَمَّا أَيْمَنُ فَشَهِدَ لَهَا بِذَلِكَ
نَعْبَاءُ عَشْرِينَ الْخَطَابِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَشَهِدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ يَقْتَضِيهَا فَقَالَ الْوَكِيلُ يَصَدَّقْتُ يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ وَصَدَقَ عَلَيَّ وَصَدَقْتُ أُمَّ أَيْمَنَ
وَصَدَقَ عُمَرُ وَصَدَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَذَلِكَ أَنَّ لَكَ مَا لَا يَبُكَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا خُذْ مِنْ فَدَاكَ قَوْمًا وَفَقِشْهُمُ الْبَانِي وَبَعِثْ مِنْهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكَ
عَلَى اللَّهِ أَنْ اصْنَعَ بِهَا عَمَّا كَانَ يَصْنَعُ نَرَضِيكَ بِذَلِكَ وَاخْذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ بِمِ
كَانَ يَأْخُذُ غُلَّتَهُمَا فَيَنْفَعُ إِلَيْهِمَا مِنْهُمَا مَا يَكْفِيهِمَا ثُمَّ فَعَلَتْ الْغُلَّتَانِ بَعْدَهُ كَذَلِكَ

(شرح میم مطبوعہ طہران ج ۳ بعوالہ نصیحة الشیخ)

(ترجمہ) جب ابو بکر صدیقؓ نے حضرت سیدہ کا بیان سنا تو خدا کی تعریف اور حمد و برکت کے لئے
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہا اے سب محدثوں سے ابھی افضل باپ کی صاحبزادی خدا کی قسم میں نے
رسول مقبولؐ کی مائے مبارک سے تجاوز نہیں کیا میں نے تو آپ کے حکم کے عین مطابق کیا ہے بیشک آپ
نے بات کر لی اور بڑی ندامت سے انکار فرمایا فرمایا یہ لیکن میری طرف سے تجھے مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہم کو اور تم کو مغفرت فرمائے حمد و صلوٰۃ کے بعد دعا سنیہ کہ میں نے حضرت رسول کریمؐ کی سواری حمد
و اختیار حضرت علیؓ کے سپرد کر دیئے ہیں اور ان کے علاوہ میں نے تیرے والد سے سنا تھا کہ ہمارا بیاد کا
گروہ سونے چاندی زمین کا وارث نہیں بنتے بلکہ ایمان و محبت علم و سنت کا وارث بنتے ہیں میں
نے تو اس پر عمل کیا ہے جس کا مجھے آپ کے والدین گوارنے حکم کیا تھا اور خدا کی قسم میں نے خیر خواہی
کی ہے اس کے جواب میں حضرت سیدہ نے کہا میرے ابا جان نے مجھے ہرگز و اقاتی آپ نے فرمایا
بتاؤ اس معاملہ میں باپ کا گواہ کون ہے پس حضرت علیؓ اور اتم امینؓ آئے انہوں نے ہر کی گواہی
دی ان کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ آئے تو انہوں نے یہ گواہی دی
کہ حضرت اپنی زندگی میں اس کی پیداوار کو تقسیم کرتے تھے پس ابو بکرؓ نے کہا اے رسول مقبولؐ کی
صاحبزادی آپ نے سچ فرمایا اور ان سب نے سچ فرمایا اب تصفیہ کی بات یہ ہے کہ بڑا حضرت کیلئے
مقتضی تیرے لئے ہے اور حضرت رسول کریمؐ نہ کہ تمہاری گورواتات جتنا رکھ لیتے تھے اللہ باقی کو
تقسیم کر دیتے تھے اور محض تیرے ماضی کرنے کے لئے میں ملنا کہتا ہوں کہ میں اسی طرح کرتا ہوں گا

جس طرح حضرت کرتے تھے۔ پس بنی ہاشم اس بیان پر راضی ہو گئیں اور ابو بکر صدیق سے وعدہ لے لیا آپ سب وعدہ مدت العمر تک اسی طرح کرتے رہے اس کے بعد باقی خلفاء بھی اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ امیر ماریٹ ملک ہذا تو اس نے لے لیا کیر بنو یا پھر جا کر حضرت عمر بن عبد العزیز نے ادلاؤ سیٹھ پر رو کر دیا۔

اگرچہ یہ ہے فکر کے مسئلے میں شیعی کتاب کی روایت افسوس کہ شیعوں حضرات نہ ہماری روایتیں مانتے ہیں نہ اپنی۔ سچ ہے ہٹ و حرم کا کوئی مصلح نہیں ہے۔
جواب۔ میراث النبی کا شبہ بھی باطل ہے اس لئے مستحسن کو بتا پڑے گا کہ یہ سزا کا مال سے درست نکتہ بھی ہے اگر جواب لے جواب میں ہے تو پھر فریل کی روایت کا کیا جواب ہے جبکہ یہ حدیث مختلف عبارتوں کے ساتھ تشریح کی کتابوں میں موجود ہے۔

نبوئہ ارسلو روایت عدم توریت ملے اقبال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اِنَّ الْعُلَمَاءَ مِنْ دُنُوِّ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنْ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُؤْتُوا أَنْبِيَاءَ وَلَا دُرُكَهُمَا وَلَكِنْ
 أَوْتُوا الْعِلْمَ نَحْنُ أَخَذْنَاهُ أَشَدَّ يَحْفَظُ دَائِمًا (اصول کافی مکتب کتاب العلم)

امام جعفر صادق کا فتوہ

اِنَّ الْعُلَمَاءَ مِنْ دُنُوِّ الْأَنْبِيَاءِ وَذَلِكَ اَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُؤْتُوا دُرُكَهُمَا وَلَا حِيَارًا
 وَلَا نَمًا أَوْتُوا أَحَادِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ (اصول کافی مکتب کتاب العلم)
 ہر دو عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے وارث علماء ہوتے ہیں اس لئے انبیاء
 اپنی وراثت میں وہم و دینار نہیں چھوڑا کرتے بلکہ صرف علم و حکمت چھوڑ جاتے ہیں جس نے ان کے
 علمی ذخیرہ سے حسب استعداد حاصل کر لیا اس نے بڑا حصہ لیا۔

اور اسی مضمون کی روایتیں مسلم و بخاری میں بھی موجود ہیں افسوس کہ ہٹ و حرم اب بھی
 خلق خدا کو دھوکہ دینے کی خاطر اپنی ضد پر پکے ہیں۔

جواب ۱۔ صدیقی اکبر کا سیدہ کو باوجود مطالبے کے ورثہ نہ دینا اگر قابل اعتراض ہے تو شیعوں کے پاس ذیل کی روایت کا کیا جواب ہے جبکہ سیدۃ النساء اپنے ابا کے پاس حسنین مکرین کو ساتھ لے کر جاتی ہیں ورثے کا مطالبہ کرتی ہیں لیکن آپ یہ جواب دے کر مال دیتے ہیں۔ میرے بچے حسن کے لئے میری ہیبت ہے اور میرے بچے حسین کے لئے میری جرات ہے۔ فرمایے غزوہ عالم پر شیعوں کی طرف سے کیا فتویٰ عام ہو رہا ہے۔

أَنْتَ نَا حِمَّةُ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شُكُوَاهِ النَّبِيِّ تَوَقَّيْ فِيهِ فَصَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا ابْنَانِ نَوْرُهُمَا شَيْئًا قَالَ أَمَّا الْحَسَنُ فَإِنَّ لَهُ هَبْتِي وَأَمَّا الْحُسَيْنُ
فَلَهُ جُبُرِي۔ (مخصال ابن بابویہ مطبوعہ طہران ص ۳۷)

کیا یہاں بھی شیعہ یہی کہیں گے کہ آپ العیاذ باللہ رسالت کے مستحق نہ تھے۔

حدیث توریش کے متعلق مختلف چالیں اور ان کے جوابات

پہلی چال۔ (إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمُؤَيَّدُونَ) دُھما والی روایت میں ابو الجعفرؑ موجود ہے جو کہ مذہبِ اہلسنت ہے فعلیٰ ہذا شیعہ کتب میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

جواب ۱۔ اقل تو یہ ابو الجعفرؑ وہی نہیں ہے جس کا مذہب سنی مشہور کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اصول کافی میں جس ابو الجعفرؑ کا ذکر ہے اس کا نام ذئب بن ذئب ہے جو مذہبِ ہاشمیہ ہے اور ابو الجعفرؑ مذہبِ حقہ اہلسنت کے ساتھ وابستہ ہے اس کا نام سعید بن فیروز ہے۔ فافعل الاشکال۔

دیکھنا اس طائفہ کی فتنہ کوئی دیکھنا نہ کشی کے واسطے ایمان فروش دیکھنا

حق سے ان کی مجرمانہ چشم پوشی دیکھنا اور پھر باطل کی خاطر گرم جوشی دیکھنا

جواب ۲۔ خدا جانے کلینی صاحب نے اصول کافی امام مہدیؑ کی خدمت میں پیش کی ہوگی

اس وقت انہوں نے کیوں یہ کہہ دیا کہ هَذَا كَاذِبٌ لِيَتَّبِعْتَنَا انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ جب یہ

کتاب طب دیالیں سے لبریز ہے تو تائید کرنے کا کیا فائدہ۔ کاش کہ ان باطل خیالات کا

کوئی کھوج نکالتا۔

دوسری چال ۱۔ اگر انبیاء کے مال سے ورثہ نہیں نکلتا تو ازواج النبی کو ان کے ورثہ سے حجرے کیوں دیئے گئے تھے۔

جواب: ہاں کیا مستر جن صاحب یہ ثابت کرنے کی زحمت گوارا کریں گے کہ اندراج مملکت کو
قبرے بعد از وفات سرور کائنات دیئے گئے۔

جوا بٹ ۱۔ اگر وفات سے پہلے خاندان اپنی عورت کو کوئی مکان عنایت کرے تو کیا شیعوں کے
کے نزدیک اسے بھی حدیث کے ساتھ موسوم کیا جائے گا۔

جواب :- اگر آپ کا قول تسلیم کر لیا جائے تو رحمتِ در عالم کی زندگی میں قرآن مجید کے اندر
وَدَسْنٰ فِيْ رِيْضَتِكُمْ کیوں کہا گیا اور دَسْنٰ فِيْ رِيْضَتِكُمْ کیوں نہ کہا گیا۔ بہر حال
شیعوں کے سوالات اس قسم کے لغو ہوتے ہیں جنہیں سن کر میرت ہوتی ہے۔
جب ہم نے اصل مسئلے کو صاف کر دیا اور شیعوں کے سب اعتراضات کا دندان شکن
جواب دے دیا تو الزام ظلم خود بخود اڑ جلتے گا۔

آیت مقدسہ سے شیعہوں کا استدلال اور اس کے جوابات

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَرْثَالِكُمْ لِلَّذِي كَرِهْتُمْ لِحَقِّهَا تَسْتَيْبُونَ ط
 طرزِ استدلال :- یہ نص عمومیت کے لحاظ سے نبی غیر نبی کو شامل ہے لہذا جس طرح
 امت کے مال میں سلسلہ وراثت جاری ہوتا ہے اسی طرح حضرت علیؑ علیہ وسلم کے مال
 میں سلسلہ تواریث جاری ہو سکتا ہے۔

جواب: اگر عرویت کے خطاب کے لحاظ سے ممرض کو اس قسم کے اعتراض کرنے کا داعیہ پیش کیا ہے تو اسے بتانا چاہیے گا کہ فَاَنَّا نَعُوْ مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النَّسَاءِ وَتِلْكَ دَرَجَاتٌ
مِّنْ اِلٰہِیْنَ عَلٰی سَبِیْلِ الْعَوْمِ ہے کیا اس میں حضور کی ذاتِ مقدسہ داخل ہیں یا نہ

اگر داخل میں تو دلیل اور اگر داخل نہیں ہیں تو عرض خطاب کہ مہر گیا ماہوا جوا یکمہ فہو اجابنا
جواب ہے۔ اگر بقول معترض خطاب کو عیونیت پر رکھا جائے تو حسب ذیل عبارت مسلمہ
بین الفرقین کا کیا مطلب ہوگا۔ — اَلْمَا نَعْمُ مِنَ الْاَنْثَرِ اَدْبَعَةُ — انحرہ
(سراجی لائسنسٹ) و شرائع الاسلام لابن الشیعت

یعنی اولاد مسلم کا فریاد کی وارث نہیں بن سکتی یا باپ بیٹے میں سے ایک غلام ہو تو بھی
سلسلہ تودیت نہیں چل سکتا۔

جواب ہے۔ اگر معترض ذرہ بھر تو جب سے کام لیتا تو اسے اعتراض کرنے کی ضرورت بھی پیش
نہ آتی اس لئے کہ اولاد یا نبیاء کے مال میں ورثہ نہیں ہے کیا لا یغنی علی ارباب البصیرۃ
ثانیاً یہ کہ فدک مال فتنہ تھا اور ظاہر ہے کہ مال فتنہ کسی کے ملک میں ذاتی جائداد متصور
نہیں کیا جاتا اور فدک کا فتنہ ہونا تو ظہر من الشمس ہے کہ وہ صلح کے سلسلے میں یہودیوں نے
نصف زمین فدک کی دینی منظور کی تھی جو مسلمانوں کے پاس مدت العمر بیت المال کی صورت میں رہی۔
قرآن مجید میں ہے مَا اَقَامَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مِنْ اَهْلِ الثَّرٰی فَانْقَضَتْ ذَالِ التَّوَلِّی
وَلَذٰی الْقُرْبٰی فَاَلِیْمٌ ذَا لِمَسَاکِیْمٍ ذَا بِنِ التَّجَبُّلِ۔

اس میں خاص طور پر علی بیل التملیک کسی کا قبضہ نہ تھا۔ قرآن مجید کا مطلب واضح ہے کہ مال فتنہ
کی پیدائش سے اللہ کے نام پر بھی خرچ کیا جاسکتا ہے اس سے رسول بھی وقتی ضرورت میں خرچ
کر سکتا ہے۔ آپ کے رشتہ دار اور یتیم مسکین مسافر بھی کھا سکتے ہیں۔

نوٹ۔ جو واکت ذالقرنی حقہ سے دلیل لیتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں کیونکہ
مقدم چیز کے متعلق حکم کرنا شان الوہیت اور شان نبوت کی ہنگ ہے جب کہ یہ آیت
کلی ہے اور فدک کا مسلمانوں کے ہاتھ میں آنا ہجرت کے بعد ہے ویسے دل بہلانے
کے لئے شیعہ لوگ دلیل پکڑتے رہیں تو اور بات ہے۔

دوسری آیت سے شیعہ استدلال اور اس کے جوابات

وَدَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ (ترجمہ) اور سلیمان داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے۔

طرز استدلال۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے مال میں سلسلہ

توریت جاری ہو سکتا ہے۔

جواب۔ اگر شیعوں نے حقوڑے سے تدبیر سے کام لیتا تو اسے اعتراض کرنے کا داعیہ

بھی پیش نہ آتا۔

اس لئے کہ اگر مترض کے نزدیک واقعی یہ آیت قابلِ محبت اور قابلِ استدلال تو پہلے یہ

ثابت کرنا پڑے گا کہ داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کے علاوہ نہیں تھے۔

ورنہ سلیمان علیہ السلام کے تخصیصی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

جواب۔ اِنْ سُلَيْمَانُ دَرِثَ دَاوُدَ اِنْ مَعَهُ سَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِثَ

سُلَيْمَانُ (راشد کافی) (ترجمہ) بیشک سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے

اور حضرت رسول کریم سلیمان علیہ السلام کے وارث ہوئے۔

اگر حسب قول مترض ورثہ سے مراد یہاں ورثہ مال یا جائے تو بتائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سلیمان علیہ السلام کی کون سی مالی جائیداد کے وارث ہوئے۔

اعتراض از اہل تشیع

کہ سیدۃ النساء کا اگر زندک میں حق نہیں تھا تو صدیق اکبرؑ سے کیوں طلب کیا اور ابو بکرؓ پر

کیوں نالایق رہیں اور ان سے مدت العمر تک کیوں کلام نہ کی۔

جواب۔ چونکہ سرور کائنات کی زندگی میں اہمیت اور حضرت سیدہ کا اکثر خرچ فدک کی بدولت

سے انتقال اس لئے حضرت سیدہؑ نے سمجھا کہ یہ مال ہمارے ملک میں ہے اس پر انہوں نے صدیق اکبرؑ

سے مطالبہ کیا۔ واللہ اعلم۔

جواب ۱۔ صدیق اکبرؓ پر حضرت سیدہ کا ارادہ رہنا قطعاً غیر ثابت ہے ہم نے گذشتہ جوابات میں فریقین کی کتابوں میں حوالہ جات بالتفصیل نقل کر دیے ہیں (شرح معجم مطبوعہ طہران ج ۲۵)۔
جواب ۲۔ صدیق اکبرؓ سے حضرت سیدہ کا مدت العمر تک کلام نہ کرنا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ گفتگو نہ کی بلکہ صریح مطلب اس کا یہ ہے کہ اس مسئلے میں گفتگو نہ کی چنانچہ فتح الباری شرح بحار ص ۱۲ مثلاً میں ہے فلم تکنہ فی ذلک انہما اسی طرح شرح مسلم نوری ص ۲ طبع مبتدائی میں موجود ہے من شام فلیطالع ثقتاً تعلقاً ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
 نوٹ ۱۔ ہمدانی روایت قطعاً ناقابل قبول ہے کیونکہ اس کی روایت میں شیعہ راوی موجود ہیں۔

واقعہ ہجرت اور رفاقت صدیقی سے متعلق شیعہ اعتراضات کے جوابات
شیعی اعتراض ۱۔ کہا جاتا ہے کہ ہجرت کی شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے پاس کو اپنے بستر پر سلا کر لیٹے شریعتاً جاری ہے تھے کہ راستے میں ابو بکر صدیقؓ ساتھ ہوئے جے حضرت نے اپنے اخلاقِ حسنہ کے پیش نظر منع نہ فرمایا اور نہ ان کا جانا حضرت کے منشا کے خلاف تھا۔
جواب ۲۔ فریقین کی معبر کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر نفیس صدیق اکبرؓ کے صدارت پر شریعتاً جاری نہ گئے۔ چنانچہ باؤل ایرانی (متعصب شیعہ) جملہ حیدری میں رقمطراز ہیں۔

چہیں گفت راوی سالار دیں	چوں سالم بحفظ جہاں آفروں
ز نزدیک آن قوم پُر مکر رفت	بسوئے سرائے ابو بکر رفت
پئے ہجرت انیز آمادہ بود	کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
نبی بردرخانہ اش چوں رسید	بگوشش ندائے سفردر کشید
چوں ابو بکر زان حال آگاہ شد	زخانہ بردن رفت ہمراہ شد

مطلب: جب آنحضرتؐ اس پر مکر قوم سے روانہ ہوئے تو سیدھے صدیق اکبرؓ کے دروازے پر تشریف لے گئے اور وہ بھی ہجرت کے لئے تیار تھے کیونکہ حضورؐ نے اسے پہلے سے ہی مطلع کیا تھا تھا۔ جب آنحضرتؐ صدیقؓ کے دروازے پر پہنچے تو ان کے کانوں پر سفر کی ندا پہنچی جب صدیق اکبرؓ کو روانگی کا علم ہوا تو گھر سے باہر آیا اور ساتھ ہو لیا۔

(نوٹ: اس تو صریح و تشریح کے بعد بھی کوئی نقل کا اندھا یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ صدیق اکبرؓ خود بخود ساتھ ہوئے تھے۔

جواب ۱۔ یمنیجاس سے زیادہ دافع اس کھلے انظار میں سمجھے ملا باقر مجلسی حیات القلوب ص ۲۵۱ میں لکھتے ہیں کہ: خداوند تعالیٰ ترا سلام میرا بندہ میفرماید کہ ابو جہل و اکابر قریش ص ۲۵۱ مدبر کردہ اندک ترا بقتل رسانند و خدا تیرا امر می کند کہ علی را در جائے خود بخوابانی الی قولہ و ترا امر کردہ است کہ ابو بکرؓ را ہمراہ خود بری۔

(ترجمہ) شب ہجرت جبریل علیہ السلام سرور کائناتؑ کے پاس آئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ آپؐ کو سلام فرماتے ہیں اور ان کا ارشاد ہے کہ ابو جہل اور دوسرا قریش تدبیر کر چکے ہیں کہ آپؐ کو قتل کریں اس بنا پر آپؐ کو خدا کا حکم ہے کہ علی مرتضیٰؑ کو اپنے بستر پر سلا دیجئے اور یہ بھی حکم فرمایا کہ ابو بکرؓ کو اپنے ہمراہ لے کر تشریف لے جائیے۔

تعریض ۱۔ اب فرمائیے ابو بکر صدیقؓ خود بخود گئے تھے یا بحکم خدا۔

جواب ۱۔ یمنیجے اور عبارت ملاحظہ فرمائیے تفسیر حشر ص ۲۱۳، زیر آیت کلمہ عابد و اعبداً
 أَمَرَكَ أَنْ تَصُحَبَ أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّكَ إِذَا أَنْسَلَفَ وَأَعَانَكَ حَقّاً أَنْتَ وَثَبْتَ
 عَلَى تَعَاهِدِكَ وَتَعَاهِدِكَ كَانَ فِي الْحَقِّهِ مِنْ وَفْقِكَ وَفِي عُرْوَةِ إِسْجَارٍ مِنْ خُلْعَاؤِكَ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْغِي بِكَ بِأَرْضِيَّتِكَ أَنْ تَكُونَ مَعِيَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِلَى
 قَوْلِهِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا لَوْ أَنَا عِشْتُ عُمُورَ الدُّنْيَا وَأَعَذَّبُ بِمِيعَةٍ أَشَدَّ
 الْعَذَابِ لَا يَنْزِلُ عَلَيَّ مَوْتٌ مُرِيحٌ وَلَا نَرْجُحٌ مُنِيحٌ وَكَانَ دَالِقًا فِي مَحَبَّتِكَ لَكَانَ

ذَلِكَ أَحَبُّ إِلَيَّ وَأَنَا مَالِكٌ لِبَعْضِهِ مِمَّا لَكَ مُلْكُهَا فِي مَغَائِنِكَ فَعَلَّ وَأَنَا وَلَفْسِي
وَمَالِي وَأَهْلِي وَوَلَدِي إِلَّا فِدَاؤُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَعَلَّ رَسُولُ اللَّهِ لَا جَرَمَ أَنَّ الْكَلِمَةَ
اللَّهُ عَلَى قَلْبِكَ وَوَجَدَ مَا فِيهِ مُوَافِقًا لِمَا جَرَى عَلَى لِسَانِكَ فَبَعَلَكَ مَعِي - بِمَنْزِلَةِ
السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالتَّأْمِينِ مِنَ الْعَبْدِ بِمَنْزِلَةِ السُّدُوحِ مِنَ الْبَدَنِ - ۱۲

(ترجمہ) شب بھرت حضرت کے پاس جبریل امین آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم
فرمایا ہے کہ اپنے ساتھ صدیق اکبر کو لے جائیے کیونکہ اگر اس نے آپ کے ساتھ محبت کی اور
مساعدت کی اور آپ کی تودہ رندہ شتر آپ کے ساتھ بلند ترین مکانوں میں ہوگا۔ پس آنحضرت
نے فرمایا اے ابوبکرؓ کیا تجھے پسند ہے کہ تو میرے ساتھ رہے اور تو اسی طرح طلب کیا جائے جس
طرح میں طلب کیا جاؤں تو صدیق اکبرؓ نے جواب دیا یا حضرت اگر میں ساری عمر شدید ترین عذاب اور
تکلیفوں میں مبتلا رہوں کہ نہ تو مجھے موت آئے اور نہ ذرہ بھر تکلیف دفع ہو لیکن یہ سب کچھ تیری ہی
محبت کے لئے ہو تو خدا کی قسم وہ مجھے محبوب ہے اس سے کہ میں تمام شاہی خزانوں اور ملکوں کا
بادشاہ ہو جاؤں لیکن رہوں تیرا مخالف۔ اے میرے پیارے محبوب میں تو میں رہا میری جان تو
کیا چیز ہے میرا مال اور میرا اہل و عیال سارا تجھ پر قربان ہے۔ پس آنحضرت نے فرمایا بیشک خدا تعالیٰ
تیرے دل پر مطلع ہوا ہے جو کچھ تیری زبان پر مخافہ انے اس کے موافق پایا ہے تو اللہ تعالیٰ
تجھے میرے لئے بمنزلہ کان ناک اور سر کے کر دیا ہے میرے جسم سے اور بمنزلہ روح کے کر دیا ہے
میرے بدن سے۔

تلمیح: شیعو! امام عالی مقام کی اس روایت کو بار بار پڑھو اور اپنے تمام شبہات مثلاً
جس کو مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو وہ حسب ذیل شیعہ کتب کا مطالعہ کرے۔
(۱) تفسیر خلاصۃ النبی ص ۱۲۳ تا ۱۲۴ (۲) مجالس المؤمنین ص ۲۱۔

جواب: اگر شیعہ لوگ اپنی کتابوں سے مکمل واقفیت حاصل کر لیں تو ان کو صحابہ کرامؓ سے
کسی بزرگ پر لب کشائی کی نوبت بھی نہ آئے گی چنانچہ صاحب مجالس المؤمنینؒ شیعہ کہتے ہیں۔

ہم رفیق محمد و بر بے فرمان خدا بود۔ (مجالس المؤمنین ص ۲۱)

(ترجمہ) مرد و حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا اور ابو بکرؓ کا ساتھ لے جانا بغیر ارشاد

الہی کے نہ تھا۔

شیعی اعتراض۔ فار کے اندر سرور کائنات کا حضرت ابو بکرؓ کو لا تَحْزَنُ کہنا بتلاتا ہے کہ ابو بکرؓ ڈر گئے تھے۔

جواب۔ اس قسم کے شبہات میں وہ شخص مبتلا ہو سکتا ہے جو علم سے قطعاً بے بہرہ ہو ورنہ قرآنی آیات اور کتب حدیث و لغت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حزن دوسرے کا ہوتا ہے اور خوف اپنا لیکن اگر حزن سے مراد بقول شیعہ خوف بھی لیا جائے تو کونسا حرج ہے۔ دیکھئے۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں خداوندی ارشاد ہے لَا تَخَفْ اِنِّي لَا يَعْذَابُكَ لَدَى الْمَرْسَلُونَ۔ (پل۔ رکعت ۱۱) (ترجمہ) اے موسیٰ نہ ڈر۔ میرے دربار میں پیغمبر ڈلا نہیں کرتے۔ دیکھئے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے تھے فرمائیے کیا موسیٰ علیہ السلام کی ذات بھی شیعہ نقطہ نگاہ میں ملعون ہو سکتی ہے۔

(۲) لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔ (پل۔ رکعت ۱۱) اے موسیٰ نہ ڈر بیشک تو ہی غالب ہے۔

لیجئے۔ یہاں موسیٰ علیہ السلام کا بمقابلہ ساحرین خائف ہونا ثابت ہوتا ہے خدا جانے شیعہ دارالاستفتاء سے کلیم اللہ پر کیا فتویٰ عائد ہوتا ہے۔

(۳) لَا تَخَفْ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْ قَوْمٍ لُّوْطٍ (ترجمہ) فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا آپ خوف مت کیجئے ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

فرمائیے ابراہیم علیہ السلام کو نبی تو کیا مومن بھی تسلیم کیا جائے گا یا نہیں۔

(۴) لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنُ اِنَّا مُنْجُوْكَ وَاَهْلَكَ بِكَ (ترجمہ) آپ نہ خوف نہ غم نہ کیجئے اور نہ غم نہ ہی تجھے اور تیرے اہل کو بچانے والے ہیں۔

یہ خطاب لوط علیہ السلام سے ہے خوف و حزن کے ہر درمیغے ان کے حق میں استعمال کئے

گئے ہیں شیعہ علماء خدا جانے ان کو کس نگاہ سے دیکھتے ہوں گے۔

(۵) لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ دَرِیْطٌ (ترجمہ) اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان پر غم نہ کیجئے۔

چلو بیٹھی ہوئی اعتراض نہ کر یہ تھا حزن کا لفظ صدیق اکبر کے حق میں ثابت ہے آیا یہ حزن کا لفظ خود آنحضرت کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔

(۶) اَلَا تَخَافُوْنَ وَلَا تَحْزَنُوْنَ اَبَشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ (ترجمہ) اے بہشتیو خوف و غم نہ کرو اور بہشت بریں سے (جو تم کو وعدہ دیا گیا ہے)

خوش ہو جاؤ۔

اس آیت میں خوف و حزن کا بہشتیوں کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔

بحث متعلق شکر اسماء

شیعہ کہا کرتے ہیں کہ صدیق اکبر نے شکر اسماء سے تعلق کیا حالانکہ اسے اسماء کے ماتحت حضرت نے خود تیار کر کے روانہ کیا تھا سب کو نام بنام متعین کیا اور بڑی تاکید فرمائی چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ جَبَّارٌ وَاجِبٌ اُسْمَاءُ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا

(ترجمہ) اسماء کے لشکر کو تیار کرو جو اس سے تعلق کرے گا اللہ کی لعنت ہے۔
جواب ۱۔ طعن کا ملکہ دلیل پر ہوتا ہے دلیل میں جو حدیث پیش کی گئی ہے اس کا اثری ٹکڑا الہست کی کتب میں بغیر مل و نخل شہرستانی کے کسی میں نہیں ہے اور شہرستانی حسب کتب برج و تعدیل ثقہ اور قابل اعتماد نہیں ہے اس بنا پر نہ دلیل صحیح ہے اور نہ استہلال۔

جواب ۲۔ ۲۶ صفر ہیر کے دن حضرت نے حکم دیا۔

۲۷ صفر منگل کے روز حضرت اسماء کو امیر بنایا۔

۲۸ صفر بدھ کے روز آپ بیمار ہو گئے۔

۲۹ صفر قیس کے روز باوجود تکلیف کے آپ نے نشان درست فرمایا۔

حسب ارشاد نبویؐ لشکر مقام جُرف پر پہنچا جو مدینہ سے سین میل کے فاصلہ پر ہے صحابہ کرامؓ نے بھی تیاری کر کے غیمے بھیج دیئے کہ اتنے میں حضرتؓ کو تکلیف زیادہ ہو گئی۔

۱۰۔ ربيع الاول کو افاقہ ہوا تو آپؐ نے پھر حضرتؓ سامہٴ ج کو تیار فرمایا وہ تیار ہی تھے کہ حضرتؓ کی حالت نازک ہو گئی۔ سارا لشکر ششدر رہ گیا تیاری بند ہو گئی۔ حضرتؓ نے وفات پائی۔ صدیق اکبرؓ خلیفہ بنا گئے۔ حضرتؓ سامہٴ ج نے جھنڈا مقام جُرف پر گاڑ دیا۔ فوج جمع ہونے لگی تھی کہ مدینہ میں اطلاع پہنچی کہ قبائل عرب مرمہ ہو رہے ہیں یا ہو چکے ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ صدیق اکبرؓ سے بعض اچلے صحابہؓ نے کہا کہ لشکر سامہٴ ج کی روانگی ملتوی کر دی جائے لیکن صدیق اکبرؓ نے تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ جس لشکر کو سرورِ کائناتؐ بنفس نفیس تیار فرما چکے ہیں مجھے طاقت نہیں کہ اسے روک دوں چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرتؓ سامہٴ ج کو لشکر سمیت بھیجا اور وہ فضل خداوندی کے ساتھ منزلِ مقصود تک پہنچ کر کامیاب ہوئے اور حدودِ شام کو فتح کر کے واپس تشریف لائے۔

لہذا اس مسئلے میں صدیق اکبرؓ پر طعن کرنا حقیقت سے لاعلمی کی دلیل ہے۔

بحث لَسْتُ بِغَيْرِكُمْ

شیعی اعتراض:۔ ابو بکر صدیقؓ نے کہا ہے لست بغیرِ کھ و علیؓ حکم جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں تمہارے لئے بہتر نہیں ہوں اور علیؓ تم میں موجود ہے اس سے حضرت علیؓ التمرنیؓ کی افضلیت معلوم ہوتی ہے۔ لہذا ابو بکر صدیقؓ خلیفہ نہیں بن سکتا جبکہ وہ مفضول تھا۔

جواب:۔ اہلسنت کی کتب معتبرہ میں اس عبارت کا نام و نشان تک نہیں ملتا موضوعاً سے دلیل پکڑنا خلافِ دیانت ہے۔

جواب:۔ یہ عبارت علیؓ سبیل التسلیم اُن کے مابین ہمت پر دلالت کر رہی ہے اور کس نفسی پر محمول ہے۔

بحث اقرار نفاق ابی بکرؓ

شیعی اعتراض ۱۔ البرکۃ نے اپنے نفاق کا اقرار کیا تھا لہذا کامل الایمان نہ رہا چوبچاگ
اسے خلیفہ تسلیم کیا جائے۔

جواب ۱۔ حقیقت میں شیعوں کو بغض صحابہؓ نے بیوقوف بنا دیا ہے۔ حقائق ہم ذیل میں
نقل کئے دیتے ہیں اندازہ خود لگالیں۔

حدیث شریف

حضرت غنظلہ سعدی جو سرور لائعات کا کاتب تھا صدیق اکبرؓ کے پاس سے گزرا اس حال میں
کہ وہ دور ہاتھ صدیق اکبرؓ نے دھونے کی وجہ پہنچی اس نے کہا کہ غنظلہ منافق ہو گیا کیونکہ حضرتؓ
کے پاس ہمیں بہشت و دوزخ ایسی یاد ہوتی ہے جیسا کہ ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں
لیکن جب گھروں میں آتے ہیں تو بوجہ مشغولیت سب کچھ بھول جاتے ہیں۔

صدیق اکبرؓ نے کہا انا کذّاب میرا بھی یہی حال ہے حضرتؓ کے پاس گئے تو آپؐ نے فرمایا
اگر تبارا وہی حال رہے تو فرشتے تہا سے ساتھ مسافر کریں تبار سے مجالس اور تہا سے بستریاں
پر سکیں اسے غنظلہ کسی کبھی ۱۰۰ ترفی ص ۱۰۰

ناظرین غور فرمائیں کہ کہاں ان حضرات کا اظہار خشیت و شوع اور کہاں دشمنانِ دین کا طعن۔
جواب ۱۔ اگر معترض اصول کافی ص ۵۴ کا مطالعہ کر لیتا تو اسے اعتراض کرنے کی ضرورت بھی
محسوس نہ ہوتی۔ روایت ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ رَجُلًا أَقْبَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَافَقٌ فَقَالَ وَمَا نَافَقٌ فَقَالَ وَلَوْ نَافَقْتُ مَا أَتَيْتَنِي۔

ترجمہ ۱۔ ایک جوان حضرتؐ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ بیشک میں منافق ہو چکا ہوں

آپ نے فرمایا اللہ کی قسم تو منافق نہیں، چنانچہ اگر تو منافق ہوتا تو میرے پاس نہ آتا۔
اصول کافی کی اس روایت نے بتا دیا کہ جیسے یہاں تعبیر منافقت حقیقت پر مبنی نہیں ہے ویسے
یہاں بھی نہیں ہے۔ نافذ الاشکال

فاروقی شان اور شیمی کتب،

عزت اسلام فاروق اعظمؓ کو ذات سے وابستہ ہے

رَوَى النَّبَاشِيُّ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللَّهُمَّ آخِذًا بِإِسْلَامِ يَعْمَرِ بْنِ الْحَطَّابِ أَرِيَّابِي جَبَلِ بْنِ هَشَامٍ
(ترجمہ) امام محمد باقر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ
اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابی جہل بن ہشام سے عزت عطا فرما۔

طرز استدلال :- دیکھئے سرور کائناتؐ نے جب یہ دعا فرمائی ہے اس وقت علی رضی
بھی اسلام کے حلقے میں لچکے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ بھی، لیکن نظر انتخاب نبویؐ نے اگر چہ اتنا ان
دو میں سے ایک کو لیکن اس چناؤ کا مختار خدا کو ہی بنا دیا۔ شیدائے ہنسنت دونوں کا اس امر
پر اتفاق ہے کہ ابو جہل کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ فاروق اعظمؓ حلقہ بگوشاں رسول کریمؐ میں سے
ہو گئے۔ سو مانع رہے جب تک دنیا کے اندر دینی وقار مذہبی چرچا باقی رہے گا فاروق اعظمؓ
کا اسم گرامی ادران کا مرتبہ زندہ جاوید رہے گا۔

(۲) فاروق اعظمؓ کے ایمان لانے کے موقع پر آنحضرتؐ کا اظہار مسرت (ناسخ التواریخ ص ۶۱۶)
جب فاروق اعظمؓ ایمان لائے تو پیغمبر علیہ السلام ان کے اسلام سے خوش ہوئے اور
آپ نے اسی خوشی میں نعرہ تکبیر لگایا۔

(۳) فاروق اعظم آئے تو کعبہ کی چار دیواری میں نماز نصیب ہوئی۔ (ناسخ التواریخ ص ۶۱۶)
 ورسول خدا در کعبہ دو رکعت نماز بگذاشت۔

ترجمہ) اور رسول خدا نے کعبہ میں دو رکعت نماز پڑھی۔

(۴) حضرت علی المرتضیٰ کا فاروق اعظم کو مشورہ دینا (شیخ البلاغۃ ج ۲ ص ۲۴)

وَمِنْ كَلَامِهِ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ شَافَدَا عَسَ حُرِّيَ الْخُدُوجِ إِلَى غَدَاةِ التَّوَدُّمِ يُفَسِّمُ
 (ترجمہ) حضرت علی المرتضیٰ کی کلام جبکہ فاروق اعظم نے آپ سے غزوہ روم کی طرف بنفس نفیس
 جانے سے متعلق مشورہ طلب کیا۔

حضرت علی مرتضیٰ کا ارشاد گرامی

(۵) فاروق اعظم مسلمانوں کے لئے ملجا اور ماوئی تھے۔ (شیخ البلاغۃ ج ۲ ص ۶۱)
 وَقَدْ تَوَكَّلَ اللَّهُ لَا فَعَلَ هَذَا الدِّينَ بِأَعْزَانِ الْعَوْنِ وَتَسْتُرِ الْعَوْنِ وَاللَّيْ
 نَصْرَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَنْتَصِرُونَ وَمَتَّعَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَمُوتُونَ مَتَّى لَا
 يَمُوتَ إِنَّكَ مَتَّى تَسِرْ إِلَى هَذَا الْعَدُوِّ يَنْفِكَ فَتَقْتُلُهُمْ فَتَكُفُّ وَلَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ
 كَافَّةً دُونَ أَقْصَى بِلَادِهِمْ كَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُونَ إِلَيْهِ كَالْعُثْ إِلَيْهِمْ
 رَجُلًا مُجْتَرِبًا وَأَعِزَّزَ مَعَهُ أَهْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِيحَةِ فَإِنْ أَظْهَرَ اللَّهُ فَذَلِكَ مَا
 تَحِبُّ وَإِنْ تَكُنِ الْآخِرَى كُنْتَ بِدَعْوِ لِنَاسٍ وَمَثَابَةٌ لِلْمُسْلِمِينَ۔

(ترجمہ) جب خلیفہ ثانی عمرؓ نے روم پر چڑھائی کی اور حضرت علیؓ سے مشورہ لیا تو آپ نے
 فرمایا لو اجمی اسلام کو غلبہ دشمن سے پہانے اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کا اللہ تعالیٰ ضامن اور
 کفیل ہے وہ ایسا خدا ہے جس نے انہیں اس وقت فتح دی ہے جب ان کی تعداد نہایت
 قلیل تھی اور کسی طرح فتح نہیں پاسکتے تھے انہیں اس وقت مغلوب ہونے سے روک رہا ہے
 جب یہ کسی طرح روکے نہیں جاسکتے تھے اور خداوند عالم محی لا یُکُونُت ہے اب اگر تو خود

دشمن کی طرف کوچ کرے اور تکلیف اٹھائے تو یہ بھلے کہ پھر مسلمانوں کو ان کے اقصائے بلاد (آخری شہروں) تک پہنچانے کی اور تیرے بعد کوئی ایسا مرجع نہ ہوگا جس کی طرف وہ رجوع کریں لہذا تو دشمنوں کی طرف اس شخص کو بھیج جو کارائزہ دہو ہو۔ اس کے ماتحت ان لوگوں کو روانہ کر جو جنگ کی سختیوں سے متحمل ہوں اور اپنے سردار کی نصیحت کو قبول کریں اب اگر خدا غلبہ نصیب کرے گا تب تو یہ چیز ہے جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر اس کے خلاف ظہور میں آیا تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو موجود ہے۔ (نزہتِ ننگ فصاحت و شیعہ کی کتاب) نوٹ:- اگر کسی کو مزید فضائل و مناقب کی ضرورت ہو تو حسب ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) یہ اسلام اس خدا کا دین ہے جس نے اس کو تمام ادیان و مذاہب پر غالب کیا ہے۔ (نزہتِ ننگ فصاحت ص ۲)

(۲) اور شیخ اسلام اس خدا کی فوج ہے جس نے اس کی ہر جگہ نصرت و تائید کی (نزہتِ ننگ فصاحت) نوٹ:- واضح رہے کہ یہ الفاظ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہیں جن کو آپ نے فاروقی خلافت کے ایام میں ان کے ارمان کی فوج کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔

(۳) اَقَامَ السُّنَّةَ وَخَالَدَ الْبِدْعَةَ یعنی فاروقی عظم نے سنت نبوی کو قائم کیا اور بدعت کو پیچھے پھوڑ دیا۔ (شیخ البلاغۃ ص ۱۲۵ مطبوعہ بیروت)

(۴) فاروقی عظم نے امام حسینؑ کو شاہ ایران کی بیٹی شہربانو عنایت فرمائی (اصول کافی ص ۲۵۶ مکتبہ)

(۵) جنگ احزاب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پتھر پھینکا تو روشنیوں معلوم ہوئیں جس پر آپ نے مزید فرمایا کہ پہلی مدد شنی پر مجھے فتح یمن اور دوسری پر فتح شام اور

تیسری پر فتح عمان کی بشارت ملی۔ (حیات القلوب ص ۲۳۳)

بھلا اللہ یہ مالک فاروقی عظم کے دست حق پرست سے فتح ہوئے بہر حال فاروقی فضائل

مناقب کے سلسلے میں ہم انہیں مختصر مگر جامع حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں۔

مسئلہ قرطاس

شیعہ کہتے ہیں کہ مرض و وفات کے ایام میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ طلب کیا تو فلدوقی انکم نے حبنا کتاب اللہ کہہ کر مال دیا صرف مالا نہیں بلکہ در بدر رسالت میں گستاخی کے الفاظ بھی استعمال کئے۔

جواب: حقیقت حال کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے ہم وہی حدیث نقل کئے دیتے ہیں بعد ان کے اعتراضات کے جوابات تحریر کریں گے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ النُّجَيْسِ وَمَا يَوْمُ النُّجَيْسِ اَشْتَدَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقَالُ اَيْتُونِي الْكُتُبَ لَكُمُ الْبَائِنُ تَغْلِبُوا بَعْدَهُ اَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازَعٌ فَقَالُوا مَا شَأْنُهُ اَهْجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ فَذَهَبُوا يَرْتَدُّونَ يَنْدَهُ فَقَالَ دَعُونِي فَاَلَذِي اَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي اِلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ اَيْتُونِي بِالْكِتَابِ وَاللَّوْحِ وَالذِّقَاتِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ الْوَجْهُ وَعِنْدَهُ كُمُ الْقُرْآنِ حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ نَلْقَئُكَ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاَخْتَصَمُوا مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ تَدْرِبُوا يَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَغْلِبُوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عَمَرَ فَلَمَّا اكْثَرُوا اللَّفْظَ وَالِإِعْتِلَافَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ قَوْمُوا عَنِّي۔

(ترجمہ) ابن عباس نے کہا نجیس کا دن اور وہ کیسا دن تھا جبکہ آنحضرتؐ کو در دنیا وہ ہر گیا پس فرمایا لاؤ میرے پاس میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد قطعاً گمراہ نہ ہو پس جھگڑنے لگے۔ حالانکہ آنحضرتؐ کے سامنے کسی قسم کا جھگڑا جائز نہ تھا۔ پس کہنے لگے کیا حال ہے آپؐ کا کیا آپؐ تشریف لے جا رہے ہیں آپؐ سے پوچھ تو لو پس انہوں نے آپؐ سے سوالات شروع کئے پس فرمایا حضرتؐ نے مجھے چھوڑ دو پس میں جس حالت میں ہوں اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو اور ایک روایت میں ہے لاؤ میرے پاس شائد تم بھی اوروں

پس بعض نے کہا حضرت کو تکلیف غالب ہے اور تباہی سے پاس خدا کا قرآن ہے ہیں کتاب اللہ کافی ہے پس الہدیت نے اختلاف شروع کیا پس بھگدڑنے لگے۔ بعض الہدیت نے کہا لاؤ کاغذ حضور کے پاس آپؐ تہیں ایسی تحریر لکھ دیں گے جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو کو گے بعض الہدیت سے وہ شخص تھا جو کہ ویسا کہتا تھا جس طرح عمرؓ نے کہا پس جب الہدیت نے اختلاف و طوفان حضرت کے سامنے زیادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا مجھ سے اٹھ جاؤ۔

یہ ہے وہ حدیث جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر شیعوں خواہ مخواہ زہر پھیلایا پروپیگنڈہ کیا کرتے ہیں۔
(۱) اس حدیث میں اختلاف کی نسبت الہدیت کی طرف ہے جس کے جواب کی ذمہ داری شیعوں پر عائد ہوتی ہے جبکہ وہ صرف اپنے کو الہدیت بتاتے ہیں۔

(۲) فاروق اعظمؓ کا قد غلبہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ کہنا بتا رہا ہے کہ قول آپؐ نے حاضرین سے شروع کے طور پر کہا تھا رسالت اب علیؓ علیہ وسلم کی قیادت تھا۔
(۳) ناختصموا اور فلما اکثروا لفظ بتاتا ہے کہ شروع و غرغرا بھی الہدیت نے کیا ہے
فاروق اعظمؓ اس سے بری ہیں۔

(۴) جب حاضرین (الہدیت) نے شروع و غرغرا کیا تو آپؐ کا یہ فرمانا قوموا یعنی بتا رہے کہ اہل باغ و غیب اختلاف کرنے والوں پر تھا اور اختلاف کی نسبت الہدیت کی طرف ہے۔

(۵) اھجراً ستفھموا کا معنی بھواس نہیں ہے بلکہ (کیا) آپؐ جلد ہو رہے ہیں آپؐ سے پوچھ تو لوں ہے جو یقیناً نازیبا نہیں ہے۔

لہذا فاروق اعظمؓ پر شیعوں کا طعن قطعاً بے بنیاد ہے۔

ورنہ فرمائیے

(۱) سرور کائناتؐ نے مطالبہ جس تحریر کے لئے کیا تھا اجتہادی تھا یا اجماعی اگر اجتہادی تھا تو استدلال غیر تمام رہا۔

(۲) اور اگر اجماعی تسلیم کیا جائے تو فرمائیے کہ اس کی تعمیل آپؐ پر نہ رہی تھی یا غیر ضروری اور

ضروری تھی تو استدلال تمام نہ رہا۔

(۳) اور اگر ضروری تھی تو فاروق اعظمؓ کے اس قول پر آپؐ نے اظہارِ نفرت فرماتے ہوئے خلفہ کی فرمان کی تعمیل کیوں نہ کی؟ کیا العباد باللہ آپؐ فریقہ تبلیغ میں قاصر رہے؟ ان خداوندانہ واقعات (۴) بالعرض اگر مان لیا جائے کہ عمرؓ نے ہی رکاوٹ پیدا کر دی تو ثابت کیا جائے کہ آپؐ کا خطاب صرف فاروق اعظمؓ سے تھا اور بس۔

(۵) اگر خطاب سب سے تھا تو کاغذ نہ دینے میں صرف حضرت عمرؓ کو محرم گردانا اور تمام اہلسنت کو نظر انداز کر دینا کہاں کا انصاف ہے۔

(۶) کیا حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس واقعہ کے بعد اس خدمت کو انجام دیا جبکہ حضرت رسالتؐ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد پانچ دن تک زندہ رہے ایسے میں اگر حضرت علیؓ یا سیدہ النساءؓ نے قلم و قات اور کاغذ پیش کرنے کی تکلیف گوارا کی تو ثبوت پیش کیجئے ورنہ حق ایں گناہیست کہ در شہر شمسائز کنند

(۷) فاروق اعظمؓ کے اس بیان کو سن کر سرورِ کائناتؐ کا سکوت اختیار کرنا کیا رضاء و پسندیدگی کی علامت نہیں۔

(۸) قَامَتْ لِيكَ بِالَّذِي أُدْعِيَ إِلَيْكَ أَوْدَ الْيَوْمِ أَكَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کے نزول کے بعد حضرت کا ایستوئی بقدر طاس فرمانا استہان پر محمول کیوں نہ کیا جائے اور حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ کہہ کر فاروق اعظمؓ کا سبک طرف سے جواب دینے کو کامیابی پر محمول کیوں نہ کیا جائے۔

(۹) وہ کون سا قرینہ ہے جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خلافت علی المرتضیٰؓ تحریر نہ چاہتے تھے۔

(۱۰) بالعرض اگر تحریر میں رکاوٹ پیش آ بھی گئی تھی تو آپؐ نے اپنی زبان و دشتاں سے کیوں نہ فرمادیا کہ میرے بعد خلافت علی المرتضیٰؓ کا حق ہے۔ (۱۱) بقول شیعہ جب نہ خدیر میں علانِ خلافت علیؓ ہو چکا تھا تو واقعہ قرطاس میں خلافت کے مسئلے کی تحریر پر چہ معنی دارد؟

حصہ اول تمام شد

آپ کا مخلص دوست — دوست محمد قریشی

۷۸۶

الہندت پاکٹ بک

حصہ دوم

از

حضرت علامہ مولینا دوست محمد صاحب قریشی

آپ نے فرمایا اللہ کی قسم تو منافق نہیں ہوا اگر تو منافق ہوتا تو میرے پاس نہ آتا۔
 اصول کافی کی اس روایت نے بتا دیا کہ جیسے یہاں تعبیر منافقت حقیقت پر مبنی نہیں ہے ویسے
 وہاں بھی نہیں ہے۔ فافعل الاشکال

فاروقی شان اور شیعہ کتب،

عزت اسلام فاروق اعظم کی ذات سے وابستہ ہے

رَوَى النَّعْيَانِيُّ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ اللَّهُمَّ آتِنَا الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِي جُهَلٍ بَيْنَ هَاتَيْنِ
 (ترجمہ) امام محمد باقر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ
 اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابی جہل بن ہشام سے عزت عطا فرما۔

طرز استدلال :- دیکھئے سرور کائنات نے جب یہ دعا فرمائی ہے اس وقت علی مرتضیٰ
 بھی اسلام کے حلقے میں آچکے تھے۔ ابو بکر صدیق شیعہ، لیکن نظر انتخاب نبوی نے اگر چہ اتنا تو ان
 دو میں سے ایک کو لیکن اس چناؤ کا مختار خدا کو ہی بنا دیا شیعہ اور اہلسنت دونوں کا اس امر
 پر اتفاق ہے کہ ابو جہل کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ فاروق اعظم حلقہ بگوشاں رسول کریم میں سے
 ہو گئے۔ سو واضح رہے جب تک دنیا کے اندر دینی وقار مذہبی چرچا باقی رہے گا فاروق اعظم
 کا اسم گرامی اور ان کا مرتبہ زندہ جاوید رہے گا۔

(۲) فاروق اعظم کے ایمان لانے کے موقع پر آنحضرت کا اظہار مسرت (ناسخ التواریخ ص ۶۱۶)
 جب فاروق اعظم ایمان لائے تو پیغمبر علیہ السلام ان کے اسلام سے خوش ہوئے اور
 آپ نے اسی خوشی میں نعرہ تکبیر لگایا۔

رُبَاعِیت

عشق اصحابِ نبیؐ

کہتے اصحابِ پیغمبرؐ کو ہیں انور جو بُرا
دوارِ محشر سے رکھیں وہ نہ بخشش کی اُمید

مُحِبِّ اصحابِ نبیؐ ہی تو ہے ایساں کی دلیل

عشق اصحابِ نبیؐ خلدِ بریں کی ہے کلید

چارِ یار

گلشنِ سرکار کے سرسبز گل ہیں چارِ یار

ان کی خوشبو سے معطر ہے یہ ساری کائنات

ان کی سیرت کو جو اپنائیں گے آنور دہریں

وہ یقیناً روزِ محشر پائیں گے راہِ نجات

حافظ نور محمد آنور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بحث متعلق نکاح ام کلثومؓ

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

اہل تشیع اس سے انکار کرتے ہیں اور اہلسنت اس پر اصرار کرتے ہیں ذیل میں اولادلائل نقل ہوں گے۔ بعدہ اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

دلیل ۱۔ لما توفي عمر و اتي ام كلثوم فاطلق بها امي بيته۔

(استبصار ص ۸۵ مصنف علامہ طوسی)

(ترجمہ) جب فاروق اعظمؓ نے وفات پائی تو حضرت علیؓ ام کلثومؓ کے پاس آئے اور ان کو اپنے گھر لے گئے۔

طرز استدلال۔ فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد ان کی بیوہ ام کلثومؓ کا ان کے گھر میں اکیلا رہ جانا اور حضرت علیؓ کا اپنی صاحبزادی کو اپنے گھر لے جانا یقیناً ہمارے مدعا کے لئے ثابت ہے۔

دلیل ۲۔ علیؓ علیہ السلام ام کلثومؓ را بادی تزویج نمود و عباس بن عبد المطلب با جانت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب متولی امر تزویج شد (طرز المذہب مظہری مصنف مزعوم عباسی ص ۲۳)

(ترجمہ) علی مرتضیٰؓ نے ام کلثومؓ کی شادی عمر فاروقؓ سے کی اور عباسؓ سیدنا علیؓ کے حکم سے شادی کرنے کے متولی ہوئے۔ (فہم) ان دو دلیلوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے ضرور ہوا ہے۔

اہلسنت پر شیعوں کی طرف سے اعتراضات اور جوابات

اعتراض ۱۔ جس ام کلثومؓ کا نکاح عمر بن الخطابؓ سے ہوا ہے وہ ابو بکرؓ کی صاحبزادی

حق حضرت علیؑ کی صاحبزادی نہیں تھی۔

جواب :- اگر دلیل اہل تشیع سے دیکھ لیا جائے تو اعتراض کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی کیونکہ اگر یہ ام کلثوم بنت ابی بکرؓ ہوتی تو عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کا حق تھا کہ وہ اپنی بیوہ بین کو لے آئے۔ شرعی اصول کے پیش نظر حضرت علیؑ کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ اسے لے آئیں ان کا لے آنا ہی بتاتا ہے کہ ان کی اپنی صاحبزادی تھی۔

جواب :- نیز اہل تشیع کی نگاہ میں جب حضرت ابو بکرؓ حضرت علیؑ کے دشمن تھے تو پھر کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؑ ایک دشمن کی لڑکی کو لے کر اپنے گھر میں آجائیں۔

جواب :- اگر اہل تشیع کے علماء میں ہمت ہے تو وہ اپنی کتابوں سے حضرت علیؑ کا کوئی قول پیش کریں جس میں آپؐ نے صراحتاً یہ بیان دیا ہو کہ میں ام کلثومؓ کو میں لے آیا تھا وہ میری صاحبزادی نہیں تھی بلکہ ابو بکرؓ کی صاحبزادی تھی۔

جواب :- اگر اہل تشیع کے پاس حضرت علیؑ کا کوئی قول موجود نہیں تو امام جعفر صادقؑ سے اس قسم کا تشریحی بیان دکھائیں۔

نہ منجراٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ باز در سے آزمائے ہوئے ہیں

اہلسنت کی طرف سے شیعہ مسلک پر اعتراضات

اعتراض :- اگر اہل تشیع کے نزدیک زوجہ فادق اعظم بنت علیؑ نہیں تھی تو اصافی شرح اصول کافی جز سوم مدارل کی عبارت کا کیا جواب ہے جبکہ اس میں حضرت علیؑ حضرت ام کلثومؓ کو دختر من یعنی اپنی بیٹی بتلاتے ہیں۔

گفت امیر المؤمنین پس بغایت مضطرب شدم و تیکہ فیکہ کردم و فہیم ام سخن از امین الہی جبریل علیہ السلام کہ لود شکستن عہد نیست بلکہ مرا و غصب دختر من است کہ بزور خواہند گرفت۔

اعتراض :- اگر یہ ام کلثومؓ ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی تھی تو اہلسنت یا اہل تشیع کی

معتبر نابینا میں سے کوئی قول امام بروایت معتبر پیش کیجئے۔

اعتراض ۳۱۔ طراز الذہب مظفری ص ۱۶ کی اس عبارت کا کیا جواب ہے کہ ہمارے انصار حضرت عمرؓ کے دربار میں حاضر ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے مبارکبادی دو انہوں نے صبر و جہد پوچھی تو آپ نے فرمایا ام کلثوم علیؓ کا نکاح کردم یعنی میں نے ام کلثومؓ جنت علیؓ سے نکاح کیا۔
اعتراض ۳۲۔ للصفائی بحوالہ مذکور ص ۲۸۱ میں یہ کیوں مرقوم ہے اشارت بدامادی عمرؓ کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے داماد ہیں۔

اعتراض ۳۳۔ طراز الذہب مظفری ص ۳۳ سطر ۱۱ کی اس عبارت کا کیا جواب ہے آنحضرتؐ راد و فتر است یکے رقیہ کبریٰ مکناۃ بام کلثوم کہ در سرائے عمر بن خطاب بود۔
(ترجمہ) علی المرتضیٰؑ کی دو صاحبزادیاں تھیں ایک رقیہ کبریٰ اور دوسری رقیہ صغریٰ رقیہ کبریٰ کی کنیت ام کلثوم تھی اور وہی عمرو بن الخطاب کے گھر تھی۔

اعتراض ۳۴۔ اسی طراز الذہب ص ۱۶ میں بحوالہ الناصح التاریخ ج ۲ کتاب دوم دہارم منقول ہے کہ در سال نہد ہجری عمر بن الخطابؓ بحضرت امیر المؤمنینؓ فرستاد و ام کلثومؓ را از بہر فریشتن خواستگاری نمود۔ فرمایئے حضرت عمرؓ نے ام کلثومؓ کے نکاح کے لئے بطور خطیبہ حضرت علی المرتضیٰؑ سے خواستگاری کی یا ابوبکرؓ سے۔

اہل تشیع کی طرف سے اہلسنت پر دوسرا اعتراض

جس ام کلثومؓ کو حضرت عمرؓ کے نکاح میں دیا گیا تھا وہ بنت علیؓ نہیں تھی بلکہ ایک جنیۃ تھی جسے حضرت علیؓ نے اپنی کرامت سے مشکل مشکل ام کلثومؓ کر دیا تھا اور حضرت عمرؓ کے نکاح میں دے دیا تھا۔

جواب ۱۔ ام کلثوم حقیقی کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ سیدہ خاتون کی صاحبزادی تھی اور پھر جنیۃ کو اس پاک بی بی کے ہم شکل تصور کرنا کتنا جفا ظلم ہے۔

جواب: کیا اس سے حضرت علیؑ کی شجاعت پر حریف نہیں آتا کہ وہ اتنا مجبور محض ہو چکے تھے کہ فاردقی حکم کی تعمیل کے بغیر ان کو کوئی چارہ کار ہی نظر نہ آیا اور آپ نے ناچار ہو کر ایک جینیہ کو اپنی لڑکی کی شکل بنا کر بھیج دیا۔

جواب: یہ جینیہ سے بھلا یہ کب توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ہر وقت اپنی حقیقی شکل سے برقی ہو کر انسانی رنگ و روپ میں رہے۔ کیا یہ قلب مہیت نہیں۔

جواب: جس ام کلثومؑ سے حضرت عمرؓ نے نکاح کیا تھا وہ تو حاملہ بھی ہوئی اور اس سے مسی زیدؓ کا بھی تولد ہوا کیا آج تک کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کسی جینیہ کو انسان سے بچہ پیدا ہوا ہو جبکہ حقیقت کے لحاظ سے بالکل ہی تعارض و تناقض ہے۔

جواب: اگر وہ ام کلثومؑ حقیقت میں جینیہ تھی تو بعد از وفات عمرؓ علیؑ مرتضیٰ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ جینیہ کو اپنے گھر لے آئیں جب ضرورت ہی ختم ہو چکی تھی تو فرما دیتے کہ تو اپنی شکل میں چلی جا۔

جواب: کبھی یہ کہنا کہ ابو بکرؓ کی لڑکی تھی اور کبھی یہ کہ جینیہ تھی اور کبھی یہ کہ حضرت علیؑ سے حضرت عمرؓ نے غصب کر لی تھی بہر حال کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

دلیل ۱: عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی تہذیبہ ام کلثومؑ ان ذلک فسخ غضباً (ترمذی ۲۰۱۱ باب النکاح) (ترجمہ) امام باقرؑ ترمذی ام کلثومؑ کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ بیشک یہ پہلا بار ہے جو ہم سے غصب کیا گیا ہے۔

طرز استدلال: شیعوں نے اتنا تو تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت ام کلثومؑ حضرت عمرؓ کے نکاح میں آئی فرق صرف اتنا ہے ہم کہتے ہیں برفضا و رغبت اور وہ کہتے ہیں بطور غصب اب عقل والے خود سوچ لیں کہ انکار کرنے کے لئے کتنا سچ و سچ سے کام لیا جا رہا ہے۔ حیدر کا راز اور ان سے لڑکی کا غصب ہو جانا اللہ کی پناہ۔

دلیل ۲: عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اما خطب اللہ قال الفامیر المؤمنین قال اللہ جیہ

(توجہ) امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں جب حضرت علی مرتضیٰؑ کی طرف خطبہ کیا گیا تو آپ نے جواب دیا ام کلثومؑ ابھی کس ہے آگے چل کر کہتے ہیں کہ امیرؑ حضرت عباسؑ سے ملے اور انہیں دھکی دی جس پر حضرت عباسؑ حضرت علیؑ کے پاس گئے اور انہیں جا کر سارا ماجرا سنایا بعد حضرت علیؑ نے امر نکاح کی تفویض فرمائی۔ (فرد ۲ کافی ج ۲ ص ۱۲۱)

فوائد: (۱) امام محمد باقرؑ کی خبر کے مطابق حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے ام کلثومؑ کے متعلق خطبہ کیا۔

(ب) حضرت علی مرتضیٰؑ نے نہ ان کے ایمان پر حملہ کیا اور نہ کفر پر بلکہ اپنی صاحبزادی کا کس ہونا ظاہر کیا۔

(ج) واقعہ کو گھڑنے والا حقیقت پر نقاب ڈالنے کیلئے کوشش کر رہا ہے۔

(د) صاحب واقعہ نے عمر فاروقؓ کو جا بجا اور حضرت عباسؑ جیسے بہادر کو مجبور محض بتلایا ہے۔

(ه) نہ صرف عباسؑ کے ڈر جانے کی خبر دی ہے بلکہ علی مرتضیٰؑ کو بھی خوفزدہ بتلایا ہے۔

(و) یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عباسؑ نے جا کر وکالت نکاح کی اجازت لی تب جا کر حضرت علیؑ راضی ہوئے۔

دلیل ۵۔ عن سلیمان بن خالد قال سألت ابا عبد الله عليه السلام عن امرأة

توفی غبار و حیہا این تعتد فی بیت زویہا او حیث شاعت قال مل حیث شاعت ثم

قال ان علیا صلوات اللہ علیہ لمات عمراتی ام کلثومؑ فاعذ بیدھا فانطلق

بہا ای بیتہ۔ (فرد ۲ کافی ج ۲ ص ۱۲۱)

(توجہ) سلیمان بن خالد کہتے ہیں میں نے امام محمد باقرؑ سے اس عورت کے متعلق پوچھا جس کا خاوند

فوت ہو چکا ہو کہ وہ کہاں عدت کے لیے رہا یا اپنے خاوند کے گھر یا جہاں چاہے اسکے بعد بطور مستقل

آپ نے فرمایا بیشک جب عمرؓ نے وفات پائی تھی تو حضرت علیؑ ام کلثومؑ کو اپنے گھر لے آئے تھے۔

شیعی اعتراض اور اس کا جواب

بعض شیعوں نے یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ بنی ہاشم تھے اور حضرت عمرؓ بنی ہاشم جب

کفو موجود نہیں تو نکاح کیسا۔

جواب: فردغ کافی ج ۲ ص ۱۴۱ کتاب النکاح میں ہے اذ اجاء کم من ترضون

خلقه ودينه فنزجوه الا تفعلاه تكن نكتة في الارض وفساد كبير۔

(ترجمہ) جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس کے تم خلق اور دین کو پسند کرتے ہو تو اس

سے نکاح کر ڈالو۔ اگر تم نے نہ کیا تو زمین میں نکتہ اور فساد برپا ہو جائے گا۔

تایید:۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال الکفو ان یکون عقیفاً۔

(ترجمہ) ایسا کہ باقہ فرماتے ہیں کفو مقصود یہی ہے کہ جس سے تعلق قائم ہو رہا ہے نیک ہو۔

جواب:۔ تصریحی طور پر بھی فردغ کافی ج ۲ ص ۱۴۱ کتاب النکاح سطر ۲۱ میں موجود ہے۔

تقریشیت زواج و ابن بنی ہاشم (ترجمہ) پس قریش بنی ہاشم سے شادی کر سکتے ہیں۔

شیعی اعتراض

بعض لوگ یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ام کلثوم کی عمر چھوٹی تھی اور عمر بن الخطاب کی عمر بڑی۔ پس

غیر ممکن ہے کہ ان کا آپس میں نکاح ہو سکے۔

جواب:۔ اگر حضور علیہ السلام کی عمر پچاس سال کے قریب ہو اور حضرت عائشہؓ کی عمر سات

برس کی ہو اور آپس میں نکاح ہو سکتا ہے تو وہاں بھی مانگن نہیں ہے۔

دلیل:۔ اگر بنی دختر بستان و ادولی دختر بقر فرستاد۔ (ترجمہ) اگر حضرت بنی کریم صلعم

نے اپنی لڑکی عثمان غنیؓ کو دی تھی تو حضرت علیؓ نے بھی اپنی لڑکی عمرہ کے نکاح میں دی۔

بحث متعلق غادرًا اثماً خاننا

بعض لوگ غلط فہمی کی بناء پر مسلم شریف کی اس حدیث کو پیش کر اہل سنت پر اعتراض کرتے ہیں

جس میں حضرت عمرؓ نے مایتمانی غادماً آٹھا غائناً جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ معترض کی بنائے اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ شیخین کو غادر اور خائن سمجھتے تھے۔

جواب: پہلے اصل واقعہ کو سمجھ لیا جائے بعدہ جوابات کی طرف توجہ دی جائے گی۔

انکشاف حقیقت

مسلم شریف میں ہے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں آپس میں بھگوتے ہوئے دربار عمرؓ میں پیش ہوئے حضرت عباسؓ نے فرمایا ناقض بَیِّنِی وَبَیِّنِیْ هَذَا۔ یعنی میرے اور اس علیؓ کے درمیان فیصلہ فرمائیے حضرت عمرؓ نے فرمایا اکل حضور علیہ السلام کے بعد ابوبکرؓ تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو تم نے اسے ایسا سمجھا حالانکہ وہ حق پر تھا اور یقیناً عامل بالکتاب و السنۃ تھا اور نیک تھا۔ پھر میں آیا تو تم نے میرے متعلق یہی خیال کیا حالانکہ میں بھی تابع ملحق ہوں نیک اور راشد ہوں۔ یہ ہے اصل واقعہ جسے توڑ مروڑ کر پیش کیا جا رہا ہے۔ حقیقت میں فاروق اعظمؓ کا یہ قول حضرت عباسؓ سے حضرت علیؓ کے متعلق استعمال کئے ہوئے الفاظ کے جواب میں تھا کہ جیسے میرے متعلق تمہارا ظن ہے حالانکہ میں ایسا نہیں ہوں بلکہ حق پر عامل ہوں ماسی طرح حضرت علیؓ بھی انہیں الفاظ کے مستحق نہیں ہیں۔ جو الفاظ آپ استعمال کر رہے ہیں۔

جواب: معترض کا یہ کہنا کہ حضرت علیؓ ان کو ایسا سمجھتے تھے غلط ہے کیونکہ حدیث شریف میں قال علیؓ یا قتلتما نہیں ہے۔ بلکہ مایتما کا ہے۔

جواب: حضرت عمرؓ سے یہ الفاظ جلالی انداز میں نہرند ہوئے ہیں۔ اولاً جب حضرت عمرؓ نے یہ الفاظ کہے تو بھی سن رہے تھے اور جب حضرت عمرؓ نے حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنی پاکبازی کا اعلان کیا تو بھی آپ نے تردید نہیں کی۔ چونکہ آخری قول اہل کے لئے ناسخ ہوتا ہے اور حضرت علیؓ کا

بائنصوص تردید نہ کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت شیخین واقعی نیک اور تابع ملحق تھے نیز ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام کا موجود ہونا اور فاروقی بیان کی تردید نہ کرنا شیخین کی صداقت و امانت پر اجماع صحابہؓ کے مترادف ہے۔

جواب ۱۔ اہل تشیع اپنی کتابوں کے پیش نظر اس امر کے مجازی نہیں کہ وہ حضرات شیخین کو غادر اور غاصب کہیں اس لئے کہ حضرت علیؓ کا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہے۔
(مرآۃ العقول ج ۱ ص ۳۸۸ مطبوعہ نجف اشرف)

اب یا نماز پڑھنے کا انکار کریں اور یا صدیق اکبرؓ کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرنے سے پرہیز کریں۔
جواب ۲۔ حضرت عمرؓ تو حضرت علیؓ کے نزدیک قیم بالامر کا درجہ رکھتے ہیں اور بالامر کی تشریح ملا باقر مجلسی نے مرآۃ العقول ج ۱ ص ۳۸۸ میں یوں کی ہے والقیتم بالامر لا بد ان یکون۔

الزامی جواب ۱۔ اس روایت میں ایک راوی ہے جس کا نام محمد بن مسلم بن شہاب زہری ہے اس کی روایتیں الہ سنت کی کتابوں میں بھی موجود ہیں اور اہل تشیع کی کتابوں میں بھی۔
چنانچہ اصول کافی ص ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱ مطبوعہ نجف اشرف میں اس کی روایتیں موجود ہیں۔

نتیجۃ المقال ص ۳۴۸ اور عین الغزال نے تحقیق اسماء الرجال میں اسے شیعہ بتایا گیا ہے۔
مجالس المؤمنین ص ۳ میں ہے کہ شیعوں کے بڑے بڑے مقتدا اور پیشوا حنفیوں میں حنفی اور شافعیوں میں شافعی بن کر براہ تقیہ روایت کرتے تھے۔

اصول کافی ص ۳۴۸، ۳۴۹ باب کتمان حق میں ہے کہ مذہب اہل تشیع وہ مذہب ہے جس کے ظاہر کرنے والا ہلاک ہوگا اور چھپانے والا عزت پائے گا۔ اس بنا پر یہ روایت اور اسی طرح بخاری شریف میں عفت ناطقہ والی روایت ہمارے نزدیک قابل قبول نہیں ہے جبکہ ہر دو مقامات پر وہی زہری موجود ہے۔ نیز بخاری شریف کی احادیث کی صحت کے ہم منکر نہیں ہیں واقعہ مذکور حدیث نہیں ہے بلکہ ایک اثر ہے جسے تاریخی واقعہ کی حیثیت حاصل ہے۔

بحث شک فی النبوة

اہل تشیع کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر نبوت میں شک کیا تھا پس ایسا شخص غلام کی صلاحیت نہیں رکھ سکتا چہ جائیکہ اسے ادنیٰ درجے کا مسلمان تصور کیا جائے۔
الجواب:- اہل تشیع کا یہ اعتراض محض جھوٹ کا پلندہ ہے ہماری کسی معتبر کتاب میں فاروق اعظمؓ کے متعلق یہ نہیں ہے کہ آپ نے نبوت میں شک کیا ہو۔ ذیل میں اولاً ہم واقعہ کو تحقیقی طور پر اپنی کتاب سے نقل کریں گے بعد ازاں شبہات پر چند اعتراضات کریں گے۔

انکشاف حقیقت

فلما انتہی سہیل بن عمرو الی رسول اللہ صلعم تکلم و اطال الکلام و تراجعا ثم جری بینہما الصلح فلما التہم الامر ولم یبق الا الکتاب و شب عمر بن الخطاب فاقی ابابکر فقال یا ابابکر المست بر رسول اللہ قال بلی قال اولسنا بالمسلمین قال بنی قال اولیسوا بالمشرکین قال بلی فعلام نعطي الدینة فی دیننا قال ابو بکر یا عمر الزم غرزة فانی اشہد ان رسول اللہ قال عمر و اشہد انہ رسول اللہ ثم افاق و قال فقال یا رسول اللہ المست رسول اللہ قال بلی قال اولسنا بالمسلمین قال بلی قال اولیسوا بالمشرکین قال بلی فعلام نعطي الدینة فی دیننا قال انا عبد اللہ و رسولہ لمن اختلف امرک و لمن اختلف عنی قال فکان عمر یقول ما نلت الصدق و اصوم و اصلی لا اعتق من الذی ضمت یومئذ مخافتہ کلام الذی تکلمت بہ حتی و جوت انی یکون خیراً۔

ربو الہ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ج ۳ ص ۳۳ مطبوعہ مصر

(ترجمہ) جب سہیل بن عمرو علیہ السلام کے پاس پہنچا تو گفتگو ذرا لمبی ہو گئی بالآخر معاملہ صلح پر

طے پایا جب معاملہ سمٹ کر تحریر تک پہنچا تو فاروق اعظم متحیر نہ انداز میں اٹھے اور جا کر صدیق اکبر سے سوال کیا اسے ابوبکرؓ کیا حضور خدا کے پیغمبر نہیں ابوبکرؓ نے کہا واقعی ہیں تو پھر کیا ہم مسلمان نہیں صدیقؓ نے کہا واقعی ہم مسلمان ہیں عمرؓ نے کہا کیا وہ شرک نہیں صدیقؓ نے کہا واقعی مشرک ہیں فاروق اعظمؓ نے کہا تو پھر ہم اپنے دین حق میں ذلیل اور عیسٰی شیطانی کیوں مان رہے ہیں صدیقؓ نے جواب دیا میرا مذہب ہے کہ حضور علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں حضرت عمرؓ نے کہا یہ تو میں بھی مانتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں پھر فاروق اعظمؓ حضور رسول کریمؐ کے پاس گئے اور جا کر یہی چیزیں دریافت کیں آپؐ نے بھی وہی جواب دیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں (یعنی جو کچھ ادھر سے حکم ہوتا ہے میں وہی کرتا ہوں) مجھے یقین ہے کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا حضرت عمرؓ نے فرمایا اس گفتگو پر میں مدت العمر صدقات و خیرات کرتا رہا نفل روزے اور نفل نمازیں پڑھتا رہا اور حتیٰ کہ غلام آزاد کرتا رہا اس ڈر کے مارے کہ شاید مجھ سے گفتگو میں کوئی غلطی نہ ہو گئی ہو۔

ناظرین:- روایت آپؐ کے سامنے ہے نہ اس میں شک کا لفظ ہے اور نہ شک فی النبوة خدا جل نے دشمن کیا سے کیا کر دیتے نہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور نہ عار کا لحاظ کرتے ہیں۔

ثانیاً یہ کہ جب صلح نامہ لکھا جاتا ہے حضور علیہ السلام اس صلح نامہ کے لئے جب گواہ پختہ ہیں تو فاروق اعظمؓ کا اسم گرامی بھی لیتے ہیں۔ سوا اگر عمر بن الخطابؓ کو نبوت پر شک ہوتا تو صلح نامے پر گواہ کیوں بنائے جاتے۔ ملاحظہ ہو (السيرة النبوية للابن ہشام ج ۳ ص ۳۳۳ سطر ۱۱)۔

تبرائی مشن پر چند اعتراضات

(۱) کیا اہلسنت کی کسی معتبر کتاب میں یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق اعظمؓ پر اس تخیل کے اظہار پر اعتراض کیا ہو، اگر ہے تو ثبوت و رد اعتراض نہ رہا۔

(۲) قرآن مجید میں وارو ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دربار خداوندی میں عرض کی کَیْفَ تُبْعِی الْمُحْتَلٰی قَالَ اَوَلَمْ تَوْمِنُ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنْ لَّیَطْمِئِنَّ قَلْبِیْ کہ آپؐ مردوں کو کیسے زندہ کریں گے پروردگار عالم

نے فرمایا کیا ایمان نہیں ملائے عرض کی ہاں ایمان تو ہے لیکن یہ محض اس لئے تاکہ دل مطمئن ہو جائے۔
پس اگر شیعی نقطہ نگاہ کے پیش نظر فاروق اعظمؓ مجرم ہیں تو خدا جلّ جلالہ سے
ابراہیم علیہ السلام پر کیا فتویٰ صادر ہوتا ہے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت علیہ السلام کے سامنے اس قسم کے خیالات کا ایک مرتبہ نہیں
کئی مرتبہ اظہار کیا کیا وہ بھی زیر غتاب ٹھہریں گے۔

(۴) تفسیر صافی ص ۲۴۴ سطر ۱۱ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت فاروق اعظمؓ کو دربارِ خداوندی
سے بدین الفاظ طلب کیا تھا اَللّٰهُمَّ اعْزِلْ اِسْلَامَ بَعْصِ بْنِ الْخَطَّابِ کہ اے اللہ اسلام کو
عمر بن خطاب کے ذریعے سے ہدایت دے فرمائیے اگر فاروق اعظمؓ متشکک فی النبوة تھے تو
سرور کائنات کی دعا کا نتیجہ کیسا نکلا۔

(۵) نہج البلاغہ ص ۲۵ سطر ۱ میں حضرت علی مرتضیٰ نے فاروق اعظمؓ کے متعلق رَدِّ عِلْمِ النَّاسِ ذِ
مَثَابَةِ الْمُسْلِمِينَ فرمایا ہے جس کا معنی ہے مسلمانوں کے لئے جائے پناہ اور جائے رجوع فرمائیے جو نبوت
میں شک کرنے والا ہو اسے مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ کہنا جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو کیوں ورنہ اعتراض نہ رہا۔
(۶) خلفاء ثلاثہ کے متعلق جس میں فاروق اعظمؓ بھی بالخصوص شامل ہیں حضرت علی مرتضیٰ نے
اصول کا لفظ اطلاق کیا ہے قَدْ مَضَتْ اَسْوَالُ نَحْنُ قَرَدُوعَهَا اَصُولُ بِنَادِيں گوز چکی ہیں
ہم ان کی فروع ہیں۔ پس معاذ اللہ اگر فاروق اعظمؓ اور ان کی جماعت کو دین میں شک کرنے والا بتایا
جائے تو فروع کے متعلق فرمائیے آپ کا کیا خیال ہے۔

(۷) کیا فاروق اعظمؓ کے متعلق حضرت علیؓ کو بھی اس قسم کا شک تھا یا نہ اگر نہیں تھا تو اعتراض نہ رہا۔
(۸) اور اگر تھا تو ہماری کتابوں میں سے ان کا تصریحی بیان ثابت کیا جائے۔

(۹) کیا نبوت میں شک کرنے والے سے اس کی مفتوحہ مائی شہر بانو کو اپنے بیٹے سیدنا حسینؓ کیلئے
لینا جائز تھا کیا یہ غیرت کے خلاف نہیں۔

(۱۰) کیا پھر اسے اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دینا بھی جائز ہو گیا۔ حوالہ جات کے لئے بحث سابق

کا مطالعہ کیا جائے۔

(۱۱) احتجاج طبرسی صفحہ ۲۵ میں ہے ان التکیفۃ تنطق علی لسان عمر کہ بیشک اللہ کی سیکنت فاروق اعظمؓ کی زبان پر بولتی ہے۔ فرمائیے آپ کے نزدیک یہ عبارت ہے یا نہ اگر ہے تو اعتراض ختم۔ کیونکہ اگر سیکنت ہے تو شک نہ رہا اور اگر شک ہے تو سیکنت نہ رہی اور اگر ثابت نہیں تو احتجاج طبرسی کی عبارت کا جواب درکار ہے۔

بحث متعلق اقرار نفاق

شیعہ کہتے ہیں کہ میزان الاعتدال میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حدیفہ کو مخاطب ہو کر فرمایا یا حدیفۃ باللہ انا من المنافقین۔ اسے حدیفہ بیشک میں منافقین سے ہوں۔

جواب۔ میزان الاعتدال میں اس حدیث کو موضوع اور ضعیف قرار دیا گیا ہے فعلیٰ ہذا سوال ہی مسترد ہے۔

جواب۔ یوں منافق ہیں وہ اقرار نفاق نہیں کرتے اور جو ظاہر کر دیتے ہیں وہ منافق نہیں رہتے۔

جواب۔ بالفرض اگر مان لیا جائے تو بھی نفاق دو قسم کا ہے ایک نفاق حقیقی اور دوسرا نفاق مجازی، نفاق حقیقی تو قطعاً محال ہے اس لئے کہ فاروق اعظمؓ بس پارٹی (مہاجرین) کے فرد ہیں ان کے تحقق ایمان پر متعدد آیتیں قرآن مجید میں وارد ہیں جن کا مقابلہ موضوع حدیث نہیں کر سکتی۔ مزید تحقیق کے لئے اہلسنت پاکٹ بک حصہ اول بحث ایمان صحابہ کرام کا مطالعہ کیا جائے۔ ہاں البتہ نفاق مجازی جیسے یہاں ہے تو اس سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ ہم کسی کو معصوم نہیں سمجھتے اور فاروق اعظمؓ تو ماشاء اللہ ہر قسم کے نفاق سے پاک ہیں۔

جواب۔ بطور مسلمات شیعہ کبھی کبھی کسر نفسی کے طور پر بھی حقیقت کے خلاف بات ظاہر کر

دی جاتی ہے۔ جیسا کہ علی مرتضیٰ نے فرمایا تھا جبکہ آپ سے درخواست کی گئی تھی کہ آپ عثمان غنی کے قتل کے بعد میں بیعت کر لیں آپ نے فرمایا تھا۔

۱) اَنَا كَلَّمْتُ وَزِيرَ أَخِيَّ الْكَلْبُومِيِّ أَمِيرًا (منع البلاغ ۲ ص ۱۵۸) میں تمہارا وزیر بنوں یہ تمہارے لئے اچھا ہے کہ میں تمہارا امیر بنوں۔ فرمائیے کیا حضرت علیؑ نے یہ کلام حقیقت کی بنا پر فرمائی تھی کیا آپ کی وزارت شیعوں کے نزدیک منصوص تھی اگر آپ امیر بنوں کے خدا کی طرف سے آئے تھے اور حضور رسول اکرمؐ نے انہیں منتخب فرمایا تھا تو وجہ بتائی جائے کہ کیوں آپ نے فیصلہ خداوندی اور نص رسول کریمؐ کے خلاف ایک بات بلا تحقیق کہہ دی۔

۲) دعوتی والتمسوا غیرہ (منع البلاغ ۱ ص ۱۸۲) مجھے چھوڑ دو کسی اور کو تلاش کرو۔ اہل تشیع کے نزدیک کیا حضرت علیؑ کی یہ کلام حق و صداقت پر مبنی ہے کیا حضرت علیؑ کی حقیقتاً یہ خواہش تھی کہ خلیفہ کسی اور کو بنادیا جائے اگر ایسا تھا تو پھر خلافت کا جھگڑا ہی سرے سے فضول ہے اور پھر یہ بھی بتانا ہو گا کہ ان حقیقت افروز کلمات کے بعد آپ کو کس نے مجبور کیا تھا کہ حضرت عثمانؓ کے بعد تخت خلافت پر ٹکرن ہو گئے۔

۳) ان ترکتونی فاننا کاجدکم ولعلی اسمکم واطوعکم لمن ولیتیموہ امرکم (منع البلاغ ۱ ص ۱۸۲) اگر مجھے تم نے چھوڑ دیا تو پس میں تم جیسا ہو جاؤں گا اور جسے تم خلیفہ بناؤ گے میں تم سے زیادہ فرمانبردار ہو جاؤں گا۔ فرمائیے کیا یہ ٹھیک ہے اگر علی مرتضیٰ کے علاوہ کوئی خلیفہ بنا جائے تو آپ پر بے ادبی کرنا ضروری ہے۔ اگر ضروری ہے تو منصوص امامت کدھر گئی اور امامت منصوص اصولی عقائد سے ہے تو پھر پس بیان کا کیا مطلب۔ بہر حال جو جواب ان بیانات کا ہو گا وہی جواب حضرت علیؑ کی طرف سے ہو گا۔

بحث اہتراق بیت سیدہ خاتون استقامت الجمل

یہ اعتراض ہی سرے سے فضول ہے کہ حضرت عثمانؓ نے سیدہ خاتونؓ کا گھر جلا دیا۔

اہلسنت کی کسی صحیح کتاب میں یہ روایت مستند طور پر موجود نہیں ہے اس بنا پر میں جواب دینے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ چند ضعیف تاریخی کتابوں اور یہود و یدوت تصنیفات سے عبارتی نقل کر کے ہمارے سرخونہا قطعاً ناانصافی ہے۔

اہل تشیع کے لئے لمحہ فکریہ

- (۱) حضرت عمرؓ کی عزت و عظمت ہمارے نزدیک مسلم ہے اور یہ روایت ہمارے نزدیک ناقابل قبول ہے۔
 - (۲) آپ کے ثابت کرنے سے محض خواستہ یقینی تو ہیں اس سے سیدہ اور حضرت علیؓ کی ثابت ہوتی ہے تو یقیناً جانبین کے لئے دل آزاری کا باعث ہے۔
 - (۳) کیا محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی ساری تعلیم کامیابی قیجہ نکلا کہ آپ کے جانے کے بعد دنیا نے آپ کے گھر کو جلا دیا۔ العباد للہ۔
 - (۴) کیا سیدہ فاطمہؓ اپنے خاندان کی اجازت کے بغیر حضرت عمرؓ سے مکالم ہونے لگی تھیں۔
 - (۵) کیا حضرت علیؓ نے سیدہ کو اکیلا باہر بھیج دیا تھا۔
 - (۶) جب حضرت عمرؓ یہ سب کچھ دیکھتے رہے تو کیا ان کو اس کا کچھ بھی احساس نہ ہوا۔
 - (۷) کیا حضرت علیؓ معاذ اللہ اتنے ڈر ہو کر تھے کہ اپنی عزت کو بھی عمرؓ کے پنجے سے نہ بچا سکے۔
- میرے شیعوں دوستو! اگرچہ عمرؓ کی عزت کرنا ہمارا مذہبی فریضہ ہے لیکن عمرؓ رسولؐ کی عزت کرنا تو تمہارا ہمارا مشترک معاملہ ہے۔ خدا نخواستہ ایسا مسئلہ جانبین سے ظاہر نہ ہونے پائے جس پر آپؐ صحابہؓ کے عزت رسولؐ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ ایسے توہمات کو دنیا کے سامنے لایا ہی نہ جائے جس کی زندگی بوقت ضرورت صحیح پیش نہ کیا سکے۔

حجۃ لولا علیؓ لملک عمرؓ

حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں ایک غلط کار کو زندہ کر کے جرم میں سنگسار کرنے کا حکم دیا حضرت علیؓ نے فرمایا دفع حمل کے بعد سنگسار کیا جائے حضرت عمرؓ نے فرمایا لولا علیؓ اگر علیؓ نہ ہوتے لملک عمرؓ

ہلاک ہو جائے شیعیہ کہتے ہیں بھلا جو ان مسائل سے لاعلم ہو وہ خلافت کا مستحق کیسے بن سکتا ہے۔
جواب :- واقعہ آپ کے سامنے ہے حضرت علیؑ کو کسی صورت سے اس عورت کے معاملہ ہونے کا
 علم تھا اور حضرت عمرؓ اس سے بے خبر تھے ہم حضرت عمرؓ کو عالم الغیب تصور کرتے ہیں کہ ان پر اعتراض کیا جاسکے
 ایسے معاملات کو نہ جان سکنا لاعلمی اور ناقابلیت کی دلیل قطعاً نہیں بن سکتی۔ بلکہ یہ واقعہ وحدت اتفاق و
 اتحاد اور خلوص و یکپہتی کی دلیل ہے۔

فضائل سیدنا عثمانؓ از کتب اہل تشیع

حضرت عثمانؓ کا علم و معرفت

(۱) نبی البلاغت ج ۲ ص ۸۴ مطبوعہ الاستقامہ میں ہے حضرت علیؓ عثمانؓ سے فرماتے ہیں **وَاللّٰهُمَّ اَنْدِيْ مَا اَقُوْلُ لَكَ مَا اَعْرِفُ شَيْئًا تَجْعَلُهُ وَلَا اَدُلُّكَ عَلَى شَيْءٍ وَتَعْرِفُهُ۔**
 (ترجمہ) خدائی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ کو کیا کہوں کیونکہ مجھے جن چیزوں کا علم ہے آپ بھی انہیں
 جانتے ہیں اور جن چیزوں پر میں آپ کو دلالت کرتا ہوں آپ مجھ سے پہچانتے ہیں۔
 (۲) حضرت عثمانؓ کا علم حضرت علیؓ کے نزدیک مسلم ہے۔

اِنَّكَ لَا تَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ مَا سَبَقْنَاكَ اِلَى شَيْءٍ نَخْبِرُكَ عَنْهُ وَلَا تَقْلُوْنَا شَيْءً فَنُبَيِّنُكَ
وَقَدْ رَاَيْتَ كَمَا لَانَا وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا (نبی البلاغت ج ۲ ص ۸۴) (ترجمہ) بیشک آپ وہی
 جانتے ہیں جو ہم جانتے ہیں ہم نے آپ سے پہلے کسی چیز کی طرف سبقت نہیں لی کہ ہم آپ کو خبر دیں
 اور نہ حضور علیہ السلام سے اکیلے وقت کوئی معلومات حاصل کئے ہیں جو آپ تک پہنچائیں بیشک آپ
 نے وہی دیکھا ہے جو ہم نے دیکھا ہے اور آپ نے وہی سنا ہے جو ہم نے سنا۔

(۳) حضرت عثمانؓ کا صحابی ہونا مسلم ہے۔

وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمَا صَحِبْنَا (نبی البلاغت ج ۲ ص ۸۴) (ترجمہ) اے عثمانؓ آپ بھی
 اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں جس طرح ہم صحابی ہیں۔

یدک یدی یعنی حضرت عثمانؓ کا ہاتھ محمد مصطفیٰؐ نے اپنا ہاتھ تصور فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کی وفاداری پر نبوی شہادت

(۷) آنحضرتؐ نے جب مکہ معظمہ میں حضرت عثمانؓ کو بھیجا تو قوم قریشؓ نے جواب دیا اے عثمانؓ اگر تو طوان کرنا چاہے تو ہماری طرف سے اجازت ہے لیکن ہماری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ رسولؐ کی بیعت جمعہ جماعت یہاں اگر طوان کریں حضرت عثمانؓ نے جواب دیا اگر میں ایسا کر لوں تو میرا ایمان نہ رہے گا چنانچہ صحابہ کرامؓ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ عثمانؓ کے نصیب بڑے اچھے ہیں کہ اس نے بیت اللہ کا طوان بھی کر لیا اور صفارہ کی سعی بھی کر لی حضور اکرمؐ نے فرمایا مَا كَانَ لِيَفْعَلَ فَلَمَّا جَاءَ عُثْمَانُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطْفِ بِم (فردی کافی کتاب الروض ج ۳ ص ۱۵۱)

(ترجمہ) عثمانؓ سے ہمیں توقع نہیں ہے کہ وہ ہمارے بغیر کعبے کا طوان کرے چنانچہ جب حضرت عثمانؓ واپس آئے تو آپؐ نے پوچھا اے عثمانؓ کیا تو نے طوان کیا تھا تو جواب دیا حضورؐ آپ کے بغیر عثمانؓ کیسے طوان کر سکتا تھا۔

(۸) غزوات حیدری شرح حملہ حیدری ص ۲۳ مطبوعہ نو کشور لکھنؤ میں ہے (مشرک عثمانؓ سے کہنے لگا کہ اگر تجھ کو میل طوان حرم کا ضرر ہے تو جائے خطر نہیں اور کچھ تجھے ہیں گذر نہیں بے تمل طوان کعبہ بجا لایکین یہ محال ہے کہ نبی تیرے آویں اور حسب دین اپنے کعبے جماعت مسلمینؓ سم حج کو برپا کریں حضرت عثمانؓ نے کہا کہ بھلا بغیر رسولؐ خدا کے اگر میں طوان کروں گا تو عقیدہ میرا کس طرح قائم رہے گا۔ طرزا استدلال :- بات واضح ہے عیاں راجح بیان۔

حضرت عثمانؓ پر حسینؓ مکر میں کی پہرہ داری

(۹) وَهُوَ الَّذِي أَمَرَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أَنْ يَدْبَا النَّاسَ عَنْهُ۔

(ترجمہ) بلاغت حاشیہ جامع مطبوعہ الاستقامہ ممبئی

(ترجمہ) حضرت علیؑ نے حضرت حسنؑ و حسینؑ کو حکم فرمایا کہ حضرت عثمانؓ سے دشمنوں کے حلوں کو روکیں۔

حضرت عثمانؓ کے نکاح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صاحبزادیاں دیں

(۱۰) وَقَدْ قُلْتُ مَنْ صَهْرُهُ مَالِ الْمَيْلَا نَبِیُّ الْبَلَاءِ فَتَجَّ ۝ ۱۴۰ کے ماثیہ پرشی نبی البلاء کہتے ہیں
فَلَا تَهْ تَنْزَقُ بِرَبِّتِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَقِیَّةٌ دَامَ کَلْبُھُمْ تَوَفِیْتُ الْاُولٰٓئِ تَنْزَجِبُہُ النَّبِیُّ بِالْثَّانِیَةِ
(ترجمہ) ذی النورین حضرت عثمانؓ کا لقب اس لئے ہے کہ حضرت عثمانؓ نے سرور کائناتؐ کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت اتمؓ کا شوہر سے نکاح کیا ہے۔

مسئلہ بنات رسول کریمؐ پر دلائل

چونکہ فضائل سیدنا عثمانؓ کا ذکر ہو رہا ہے مناسب ہے کہ مسئلہ بنات کو بھی واضح کر دیا جائے۔
دلیل ۱۔ قُلْ لَا رُفُوْحَ لَکُمْ وَبَنَاتُکُمْ وَنِسَاءُ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورۃ الزاب پارہ ۲۳)
ترجمہ ہم اے نبی! تم اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی عورتوں سے یہ کہہ دو۔

طرز استدلال ۱۔ دیکھئے بنت کا لفظ ایک بیٹی پر اطلاق کیا جاتا ہے اور بنات بہت سی بیٹیوں پر اس بنا پر ہمارا مسلک ماشارائتہ نچتہ ہے جبکہ ہم چار بیٹیوں کے قائل ہیں اور اہل تشیع ایک کے اور قرآن بھی ہماری تائید میں موجود ہے۔

ایک شبہ کا جواب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمع تعظیمی ہے چونکہ سیدہ کامرتہ مسلم بن الفریقین ہے اس لئے توفیر و تکریم کے پیش نظر جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔ سو جو باعرض ہے کہ کائنات کے اندر سر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

جیسی بزرگوار ہستی آج تک نہ پیدا ہوئی اور نہ قیامت تک پیدا ہوگی مگر قرآن مجید میں جہاں بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے بصیغہ مفرد اور بضمیر مفرد کیا گیا ہے۔ دیکھئے انا ارسلناک ومارسلناک۔ یا ایہا التبی۔ یا ایہا الرسول۔ یا ایہا المنزل۔ یا ایہا المدثر۔ فمہ فاند۔ وربک۔ نکبر۔ وثیابک۔ فطقتہ مفرد کے صیغوں اور ضمائر سے مخاطب و مذکور کیا گیا ہے اگر تعظیم کے طور پر خدا تعالیٰ کے بغیر علی سبیل التواضع اعزاز و اکرام کے پیش نظر جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا جاتا۔

دلیل ۲:- حیات القلوب ج ۲ ص ۲۱۸/۲۱۹ میں مع بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدمت سجدہ متولد شدند طاہر و قاسم فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب۔ طرز استدلال براس حدیث کی روایت میں بسند معتبر کا لفظ موجود ہے پس اہل تشیع کا یہ کہنا کہ تزبیح بنات رسول کے سلسلے میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں قطعاً غلط ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ ساری لڑکیاں حضور کو خدا تعالیٰ نے حضرت خدیجہ سے عنایت فرمائیں پس اہل تشیع کا یہ کہنا کہ خدیجہ الکبریٰ پہلے خاوند سے لے کر آئی تھی غلط ٹھہرا۔

اہل تشیع کے اعتراض کا جواب

بعض ذاکرین یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی یہ لڑکیاں حقیقی نہ تھیں بلکہ ہالہ کی لڑکیاں تھیں۔

جواب:- حیات القلوب ج ۲ ص ۲۱۸/۲۱۹ میں ہے جمع از علماء خاصہ و عامہ الاعتقاد آنست کہ رقیہ و ام کلثوم دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر و دختر حقیقی آنجناب نبودند و بعضے گفتہ اند کہ دختران ہالہ خواہر خدیجہ بودند و بر نفی این دو قول روایات معتبرہ دلالت میکند۔

(ترجمہ) علماء خاصہ و عامہ کی ایک جماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ رقیہ و ام کلثوم حضور کی حقیقی لڑکیاں نہ تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہالہ کی تھیں ان دو قولوں کی معتبر روایتیں تردید کرتی ہیں۔

ملا باقر کا سفید جھوٹ

شیعی مصنفین کی اصطلاح میں علماء خاصہ شیعہ علماء کو کہتے ہیں اور علماء عامہ علماء اہلسنت کو۔ پس ملا باقر مجلسی کا حیات القلوب میں علماء اہلسنت کی طرف اس قول کو منسوب کرنا خیانت اور افترا پر دازی ہے۔

مسئلہ بالاپر حوالہ جات

بخوف طوالت حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے بوقت ضرورت ملاحظہ فرمایا کریں۔
تحفۃ العوام بآرہم ص ۱۱۲، حیات القلوب ج ۲ ص ۲۲، اصول کافی ص ۲۸، صافی کتاب الحجۃ ج ۳ ص ۲۲،
مرآۃ العقول شرح الفروع والاصول ج ۱ ص ۳۵۲، قول ابن عباس مرآۃ العقول بحوالہ مذکور تہذیب الامم
ج ۱ ص ۱۵۲، استبصار ج ۱ ص ۲۵۲، تاریخ الامم ص ۱۵۲۔

اہل تشیع کا آخری اعتراض اور اس کا بہترین جواب

بعض شیعہ ذاکر یہ کہتے ہیں کہ اگر حضورؐ کی چار صاحبزادیاں ہوتیں تو مباہلے کے دن ضرور لاتے۔

جواب:- مباہلہ سندھ میں ہوا ہے اور حضورؐ کی صاحبزادیاں بغیر سیدہ فاطمہ الزہراؑ کے سب کی سب پہلے وفات پا چکی تھیں لہذا اعتراض ہی سرے سے غلط ہے۔ لیجئے حیات القلوب ج ۲ باب ص ۴۹ میں ہے۔

(۱) زینب در مدینہ در سال ہفتم ہجرت و بروایتیہ در سال ہشتم بر حمت ایزدی واصل شد۔

(۲) رقیہ در مدینہ بر حمت ایزدی واصل شد در ہنگامے کہ جنگ بدر رو داد۔

(ترجمہ) حضرت رقیہؑ جنگ بدر کے سال وفات پا گئیں۔

(۳) سوم ام کلثوم گویند کہ در سال ہفتم ہجرت بر حمت ایزدی واصل شد۔
 (ترجمہ) حضرت سیدہ ام کلثوم وہ سہ ماہ میں وفات پائیں۔
 مزید تفصیل کے لئے میرے رسالہ رفع الشبهات عن مسئلۃ النبیات میں دیکھ لی جائے۔

بحث متعلق احراق قرآن

اہل تشیع کا یہ کہنا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید جلوا دیئے تھے لہذا مستحقِ خلافت نہ رہے۔
 جواب:۔ بخاری شریف میں ہے فامردان یحرق بمأسول من القرآن جس کا
 معنی یہ ہے امیر عثمانؓ نے قرآن مجید کے کلموں کے جلانے کا حکم دے دیا پس اعتراض ہی نہ رہا۔
 اعتراض تو تب وارد ہوتا جب بخاری شریف میں امران یحرق القرآن یا احرق القرآن
 ہوتا مگر حدیث گواہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔

جواب:۔ ہم حنفی مسلک ہونے کی حیثیت سے تو اس الزام سے قطعاً بری ہیں اس لئے کہ
 قرآن مجید کا جلانا ہمارے نزدیک منع ہے چنانچہ تفسیر القرآن مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۱۷۱ میں ہے وفي بعض
 كتب الحنفیہ - ان المصحف اذا ہل لا یحرق بل یحضر لہ فی الارض ویدفن۔
 (ترجمہ) احناف کی بعض کتابوں میں ہے کہ قرآن مجید جب پرانا ہو جائے اسے جلایا نہ جائے
 بلکہ زمین کھود کر اس میں دفن کر دیا جائے۔

اہل تشیع پر چند اعتراضات

(۱) اگر سیدنا عثمانؓ بقول تشیع واقعی مجرم تھے تو کیا ایسے مجرم کے ساتھ دوستانہ تعلقات
 قائم کرنے جائز ہیں۔

(۲) اگر ہیں تو ثبوت چاہیئے۔

(۳) اور اگر نہیں تو محسوری کے ایام میں حضرت علیؓ نے مسین مکرین کو ان کی حفاظت پر کیوں

مامور کیا تھا۔

(۴) اگر تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید جلوائے تو فرمائیے الہست کی کتابوں میں حضور علیہ السلام سے اس کی نہی موجود ہے اگر ہے تو ثابت کیا جائے ورنہ اعتراض ہی نہ رہا۔

(۵) حاصل اعتراض یہ ہوا کہ اوراق میں تو بین قرآن ہے اب دریافت طلب ازیہ ہے کہ صرف قرآن مجید کے جلانے میں تو بین ہے یا کہ قرآن کے دیدہ دانستہ نیچے گرا دینے میں بھی تو بین ہے۔ اگر نہیں تو کیوں اور اگر ہے تو اصول کافی ص ۱۸ میں ہے فاؤملی بیدم فطر جہاد امام جعفر صادقؑ نے قرآن مجید کو نیچے گرا دیا۔ فرمائیے امام جعفر صادقؑ پر کیا فتوے ہے۔ ماہو جوا بکھ فہو جوا بتا۔

(۶) ماسوائے قرآن کو جلانے میں اگر عثمانؓ شوق بجانب نہیں تھے تو اس وقت کے اہل حق نے ان کو منع کیوں نہ کیا اور اگر منع کیا ہے تو ثبوت چاہیے ورنہ اعتراض ہی نہ رہا۔

(۷) جس قرآن کو سیدنا عثمانؓ نے جلوا دیا تھا فرمائیے وہ موجودہ قرآن کا عین تھا یا غیر اگر عین تھا تو یہ کہاں سے آگیا۔ جبکہ اصلی قرآن حضرت علیؓ نے ظاہر نہ ہونے دیا اور امام مہدیؑ چھپا کر غار میں جا بیٹھا۔

(۸) اور اگر غیر تھا تو فرمائیے آپ اسے بھی قرآن تسلیم کرتے ہیں یا نہ اگر تسلیم نہیں کرتے تو اعتراض رہا۔ اور اگر آپ کے نزدیک وہ بھی قرآن تھا تو موجودہ قرآن آپ کے مذہب میں ناقص ٹھہرا فرمائیے کیا جواب ہے۔

(۹) جس وقت حضرت عثمانؓ نے قرآن کو جلادینے کا حکم کیا اور اس حکم کی تعمیل بھی کی گئی فرمائیے اس وقت حضرت علیؓ اس سے باخبر تھے یا نہ اگر باخبر تھے تو استکوت فی معرض اللہ بیان رہبان کے وقت چپ کر جانا بھی بیان ہوتا ہے، کے پیش نظر شریک کار سمجھے گئے ورنہ چپ سادہ ہونے کا کیا معنی اور اگر باخبر نہیں تھے تو اہل تشیع کے ذاکرین اس جملے کا کیا جواب دیں گے ان الائمة يعلمون ما کان وما یكون (امول کافی) یعنی امام ماکان معاً یکنون کو جانتے ہیں۔

بحث متعلق اخراج مروان بن الحکم

اعتراض اہل الشیعہ: مروان کو حضور علیہ السلام نے مدینہ مقدسہ سے باہر نکال دیا تھا لیکن عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں واپس بلا لیا تھا۔

جواب: اہل تشیع کے ذاکرین قیامت تک یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ حضور علیہ السلام نے مروان کو شہر بدر کیا ہو حقیقت میں آپؐ کی ناراضگی حکم پر تھی جو کہ مروان کا باپ تھا پس صغریٰ کے باعث حکم کے ساتھ مروان بھی چلا گیا لَا تَرِ لِّفَاعِلِدَةٍ دِنْدَا اُنْصَرٰی۔ لہذا مروان کو حضرت عثمانؓ کا بلانا خلاف حکم رسولؐ نہ رہا۔

جواب: جب سیدنا حضرت عثمانؓ نے بلایا تو سیدنا حضرت علیؓ نے اسے اپنی بیعت میں لے لیا پس اگر ان کا بلانا گناہ تھا تو آپؐ نے اس کو بیعت کیوں کیا۔ اولہیبا یعنی قبل تمل عثمانؓ۔ (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۸۱)

جواب: جب مروان بن الحکم جنگ جمل میں قید ہو کر حضرت علیؓ کے پاس آیا تو حضرت حسنینؓ نے اپنی سفارش سے اسے چھڑا لیا۔ دیکھئے اگر مروان بن الحکم بحکم رسولؐ مدینہ سے شہر بدر کیا گیا ہوتا تو حسنینؓ اس کی سفارش نہ کرتے۔ فاستفتح الحسن والحسین الی امیر المؤمنین فکلما فیہ فغلی سبیلہ۔ (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۸۱)

مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو میری کتاب لقا المطاعن جلد اول پس سوال یہ ہے کہ اگر مروان ایسا گنہگار تھا تو حضرت علیؓ نے بیعت میں لیا کیوں اور حسنینؓ نے سفارش کیوں کی۔

مروان کا میرٹھی بننا

اہل تشیع کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ نے حیدر کرار کے مشورے سے محمد بن ابی بکر کو مصر

کام کام بنا کر بھیجا تھا تو اسی مردان نے ایک ناقہ سوار کے ہاتھ خط لکھ کر بھیج دیا کہ جب محمد بن ابی بکر کا پاس آئے تو اسے قتل کر دینا اور سیدنا عثمانؓ کے میرنشی محمدؓ کی وجہ سے خط پر حضرت عثمانؓ کی مہر لگادی۔

پس عثمانؓ کا ایسے شخص کو اپنا میرنشی مقرر کرنا یقیناً دیانت کے خلاف ہے اور جب پبلک نے مردان کا مطالبہ کیا تو عثمانؓ نے نہ دیا۔

جواب :- ذاتی طور پر مردان بن حکم نہ زمانہ نبوی میں ملعون رہا اور نہ بعد از نبیین میں بھٹ کے متعلق بیشک لوگوں نے مردان پر شبہ کیا تھا مگر ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔ مردان سے جب بیانات کیا گیا تو اس نے بھی انکار کر دیا خلیفہ وقت کی بھی تحقیق اس کے خلاف تھی پس اس صورت میں جبکہ مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں ملزم ملزم ہو اور قاضی کو حقیقت واقعہ پر اطلاع نہ ہو مردان کو ملزم گردانا یقیناً خلاف اصول ہے۔

جواب :- حقیقت میں یہ سبائی پارٹی کی اندرونی سازش تھی جس کے نتیجے میں یہ فتنہ و فساد رونما ہوا اور نہ کوئی ایسا واقعہ نہ تھا جس کا علم نہ ہو سکے۔

جواب :- مردان کو میرنشی بنانے کا طعن اہل تشیع کی طرف سے یقیناً غلط ہے اس لئے کہ ابن زیاد کی طرف سے عترت رسول پر کئے گئے مظالم تمام دنیا کے سامنے ہیں لیکن ملک فارس میں حضرت علیؓ نے اسے منصب امارت پر تعینات کیا ہوا تھا۔

جواب :- نیز عبدالرحمن بن ملجم جیسے شقی ازلی کو حضرت علیؓ نے اپنی بیعت سے سرفراز فرمایا حالانکہ عبدالرحمن بن ملجم ہی سیدنا علیؓ کا قاتل ہے۔ ماہو جواب کہ فہم و جوابنا

جواب :- جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے واپس کیوں نہ کیا سوال کی خدمت میں اتنا عرض کر دیا جائے کہ عائشہ صدیقہؓ کے مطالبہ پر حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو واپس کیوں نہ کیا۔

جواب :- نیز واپس کر لے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مجرم کو سزا دینا پبلک کا کام نہیں بلکہ خلیفہ وقت کا کام ہے۔

کیا سیدنا عثمانؓ نے صحابہ کرام کو معزول کیا

اہل تشیع کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں کبار صحابہ کرام کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے خاندان کے چند نا تجربہ کار نوجوانوں کو مقرر کیا مثلاً مغیرہ بن شعبہ، ابو موسیٰ اشعری، عبداللہ بن مسعود، عہد اللہ بن ارقم، عمرو بن العاص۔

جواب ۱۔ اصولی حیثیت سے اہل تشیع اعتراض کرنے کے مجاز ہی نہیں جبکہ سیدنا عثمانؓ کی خلافت کے قائل ہیں اور ان کے معزول شدہ امراء کے جب ان کی خلافت ہی سرے سے ان کے نزدیک ناقابل تسلیم ہے تو باقی امراء کی رعایت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب ۲۔ معترض کو چاہیے کہ سب سے پہلے ہماری کتب سے عہدہ امارت کے لئے صحابیت کا ضروری ہونا ثابت کرے پس جب عہدہ امارت قابلیت پر ہے اور طبائع کے اختلافات سے قابلیت کی کمی و بیشی مسلم ہے تو معزول کرنے کا اعتراض ہی نہ رہا۔

جواب ۳۔ یہ کون سی انوکھی بات ہے آپ سے پہلے خلفائے بھی امور خلافت میں ایسی اہم تبدیلیاں فرمائیں اور آپ کے بعد بھی، دیکھئے فاروق اعظمؓ نے اپنے دور خلافت میں سعد بن ولید کو معزول کیا اور سیدنا علی المرتضیٰؓ نے تاج خلافت سر پر نہ رکھتے ہی تمام بنی امیہ کے امراء کو بیک قلم معزول کر دیا۔ علی

ایں گناہ بیست کہ در شہر شمانیز کنند

جواب ۴۔ ابو موسیٰ اشعری کی معزولی باعث الزام نہیں ہے کیونکہ بصرہ کے علاقہ کی اکثر رعایا آپ کے خلاف ہو چکی تھی پس سیدنا عثمانؓ اگر ان کو معزول نہ کرتے تو بغاوت کا اندیشہ تھا۔

جواب ۵۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس سائل کا لاعلمی کے پیش نظر معترض لوگ یہ تو کہہ دیتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری کو معزول کر دیا لیکن یہ تو نہ سوچا کہ پھر کہیں ان کو تعینات بھی کیا یا نہ اجتماع لمبری میں ہے چند برس کے بعد آپ نے ان کو کوفہ کا والی بنا دیا۔

جواب:۔ بغیر بن شعبہ کے متعلق حضرت عمرؓ کی وصیت تھی نیز صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عثمانؓ پر اس معاملے میں کوئی اعتراض منقول نہیں ہے۔

جواب:۔ عبداللہ بن مسعودؓ بڑے ہوشیار تھے اور ظاہر ہے کہ جو اپنے میں فرائض ملامت پورے سرانجام نہیں پاسکتے۔ پھر ان کے قائم مقام جس رستی کو مقرر فرمایا وہ نید بن ثابتؓ صحابی رسولؐ تھے۔ عمرو بن العاصؓ کی معزول کی وجہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مصر جیسے آباد ملک کی آمدنی میں نقصان ہوتا بار بار تھا چنانچہ جس کو ان کے قائم مقام مقرر کیا گیا تھا۔ ان کا نام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا جنہوں نے چند دنوں میں آمدنی کو دو گنا بنا دیا بہر حال جن کو معزول کیا گیا بغیر معقول وجہ کے معزول نہیں کیا گیا۔

سیدنا عثمانؓ نے کیا ابوذر غفاریؓ کو جلا وطن کیا

اہل تشیع کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے ابوذر غفاریؓ کو جلا وطن کیا حالانکہ وہ مؤمنین میں سے تھے۔

جواب:۔ ابوذرؓ کے متعلق سیدنا عثمانؓ کے خلاف جتنے زہریلے پروپیگنڈے اہل تشیع میں مشہور ہو چکے ہیں وہ سراسر حقیقت کے خلاف ہیں اصل میں بات یہ ہے کہ ابوذر غفاریؓ شام کا کھانا کھا کر صبح کے لئے کچھ اٹھا کر رکھنا غلط سمجھتے تھے اور خلاف تھے شام کے علاقے میں آپؓ اس قسم کا دھوکا کراتے تھے۔ حالانکہ جبہ صحابہ کرامؓ آپؓ کے اس مسئلے میں خلاف تھے رفع اختلاف کیلئے امیر معاویہؓ نے سیدنا عثمانؓ کو خط کے ذریعے اطلاع دی۔ آپؓ نے ان کو بلا بھیجا اور اپنے پاس رہنے کا مشورہ دیا آپؓ نے نہ مانا بلکہ مذہب میں مقیم ہو گئے بعینہ یہ روایت اہل تشیع کی کتاب ملک الفجاء جلد اول ص ۳۶۹ میں بحوالہ فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۹ میں موجود ہے۔

کیا عمار بن یاسرؓ پر سیدنا عثمانؓ نے سختی کی

ہرگز نہیں چونکہ وہ سبائی پر دپگنڈے سے متاثر ہوتے جا رہے تھے اس لئے آپؓ نے

ان کی فہمائش ضرور کی ہے لیکن سختی نہیں کی اور اگر کبھی لیتے تو پھر بھی مورد الزام نہ بنتے اس لیے کہ اگر خلیفہ وقت اتنا مجاز ہی نہیں ہے تو پھر خلافت کا ہے کی کیا حضرت علیؓ کے اپنے دورہ وقت میں اپنے مال کو سخت و شست نہیں کہا کیا سیدنا علیؓ نے اپنے متبعین کو تشدد و آمیز القاب سے یاد نہیں کیا۔

کیا عبداللہ بن مسعود کا وظیفہ بند کیا گیا

یقیناً کیا گیا لیکن اس میں کسی غیر کا کیا تعلق جب تک خلیفہ وقت بیت المال میں مسعت دیکھے تو دیتا ہے اور جب چاہے بند کر دے اس میں سیدنا عثمانؓ جانی اور ان کی کارکردگی کسی کا وظیفہ مقرر کرنا فرائض میں سے نہیں اور بند کرنا خلافت سنت نہیں۔

کیا سیدنا عثمانؓ نے بیت المال کو بے جان خرچ کیا

اہل تشیع یہ کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے بیت المال کو بے جان خرچ کیا۔

(۱) مروان کو طرابلس کے مال غنیمت کا پانچواں حصہ دیا۔

(۲) عبداللہ بن ابی سرح کو خمس کا پانچواں حصہ دیا۔

(۳) عبداللہ بن خالد کو بچاس ہزار درہم دیئے۔

(۴) بلقیع کی چرگاہ سے عام لوگوں کو روک کر اپنے لئے مخصوص کر دیا۔

(۵) اموی عمال نے جو بڑے عنوانیاں کی تھیں ان کا تدارک نہ کیا۔

(۶) حدود کے جاری کرنے میں تغافل برتنا۔

(۷) منی میں دو درختوں کی بجائے چار رکعتیں پڑھیں۔

جواب ۱۔ بیت المال کے بے جان خرچ کرنے کا الزام بے جا ہے اس لئے کہ بیت المال کے علانہ سیدنا عثمانؓ کے پاس اپنی ذاتی ملکیت بھی حد سے زیادہ تھی جس سے وہ خرچ کرتے تھے مگر مخالف یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بیت المال سے خرچ کرتے تھے جس کا ان سر کے پاس کوئی ثبوت

جیسا کہ طبری ص ۱۹۵ میں حضرت عثمانؓ کا اپنا بیان درج ہے۔

(۱) مردان کا آپ نے طرابلس کے مال غنیمت کا کوئی حصہ عطا نہیں کیا بلکہ مردان کا پانچ لاکھ کے

عوض میں اپنا خرید لیا ہوا ہے۔ (ابن خلدون ج ۱ ص ۱۲۹)

(۲) عبداللہ بن ابی سرح سے واپس لے لیا تھا (طبری ص ۲۸۵)

(۳) عبداللہ بن خالد سے بھی واپس لے لئے تھے (ص ۱۹۴ طبری)

(۴) بقیع کی چراگاہ کو اپنے لئے نہیں روکا تھا بلکہ بیت المال کے موشیوں کے لئے خاص کر

دیا تھا اور پھر یہ طریقہ ان کے دور خلافت سے جاری نہیں ہوا بلکہ عہد ناریقی سے ہی طریقہ جاری

ہو چکا تھا تاکہ بیت المال کے موشیوں کے لئے اوروں کی منت سماجت نہ کرنی پڑے (طبری ص ۲۸۵)

(۵) بدعنوانوں پر تدارک کرنے کا اقدام بھی غلط ہے۔ بلکہ طبری ص ۲۹۴ میں آپ کی تقریر اس کی

تردید میں موجود ہے۔

(۶) اعتراض کا ملکہ دو واقعات پر ہے ایک عبداللہ بن عمر سے بہرمان اور حنین کے قتل کے سلسلے

میں قصاص نہ لینا اور دوسرے ولید کی شہر انجوری کی حد میں تاخیر کرنا، سو اس کا جواب یہ ہے کہ

قصاص کے قائم مقام آپ نے اپنی حبیب خاص سے دیت ادا فرمادی اور حد میں تاخیر

اس لئے ہوئی کہ شہداء میں شریعت کے قواعد و ضوابط پر پوری نہیں اتار دی تھیں جب تحقیق

ہو گئی تو سزا میں ذرہ بھر بھی تامل نہ کیا۔

(۷) دور کفتوں کے قائم مقام چار رکعتیں اس لئے ادا فرمائیں کہ آپ نے امامت کی نیت کر لی

تھی (مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۶۲)

سیدنا عثمانؓ کا جنازہ

اہل تشیع کہتے ہیں کہ عثمانؓ بن عفان بغیر جنازہ کے دفن ہوئے اور بیت دلوں تک

آپ کا جنازہ بے گورد کنن پڑا رہا۔

جواب:۔ سراسر غلط ہے آپ جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۲۵ کو شہید ہوئے مدینہ پر باغیوں کا قبضہ تھا۔ باہمی اتنی پھیل گئی تھی کہ کسی کو گھر سے باہر نکلنے کی جرأت نہ ہوتی تھی لیکن بایں ہمت و کوشش کی جماعت نے حضرت کے جنازے کو اٹھایا اور مدینہ عوام نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور شہر کو گریب (جو کہ جنت البقیع میں داخل ہے) میں دفن کر دیا۔

جواب:۔ اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت سیدنا عثمانؓ کا جنازہ بے گور و کفن پڑا ہوا اور بغیر نماز جنازہ کے دفن کر دیا گیا۔ تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔

(۱) کیا میدان کربلا میں شہداء کو بلا کفن دیا گیا۔

(۲) کیا سیدہ فاطمہؓ کے لاڈلے حسینؑ کے مہربانوں کو کفن نصیب ہوا۔

(۳) کیا ان کو گھوڑوں کے ٹالپوں سے روندنا نہیں گیا۔

(۴) کیا ان کے جنازے کا انتظام کیا گیا۔

اگر نہیں کیا گیا تو کیا اس میں اہل تشیع شہداء کو بلا کفن و تدفین گئے اگر نہیں تو پھر اس میں سیدنا حضرت عثمانؓ کا کیا قصور ہے۔

کیا عثمانؓ کی شہادت صحابہ کرام کے منشا سے ہوئی

اہل تشیع کہتے ہیں کہ قتل میں حقیقتاً علیؓ کے ساتھ تمام المؤمنین عائشہ صدیقہ کا منشا تھا صحابہ کرام اس پر خوش تھے۔ عائشہ صدیقہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا ائتوا الفسلا کہ بوزحمہ کو قتل کرو۔

جواب:۔ اگر علیؓ کے اپنے خطبے پر اہل تشیع کو اعتبار ہے تو اس میں آپؐ نے قتل عثمانؓ سے براۓ کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ بیچ البلاغہ ج ۲ ص ۱۱۱ میں ہے: **إِلَّا مَا أَفْتَلَكُنَا فِيهِ مِنْ قَوْمِ عُثْمَانَ**

وَلَعَنَ مِنْهُ بَنُو آدَمَ (ترجمہ: ہم نے اختلاف کیا تھا عثمانؓ کی دم کے متعلق اور ہم اس سے بری ہیں پس جب سیدنا حیدرؑ کو اپنی برائت کا اظہار کر رہے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان ان پر یہ الزام عائد کرے کہ وہ خلاف واقعہ کہہ رہے ہیں۔

جواب: اگر حضرت عثمان کے قتل میں حضرت علی کا ہاتھ ہوتا تو حسین مکر میں کو ان کے ہاتھوں کے لئے نہ بھیجتے۔ (منہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۵۱)

جواب: ۱۔ سیدنا علی سے صحابہ کرام کی جماعت نے قصاص عثمان کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنِّي أُنذِرُكَ بِمَا تَعْمَلُونَ وَلَكِنْ كَيْفَ بِي بِقُوَّةٍ وَالْقَوْمُ الْمَجْتَمِعُونَ عَلَى بَيْتِهِ
شَوْكُهُمْ يَمْلِكُونَا وَلَا تَمْلِكُهُمْ وَهَاهُمْ هُوَ لَأَيُّ قَدْ ثَارَتْ مَعَهُمْ عِبْدًا أَنْكُمْ وَالْفَتْحُ الْبَحِيمُ
إِعْرَابَكُمْ وَهُمْ غِلَا لَكُمْ لِيَوْمَ تَوَلَّوْا مَا شَاءَ وَأَوَّاهُ تَرَوْنَ مَوْضِعًا لِقَدْحِهِ عَلَى شَيْءٍ تُرِيدُونَ
وَرَأَى هَذَا الْأَمْرَ جَاهِلِيَّةً كَمَا بَانَ بِهَوَا لَاءِ الْقَوْمِ مَا دَقَّ إِنَّ النَّاسَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ إِذَا
خَرَجَ عَلَى أُمُورٍ فَرَقَهُ مَدْرَى مَا تَرَوْنَ وَفَرَقَهُ مَا لَا تَرَوْنَ وَفَرَقَهُ لَا تَرَى هَذَا وَلَا
ذَلِكَ نَاصِرٌ بِرَأْيِ أَحَدٍ مَالِ النَّاسِ وَتَقَعِ الْقُلُوبُ مَرَاقِعَهَا وَتَوَخَّذِ الْعُقُوبُ مَسْمِيَةً
فَاهْدَعُوا عَقِي وَانْظُرُوا مَاذَا يَأْتِيكُمْ بِهِ أَمْرِي وَلَا تَفْعَلُوا فَعْلَةً تُضْعِفُ قُوَّةَ وَتَسْقِطُ
مَنْةً وَتُورِثُ وَهْنًا وَزِلَّةً وَسَامَكِ الْأَمْرُ مَا تَسْكُفِ وَإِذَا أَلَمَ أَحَدُكُمْ بِبَدَأِ الْفُلْكِ الْفُلْكِ الْفُلْكِ الْفُلْكِ
(۱) (ترجمہ مع استدلال) اے بھائیو! تم جانتے ہو اس سے میں جاہل نہیں ہوں سیکس میں
لماقت کب ہے۔

طرز استدلال: معلوم ہوا کہ سیدنا علی قوت و طاقت نہ ہونے کی وجہ سے قصاص نہیں
لیتے تھے ورنہ آپ کا قلبی منشا قصاص لینے کا تھا۔

(۲) باغی قوم زور وں پر ہے وہ ہمارے مالک ہیں ہم ان کے مالک نہیں ہیں۔

طرز استدلال: ۱۔ باغیوں کا زور اتنا تھا کہ سیدنا علی قصاص عثمان کے سلسلے میں اپنی
جماعت کو کامیاب ہونا یقین نہیں کر سکتے تھے۔

(۳) تمہیں خبردار رہنا چاہیے کہ تمہارے نوجوان باغیوں کی طرف مائل ہو چکے ہیں اور اعراب
اتفاقات کر چکے ہیں ظاہری طور پر وہ تمہارے دوست ہیں۔

طرز استدلال :- اس معاملے میں حضرت علیؓ چلک میں سے گویا کئی اپنا ہنونا نہیں پاتے تھے در نہ قصاص لے کر ہی چھوڑتے ۔

(۴) وہ جو چاہیں تہیں تکلیف پہنچاتے ہیں ۔

طرز استدلال :- ان حالات میں قصاص کا لینا مشکل تھا ۔

(۵) جس چیز کا تم ارادہ رکھتے ہو کیا تہیں اس پر قدرت نظر آتی ہے ۔

طرز استدلال :- جب قدرت مفقود ہے تو مطالبہ قصاص کیا ۔

(۶) صبر کرو لوگ خود بخود رفع ہو جائیں دل اطمینان پکڑیں اور حقوق منصفانہ اور عادلانہ طور پر لئے جائیں ۔

طرز استدلال :- اس فقرے میں ہمارے مقصد کی سرخی طور پر تصدیق موجود ہے ۔

(۷) مجھ سے ہٹ جاؤ دیکھو میرا حکم تمہارے پاس کیا لے کر آتا ہے ۔

طرز استدلال :- اس ارشاد میں سائلین کے دلوں کو مطمئن فرما رہے ہیں کہ قصاص لیں گے اور ضرور لیں گے ۔

(۸) ایسا کام نہ کرو کہ قوت ختم ہو جائے ذلت و نکبت کا سامنا کرنا پڑے میں امر کو بند رکھوں گا ۔

جتنا بند ہو سکے گا اور جب ناپاید ہو جاؤں گا تو پھر قتال کروں گا ۔ اور میرا آخری علاج ہے ۔
یعنی جنگ کر کے ہی قصاص لوں گا ۔

قتل عثمانؓ پر

ہوا ایک :- صحابہ کرامؓ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خوش تھے غلط ہے ۔ ذیل میں صحابہ کرامؓ کے تاثرات درج کئے جاتے ہیں غور سے پڑھیے ۔

(۱) حضرت علیؓ کا اظہار تاسف

خدایا میں عثمانؓ کے خون سے بری ہوں (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۷)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا افسوس۔

اگر ساری مخلوق اس قتل میں شریک ہوتی تو قوم کو ملکی طرح ان پر پتھر پڑتے (طبقات ج ۳ ص ۵۶)

(۳) سعید بن زیدؓ کا ارشاد۔

لوگو! اگر تمہاری بادشاہی کی عزائیں کوہِ احد تم پر ٹوٹ پڑے تو بھی بجائے (طبقات ج ۳ ص ۵۶)

(۴) حضرت خدیجہؓ کا بیان۔

عثمانؓ کی شہادت سے وہ غمزدہ پیدا ہو گیا ہے جسے پہاڑ بھی بند نہیں کر سکتا (طبقات ج ۳ ص ۵۶)

(۵) عامر بن عدیؓ کا گریہ۔

رد کر کہا آج رسول اللہؐ کی جانشینی کا خاتمہ ہو گیا اب بادشاہت کا دور شروع ہو گیا ہے (طبقات ج ۳ ص ۵۶)

(۶) زید بن ثابتؓ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

(۷) حضرت ابوہریرہؓ حادثہ کو سن کر زار و زار رونے لگ گئے۔

(۸) حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں عثمانؓ وصلے ہوئے کپڑے کی طرح صاف ہو گئے (طبقات ج ۳ ص ۵۶)

جواب ۱۔ فاقتلوا نغثلاً کا لفظ اولاً تو حضرت عائشہؓ سے ثابت نہیں بلکہ تصرفِ راوی ہے۔ اور اگر فرمایا بھی تو غصے کے وقت ماں اپنے بیٹے کو کہہ سکتی ہے جس سے تہدید مقصود ہوتی ہے حقیقت مقصود نہیں ہوتی۔ اور قرینہ یہ ہے کہ اعلان کی بات حقیقت پر معمول ہوتی تو ان کے شہید ہو جانے کے بعد قصاص کا مطالبہ نہ کرتیں۔

جواب ۲۔ نیز جن اس کے متعلق یہ فرمایا تھا ان کے متعلق سیدہ عائشہؓ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا ان امور سے عثمانؓ نے توبہ کر لی تھی۔ (فہمک النہات شیخ کتاب ج ۱ مطبوعہ نوائے وقت پریس لاہور)

سیدنا علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعہ عقائد و خیالات

جلد اہل سنت کے نزدیک سیدنا علیؓ مرتضیٰ قابلِ صدا و احترام اور لائقِ صد توفیق ہیں آپ سید الدلیاء ہیں البواسداست ہیں آپ کے معانی فیوضات کا یہ اثر ہے کہ آج تک سلاسل

مختلف طبعہ کمالات کو اپنے دامن میں بچھپائے ہوئے تشنگانِ طریقت و معرفت کو سیراب کر رہے ہیں۔
لیکن ذیل میں اہلِ شیعہ کے عقائد درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے ان کی کتابیں برہنہ ہیں۔

(۱) حضرت علیؑ خدائی روپ میں - (شیعی نثر)

رسولوں کی ہوئی حاجت دوائی علیؑ نے نوحؑ کی کی ناخلائ

د کرتا علیؑ مشکل کشائی نہ پاتا چاہ سے یوسفؑ رہائی

لک یونسؑ کی کی دریا کے اندر

کیا یعقوبؑ کو یوسفؑ سے آگاہ دوا ایوبؑ کے تھنوں کی کی واہ

عطا کی نظر کو ایساؑ کو راہ ہوید آبِ حیات کا کیا چاہ

دیا اور لیں کو جنت میں منظر

علیؑ سے لو لگانے کی استعانت علیؑ نے کی عیاں اس کی امانت

جب ابراہیمؑ کی چاہی امانت علیؑ نے کی علیؑ نے کی امانت

رہا بے شیش پیغمبر کا یاد

(تاریخ الاممہ شیعہ کتاب ص ۵۲)

(۲) حضرت علیؑ علیٰ سکتی شئی و قد یسر ہیں - (شیعی نثر)

علیؑ کا معجزہ اک اک ہے نادر علیؑ کی ذات ہے ہر شے پر قادر

(تاریخ الاممہ ص ۵۳)

(۳) حضرت علیؑ جی کے برابر ہیں - (شیعی نثر)

نبیؑ و علیؑ نہر دو نسبت بہم دو تاؤ کی جوں زبانِ قلم

(۴) سیدنا علیؑ مرفعی نائبِ خدا ہیں - (شیعی نثر)

چنانچہ جہاں حضرت علیؑ کے اسماء صفاتی شمار کئے ہیں وہاں ایک نام نائبِ خدا بھی

ہے۔ (تاریخ الاممہ ص ۵۴)

(۵) سیدنا علیؑ تاج الانبیاء ہیں۔ (شیعی تخیل)

صفاقی اسما میں صاحب تاریخ الاثر نے ص ۵۴ پر ایک نام تلج الانبیاء شمار کیا ہے۔
(تعریض) اہل تشیع حضرت نے بڑھایا تو اتنا بڑھایا کہ خدا بنا دکھلایا اور گھٹایا تو اتنا کہ خلک پناہ۔

(۶) حضرت علی مرتضیٰؑ معاذ اللہ ڈرتے تھے۔ (شیعی عقیدہ)

ان التقیۃ من دینی و دین ابائی و لا دین لمن لا تقیۃ لہ (اصول کافی مطبوعہ نجف اشرف)
امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں تقیہ میرے اور میرے باپ داوود کے ایمان سے ہے اس کا
ایمان ہی نہیں جو تقیہ نہیں کرتا۔ اور ظاہر ہے کہ تقیہ سے مراد خوف ہے۔

(تعریض) اس روایت سے ثابت ہوا کہ اہل تشیع حضرت علیؑ کو نائب خدا مانتے ہیں اور
ادھر ڈر پوک تسلیم کرتے ہیں۔

(۷) حضرت علی مرتضیٰؑ کو بادشاہ کے حکم سے سب و شتم کرنا جائز ہے۔ (شیعی عقیدہ)
أَمَّا أَنْتَ فَسَيُّئٌ - رنہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۸۱ مطبوعہ الاستقامہ

(ترجمہ) اگر سب و شتم مجھے کرنا پڑے تو مجھے سب و شتم کر لینا۔

(۸) حضرت علیؑ نے ظالم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (شیعی عقیدہ)

ثُمَّ أَخَذَ يَدَ أَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ (احتجاج طبرسی ص ۵۲)

اس کے بعد حضرت علیؑ نے ابو بکرؓ کے ہاتھ کو پکڑا اور بیعت کی۔

(۹) حضرت علیؑ نے خدا کے اصلی قرآن کو گم کر دیا۔ (شیعی بہتان)

فَقَالَ هِيَ مَاتَ لَيْسَ إِلَيَّ ذَلِكَ سَبِيلٌ - (احتجاج طبرسی ص ۵۸)

پس حضرت علیؑ نے فرمایا اسے قرآن اصلی قرآن کی طرف راستہ نہیں رہا جب اہل علم مہدی
آئے گا تو ظاہر کرے گا۔

(تعریض) فرمائیے جن لوگوں کے عقیدے میں یہ داخل ہو کہ قرآن مجید کو دنیا سے
علی مرتضیٰؑ نے گم کر دیا ہے۔ تو ان کی نگاہ میں حیدر کرار کا مقام کیا رہا کیا امام اقل اس

لئے دنیا میں تشریف لائے تھے کہ اصل قرآن غائب کر دیں اگر شیعی مذہب میں یہ بات واقعی حق ہے اور یقیناً حق ہے تو پھر مذہب کا خدا حافظ جس مذہب کے دوسرا کمال ہو کہ خدا کا قرآن صحابہ کی مخالفت کی وجہ سے غائب کر دیں۔ خدا جانے وہ امام کیسا ہے اور مذہب کیسا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مکہ کے مشرکین کے انکار کے باوجود بھی قرآن کو کھول کھول کے بیان کیا مگر ان کا تابعدار ایک ایسا امام بھی ہے جو اپنے نبی کے سرائے کو صدیق و عمر کی مخالفت پر مدد کر دیتا ہے۔ بلکہ اصول کافی میں موجود ہے لا تدعہ الی یوم القیۃ ابداً مزید تشریح اہلسنت پاکٹ بک خدا دل میں دیکھ لی جائے۔ نیز شہادت حسین کا ڈھونگ بھی یقیناً بے جا ثابت ہو گا کیونکہ جب اصلی قرآن موجود نہ رہا تو امام حسین کی شہادت کب صداقت پر مبنی رہی کیونکہ شہادت تو قب معوج رہتی جبکہ جس قرآن کی علمبرداری پر انہوں نے راہِ خدا میں سر دیا ہے وہ صحیح ہو۔ نافہم۔

(۱۰) حضرت علیؑ نبوت کا بوجھ اپنے کندھوں پر نہ اٹھا سکے۔ (شیعی انکشاف)

غزوات حیدری ص ۶۷ میں ہے۔

وقت توڑنے اصنام ہام بیت الام کے ہر گاہ جناب غیر الانام نے حضرت علیؑ سے کہا یا علیؑ آؤ میرے دوش پر چڑھو ارمان بتوں کو گرا دو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی ادب اس کا مقتضی نہیں کہ میں مہر نبوت پر پاؤں رکھوں۔ آپ میرے دوش پر سوار ہوں۔ حضرت نے فرمایا یہ با نبوت ہے تم تحمل نہ ہو سکو گے۔

ضمیمہ ترجمہ مقبول ص ۲۹ مطبوعہ بک ڈپو کرشن نگر لاہور سطر ۱۹ میں ہے۔

پس جیسے ہی آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ الترقی کی پشت پر قدم رکھا تو وہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ رسالت کے سبب میں آنحضرتؐ کو نہ اٹھا سکا۔

نوٹ: اس سے مزید تشریح کے ساتھ ص ۲۹ ضمیمہ مقبول میں بھی عبارت موجود ہے۔

(۱۱) حضرت علیؑ کا حلیہ (شیعی توضیح)

جب آنحضرتؐ کو یہ منقولہ ہوا کہ ابی نور لکڑ کا لکڑا جناب امیر المؤمنین کے ساتھ کر دیں

تو جناب سیدہ کو بطور راز آنحضرتؐ نے اپنے ارادہ سے اطلاع دی یہ سن کر جناب موصوف نے گردن جھکالی اور عرض کی بابا آپ کی رائے مقدم ہے آپ کو اختیار ہے مگر میں نے زمان قریش کی زبانی سنا ہے کہ علی بن ابی طالب کل بیٹ بڑا ہے ہاتھ لیے لیے ہیں۔ پنڈلیاں موٹیاں ہیں سر کے گلے حصہ پر بال نہیں ہیں آنکھیں بڑی بڑی ہیں ان کا نہا اتنا سخت ہے جیسے لوٹ کا کندھا ۱۳ ناظرین سے غور کریں کہ کیا محبت و عشق رکھنے والے لوگ بھی ایسی باتیں اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کیا اس میں سیدنا علی مرتضیٰؑ شیر خدا کی توہین نہیں — کیا اس سے سیدہ کی عصمت پر حرف نہیں آتا۔ پس مذہب معلوم اہل مذہب معلوم۔

حیدر کرار کے گلے میں رسی۔ العیاذ باللہ (شیعی تحقیق)

(۱۲) غزوات مجیدی ترجمہ حیدری۔ بعد اس کے اہل دین نے رسی گردن امیر المؤمنین میں باندھ

کر کھینچی اور طرف مسجد کے لیے چلے ۱۲

جب رسیاں گردن امیر المؤمنین میں ڈالی اور باہر دروازے کے لائے ایک ہزار اس کا تو دست عثر میں تھا اور دو ہزار دست خالد بدیر میں تھا ۱۲ (غزوات ص ۶۳۹)

حضرات ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ مصنف اپنی طرف سے عبارتیں بنا بنا کر شیعوں کی طرف منسوب کر رہا ہے۔ مجھے خطائے وحدہ کی قسم ہے اگر میں اپنی طرف سے کوئی سطر بھی بنا کر غلط طور پر ان کی طرف منسوب کروں تو قیامت کے دن خدا تعالیٰ مجھے سواہ بنا کر اٹھائے۔

حیرت تو اس امر پر ہے کہ اہل تشیع بظاہر محبت و مودت کے راگ الاپتے ہیں اور درپردہ اہلبیت سے اتنی دشمنی ہے کہ خدا کی پناہ۔

(۱۳) حضرت علیؑ کو ان کی بیوی کا خطاب (شیعی تدقیقات) حق الیقین مطبوعہ طہران

مانند جنین در رحم پر دہنیں شدند و مثل خائناں در خانه گریندند

ترجمہ جس طرح کچا بچہ رحم میں ہوتا ہے تو اسی طرح پردے میں پھپ کے بیٹھا ہوا ہے

اور خیانتی لوگوں کی طرح گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔
ناظرین بخود فرمائیں کہ اہل تشیع حضرات حضرت علیؑ اور سیدہ کے تعلقات کی
کیا ترجمانی کر رہے ہیں۔

اب اس سے زیادہ معتبر کتاب عربی احتیاج طبری ص ۷۷ میں یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔
اشتملت شملة الجنین وقعدت حجة الظنن۔

(۱۴) تین دفعہ متعہ کرنے سے درجہ حضرت علی المرتضیٰؑ جیسا ملتا ہے
شیعوں کی مذهب نوازی

من تمتعہ درجة كدرجة الحسين ومن تمتع مرتين درجة
كدرجة الحسن ومن تمتع ثلاث مراتب درجة كدرجة عليؑ
ومن تمتع اربع مراتب درجة كدرجة جعفر (تفسیر منهاج الصالحین ج ۵ ص ۷۸)
(ترجمہ) جو ایک دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ امام حسینؑ کے درجے جتنا ہوگا اور جو
شخص دو دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ امام حسنؑ کے درجے جیسا ہے اور جو تین دفعہ متعہ کر
لے اس کا درجہ علی مرتضیٰؑ کے درجے جیسا ہے اور جو شخص چار دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے جیسا ہے ۱۲

بحوف طوالت ان حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ ہمارے پاس ان کے
علاوہ بھی بیسیوں ایسے حوالہ جات موجود ہیں جن کو پڑھ کر انسان اہل تشیع کے ایمان
اور ان کی محبت کی اندرونی کیفیت پر حیران رہ جاتا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیے
کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور۔ اور دکھانے کے اور والی مثال یہاں صادق
آتی ہے یا نہ۔ اب ذیل میں ان کی کتابوں سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ جن کو یہ
لوگ سب دشتم کرتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؑ کے تعلقات ان کے ساتھ کیسے تھے۔
حقیقت میں یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب صحابہ کرام کو

حضرت علیؑ دشمن سمجھتے تھے تو ہم کیوں دوست سمجھیں ۱۲

باقی صحابہ کرامؓ اور علیؑ مرتضیٰ کے درمیان تعلقات

(۱) مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَهَامٌ بَيْنَهُمْ (قرآن)
(ترجمہ) حضور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے ہوئے ہیں اور جو لوگ حضورؐ کے ساتھ ہیں وہ
کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے رحیم ہیں۔

(۲) ثُمَّ اخَذَ يَدَ ابْنِ بَعْرٍ فَبَايَعَهُ
(ترجمہ) پھر حضرت علیؑ نے ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا آپس میں بیعت کی۔

صحابہ کرامؓ بے مثال تھے

تَعَذَّرَ أَيْتُ اصْصَاحِبِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا ارَى أَحَدًا مِنْكُمْ
يُشَبِّهُهُمْ - رَنْعَجُ الْبَلَاغَةِ جُلْدُ أَوَّلِ مِنْهَا (۱۹)
حضرت علیؑ فرماتے ہیں بیشک میں نے حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے
میں تم میں سے کسی کو بھی ان کے مشابہ نہیں پاتا۔

(۳) حضرت علیؑ مرتضیٰ نے صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز ادا کی

ثُمَّ قَامَ وَلْتَهَيَّا لِلصَّلَاةِ وَخَضِيَ الْمَسْجِدَ وَصَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ -
(احتجاج طبرسی ص ۹۹ مَرَّةُ الْعُقُولِ ج ۱ ص ۳۸۸)

(ترجمہ) حضرت علیؑ اٹھے نماز کے لئے تیار ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے اور
ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

تفسیر قمی ص ۱۵ ، جلاء العیون ص ۱۵ ، غزوات حیدری ص ۶۲

حضرت علیؑ نے اپنے بھائی جعفر طیار کی شہادت کے بعد ان کی بیوہ حضرت اسماء بنت عیسؓ کو حضرت ابو بکرؓ سے نکاح کی اجازت دے دی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد ان کو اپنے جوارہ عقد میں لے لیا تھا۔

لَا تَكُنْ عَلِيًّا تَزِدُّهُمُ أُمَّةً أَسْمَاءُ بِنْتُ عَمِيْسٍ بَعْدَ وَفَاتِ الْعَصَةِ يُقِيْ
(فلك النجات جلد دوم ص ۱۴)

(ترجمہ) حضرت علیؑ نے محمد بن ابی بکرؓ کی والدہ اسماء کے ساتھ صدیقؓ کی وفات کے بعد نکاح کیا۔

(۵) حضرت علیؑ نے فاروق اعظمؓ کو مسلمانوں کے لئے جلائے پناہ کہا

وَإِنْ تَكُنِ الْأَعْرَبُ كُنْتُ يَدَ الْأَنْفَسِ وَمَثَابَةً لِّلْمُسْلِمِيْنَ (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۵۰)
(ترجمہ) اور اگر شکست ہو گئی اسے عمرؓ آپ لوگوں کے لئے ملجا ہوں گے اور مسلمانوں کے لئے جلائے رجوع ہوں گے۔

(۶) حضرت علیؑ کے نزدیک فاروقی لشکر خدائی فوج ہے،

فَجَبْدَةُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَأَمَدَّهُ (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۹)
(ترجمہ) اور عمرؓ کا لشکر اس خدا کا لشکر ہے جس کو اس نے خود بخود تیار کیا ہے اور پھیلا دیا ہے۔

(۷) حضرت عمرؓ کی مفتوحہ بی بی شہر بانو سے حضرت حسینؑ کا عقد کیا

حدیث اول باب محال علی بن الحسین وامرہ شہر بانو بنت یزدجرد الخو (امول کافی ج ۱ ص ۳۹۵)

(۸) حضرت علیؑ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ حضرت عمرؓ کے عقد میں آئی
مکمل بحث نکاح ام کلثومؓ کا ملاحظہ فرمائیے جو کہ اسی الہنت پاکٹ بک ج ۲ کی پہلی بحث ہے۔

حضرت عثمانؓ کا داماد ہونا تسلیم کیا

(۹)

وَقَدْ فَلَيْتُ مِنْ صَهْرِهِ مَلَكُمُنَا لَا - (نہج البلاغہ ص ۸۴) بے شک اے عثمان آپ کو
حضور علیہ السلام کی دامادی کا وہ شرف حاصل ہے جو شیخین میں سے کسی کو نہیں ہے۔

(۱۰) حضرت علیؓ نے حسینؓ کو حضرت عثمانؓ پر پہرہ داری کیلئے بھیجا

فَأَمَرَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أَنْ يَذْبَا النَّاسَ عَنْهُ - (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۸۴)
پس حضرت علیؓ نے حسینؓ کو حکم کیا کہ جا کر حضرت عثمانؓ سے منافقین کو دفع کریں۔

(۱۱) حضرت علیؓ نے اپنے بچوں کے نام خلفاء ثلاثہ والے رکھے

حضرت علیؓ کے چھ بیٹے کا نام ابو بکرؓ ہے اور آٹھویں کا نام عثمانؓ اور نویں کا نام عمرؓ ہے (تاریخ اللہ ص ۸۴)

حضرت حسنؓ کے بیٹوں کے نام

(۱۲)

حضرت حسنؓ کے چھ بیٹے کا نام ابو بکرؓ اور ساتویں کا نام عمرؓ ہے۔ (تاریخ اللہ ص ۸۴)

حضرت حسینؓ کے بیٹوں کے نام

(۱۳)

حضرت حسینؓ کے آٹھویں بیٹے کا نام ابو بکرؓ اور دسویں کا نام عمرؓ ہے۔ (تاریخ اللہ ص ۸۴)

حضرت زین العابدینؓ کے بیٹوں کے نام

(۱۴)

حضرت زین العابدینؓ کے آٹھویں بیٹے کا نام عمرؓ ہے۔ (تاریخ اللہ ص ۹۹)

حضرت موسیٰ کاظمؓ کے بیٹوں کے نام

(۱۵)

حضرت موسیٰ کاظمؓ کے اٹھائیسویں بیٹے کا نام عمرؓ ہے۔ (تاریخ اللہ ص ۱۵۳)

بحث متعلق شہادت حضرت عثمانؓ

بعض لوگ چونکہ اس سلسلے میں معاذ اللہ حضرت علیؓ کے دامن کو اعدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قتل عثمانؓ کے سلسلے میں بعض وجوہ عمومی ہیں اور بعض خصوصی (عمومی وجوہ) ۲۴

۱۔ سیدنا عثمانؓ نے تاج خلافت اپنے سر مبارک پر رکھا ۳۳ھ تک آپ کا دور خلافت نہایت امن و سکون سے گزرا ۳۳ھ کے بعد انقلاب کے آثار نمودار ہونے لگے اس کی پہلی وجہ آپ کی فطری نرمی ہے جس کی وجہ سے عمال نے اپنی من مانی کاروائیاں کرنی شروع کر دیں۔ جس کا رد عمل آپ وقتاً فوقتاً کرتے رہے۔ مگر مخالفین کے لئے تو ایک شبہ کامل جانا بھی کافی تھا۔

۲۔ بنی ہاشم خلافت کو اپنا موروثی حق سمجھتے تھے حالانکہ وہ غلطی پر تھے کیونکہ حضور اکرمؐ نے الائمة من قریش فرمایا تھا من بنی ہاشم نہیں فرمایا تھا۔

(خصوصی وجہ) عبداللہ بن سبا یہودی کی خفیہ سازشیں

عبداللہ بن سبا یہودی اپنی پرانی یہودیہ روش کے پیش نظر منافقانہ طور پر مسلمان ہو چکا تھا۔ فطرتاً سازشی طبیعت کا واقع ہوا تھا۔

(پہلی سازش) بنو ہاشم کو بنو امیہ کے خلاف ابھارتا شروع کیا۔

(دوسری سازش) بنی ہاشم کے تفوق کا پروپیگنڈہ کر کے پبلک کو ہمتوا بنا لیا۔

(تیسری سازش) سادہ لوح مسلمانوں کے لئے کہنا شروع کر دیا کہ ہر نبی کے لئے

ایک دھی ہوتا ہے (حالانکہ یہ قاعدہ منصوص نہیں ہے)

۳۔ حضرت علیؓ قرب نسب کی وجہ سے افضل میں حالانکہ نسب کے تحت کو اسلام نے توڑ کر پاش پاش کر دیا ہے۔

۴۔ حضرت علیؓ سے خلافت غصب کر لی گئی (حالانکہ اگر مخصوص خلافت کو یہ قابو نہیں کر سکتے تھے تو بموجب عقیدہ شیعہ حضرت علیؓ کا کشتہ کب رہتے ہیں) ملاحظہ ہو رد المحتار

۵۔ وعدہ تو خدا نے حضرت علیؓ کی خلافت کا کیا اور بے گئے خلفاء ثلاثہ (حالانکہ یہ خبر نہیں کہ خدا وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتا) ملاحظہ ہو معرکہ الآراء منظرہ۔

۶۔ خلفاء ثلاثہ ایمان سے خالی ہیں (حالانکہ ان کی ایمانی کیفیت پر قرآن و حدیث میں کافی سے زیادہ شہادتیں موجود ہیں) ملاحظہ ہو اہلسنت و پاکٹ بک حصہ ۱۔

۷۔ امامت ائمہ اثناعشر عقیدے میں داخل ہے (حالانکہ قرآن میں نہ تو ائمہ کی امامت کا ذکر ہے اور نہ بارہ کا اور نہ ان کے نام ہیں)۔

۸۔ موجود قرآن مجید کو اصحاب ثلاثہ نے جمع کیا جب جمع کرتے والے مقتد علیہ نہیں ہیں تو مجموعے پر کیا اعتبار (حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے) ملاحظہ ہو اہلسنت و پاکٹ بک حصہ ۱۔

۹۔ عمرؓ نے متعہ جیسی افضل ترین عبادت کو منع کر دیا حالانکہ اس سے تو درجہ ائمہ کاملہ ہے (حالانکہ یہ خبر نہیں کہ اس میں ائمہ اور نبی اکرمؐ کی زبردست توہین ہے)۔

۱۰۔ چونکہ خلفاء ظالم بن گئے تھے اس لئے ائمہ نے تقیہ میں زندگی بسر کر دی (خدا جانے مگر اہی کے دور میں بھی جب علماء کثرت نہ کر سکے تو امامت نے دنیا کو کیا فائدہ دیا)۔

۱۱۔ ہر گز وہ قیامت کے دن اماموں کے پیچھے اٹھے گا۔ اور جنت کی ٹکٹیں حضرت علیؓ سے پائیں گے (خدا جانے رسول اکرمؐ اس دن کہاں ہوں گے جب کہ سب کچھ حضرت علیؓ کے ہاتھ میں ہوگا) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو جلاء الافہام حصہ ۱۔

۱۲۔ حضرت علیؓ معصوم ہیں لہذا بغیر معصومین کا کوئی حق نہیں کہ وہ خلافت کر سکیں (حالانکہ

عصمت انبیاء علیہم السلام پر بند ہے ہمیں کیا ضرورت کہ ہم خواہ مخواہ کسی کا گناہ ظاہر کریں ورنہ شیعہ کتابوں میں خلافت عصمت بہت سے دلائل موجود ہیں۔ جو کہ بوقت مناظرہ پیش کئے جاسکتے ہیں۔

۱۳۔ پانچ تن پاک ہیں (حالات حضور علیہ السلام کی تمام بیویاں پاک ہیں جیسے صحابہ کرام) جتنا حضور اکرمؐ نے تزکیہ کیا وہ پاک ہیں۔ ان حالات میں خدا تعالیٰ سے نازل شدہ پاک کو پانچ تنوں پر بند رکھنا کیا خلاف حقیقت نہیں۔

۱۴۔ علی مرتضیٰؑ کے دو لڑکوں کے علاوہ باقی ساری اولاد کے پہلے پہلے بیٹوں کے علاوہ کوئی بھی امام نہیں۔

(دیکھئے کہ یہ کس قدر ناانصافی ہے کہ پہلے بیٹوں کو امام سمجھا جائے اور جو ان کے علاوہ ہوں ان کو کذاب سمجھا جائے۔ تاریخ الاثر ص ۲۱)

بہر حال ان عقائد کے علاوہ بھی لوگوں کو طرح طرح کے مغالطوں میں مبتلا کرتا رہتا جو کہ آجکل اہل تشیع کی زبانوں سے سُننے جاتے ہیں۔

رچوتھی سازش (عبد اللہ بن سبا بیٹھے بیٹھے یہ کہنے لگ جاتا تھا دیکھئے یہودیوں کا مذہب میں نے اسلام کو اچھا سمجھ کر چھوڑا ہے اسلام بڑا اچھا مذہب ہے، رسول کریمؐ تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ پھر کہنے لگا۔ حضورؐ کی اہلبیت سچان اللہ آہ قربان جانوں ان پر صحابہؓ بھی برحق ہیں مگر اہلبیت کا شان زالا ہے۔ پھر آنکھوں سے آنسو بہا کر ٹھنڈا سانس نکال کر کہتا خلافت تو اہلبیت کا ہی حق ہے۔ پھر اللہ صلی علی محمد وآل محمد کا ورد کرنے لگ جاتا۔ پھر تنگیں چہرہ بنا کر افسوس ہے۔ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے بڑا ظلم کیا اہلبیت کا حق تلف کر لیا۔ غصب کر لیا۔ پھر کہتا ہم ان کے ذاتی طور پر دشمن نہیں ہیں۔ اگر فدکؓ سیدہ کورے دیتا تو کیا ہی اچھا ہوتا اور اس بات پر زار و زار روئے لگ جاتا پھر آہ و بکا کی حالت میں لعنت اللہ علی الظالمین پکارنے لگ جاتا اس طرح سے اس نے

اپنی ایک پارٹی سیدنا عثمانؓ کے خلاف بنالی۔

پانچویں سازش۔ عبد اللہ بن سباء نے اپنے ہوا خواہوں اور تحریروں کے ذریعے بڑا کیمپ چھلایا مقصود اس کا یہ تھا کہ شرافت کا شیرازہ بکھر جائے۔

چھٹی سازش۔ عراق و مصر میں پہنچ کر خفیہ جماعتیں بنائیں پھر وہاں سے جب اُسے عبد اللہ بن عامر والی بصرہ نے نکالا تو کوفہ پہنچا پھر مصر کو دھاملا قائمہ بنایا۔ عراق بھی فتنہ کا مرکز بن گیا۔

کوفہ میں مخالفین عثمانؓ کے نام

اشتر نخعیؓ، جندب بن کعب، ابن ذی الحکمہ، صعصعہؓ، ابن الکواء، کبیلؓ، عمر بن صابیؓ یہ ہمیشہ حضرت عثمانؓ کے خلاف زہر اگلتے رہتے تھے۔

ساتویں سازش۔ جب محمد بن ابی بکر کو والی مصر بنا کر حضرت عثمانؓ نے بھیجا تو عبد اللہ بن سباء نے کسی طریقے سے خط لکھوا کر سیدنا عثمانؓ کی مہر لگا کر ناقہ سوار انسان کو دے کر اسی راستے سے بھیجا کہ محمد بن ابی بکر تمہارے پاس آ رہا ہے اسے قتل کر دو۔ جب وہ راستے میں پکڑا گیا تو قتل محمد کے متعلق خط لکھا محمد بن ابی بکر نے بغیر کسی تحقیق کے اعلان بغاوت کر دیا۔

ان کے علاوہ اور سازشیں بھی ہیں جن کا نتیجہ قتل عثمانؓ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مگر حضرت علیؓ برابر مفید مشورے دیتے رہے پس حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اگر مخالفین میں سے ہوتے تو آپ مفید مشورے نہ دیتے اپنے بچوں کو حفاظت پر مامور نہ کرتے۔

تحقیقاتی کمیشن

عبد اللہ بن سباء کی اس انقلابی سازش نے جب خلافت کے خلاف محاذ قائم

کرایا تو سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں میں بھی سیدنا عثمانؓ کے متعلق کچھ نہ کچھ شبہات پیدا ہونے لگے۔ آپ نے کوفہ بصرہ مصر اور شام کی تحقیقات کے لئے حسب ذیل حضرات پر مشتمل وفد مقرر فرمایا۔

محمد بن مسلمہ، عمار بن یاسر، عبداللہ بن عمر، اسامہ بن زید۔

حضرت عمارؓ چونکہ پرہیزگار و سچے سے کچھ متاثر تھے ان کے علاوہ باقی حضرات نے بڑے اچھے حالات دیئے۔ اس کے علاوہ ہر سال حج کے موقع پر اپنے عمال سے محاسبہ کا اعلان بھی فرمایا اور بفضلہ تعالیٰ ایسا کیا۔ مدینہ میں اگر سیدنا علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ سے بھی مشورے لئے وہ اس لئے کہ باغیوں کی جماعتیں تین پارٹیوں میں مشتمل تھیں سب کے سب سیدنا عثمانؓ کے معزول ہونے پر تو متفق تھے لیکن ان کے بعد انتخاب خلافت میں متفق نہ تھے کیونکہ کوئی حضرت زبیرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے اور مصری حضرت علیؓ کو اور بصری حضرت طلحہؓ کو۔ سیدنا زبیرؓ نے بزرگ ان کی سازش کے خلاف تھے جب ان کو علم ہوا کہ یہ مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو ڈانٹ کر واپس کر دیا۔

جمعہ کے دن سیدنا عثمانؓ پر باغیوں کا حملہ

جمعہ کے دن سیدنا عثمانؓ جمعہ کی نماز کے لئے گئے تو باغیوں نے پتھر مار مار کر لوگوں کو مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا عثمانؓ پر باغیوں نے اتنے پتھر برسائے کہ آپ خطبہ دیتے ہوئے منبر سے گر پڑے۔ سیدنا ابن ابی وقاصؓ زبیر بن ثابتؓ ابو ہریرہؓ سیدنا حسینؓ حفاظت کے لئے گئے مگر آپ نے واپس کر دیا۔ لوگ اٹھا کر آپ کو گھر لائے۔

سیدنا عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو بلانا

آپ نے ان کو بلا کر فرمایا آپ جو بہترین طریقہ فرمائیں میں اختیار کروں۔ حضرت علیؓ

نے فرمایا آپ اپنا آئندہ کا طرز عمل واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان فرمادیجئے پس آپ نے ایسا بیان دیا کہ لوگ روپڑے مصریوں کا حملہ دوبارہ رونما ہوا خدا کا راستے میں پکڑ لینا اس کی وجہ مزاحمت تھا، ہرچند سمجھایا گیا مگر ناکام آخر انہوں نے مکان کا محاصرہ کر لیا صحابہؓ نے عرض کی یا عثمانؓ آپ ہمیں جانیں قربان کرنے کا حکم دے دیجئے آپ نے فرمایا عثمانؓ کی جان تو قربان ہو سکتی ہے لیکن عثمانؓ مدینہ میں خون یہاں کی اجازت نہیں دے سکتا بالآخر محاصروں نے اس شخص پر پانی بند کر دیا جس نے زمانہ رسالت میں کنواں لے کر دنیا کے انسانوں کو سیراب کیا تھا حضرت علیؓ نے کہ باغیوں کو سمجھا رہے تھے مگر بے حیا نہ مانتے تھے آپ نے وہاں کھڑے ہو کر تقریریں فرمائیں مگر بے اثر ثابت ہوئیں۔

محاصرہ کے وقت سیدنا عثمانؓ کی سخاوتیں

آپ نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا کہ میری شہادت عنقریب ہوئی والی ہے میں اس کے لئے ہر وقت تیار بیٹھا ہوں جمعہ کے روز سے آپ نے مسلسل روزہ رکھنا شروع کر دیا، بیس غلام آزاد فرمائے۔ کلام اللہ کی تلاوت میں ہر وقت مصروف رہتے لگے قصر خلافت کے دروازے پر پہرہ داری کے لئے حسب ذیل حضرات تھے۔

سیدنا حسینؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، محمد بن مسلمؓ

پہرہ دروازے پر زبردست تھا باغی جب ادھر سے نہا سکے تو انہوں نے پھانک میں آگ لگا دی کچھ لوگ اُدپر چڑھ آئے مگر بوجہ مصیبت قتل نہ کر سکے بالآخر محمد بن ابی بکرؓ نے اگر آپ کی ڈاڑھی مبارک پکڑی، آپ نے قرآن پڑھتی ہوئی حالت میں فرمایا جیتے جاگتے اگر تیرا آپ زندہ ہوتا تو تجھے ایسا نہ کرنے دیتا، چنانچہ محمد بن ابی بکرؓ کے ہاتھ ندامت کے ہاتھ کاٹنے لگے اور زہر برآمد ہو چکا تھا ایک شقی ازلی عافیت نے قرآن مجید کو پاؤں سے ٹھکرا دیا کنانہ بن بشر نے پیشانی مقدس پر بوسہ کی لاٹ ماری جس سے

آپ پہاؤ کے بل گر پڑے اور زبان مبارک سے بِسْمِ اللّٰهِ کَوَلَّغْتُ عَلٰی اللّٰهِ (کَلَّا،
مصطفیٰ کا ذمی التورین مملکت اسلامیہ کا تاجور جب اس مظلومانہ صورت میں نیچے گرا تو
تو آپ نے رُود کر فرمایا اے اللہ میں نبی رضا پر راضی ہوں اس کے بعد بے شرم عمرو بن
الحمق سینے پر چڑھ کر مسلسل وار کرنے لگا، آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ خاتون جان
قربان کرنے کے لئے آئی تو دشمن نے ہاتھ پر وار کیا جس سے مخدرہ کی انگلیاں کٹ گئیں
سودا بن عسار نے پیک کر شہید کر دیا، آپ کی آخری آواز سے فَسَيَكْفِيكُمْ اللّٰهُ
وَمَعَا سَيِّمٌ الْعَلِيمُ۔ سنائی دے رہا تھا، آپ کی شہادت ۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی۔ یہ
جے کابل سے مراکش تک فرماں روا اسلامی بادشاہ کی شہادت۔ رضی اللہ عنہ۔

اُمہات المؤمنین

بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ کے فضائل!

فضیلت علی

دلیل علی الطِّبَاتِ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ۔

ترجمہ! گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد
طرز استدلال! گندی عورتوں کے لئے ترجمہ فرمان علی شیعہ ص ۵۶۲

آقاؐ نے نامدار کی عزت و شرافت کائنات میں مسلم ہے آپ کی ذات تقویٰ و
طہارت کی حامل نہیں بلکہ حضرت کی معیت و رفاقت کی یہ تاثیر ہے کہ جو کھوٹا آیا تو کھرا
بن گیا، جاہل آیا تو عالم بن گیا ارباب بصیرت اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ایک ساعت
کی مجالست نے ہزاروں کو رنگ دیا اور لاکھوں کو کندن بنا دیا، پھر کیا اس سے انکار

ہو سکتا ہے جو بیویاں شب و روز سرور کائنات کی برکت مجلس سے مستفیض و مستبیر ہوتی رہیں وہ خالی رہ گئیں کیا آپ کے تزکیہ و تجلیہ کا ان پر اثر نہ پڑ سکا اسی لئے تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر رسول مکرم طیبین سے ہیں تو آپ کی ازواج مطہرات یقیناً طیبات سے ہیں لفظ طیبات کے تقدم اور لفظ طیبین کے تاخر کی علت غائی اس کے بغیر اور کچھ نہیں ہو سکتی۔

اس آیت سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کی ازواج یقیناً پاک ہیں بالخصوص عائشہ صدیقہؓ محبوبہ خدا ہونے کی بدولت امتیازی تقویٰ و طہارت کی مالک ہے۔

فضیلت ۷

دلیل ۷ اَزْوَاجُہُمْ اَمَّہَاتِہُمْ (احزاب)

ترجمہ۔ حضورؐ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

طرز استدلال۔ انسان جسم و روح سے مرکب ہے جسم روح کی حفاظت کے لئے ہے روح نہ ہو تو جسم کو ایک لمحے کے لئے انسان کوئی نہیں کہہ سکتا اس میں شک نہیں آسمان و زمین، شجر و حجر، آگ و پانی شمس و قمر اور یہ مسخر ہوائیں زمین کی ساری پیداوار انسانی جسم کے لئے ہے لیکن جسم بھی ان سے تب فائدہ حاصل کر سکتا ہے جب اس میں روح ہو، روح ہمیشہ پاک اور زندہ رہتی ہے جسم کی حالت یکساں نہیں جسم کی غذا خانی ہے اور روح کی غذا باقی ہے نہ غذا کو فنا ہے اور نہ ثمرات کو۔

حضور اکرمؐ مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں، تفسیر صافی ص ۱۳۶ اور سبب ایجادات کائنات میں مذکورہ بالا صفات میں سے حضورؐ کو اخلاصیت سے موصوف ہونا لازمی ہے پس جس طرح حضورؐ روحانی باپ ہیں اسی طرح آپ کی ازواج بھی روحانی مائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غالباً اس عنوان سے ازواج النبیؐ کو اس لئے موع کیا ہے کہ ماں سے

سودا دینی کرنے والا کسی سوسائٹی میں بھی مقبول نہیں ہو سکتا پس جب جسمانی ماں کے متعلق خداوندی ارشاد ہے۔

وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا آتٍ وَلَا تَنْهَرُھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا

کہ نہ اسے آف کرنا جائز ہے اور نہ جھڑکنا بلکہ نرمی اور شرافت سے بات کرنا لازم ہے تو کیسا بد نصیب ہے وہ شخص جو تمامی روحانی ماؤں کی سر دار عائشہ صدیقہ کے حق میں ناشائستہ اور نازیبا کلمات استعمال کرے۔

فضیلت ۳

دلیل ۳؎ وفی الکافی عن الباقر فی حدیث ازواج رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم مثل اہمہات (تفسیر صافی ص ۳۶۱ مطبوعہ نجف اشرف)

اصول کافی میں حضرت باقرؑ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی بی بیوں کی عزت و عظمت کے سلسلے میں والدہ کی مثل ہیں۔

طرز استدلال۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے سیدنا باقرؑ کا کلام ہمارے مسلک کے عین مطابق ہے اہل تشیع اس سے قطعاً انکار نہیں کر سکتے۔

مؤلف تفسیر صافی اور مولوی قمی کی غلط بیانی

اہل تشیع کے ہر دو متعصب مفسرین نے اہمہات المؤمنین کے خلاف قیاس آرائیوں میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

جہاں بھی ازواج نبیؑ کی فضیلت مترشح ہو رہی ہو فوراً ایسی بے ٹوہنگی تاویل کر دیتے ہیں کہ جس کا اصلی مطلب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ ذیل میں ان دونوں کی تفسیروں کے قابل اعتراض جملے نقل کر کے ان کی حقیقت سے تعارض بیان کرتے ہیں تاکہ باقی مقامات میں بھی حق و باطل کے درمیان امتیاز کیا جاسکے۔

(غلطی ۱) مؤلف تفسیر صافی نے سب سے پہلے غلط تفسیر یہ کی ہے کہ طلاق
اِقْعَاتُہُمْ فِی اسْتِحْقَاقِ التَّعْظِیْمِ مَا دَمِنَ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰہِ (۳۷۱) یعنی ازواج النبی اس وقت
تک قلیل تو قیر و تکریم ہیں جب تک وہ اللہ کی طاعت پر رہیں۔

مؤلف کا منشاء یہ ہے کہ عائشہ صدیقہؓ اس قاعدے سے خارج ہے حالانکہ
مؤلف کو اتنا خبر نہیں کہ اس سے قرآن مجید کی معنوی تحریف ہوتی بلکہ مقدس کے اصل
مفہوم پر زیادتی لازم آتی ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں نیز دلیل غلطی ہم نے
سیدنا باقرؓ کی عبارت بیان کر کے واضح کر دیا ہے کہ آیت سے وہی معنی مراد ہے جسے
اہلسنت ترجیح دیتے ہیں پس مؤلف صافی کی تفسیر بے اصل اور بے معنی ہے۔

(غلطی ۲) مؤلف مذکور نے دوسری غلطی یہ کی ہے کہ اس آیت کے تحت میں
ایک بناوٹی حدیث حضور اکرمؐ کی طرف منسوب کی ہے جو کہ نہ روایتاً درست ہے اور
نہ درایتاً تو اس لئے کہ اہل سنت کی کسی معتبر کتاب میں یہ حدیث مروی نہیں اور اہل تشیع کی
کتابیں ہمارے نزدیک قابل اعتبار نہیں اور روایتاً اس لئے کہ روایت میں حضورؐ کی طرف
سے علی مرتضیٰ کو یہ ارشاد ہے کہ جب میری عورتیں شرع کے خلاف کریں تو انہیں طلاق
دے دینا گو یا حضورؐ نے حضرت علیؓ کو طلاق الاندراج کی تفویض کی اور وفات پا گئے تو
ظاہر ہے کہ حضورؐ کی زندگی میں سیدنا علیؓ سے طلاق وارد نہیں اور آپؐ کی وفات کے بعد
طلاق کا کچھ اعتبار نہیں جبکہ شریعت میں ان امور کا تعلق ظاہری زندگی سے ہے۔

(اولیل علی) اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سَمِیْعٌ عَظِیْمٌ شَانَ نِسَاءِ النَّبِیِّ نَخَصَّصْنَ
لِشَرَفِ الْاَقْبَاتِ (تفسیر صافی ص ۳۷۱)

ترجمہ: بلاشبہ خدا تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کی بیویوں کا درجہ بلند کیا ہے یہی توجہ
ہے کہ ان کو ام المؤمنین کے شرف سے مشرف فرمایا۔
(نوٹ) اس سے آگے مفسر مذکور نے جو کچھ غلط بیانی سے کام لیا ہے اس کی پوری

تردید مذکورہ بالا مضمون میں دیکھ لی جائے۔

فضیلت ۵

إِنَّ الَّذِينَ يُدْمُونَ الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

آیت کی تفسیر مؤلف صافی کی قلم سے

الغافلات متناقدن بہ المؤمنات بالله ورسوله لعنوا فی الدنیا والآخرۃ
عما طعنوا فیہن ولہم عذاب عظیم لعظم ذنوبہم۔

ترجمہ :- بلاشبہ جو لوگ پاک دامن برائیوں سے غافل اور ایمان دار عورتوں پر
عیب لگاتے ہیں ان پر دنیا میں بھی لعنت کی گئی ہے اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے
بڑا عذاب ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۱ مطبوعہ کرشن نگر لاہور)

طرز استدلال :- بعض مخالفین سے قطع نظر اہل سنت اور اہل تشیع مفسرین
کا اتفاق ہے کہ یہ اور اس قسم کی دوسری آیتیں عائشہ صدیقہ کی برائت کے سلسلہ میں نازل
ہوئی ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی ظاہر ہوگا کہ ماشاء اللہ سیدہ صدیقہ کا مقام خدا تعالیٰ کے
نزدیک بہت بلند ہے حتیٰ کہ قرآن میں ان کے مخالفین کو ملعون و معذب قرار دیا گیا ہے۔

مفسر صافی اور مفسر قمی کی متعصبانہ روش

مولوی مقبول بے چارے کا تو کچھ نہ پوچھو وہ تو بالکل خوشہ چین ہے ویسے بھی سب کے
سب نے اس روایت کو لیا ہے اور بڑے فخر سے لیا ہے لکھتے ہیں کہ آیت میں جن تہمت
لگانے والوں کا ذکر ہے اس سے مراد سیدہ عائشہ ہے اور جس تہمت لگائی گئی اس سے
مراد ماریہ قبطیہ ہے اور تہمت ابن رسول حضرت ابراہیم کے متعلق تھی حالانکہ یہ مطلب

نہ آیت کے موافق ہے اور نہ ہماری کسی معتبر کتاب میں مذکور ہے اس کے علاوہ قرآن مجید کی دوسری آیت کے بھی مخالف ہے چنانچہ اسی سورت کے ابتدائی میں پروردگار عالم ارشاد فرماتے ہیں :-

اِنَّ الَّذِيْنَ هَادَوْا بِالْاَفْكَ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ ۚ جَسَدِمْ جَسَدِمْ جَسَدِمْ
فَرِیل ہیں۔

(۱) ترجمہ۔ مصنف تفسیر صافی عُصْبَةٌ مِنْكُمْ جَمَاعَةٌ ۳۱۴

(۲) ترجمہ مقبول۔ بے شک جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے۔ ۵۵۹

(۳) ترجمہ فرمان علی جمائل :- بے شک جن لوگوں نے جھوٹی تہمت لگائی وہ تمہیں میں سے ایک گروہ ہے۔ ۵۵۹

(۴) تفسیر نہج الصادقین بحقیق کہ اکھ اور دند دروغ بزرگ را در شان عائشہ گروہی انداز شما۔ ۲۸۱ ج ۶ جز ۱۸

ترجمہ :- بے شک جن لوگوں نے بہت بڑا جھوٹ عائشہ صدیقہ کے حق میں استعمال کیا ہے تم میں سے ایک گروہ ہے۔

نتیجہ بحث

مذکورہ بالا تفسیروں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جو لوگ ان تہمت لگانے والوں کا مصداق حضرت عائشہ صدیقہ کو بتاتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں۔
اگر موجودہ اہل تشیع کے علماء میں تہمت و جرات ہے تو وہ مذکورہ آیت اور تفسیری حوالہ جات کے جوابات بیان کریں۔

فضیلت ع

دلیل ع۔ اُولَٰئِكَ مُتَعَدِّونَ وَمَا يَفْقَهُوْنَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ قَدْ يَزْنِي بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (سورہ نور)

(ترجمہ) لوگ جو کچھ ان کی نسبت لکھا کرتے ہیں اس سے یہ لوگ بری اللہ میں ہیں۔ ان (پاک لوگوں کے لئے) آخرت میں) بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔

(ترجمہ فرمان علی شیعہ ص ۵۲)

(طرز استدلال) خدا کے قدوس نے عائشہ صدیقہ کو اس آیت میں مبرا بیان فرما کر ان کی مغفرت اور بلند مرتبت پر فخر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔

مفسر صافی کی زبردست جہالت

تفسیر صافی ص ۲۱۵ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ خبیث اور خبیثوں سے مراد حضرت معاویہ اور اس کے اصحاب ہیں اور طیبیت و طیبین سے مراد سیدنا علی اور اس کے اصحاب ہیں حالانکہ بوقت نزول نہ ان کی آپس میں جھگڑا تھی اور نہ نزاع تھا۔ ناظرین فرمائیں کہ کیا یہ سراسر جہالت کا مظاہرہ نہیں۔

دلیل ع۔ و بعد ازین آیات بیان طہارت ذیل عائشہ رحمی کند از تہمت و انک جمعہ از منافقان مراد۔ (تفسیر منہاج الصادقین ص ۵۵۹ ج ۴)
(ترجمہ) ان آیات کے بعد خدا تعالیٰ نے دامن عائشہ کو تہمت اور منافقین کی جماعت کے بہتان سے پاک ثابت کیا ہے۔

(طرز استدلال) ملا فتح اللہ کاشانی شیعہ مفسر نے اپنی قلم سے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ اگلی آیتوں میں عائشہ صدیقہ کی طہارت کو بیان کیا گیا ہے کہ اس میں ایک تو ائمہ المؤمنین کی رفعت ثابت ہوئی دوسری یہ کہ مولوی قحی اور مفسر صافی کی بھی تردید ہو گئی کیوں کہ ان کے نزدیک ان آیات کے شان نزول کا حضرت عائشہ سے ذرہ بھر بھی تعلق نہیں ہے۔

(دلیل ۷) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از اہبات المؤمنین و اکابر صحابہ تفتیش
 این معنی نمودند ہمہ بطہارت ذیل من گواہی دادند۔ تفسیر منہاج الصادقین ص ۲۳ (سورۃ النور)
 ترجمہ۔ پس حضور علیہ السلام نے تمام اپنی بیویوں سے اور بڑے بڑے صحابہ کرام سے
 میرے متعلق تفتیش فرمائی تو سب نے میرے دامن کی صفائی پیش فرمائی۔
 (طرز استدلال) ملا فتح اللہ کشانی کی اس عبارت نے واضح کر دیا کہ سیدہ عائشہ
 صدیقہ کی عفت و عظمت اور تقویٰ و طہارت تمام صحابہ و صحابیات کے نزدیک متفق
 اور مجمع علیہ تھیں اگر اس زمانہ میں اس کے خلاف کسی کی زبان طعن و راز نہ ہو سکتی تو اس
 کسی کا کیا اعتبار۔

دلیل ۹ بشری یا عائشہ فقد بتدک الله (ج ۴ ص ۲۶۱)

ترجمہ۔ بشارت بادتر اسے عائشہ کہ حق تعالیٰ تیرے توفیق و توفیق (منہاج الصادقین ص ۲۶۱)
 ترجمہ۔ تجھے مبارک ہو اسے عائشہ خدا تعالیٰ نے بذات خود تیرے اُمت فرمادی ہے۔
 (طرز استدلال) تمام اہبات المؤمنات کی قدر و منزلت ہمارے نزدیک مسلم ہے، مگر
 عائشہ صدیقہ کو تیریک و تہنیت کے تحائف پروردگار عالم کی طرف سے موصول ہو چکے ہیں
 دلیل غل لولا اذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خیرا و
 قالوا هذا افک قبین ۱

ترجمہ۔ ایسا کیوں نہ ہوا جبکہ تم نے یہ بات سن لی تھی تو ایمان والوں نے اپنے ہم مسلک
 لوگوں کے متعلق بھلائی کا گمان کیوں نہ کیا اور یونہی کہہ دیتے کہ یہ کھلا بہتان ہے، ۱۲۔
 طرز استدلال۔ گویا خدا تعالیٰ کو عائشہ صدیقہ کے خلاف یہ الفاظ سننے پسند
 آئے اس سے لولا کے ساتھ آیت کو شروع فرمایا تحریریں و تشوین دی کہ یونہی کہہ دیا
 جا تا کہ یہ بہتان ہے اور یہ یقیناً غیر توقع کے مطابق ہے۔

دلیل ۱۰۔ حاصل معنی آنکہ بایستی کہ مومنان بعد از استماع این دروغ گمان بردندی

بعائشہ۔ (تفسیر منہاج الصادقین ج ۴ ص ۲۶۲)

ترجمہ :- حاصل معنی یہ کہ مومنوں کو لائق تھا کہ اس جھوٹ کو سن لینے کے بعد عائشہ صدیقہؓ کے حق میں نیک گمان کرتے۔ ۱۲

(طرز استدلال) مطلب واضح ہے حیاں را چہ بیاں۔
دلیل ۱۲ ولہا بعد حرمتہا الا ولی۔

(منہج البلاغہ ج ۲ ص ۶۳ مطبوعہ الاستقامہ مصری)

ترجمہ :- اور عائشہ صدیقہؓ کے لئے ابھی تک پہلی عزت ہے۔ سلسیل فصاحت ص ۴۴۸

مطبوعہ نثرانی پریس لکھنؤ

طرز استدلال۔ فوج صدیقہؓ اور فوج حیدر کرار کے درمیان جنگ ہوئی تو اس کا نام جنگ جمل مشہور ہوا حقیقت میں یہ منافقین کی ایک پھال تھی جس سے جہال کو مغالطہ لگا عبارت مذکورہ بالا میں حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ اگرچہ میرے اور صدیقہؓ کے مابین جنگ ہوئی لیکن اس سے ان کی عزت و توقیر میرے دل سے نائل نہیں ہوئی بلکہ ان کی ویسی عزت میری نگاہوں میں باقی ہے جیسا کہ آٹکے نامہ کے زمانہ میں تھی۔

مترجم منہج البلاغہ مؤلف سلسیل فصاحت کی جہالت اور سفید چھوٹ

صفحہ ۴۷۸ میں ظفر مہدی تقویٰ نصیر آبادی مذکورہ بالا عبارت کا معنی یوں کرتے ہیں۔

اُس کے لئے اب تک پہلی حرکت ہے۔ ۱۲۔

میں دنیاۓ شیعیت کو چیلنج کرتا ہوں اگر ان میں ہمت ہے تو حرمت کا معنی لغت کی کسی معتبر کتاب سے حرکت ثابت کریں۔

ظہور صدق کہاں ان سے ان میں تاب کہاں

سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر اہل تشیع کے چند اعتراضات

اور
اُن کے دندان شکن جوابات

پہلا طعن :- ان تتوبوا الى الله فقد صغت قلوبكم۔

اہل تشیع کہتے ہیں کہ عائشہؓ اور حفصہؓ نے حضور علیہ السلام کے ایک راز کو ظاہر کر دیا تھا جس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا اگر تم خدا کی طرف توبہ کرو تو پس تحقیق تمہارے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ بہر حال معلوم ہوا کہ شیعیان کی دونوں صاحبزادیوں کے دل حق سے ٹیڑھے ہو چکے تھے اور یہ موجب فسق ہے۔

جواب :- اہل تشیع کے اعتراض کی بنیاد مذکورہ بالا کے ترجمے سے غلط مفہوم پر ہے حقیقت یہ ہے کہ صغت کا معنی وہ نہیں ہے جو کہ ہمارے مخالفین نے سمجھا ہے فعلی ہذا ہم فریل ہیں اولاً صغت کے لغوی معنی پر بحث کریں گے بعدہ آیت کا حقیقی معنی تحریر کریں گے۔

لغوی بحث

صغت صغو سے ہے اور صغو کا معنی میلان ہے پس اگر کسی چیز سے میلان ہو تو عربی لغت میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے حسب ذیل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

زلیغ^۱ ادعواء^۲ تنعر^۳ انصران^۴

اور اگر کسی چیز کی طرف میلان ہو تو عربی لغت میں حسب ذیل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

انابت^۱ فی^۲ التفات^۳ توبتہ^۴ صغو^۵

صفت کے متعلق عربی اصطلاحات

- (۱) صَفْوَةٌ مَعْلُوفَةٌ (ترجمہ) اس کا میلان تیرے ساتھ ہے۔
- (۲) اصغیت الی ندایہ (ترجمہ) تو نے اس کی طرف میلان کیا۔
- (۳) ابصی یعلم بمصغی خذہ (ترجمہ) روکا خوارے کے مائل کرنے سے معلوم کیا جاتا ہے۔
- (۴) اصغت الشمس النجوم (ترجمہ) سورج اور ستارے مائل ہو چکے ہیں۔
- (۵) کان یصغی لہما الا (ترجمہ) حضور علیہ السلام نے بی کے لئے برتن کو نیچے مائل کر دیا ہے۔

مذکورہ بالا تحقیق کا نتیجہ

حاصل یہ ہوا کہ صفوکا معنی اس آیت میں مائل ہونا ہے پس جو لوگ حقیقی معنی کو چھوڑ کر غلط مفہوم کی تشریح کرتے ہیں وہ فسادِ باتِ قلبی کا ثبوت دیتے ہیں۔

چند تائیدی جملے

اس سے پہلے کہ وہ جملے تحریر کئے جائیں سمجھ لینا چاہیئے کہ قد صفت قلوبکمما سے پہلے ان تتوبوا الی اللہ کا جملہ موجود ہے یعنی آیت یوں ہے فَلَا تُتُوبُوا الی اللہ فقد صفت قلوبکمما گویا کہ ان تتوبوا الی اللہ شرط ہے اور فقد صفت قلوبکمما جزا ہے اور اس قسم کے جملے اصطلاحِ عرب اور قرآن مجید میں بیشمار ہیں (۱) ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح (قرآن) اگر تم فتح کے طلب گار ہو تو پس تمہارے پاس فتح آگئی ہے۔

(۲) ان یکذبوا فقد کذب سلسلہ (قرآن) اگر وہ لوگ تیری تکذیب کرتے ہیں تو پس

تحقیق آپ سے پہلے نبیوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے۔

(۳) (الانصۃ فقد نصیہ اللہ (قرآن) اگر تم نے رسول کی امداد نہیں کی تو پس اللہ تعالیٰ نے رسول کریمؐ کی خود بخود امداد فرمادی۔

(۴) ان یعودوا فقد مضت سنت الاقلین (قد آن مجید)

(ف) ان تمام آیات سے روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ صرف ان سے جملہ شروع ہونا اور فقدا کے حرف سے جزا کا بیان ہونا قرآن مجید میں شائع ذائع ہے جس کا کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا، پس اس آیت میں بھی ان تتوبا الی اللہ شرط ہے اور فقد صفت قلوبکما جزاء ہے جس کا معنی یہ ہے اگر تم دونوں بیدیاں خدا کی طرف رجوع کرو تو وہیں تمہارے دل خدا کی طرف مائل ہو چکے ہیں۔

جواب :- جو لوگ صفت کا معنی اٹھڑھا کر کے عائشہ صدیقہؓ اور حفصہ مطہرہؓ پر اعتراض کرتے ہیں وہ حقیقت میں غلطی پر ہیں اس لئے کہ اگر دل ٹھٹھا ہونے سے مراد مائل الی التوبہ ہونا ہے تو اعتراض ہی نہ رہا اور اگر اس سے مراد اللہ کفر و فسق یا قلبی قسادت ہے تو حضور علیہ السلام نے طلاق دے کر جدا کیوں نہ کر دیا۔

اہل تشیع پر اہل سنت کے چند اعتراضات

اعترض نمبر ۱۔ قرآن مجید میں ہے لا یحل لک النساء من بعد ولا ان یدل

بہن من ازواج ولو اعجبتک حسنہن (پٹ سورۃ احزاب رکوع ۴)

(ترجمہ) اے حبیب مکرم ان بیویوں کے بعد نہ تو تیرے لئے اور عورتوں کا کرنا حلال ہے اور نہ اس کے قائم مقام بدلنا حلال ہے اگرچہ وہ حسین و جمیل کیوں نہ ہو۔

مذکورہ بالا آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت صلعمؐ کی بیویوں کی مدح و توصیف کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کو ان پر اکتفا کرنے کا حکم اور ان کے بغیر سے منع فرمایا ہے پس اگر

اہل تشیع کے علماء میں ہمت ہے تو اس آیت کا جواب دیں۔

اعتراض نمبر ۲۔ قرآنی آیات کے سیاق و سباق کا منشا یہی ہے اہل البیت سے مراد اولاد بالذات ازواج مطہرات ہیں اور ثانیاً بالعرض حضرت رسول کریم ہیں پس اگر حضور علیہ السلام کی بیویاں بقول اہل تشیع قابل اعتراض تھیں تو یطہرکم تطہیراً کا کیا جواب ہے۔

اعتراض نمبر ۳۔ بعثت نبوی کی علت غائی یقیناً مؤمنین و مومنات کے قلوب کا تزکیہ اور تجلیہ ہے۔

یزکیہم ویعلما لکتاب متعدد و مرتبہ قرآن مجید میں وارد ہے پس جو بیویاں شب و روز اور سفر و حضر میں حضور کی رفیقہ حیات رہیں اگر آپ کے تزکیہ کا ان پر بھی اثر نہ ہو تو حضور کی بعثت کا کیا مطلب رہا۔

۴ دکھا سکیں نہ جو راہ منزل میں ان ستاروں کو کیا کروں گا !
جو خود ہوں محروم روشنی سے میں چاند تاروں کو کیا کروں گا ،

اعتراض نمبر ۴۔ حضور علیہ السلام مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو آپ نے علی بن ابی طالب سے عالتشہ صدیقہ شہ کے گھر رہنا پسند کیا بدیہی امر ہے کہ عالتشہ صدیقہ کا گھر اگر محبوب تھا تو عالتشہ صدیقہ کی وجہ سے کیونکہ مکان سے محبت کی وجہ سے ہوتی ہے پس اگر بقول شیعہ عالتشہ مبعوض تھی تو حضور علیہ السلام نے باقی بیویوں سے ان کے گھر کو تزیین کیوں دی
اعتراض نمبر ۵۔ حضور کا ارشاد ہے ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہم وہاں دفن ہوتے ہیں جہاں وفات پاتے ہیں پس اگر اہل تشیع کے قول کو صحیح مان لیا جائے تو انہیں جواب دینا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ایسے نامناسب مقام پر وفات دی کیوں اور آپ نے وہاں وفات پائی کیوں۔
اعتراض نمبر ۶۔ ترجمہ مقبول ص ۲۷ کے حاشیہ میں ہے جہاں سے خمیس وہاں دفن پس اگر مذکورہ بالا حدیث صحیح ہے تو شیعہ حضرات بتلائیں کہ عالتشہ صدیقہ شہ کے گھر سے

خدا تعالیٰ نے سرور کائنات کے جسم مقدس کا خمیر لیا کیوں اور پھر وہاں دفن کیا۔

۵ الجھاسے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا !

اعتراض نمبر ۷ :- قرآن مجید میں ہے یا ایہا النبی جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ
وَاقْلُظْ عَلَيْهِمْ (ترجمہ) اے حبیب مکرم کفار و منافقین سے جہاد کرو اور ان پر
تشدد کرو۔

فرمائیے اگر بقول شما معاذ اللہ حضور کی وہ بیویاں ویسی تھیں تو حضور نے ان پر تشدد
کیوں نہ کیا۔ اگر تشدد کیا ہے تو ثابت کیا جائے، اور اگر تشدد نہیں کیا تو فرمان خداوندی کی
تعمیل نہیں ہوئی۔

اعتراض نمبر ۸ :- سرور کائنات نے جب اظہار نبوت فرمایا اور شریعت مطہرہ کا علم لہرایا
اس کے بعد کفار و مشرکین یا بد مذہب منافقین کے ساتھ نکاح کرنا جائز رہا یا نہ اگر جائز رہا
تو ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمنن کا کیا جواب ہے جس کا معنی یہ ہے کہ مشرکہ عورتوں
سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ ایمان لے آئیں۔

اگر ناجائز تھا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ آپ نے نکاح کیوں کیا۔

اعتراض نمبر ۹ :- عائشہ صدیقہؓ کے متعلق حضور کو حقیقت حال کی خبر تھی یا نہ، اگر
تھی تو علیحدہ کیوں نہ کیا اور اگر خبر نہیں تھی تو بقول شما عالم کان و مایکون کہاں رہے۔

اعتراض نمبر ۱۰ :- ہماری کتابوں سے وہ صحیح حدیث پیش کیجئے جس میں حضور علیہ السلام نے
ان کے عدم ایمان پر نص فرمائی ہو۔

اہل تشیع کا اہل سنت پر دوسرا اعتراض

قرآن مجید میں ہے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ یعنی اپنے گھروں میں رہ جاؤ اور

ظاہر ہے کہ یہ خطاب جہاں باقی عورتوں کے لئے ہے وہاں حضور علیہ السلام کی ازواج بھی مستثنیٰ نہیں، پس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علیؑ کے مقابلہ میں نکلنا قرآن مجید کے حکم کے خلاف ہے۔

جواب ۱۔ قَدْر کا مطلب اگر یہ ہے کہ گھر سے مطلقاً نکلنا بھی ناجائز ہے تو یہ غالباً فریقین کے نزدیک غیر مسلم ہے اور اگر قَدْر کا معنی یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کی طرح بے نقاب ہو کر بغیر ضرورت شرعیہ کے عورتیں گھر سے باہر نہ نکلیں تو یہ ہمارے نزدیک بھی مسلم ہے اور کسی سمجھ دار کے نزدیک باعث اعتراض بھی نہیں پس معترض کو چاہیے کہ آیت کا ترجمہ کرتے وقت ہوش و عقل سے کام لے۔

جواب ۲۔ اہل تشیع کے اعتراض کی بنا اس پر ہے کہ عائشہ صدیقہ مدینہ منورہ سے باہر جنگ کے لئے تشریف لے گئیں اور یہ ان کے لئے ناجائز تھا اس بنا پر انہیں یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ کیا حضرت عائشہ صدیقہ مدینہ منورہ سے نکلیں یا حضرت علی مرتضیٰؑ ان کے ساتھ یہ ثابت ہو جائے کہ وہ بچہ مصطفیٰؐ کے معطفہ سے واپس ہوئیں اور راستے میں فوج علیؑ نے جا کر راستہ بند کر دیا تو مجبوراً مجبور خدا یقیناً اس الزام سے بری ہیں۔

پس حقیقت یہ ہے کہ عائشہ صدیقہ مدینہ منورہ سے جج کرنے کو تشریف لے گئیں اور مدینہ میں بلوایہوں نے خلیفہ رسول حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا ان کو وہاں خنجر پہنچی تو فوراً وطن (مدینہ) کو لوٹیں راستے میں جنگ جبل واقع ہوئی جس میں مخالفین نے اپنا پورا پارٹ اور کلہاڑیاں حضرت عائشہؓ کا نہ تو اس غرض سے نکلنا ثابت ہوا اور نہ اعتراض وارد ہوا اگر اہل تشیع میں ہمت ہے تو صحیح ثبوت یہم پہنچائیں۔

اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر چند اعتراضات

اعتراض نمبر ۱۔ عائشہ صدیقہ مدینہ منورہ سے جج کے لئے تشریف لے گئی تھیں یا

جنگ کی خاطر اگر حج کے لئے تشریف لے گئی تھیں تو نص صریح سے امتناعی حوالہ پیش کیا جائے اور اگر جنگ کی خاطر گئی تھیں تو اہلسنت کی صحیح روایت پیش کی جائے۔
اعتراض نمبر ۲:- جس وقت عائشہؓ مدینہ سے باہر گئی تھیں کیا وہ تاریخ اور شہادت عثمانؓ کی تاریخ ایک تھی یا مختلف اگر ایک تھیں تو یقیناً خلاف واقع ہے اور اگر مختلف تھیں تو اعتراض ہی نہ رہا۔

اعتراض نمبر ۳:- اگر تسلیم کر لیا جائے کہ آپؐ صرف اس لئے گھر سے باہر نکلی تھیں تو فرمائیے اس میں ان کا کیا قصور کیا قصاص کا طلب کرنا خلاف شرع تھا واضح کیا جائے۔
اعتراض نمبر ۴:- تمام اہل تشیع اس پر متفق ہیں کہ سیدہ فاطمہؓ مطالبہ فدک کے لئے تمام عورتوں سمیت گھر سے باہر نکل کر ابو بکر صدیقؓ کے دربار میں آئیں۔
چنانچہ جلاء العیون فارسی مطبوعہ تہران ص ۳۸۱ سطر ۱۲ میں ہے۔
بہتوں خیرہ بآں حضرت (فاطمہؓ) رسید۔

فرمائیے قرن کا حکم سیدہ فاطمہؓ پر بھی شامل تھا یا نہ اگر شامل نہ تھا تو کیوں اور اگر شامل تھا تو گھر سے باہر کیوں گئیں۔ ماہو جوابکم فہو جوابنا
اعتراض نمبر ۵:- جلاء العیون ص ۱۳ میں ہے پس حضرت بازنان بنی ہاشم مسجد در آمدند و زنان بنی ہاشم پردہ در پیش روئے آنحضرت آویختند برائے آنکہ بخت حق تعالیٰ را برآں تمام کنند۔ ۱۲۔
اس عبارت سے مکرر سیدہ کا گھر سے باہر نکلنا شیعوں کی معتبر کتاب سے ثابت ہے۔

اہل تشیع کا تبسرا اعتراض

سیدنا علیؓ کے دور خلافت میں زوجہ رسول کریمؐ حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ سے

جنگ کی حالاں کہ برحق خلیفہ سے بغاوت کرنا ناجائز تھا۔

جواب :- جو لوگ جنگ جمل کی بغاوت سے تعبیر کرتے ہیں وہ حقیقت میں جہل کا ثبوت دیتے ہیں تاہم کبھی کسی کے سپاہ و سفید کو نہیں چھوڑتی حقیقت یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کہ منظمہ کوچ کے لئے تشریف لے گئیں تو پیچھے دشمنوں نے خلیفہ رسول کو قتل کر دیا۔ قتل کرنے والے سبائی پارٹی کے غنڈے تھے مدینۃ الرسول اور کھلے بندوں دشمنوں کا حملہ کر کے ایک خلیفہ المسلمین کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت قتل کر دینا کوئی تھوڑا سا سخت تھا حضرت عائشہ صدیقہؓ ام المومنین کا درجہ رکھتی تھیں ان کے لئے حضرت عثمانؓ بھی فرزند تھے اور حضرت علیؓ بھی انہیں خطرہ تھا کہ ایک بیٹا تو آج مارا گیا ہے خدا نخواستہ اگر دشمنوں کو تلاش نہ کیا گیا اور قاتلین کا سراغ نہ نکالا گیا تو کل دوسرے فرزند کے متعلق یہی سننے میں آئے گا اس لئے ضروری ہے کہ قاتلین کو تلاش کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے اسی غرض سے آپ کے ساتھ کافی سے زیادہ لوگ ساتھ ہوئے جب آپ مقام جمل پہنچیں تو ادھر قاتلین عثمانؓ کے پیٹ میں درد پڑنا شروع ہوا وہ چوں کہ جلد بازی سے حضرت علیؓ سے بیعت ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے مشورہ دیا کہ عائشہؓ آپ پر حملہ کرنا چاہتی ہے آپ ہمیں منع نہ کریں ہم ضرور ان کے مقابلہ میں جمع ہوں گے اگر انہوں نے حملہ کیا تو جواب دیں گے ورنہ ہمیں لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں آپ نے طوعا کرھا اجماعت دے دی ادھر حضرت عائشہؓ نے ایک قاصد بھیج کر اطلاع دی کہ علی مرتضیٰؓ نہ تو میں تیری مخالف ہوں اور نہ معاند حقیقت یہ ہے کہ میرا جلدی لوٹنا محض قاتلین اور غنڈوں کی تلاش کے لئے ہے امید ہے آپ میری اس میں معاونت فرمائیں گے قاصد کا پہنچنا تھا کہ حضرت علیؓ کے چہرے سے اطمینان کے اثرات نمودار ہونے لگے آپ نے فرمایا آپ صرف آنے والی رات تک صبر سے کام لیں کل انشاء اللہ تحقیق کر کے معاندین کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے گی۔ قاصد واپس لوٹا تو سبائی پارٹی نے جاسوسوں کے ذریعہ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ

کے باہمی مشورے سے اطلاع پاکر مشورہ کیا طے یہ ہوا کہ آدھی رات کے وقت امیر المؤمنین کو تباٹے بغیر دونوں فوجوں پر بلوہ کر دیا جائے تاکہ اگر ہم نہ رہیں تو وہ بھی نہ رہیں چنانچہ جب رات ہوئی تو غنڈوں نے حملہ کر دیا سیدنا علیؑ کی فوج نے سمجھا کہ عائشہ صدیقہؓ کا قصور ہے اور عائشہ صدیقہؓ کی فوج نے سمجھا کہ حضرت علیؑ کا قصور ہے سارا دن جنگ میں گزر گیا جنگ میں عائشہ صدیقہؓ کے لشکر کو شکست ہوئی حضرت حسنؑ کو حضرت علیؑ نے بھیجا کہ ام المؤمنین کو جا کر گھر پہنچائیں شام کو امیر المؤمنین اور ام المؤمنین کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے اپنا لشکر پٹھ کر بے خبری کا ثبوت دیا اور ایک دوسرے پر رضا کا اقرار کیا یہ ہے اصلی واقعہ جسے توڑ مڑ کر مخالفین طرح طرح کے طعن کیا کرتے ہیں مزید تفصیل تاریخ اسلام مصنفہ مولانا معین الدین ندوی اعظم گڑھی میں ملاحظہ فرمائیں۔

بحث متعلق سیدنا معاویہؓ

سیدنا معاویہؓ کے فضائل

استدلال علی۔ والتسابقون الاقلون من المهاجرین والانیصار
الذین اتبعوهم رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنت تجری من
تحتها الانہار خالدين فیہا ابدًا ذلک الفوز العظیم۔

(ترجمہ) ایمان کی طرف مہاجرین و انصار میں سے بہت سے جانے والے اور جن لوگوں نے
نبیؐ میں ان کی پیروی کی خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور تیار کر دیا
اللہ نے ان کے لئے بہشت جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہاں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

یہی بڑی کامیابی ہے۔ ۱۲۔

طرز استدلال :- مذکورہ بالا آیت میں تین قسم کے گروہوں کے متعلق رضاء خداوندی کا سارٹیفکیٹ اور بہشت بریں کا مژدہ دیا گیا ہے۔

(۱) وہ لوگ جو مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ مقدسہ پہنچے۔

(ب) وہ لوگ جو مدینہ منورہ میں حضور کے حامی اور مددگار بنے۔

(ج) وہ لوگ جو مہاجرین و انصار کے دین حق اور مذہب صادق میں تتبع ہوئے۔ ظاہر ہے کہ پہلے دو گروہوں میں حضرت معاویہؓ نہیں آ سکتے لیکن تیسرے گروہ سے بھی کسی صورت خلیفہ نہیں ہو سکتے۔

متبعین کے اقسام

متبعین کی دو قسم ہیں ایک وہ جن کو حضور علیہ السلام کا دیدار نصیب ہوا اور دوسرے وہ جن کو وہ مبارک عہد تو نصیب نہ ہوا، البتہ عقائد و اعمال میں موافق و مطابق رہے اگرچہ مذکورہ آیت میں ان دونوں قسموں کے لئے جنت کا دخول اور دخول کے بعد خلود کی بشارت موجود ہے لیکن پہلا قسم دوسرے قسم سے اعلیٰ افضل اور طیب ہے جس کا کوئی ذی شعور اور عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔

استدلال :- ابن بابویہ بسند معتبر از ابی امامہ روایت کر رہے ہیں کہ حضرت رسولؐ فرمود کہ خوشحال کسیکے مراد بیند و ایمان آورد و بمن پس ہفت مرتبہ گفت۔ ایں را بحوالہ حیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۷ مطبوعہ نور کشور کھنڈو۔

ترجمہ :- ابن بابویہ نے معتبر سند کے ساتھ ابوامامہ سے نقل کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عجیب قیمت ہے اس شخص کی جس نے مجھے دیکھا اور ایمان لایا پس آپ نے یہ بات تقریباً سات مرتبہ دہرائی۔

طرز استدلال شیعی روایت سے یہ تو بخوبی واضح ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کو ایمانی حالت میں دیکھنے والا بڑا ہی خوش قسمت ہے اور یہ مسئلہ اہلسنت کے ہاں بھی مسلم ہے اب فریقین میں کوئی بھی ایسا نہیں ہو سیدنا معاویہؓ کے صحابی اور زائد رسالت میں ایمان لانے کا منکر نہیں یہ امر متحقق ہو تو سیدنا معاویہؓ کے خوش قسمت ہونے میں ذرہ برابر بھی شک نہ رہا۔

استدلال ۷۔ بسند حسن از حضرت صادق روایت کردہ است کہ اصحاب رسول خدا دوازده ہزار نفر بودند ہشت ہزار نفر از مدینہ و دو ہزار انہ اہل مکہ و دو ہزار نفر از آزاد کردہ ہا۔ (حیات القلوب ص ۴۵ ج ۲ مطبوعہ نو کشور کھنؤ)

(ترجمہ) امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ بارہ ہزار تھے جن میں سے آٹھ ہزار جوان مدینہ سے اور دو ہزار مکہ سے اور دو ہزار غلام آزاد کئے ہوئے تھے۔ طرز استدلال ۸۔ حضرت جعفر صادق نے صحابہؓ کی تعداد اپنی معلومات کے ماتحت جتنا بھی اُن سے موسکبایان فرمادی ظاہر ہے کہ حضرت معاویہؓ صحابہ میں سے تھے۔

استدلال ۹۔ بسند دیگر از حضرت رسول روایت کردہ است کہ آنحضرت فرمود خوشحال کسیکہ مرادیدہ باشد و خوشحال کسیکہ کسی مرادیدہ باشد کہ او مرادیدہ باشد و خوشحال کسیکہ کسی مرادیدہ باشد کہ او کسی مرادیدہ باشد کہ او مرادیدہ باشد۔

(سبحانہ حیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۸ مطبوعہ نو کشور کھنؤ)

(ترجمہ) دوسری سند کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا خوش قسمت ہونے دیکھنے والا یعنی صحابی اور تابعی اور تبع تابعی۔

طرز استدلال ۱۰۔ سیدنا معاویہؓ اُن خوش قسمت انسانوں میں سے ہیں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت ایمان دیکھا اور خدا تعالیٰ نے ان کو خدمت کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔

استدلال ۵۔ شیخ طوسی بسند معتبر از حضرت امیر المؤمنین روایت کرده است کہ آنحضرت فرمودہ کہ وصیت میکنم شما باصحاب پیغمبر شما کہ ایشانرا دشنام نہ بدهید اصحا پیغمبر شما آنانند کہ بعد از و بدعتی در دین نکرده باشند و صاحب بدعتی را پناہ نہ داده باشند بدستیکہ حضرت رسول ایں جماعت را بمن سفارش کرد (حیات القلوب ص ۵۸) (ترجمہ) شیخ طوسی نے معتبر سند کے ساتھ حضرت علیؑ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالیاں نہ دینا اور اصحا پیغمبر وہ ہیں کہ آپ کے بعد جنہوں نے بدعت نہ کی ہو اور صاحب بدعت کو پناہ نہ دی ہو حضور علیہ السلام نے اس جماعت کی میرے پاس سفارش فرمائی تھی۔

طرز استدلال ۱۔ مذکورہ بالا کے تین ٹکڑے ہیں حصہ اول (دشنام نہ دینا) حصہ دوم نہ دینا ہوا تھا کہ ہے اور حصہ سوم آخر تک پہلا اور تیسرا حصہ حضرت علیؑ کا فرمان ہے اور درمیان والا حصہ افعال را دی ہے یعنی را دی نے اپنی طرف سے بڑھا کر قول علیؑ میں ملا دیا ہے تاکہ پڑھنے والا امتیاز نہ کر سکے اور وہ یوں کہ مذکورہ تعریف صحابہ کے متعلق نہ تو حضور علیہ السلام سے ثابت ہو سکی ہے اور نہ کسی صحابی سے پس صحابی کی یہ تعریف صرف اس روایت میں آئی ہے جس کے لئے فریقین کی کتابوں میں ذرہ برابر بھی تائید موجود نہیں۔ فی الجملہ روز روشن کی طرح آنحضرت کے صحابہ کی شان اور عزت واضح ہو گئی اور حضرت علیؑ کے قول سے یہ بات پائیدار ثبوت تک پہنچ گئی کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کو عزیز تھے اور ان کو گالیاں دینے والا بارگاہ نبوت میں منضوب معتبوب مطرود اور مردود ہے۔

استدلال ۶۔ بسند دیگر روایت کردہ است از عبد اللہ جہنی کہ گفت روزی در خدمت رسول خدا بودیم ناگاہ دو سوار پیدا شدند چوں آن حضرت ایساں را مشاہدہ نمود فرمود کہ ایں دو کس از قبیلہ مدح اند چوں بنزدیک آمدند معلوم شد کہ از اں قبیلہ اند پس یکے از انہا نزدیک آنحضرت آمد کہ بیعت نماید چوں آن حضرت دست اُدر گرفت برائے

بیعت گفت یا رسول اللہ مرا خبر دہ کہ کسے کہ ترا بندہ ایمان بتویا و رد و تصدیق تو نماید و متابعت تو کند چہ ثواب از برائے او هست حضرت فرمود کہ طوبیٰ از برائے او است پس یا حضرت بیعت کرد و برگشت و دیگرے نیز دیک آمد و دست حضرت را گرفت و گفت یا رسول اللہ مرا خبر دہ کہ کسے کہ ایمان بتوا و رد و سخن تو باور کند و پیروی تو نماید و ترا ندید باشد چہ ثواب برائے او است حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ طوبیٰ از برائے او است پس بیعت کرد و برگشت۔

(ترجمہ) دوسری سند کے ساتھ روایت ہے عبد اللہ جہنی نے کہا ایک دن ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے کہ دو سوار نمودار ہوئے جب آپ نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ قبیلہ مدح سے تعلق رکھتے ہیں جب نزدیک آئے تو تپ چلا کہ واقعی وہ قبیلہ مدح کے فرد ہیں پس ان میں سے ایک حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا حضور علیہ السلام نے جب اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے دریافت کیا کہ جو شخص آپ کو دیکھ لیتا ہے اور ایمان بھی لے آتا ہے اور تصدیق بھی کر لیتا ہے اور آپ کی اتباع بھی کرتا ہے پس اس کے لئے کیا ثواب ہے آپ نے جواب دیا اس کے لئے خوشخبری ہے پس آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور چوم لیا۔ بعدہ دوسرا آیا اور حضرت کا ہاتھ لے کر عرض کی یا رسول اللہ مجھے خبر دیجئے جو شخص آپ پر ایمان لاتا ہے اور آپ کے سخن پر اختیار کر لیتا ہے اور آپ کی پیروی بھی کرتا ہے مگر یارت سے مشرف نہیں ہوتا اس کے لئے کیا ثواب ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے خوشخبری ہے پس بیعت ہو کر چلا گیا۔ ۱۲۔

طراز استدلال :- مذکورہ بالا روایت صحابہ کرام کی مقبولیت اور نگاہ نبوت میں معتزہ و مؤثر ہونے پر دلیل ہے طوبیٰ کا استحقاق اولاً بالذات صحابہ کرام کے لئے اور بعدہ تابعین کے لئے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک پیغام رحمت اور پیام برکت ہے اور حضرت معاویہؓ بھی یقیناً اسی درجہ رفیعہ کے مستحق ہیں۔

اہل تشیع کی طرف سے ایک سوال اور اس کا جواب

شیعہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث میں مطلقاً صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب اور مدارج اور محامد درج ہیں اس میں کہیں بھی معاویہ بن سفیان کا ذکر نہیں ہے۔

الجواب :- علیؓ پہلے المومم ہم نے صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؑ عظام کی مقبولیت کے دلائل پیش کر دیئے۔ اب جب تک انہیں روایات سے انہیں سندات کے ساتھ سیدنا معاویہؓ کا اخراج ثابت نہ کریں گے۔ یہ دلائل ان پر محبت رہیں گے اور ہمارے لئے مفید رہیں گے۔

ع الجھاسے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا!

استدلال عکس :- من کتاب لہ علیہ السلام

کتبہ الی اہل الامصار یقص فیہ ما جدی بینہ و بین اہل صفین
و کان بدء امرنا انا التقینا و القوم من اہل الشام و الظاہران ربنا و احد
و نبینا و احد و دعوتنا فی الاسلام و احدہ و لا نستزید ہم فی الایمان باللہ
و التصدیق برسولہ و لا یستزید و لنا الامر و احد الا ما اختلفنا فیہ من
دم عثمان و نحن منه براء۔ (نہج البلاغہ ج ۳ ص ۷۰)

(ترجمہ) :- حضرت علیؓ کا خط جو کہ آپؐ نے تمام شہروں میں آویزاں کر کے لئے لکھا
آپؐ نے اس میں اس جنگ کا ذکر کیا ہے جو کہ آپؐ کے اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ہوئی تھی۔
ہماری بے شک لڑائی ہوئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارا اور ان کا رب ایک ہے
نبی ایک ہے اسلام کی طرف دعوت بھی ایک ہے نہ ہم تو حیدر و رسالت کے ساتھ ایمان
لانے میں ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں دینی امر ایک ہے صرف اختلاف
قصاص سیدنا عثمانؓ کے متعلق تھا جس میں ہم یقیناً بری ہیں۔

طرز استدلال اور فوائد :-

(۱) حضرت علیؓ کا قول شیعہ کتاب سے منقول ہے اور اہل تشیع پر محبت ہے۔
 (ب) حضرت علیؓ نے ایسا خط اس لئے شہروں کے پورے پورے پڑا دیا تا کہ حضرت علیؓ
 اور حضرت معاویہؓ کے درمیان غلط فہم دہی گنڈہ ختم ہو جائے اور حقیقت حال سے
 دنیا باخبر ہو جائے۔

(ج) حضرت علیؓ نے یہ واضح کر دیا کہ معاویہؓ اور ان کا عقیدہ ایک تھا۔

۱۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا رب ایک تھا۔

۲۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا نبی ایک تھا۔

۳۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا اسلام ایک تھا۔

۴۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ ایک دوسرے سے ایمان اسلام تصدیق بر رسول
 اللہ میں زیادہ نہ تھے۔

۵۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا آپس میں اختلاف دم عثمانؓ میں تھا اور بس جس
 سے حضرت علیؓ نے برأت کا اظہار کر دیا۔

نتیجہ یہ اب جبکہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کی مذہبی کیفیت واضح کر دی ہے تو اہل
 تشیع کو پابندی ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال نہ کریں۔

اہل تشیع کا پہلا اعتراض اور اس کا جواب

بہت سے تمہارے اہل سنت حضرات امیر معاویہؓ کے خلاف ہیں پس اہل تشیع کو

اس میں منفرد سمجھنا غلط ہے۔

الجواب :- اہلسنت کے نزدیک حضرت معاویہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ
 کرام میں سے ایک تھے صحابی رسول ہونے کی حیثیت سے حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت

علیؑ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کوئی فرق نہیں البتہ مراتب کی حیثیت سے نہ وہ
مہاجرین میں داخل ہیں اور نہ انصاریں ہیں اس حقیقت سے باقی حضرات کو ان پر فضیلت
دینا بدیہیات سے ہے جس کا کوئی منکر نہیں لہذا جو اہل سنت سیدنا معاویہؓ سے بغض
رکھتے ہیں وہ حقیقت میں مذہب حقہ سے نا آشنا ہیں ذیل میں اہل سنت کی کتابوں میں
سے ان کے مناقب و فضائل نقل کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

فضیلت ۱۔

ثم انزل الله سكينة على رسولہ وعلى المؤمنين و انزل جنودا لم
تروها و عذاب الذين كفروا و قرآن
الوعدا للرحمن اسلم و ابوء يوم فتح مكة و شهد حنینا و تاريخ الخلفاء

ترجمہ حدیث و قرآن

طرز استدلال :- اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو صاحب
نبوت کے گروہ میں سے تھے اپنی سکینت (رحمت) نازل فرمائی اور کفار کو عذاب بنایا
اور ظاہر ہے کہ حضرت معاویہؓ ان لوگوں میں سے ہیں جو کہ حنین میں حاضر ہوئے اور خدا
تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بنے اور یہی تاریخ الخلفاء کی عبارت آیت کے مفہوم کے ساتھ
جوڑ ہے۔

فضیلت ۲۔

وكان احدى الكتاب لرسول الله صلى الله عليه وسلم روى له عن النبي
صلى الله عليه وسلم ما نط حديث وثلاثة وستون حديثاً۔

ترجمہ :- حضرت معاویہؓ حضور علیہ السلام کے کاتبین میں سے ایک تھے یعنی قرآن
مجید جس وقت نازل ہوتا تھا تو حضور علیہ السلام جہاں علی مرتضیٰؑ اور باقی حضرات سے

لکھواتے تھے وہاں حضرت معاویہؓ سے بھی قرآن مجید لکھوایا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ جب تک کاتب میں حسب ذیل صفات نہ ہوں تب تک قرآن مجید کی کتابت کے لئے انتخاب غلط ہے۔

(صفت اول) کاتب کے لئے دیانت دار ہونا ضروری ہے کیونکہ جب تک لکھنے والا دیانت دار نہ ہو تب تک قرآن مجید اُس کے حوالے کرنا غلط ہے۔

(صفت دوم) لا یمتہ الا المہتدون کے پیش نظر کاتب کا پاکیزہ ہونا بھی ضروری ہے (صفت سوم) کاتب قرآن کا ایمان دار ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ بے ایمان کا نہ قرآن سے تعلق ہے اور نہ حضورؐ بے ایمانوں سے قرآن لکھوا سکتے ہیں۔

(صفت چہارم) فہم سلیم کا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ جب تک کاتب قرآن ذوق سلیم اور فہم کامل کا مالک نہ ہو تب تک کاتب نہیں بن سکتا، جب کہ ایسے اشخاص سے لغزش کا خطرہ ہے اور بحمد اللہ سیدنا معاویہؓ انہیں صفات اربعہ کے مالک تھے۔
فضیلت ع۔

ان التبی سلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال للعویۃ اللہما جعلہ ہادیا
مہدیاً۔ (تاریخ الخلفاء جوالہ ترمذی شریف)

(ترجمہ) بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ معاویہؓ کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔

طرز استدلال: حضورؐ کی دعا بلا اثر نہیں جاتی بحمد اللہ حضرت معاویہؓ ہر دو صفتوں سے موصوف ہوئے۔

فضیلت ع۔

عن العرباض ابن ساریۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
اللہم علم معاویۃ الکتاب والحساب (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۶)

ترجمہ :- عریاض بن ساریہ کہتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام سے سنا تھا وہ فرماتے تھے
اے اللہ معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم سکھا۔

طرز استدلال :- بجز اللہ و معاویہ کی طرف منظور ہوئی خدا تعالیٰ نے کتاب
کا علم ایسا دیا کہ قرآن بھی حاصل اور کتابت بھی اور حساب کے سلسلے میں امارت اور
بادشاہی نصیب ہوئی۔

پس مذکورہ روایات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ سیدنا معاویہؓ بے شمار
خوبیوں کے مالک تھے۔

استدلال ۹ :-

عن زید بن وہب الجہنی قال لما طعن الحسن بالمداخن تهيئة وهو متوجه
فقلت ما ترى يا بن رسول الله فان الناس متعبدون فقال ارى والله ان معاوية
خير لي من هؤلاء الذين هم على شيعة - (احتجاج طبرسی ص ۱۶۳)

ترجمہ :- زید بن وہب جہنی سے روایت ہے کہ جب امام حسنؓ کو بیعت معاویہؓ کے
سلسلے میں طعن دیئے گئے ہیں آپ کے پاس آیا آپ کو اس وقت قدرے تکلیف تھی پس میں
نے عرض کی اے حضرت رسول کریمؐ کے فرزند لوگ حیران ہیں آپ نے یہ کیا کیا معاویہؓ سے
بیعت کر لی، آپ نے فرمایا خدا کی قسم بلاشبہ حضرت معاویہؓ میرے لئے ان شیعوں سے
بہتر ہے جو کہ میری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

طرز استدلال :- سیدنا معاویہؓ سے امام حسنؓ کا بیعت ہونا اور اس کا تمام شیعوں سے
ان کو بہتر سمجھنا یقیناً سیدنا معاویہؓ کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے مذکورہ بالا عبارت میں
حسب قیل امور موجود ہیں۔

۱ :- سیدنا حسنؓ کے نزدیک امیر معاویہؓ بیعت کے اہل تھے۔

۲ :- سیدنا حسنؓ نے حلفیہ بیان اس لئے دیا کہ حضرت معاویہؓ کے متعلق لوگوں کی غلط فہمیاں

دور ہو جائیں۔

۳۔ سیدنا حسنؑ نے حلفیہ بیان اس لئے دیا کہ حضرت معاویہؓ سے بیعت ہو کر تباہ کیا کہ حضرت امیر معاویہؓ حضرت رسولؐ کے دشمن نہ تھے۔

استدلال علّی :- کلینی بسند معتبر از امام محمد باقرؑ روایت کر رہا ہے کہ وہ استصال حضرت امام حسنؑ با معاویہؓ کو برائے امت بہتر بود از دنیا و مافیہا۔ (رجالہ العیون ص ۲۶۲) ترجمہ :- کلینی نے سند معتبر کے ساتھ امام محمد باقرؑ سے روایت کیا ہے کہ وہ استصال جو کہ امام حسنؑ نے امیر معاویہؓ سے کی امت کے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر تھی۔

طرز استدلال :- اگر امیر معاویہؓ بیعت کے لائق نہ ہوتے تو حضرت امام حسنؑ بیعت نہ کرتے اور امام محمد باقرؑ اسے دنیا و مافیہا سے بہتر نہ کہتے۔

اہل تشیع کا دوسرا اعتراض اور اس کا جواب

بعض ذاکرین یہ کہتے ہیں کہ یہ مباحث تھی بیعت نہیں تھی، لہذا اہل سنت کا یہ مشہور کرنا کہ امام حسنؑ نے بیعت کی تھی غلط ہے صلح تو مشرکین سے بھی حضورؐ نے کی تھی۔

(جواب) احتجاج طبرسی میں وضاحت کے ساتھ بیعت کا لفظ موجود ہے۔ عبارت ذیل میں ملاحظہ فرمائیے :- لما صار لمحمد بن الحسن بن علی ابن ابی طالب معاویہ بن ابی سفیان دخل علیہ الدس فلا مہ بعضہم علی بیعتہ فقال ویعکم لاتدرون ما علمت والله لذلذی خیر لشیعتی۔ (احتجاج طبرسی ص ۱۷۷)

ترجمہ :- ہر گاہ حضرت حسنؑ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی لوگ حضرت حسنؑ کے پاس آکر بعض ان میں سے حضرت حسنؑ کو اس کے بیعت کر لینے پر ملامت کرنے لگے آپ نے جواب دیا نہایت افسوس ہے بھلا تم جانتے ہی کیا ہو جو کچھ میں جانتا ہوں خدا کی قسم جو کچھ میں نے کیا ہے میرے تابعداروں کے لئے بہتر ہے۔

اس عبارت کے بعد شیعوں کا اعتراض نہ رہا۔

استدلال علیؑ :- بدرستیکہ من بیعت کردم بایں و اشارہ کر دیا معاویہؓ۔

(جلال العیون ص ۲۶ مطبوعہ تہران)

ترجمہ :- بے شک میں نے اس کی بیعت قبول کر لی ہے اور امام حسنؑ نے اشارہ حضرت معاویہؓ کی طرف کیا۔

طرز استدلال :- حضرت حسنؑ نے بیعت کا اقرار کر کے شیعوں کو قیامت تک کے لئے ساکت صامت کر دیا، اب یا تو یہ لوگ امام حسنؑ کی امامت اور داناتی کا انکار کریں اور یا حضرت معاویہؓ کی عظمت کا اقرار کریں، تیسرا چہرہ دروازہ بند ہم نے آج تک مخالف کو تلاش کرنے دیا ہے اور نہ کرنے دیں گے۔

اہل تشیع کا تیسرا اعتراض

حضرت علیؑ کی عظمت مسلم ہے امیر معاویہؓ کا ان کے مقابلہ میں جنگ کے لئے آمنا حیران کن ہے۔

جواب :- حضرت عائشہؓ کی عظمت قرآنی آیات کے پیش نظر مسلم ہے حضرت علیؑ کا ان کے مقابلہ میں جنگ کے لئے شہر مدینہ سے آنا اس سے کہیں زیادہ حیران کن ہے جب کہ حضرت علیؑ بمنزلہ اولاد کے تھے اور حضرت عائشہؓ بمنزلہ والدہ ہے اور قرآن مجید میں لا تفلحوا ف ولا تنصروہما و قتل لہما قولا کو بھی موجود ہے کہ ماں باپ کو نہ تو آف کرنے کی اجازت ہے اور نہ بڑھڑکنے کی بلکہ اگر حکم ہے تو قول کریم کا۔

جواب :- مذہبی جنگ نہ تھی بلکہ یہ جھڑپیں ایک غلط فہمی کی بناء پر تھیں جس میں حق پر فریقین کے نزدیک حضرت علیؑ تھے اور اجنبیادی غلطی کا صادر ہونا ناممکن نہیں بلکہ بشری مقتضیات میں سے ہے انسانی کمزوریوں سے کوئی بھی بغیر انبیاء کے خالی نہیں لیکن

ان کمزوریوں سے کسی کے عمل کو داغ دار تو کیا جاسکتا ہے مگر اس کے ایمان پر خط نہیں کھینچا جاسکتا جب کہ اس کے سالمیت علی الایمان کی شہادت شریح البلاغۃ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ دی ہے اور حضرات حسنینؑ نے بیعت منظور کر کے اپنے والدِ مکرم کے مضمون پر مؤیدانہ مہر ثبت کر دی ہے۔ (رجال کثی ص ۲ مطبوعہ بیٹے میں ہے۔)

استدلال ۲۔ قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول ان معاوية كتب الى الحسن بن علي صلوات الله عليهما ان اقدم انت والحسين واصحاب علي فخرج معهم قيس بن سود بن عبادته الانصاري فقد موالتام فاذن لهم معاوية واعد لهما الخطباء فقال يا حسن قم فبايع فقام جنابك ثم قال للحسين عليه السلام قم لبايع فقام فبايع ثم قال يا قيس قم فبايع فلتفت الى حسين عليه ينظر ما يا مراء فقال يا قيس انت انالي يعني الحسن۔

ترجمہ :- رجال کثی ص ۲ مطبوعہ بیٹے (شیعوں کی معتبر کتاب) میں ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ حضرت معاویہؓ نے سیدنا حسنؑ کی طرف والا نامہ بھیجا کہ آپ حضرت حسینؑ کو لے کر میرے پاس تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ حضرت علیؑ کے ساتھی بھی ہونے چاہئیں پس حضرات حسنینؑ کے ساتھ قیس بن عبادہ الانصاری بھی چلے آئے پس جب سب کے سب شام میں آئے تو امیر معاویہؓ نے ان کو دربار میں آنے کی اجازت دی اور ان کی آمد پر ان کی مدح و ثناء کے خطیب مقرر فرمائے پھر امیر معاویہؓ نے حضرت حسنؑ سے کہا آپ تشریف لائیے اور بیعت کیجئے پس حضرت حسنؑ آئے اور بیعت کی بعدہ سیدنا حسینؑ نے کہا اے قیس اٹھو اور بیعت کرو پس قیس نے رضا حاصل کرنے کے لئے حضرت سیدنا حسینؑ کی طرف التفات کیا اور وہ اس لئے آپ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ دیکھئے بارگاہِ حمیت سے کیا ارشاد ہوتا ہے تو آپ یعنی حضرت حسینؑ نے فرمایا اے قیس بلاشبہ حضرت حسنؑ امیر مقتدا ہے (جب اس نے بیعت

کر لی ہے تو تیرے متعلق ہمیں کیا انکار ہو سکتا ہے۔

بحث متعلق صداقت مذہب اہل سنت

سب سے پہلے مذہب حنفہ اہل سنت کے دلائل کے سلسلے میں کلام الہی سے استنباط کیا جائے گا، بعدہ شیعہ کتب سے تائیدی عبارتیں پیش کی جائیں گی۔
استدلال علیہ اھدونا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم (پ) ترجمہ :- چلا ہم کو سیدھی راہ۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا۔

طرز استدلال :- مذکورہ بالا آیت میں پروردگار عالم نے مسلمانوں کو اپنے دیباہیں مقبولیت کے لئے ایک بے مثال دعا کی تلقین فرمائی ہے جو کہ مذہب حنفہ کی جان ہے۔
صراط مستقیم کا مدعی ہر اہل مذہب ہے مگر معتبر وہ ہے جس کا تخیل مالک صراط کی شریک و بیان کے مطابق ہو۔ خدا نے صراط الذین انعمت علیہم بیان فرما کر واضح کر دیا ہے کہ وہ لوگ سچائی کے راستے پر ہیں جن پر میرے انعامات ہوئے ہیں جو میرے احسانات سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

منعم علیہم کی تلاش اور انعام کی قسمیں

انعام دو قسم کے ہیں عمومی اور خصوصی :- عمومی انعامات میں شمس و قمر بھی ہے شجر و حجر بھی حیوانات بھی ہیں اور نباتات بھی آنکھ بھی ہے اور قوت باصرہ بھی زبان بھی ہے اور قوت تکلمہ بھی داغ بھی ہے اور قوت ذہنیہ بھی مال و اولاد بھی ہیں اور زمین و مکان بھی غرض ہر ایک انسان کے لئے الگ الگ قسم کی نعمتیں ہیں جن سے انسان کو خدا تعالیٰ

نے مشرف فرمایا ہے لیکن ان سب نعمتوں کا خلاصہ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت خاصہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہی ہیں اور بس۔
لقد من الله على المؤمنين اذا بعث فيهم رسولا من انفسهم۔

ترجمہ:- بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر احسان کیا ہے جبکہ ان کے نفوس سے اپنے پیارے رسول کو ان میں بھیج دیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رحمت العالمین کی ذات مقدس کو خدا تعالیٰ نے اولاً بالذات جن کے پاس بھیجا اور جنہوں نے سب سے پہلے اس نعمت عظیمہ کی قدر کرتے ہوئے قبول کیا وہ کون ہیں تو اس سے ثابت ہے کہ جو انوں میں سے اگر اس پیارے کی آواز پر لبیک کہا تو وہ صدیق اکبرؑ نے اور بیچوں میں سے اگر کہہ کر توبہ کو قبول کیا تو حیدر کرارؑ نے عورتوں میں سب سے پہلے اگر ایمان لایا تو خدیجہؓ اکبرؓی اور غلاموں میں اگر دربار نبوت کی کسی کو غلامی نصیب ہوئی تو زید بن حارثہؓ کو یہی وہ مقدس گروہ ہے جنہوں نے سب سے پہلے اس نعمت کی قدر کی اور خدا نے ایمان کو ہار بنا کر ان کے گلے میں ڈال دیا۔

خلاصۃ الکلام

یہ چار ہستیاں سب کی سب ہمارے نزدیک باعزت قابلِ صد تعظیم اور لائقِ صد تحکیم ہیں لیکن اگر ایمانِ النظر سے دیکھا جائے تو ہر ایک کا مقام امتیازی طور پر الگ الگ نظر آتا ہے۔

(۱) خدیجہؓ اکبرؓی کے متعلق ہمیں تسلیم ہے کہ وہ سیدہ کی ماں ہیں اور حضرت کی فراخ دستی کا سبب ہیں لیکن رسالت و نبوت کی تصدیق و تائید کے لئے شہادت کا انحصار ان پر نہیں کیا جاسکتا جبکہ حضور کی بیوی بھی تھیں اور از قسم مستورات بھی۔
(۲) زید بن حارثہؓ غلام ہیں، غلام کی شہادت کی کیا وقعت۔

(۳) سیدنا علیؓ مرتضیٰ جب ایمان لاتے ہیں تو آپؐ کی عمر تقریباً ۸ سال کی ہے عدم بلوغ

کے وقت اتنا بڑی شہادت کے متعلق آپ ہی فیصلہ کیجئے۔
باقی صرف صدیق اکبرؑ ہی ہیں جن کی توثیق و تصدیق نے اظہار رسالت کے پہلے
دن سے ہی عالم اسلام کو فائدہ دیا اور آپ نے اس نعمتِ عظمیٰ کو کما حقہ قبول و
منظور کیا اور ان کا مذہب یقیناً اہل سنت ہے۔

حقانیت مذہب اہل سنت پر دوسرا استدلال

الم ه ذالك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب
ويقيمون الصلوة ومما رزقناهم ينفقون ه والذين يؤمنون بما انزل اليك وما
انزل من قبلك وبالآخرة هم يوقنون -

ترجمہ :- یہ وہی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں متقین کے لئے رہنما ہے متقین
وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں نماز کو قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے
مال سے خرچ کرتے ہیں جو قرآن اور توریت و انجیل پر پورا ایمان رکھتے ہیں اور قیامت پر
یقین کرتے ہیں۔ ۱۲

طرز استدلال :- سورہ بقرہ کی یہ ابتدائی آیت سارے قرآن کے مضامین کے
لئے بمنزلہ تمہید کے ہے اس میں حسب ذیل امور کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱) قرآن مجید کے اس مجموعہ میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

(۲) متقی لوگ بھی اگر ہدایت کی راہ لیتے ہیں تو قرآن سے۔

(۳) متقین کے اوصاف یہ ہیں۔

(ا) غیب پر ایمان۔

(ب) اوقات و ارکان کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز ادا کرنا۔

(ج) اللہ کے دیئے ہوئے سے بحکم شرح خرچ کرنا۔

(د) قرآن مجید پر ایمان لانا اور باقی کتب سماوی کو برحق جاننا۔

(ر) آخرت پر یقین رکھنا۔

مذکورہ بالا صفات میں امر علی پر سجدہ اللہ کامل اور مکمل ایمان رکھتے ہیں تو اہل سنت و رنہ روافض کا تو یہ حال ہے کہ ان کو اس مجموعے پر یقین نہیں جس کی پوری تفصیل اہلسنت پاکٹ بک حصہ ۱ کے بحث ۱ میں نظر غائر دیکھ لی جائے، نیز اس کے علاوہ میری تصنیف روالہ مطاعن حصہ ۱ کا مطالعہ بھی کر لیا جائے مزید برآں متقین کے اوصاف میں (د) میں یہ صفت بیان کی گئی ہے قرآن مجید پر ایمان لانا بحمد اللہ قرآن مجید پر ایمان اور اس کی پوری خدمت اگر حصے میں آئی ہے تو اہلسنت کے پس کیا اہلسنت کی حقانیت کو بہ روز روشن سے واضح دلیل نہیں۔

مذہب اہل سنت کی حقانیت پر تیسرا استدلال

ہدی للمتقین (ترجمہ) (قرآن مجید) متقین کے لئے رہنما ہے۔

طرز استدلال :- قرآنی ارشاد کے مطابق قرآن جب متقین کے لئے رہنما ٹھہرا تو ہمیں قرآن سے متقین کی نشاندہی کرنی ہے کہ وہ کون ہیں اور ان کی کیا علامت ہے۔ ان القرآن یفسد بعضہ بعضاً کے پیش نظر متقین کے متعلق حسب ذیل ارشاد الہی ملاحظہ فرمائیں :- ان اولیئہ الامتقون

یعنی متقین کے بغیر بیت اللہ (مسجد حرام) کے وارث اور کوئی نہیں ہیں۔ فرمائیے۔

روزِ اول سے (یعنی جب سے محمدی مذہب شروع ہوا۔ ۱۲)

تاحال مسجد حرام کے وارث کون ہیں۔ بیت اللہ کی خدمت کا شرف خدا تعالیٰ نے کس فرقے کو مرحمت فرمایا مجاہد رت کعبہ کس قوم کو نصیب ہوئی صاحب سنت رسول اکرم سے لے کر تاحال فرمائیے بغیر اہلسنت کے کسی کو قبضہ نصیب ہوا۔ اگر خدا تعالیٰ کا فیصلہ اٹل

ہے اور قانون الہی میں ہریر پھر ممکن نہیں تو یقین کیجئے کہ مذہب اہلسنت کے خدام ہی کعبۃ اللہ کے اولیاء و وارث ہیں اور قرآن انہیں حضرات کا رہنما ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے قرآن کو اسی جماعت کے بیان سے ہی شروع فرمایا ہے۔

ایں سعادت بزرگ و بزرگ نیست

تا نہ بخشد خداے بخشندہ !

مذہب اہل سنت کی حقانیت پر چوتھا استدلال

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا وان تولوا فانما هم في شقاق
ترجمہ: پس اگر ایمان لائیں اسی طرح جس طرح تم ایمان لائے ہو تو پس ہدایت یافتہ ہو گئے اور اگر پھر گئے تو پس بلاشبہ وہ بڑی بدبختی میں ہیں۔
طرز استدلال :- مذکورہ بالا آیت میں صحابہ کرامؓ کے ایمان کو لوگوں کے ایمان کی مقبولیت کا معیار بنایا گیا ہے یعنی دربار خداوندی میں وہی ایمان قابل قبول ہے جو صحابہ کرامؓ کے ایمان سے متماثل ہو پس اگر صحابہ کرامؓ سچے مذہب پر تھے تو خدا تعالیٰ نہ ان کے ایمان کی اہمیت بتلاتے اور نہ ان کے ایمان کو معیار بناتے ظاہر ہے کہ اہل تشیع صحابہ کرامؓ کی شان کے قائل ہیں اور نہ ایمان کے بھدا اللہ اہلسنت ہی ایک جماعت ہے جو ان کو ایمان دار بھی سمجھتی ہے اور ایمان داروں کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت بھی۔
صحابہ کی اطاعت دین حق کا جزو اعظم ہے

مذہب اہل سنت کی حقانیت پر پانچواں استدلال !

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
ترجمہ: اللہ ایمان والوں کا دوست ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال دیتا ہے۔

طرز استدلال :- خدا تعالیٰ کا ہر زمانہ میں یہی طریق کار رہا ہے کہ جو بھی کفر سے نکل کر مذہب حقہ کی آغوش میں آتا جائے اسے اپنے دامن عطوفت میں لیتے جائیں اور ان کے وارث بن کر اسے ہر قسم کی تاریکی سے نکال کر اسلام کے نور میں داخل کرتے جائیں یہی دستور خدا نے قدوس کا رزق اول سے جاری دساری ہے۔

لیکن زمانہ نبوی سے قرب و بعد کے اثرات اگر مختلف نہ ہوتے تو سرور کائنات کو خیر القرون قرنی کہنے کی ضرورت نہ پڑتی، مومن ہر عہد کے قابل قدر ہیں لیکن خیر القرون زمانہ نبوی کے مسلمانوں کو وہ امتیاز حاصل ہے جو کسی کو نہیں (فضائل سیدنا معاویہؓ کی بحث میں شیعی کتب سے چند مرویات میں نے انہیں قسم نقل کر دی ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں)۔ اگر یہ قاعدہ مسلمات میں سے ہے تو کوئی فرد بشر اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ زمانہ کی حیثیت سے جتنا قرب اور تقدم بڑھتا جائے گا اتنا خدا تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش مزیدہ مزیدہ ہوتی جائے گی۔

- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یقیناً ایسی نوازشات سے نوازے گئے۔
- (۱) بالخصوص سیدنا ابی بکرؓ اور سیدنا عمرؓ۔ اول الذکر کا تو کیا کہنا حضورؐ نے موت کا اظہار فرمایا تو کفر کی تاریکی سے نکل کر دامن رسالت میں پناہ نصیب ہوئی۔ نور عا۔
 - (۲) حضورؐ نے مکہ چھوڑ کر مدینے کا سفر اختیار کیا تو صدیق اکبرؓ کو رفاقت نبویؐ نصیب ہوئی۔ نور عا۔
 - (۳) حضورؐ ابھی بستر مرگ پر ہیں تو صدیق اکبرؓ کو سرور کائنات کا مصطفیٰ نصیب ہوا۔ نور عا۔
 - (۴) حضورؐ نے دنیا سے اسلام کو داغ مفارقت دیا تو صدیق اکبرؓ کو مغیرہ نبویؐ نصیب ہوا۔ نور عا۔
 - (۵) صدیق اکبرؓ کی وفات ہوئی تو روضہ رسولؐ میں جگہ ملی۔ نور عا۔

نتیجہ استدلال

پس باتیں دو ہیں یا تو اہل تشیع مذکورہ بالا مقامات کے نور ہونے کا انکار کریں یا اقرار

اگر انکار کریں گے تو راز منکشف ہو جائے گا اور قیامت تک اُمتِ مُسلمہ کے سامنے
بولنے کے قابل نہیں رہیں گے، اور اگر اقرار کریں گے تو پھنسیں گے، کیونکہ جن کو یہ نوری
مقام نصیب ہوئے وہی ظلمت سے نکالے گئے اور انہیں کی وراثت خدائے
لی ہے۔

سو واضح ہو گیا کہ ان ہی لوگوں کا مذہب برحق تھا جبکہ وہ سب کے سب اہل سنت
تھے اور اہل سنت کا مذہب بھی نوری مذہب ٹھہرا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تانا بخشد خدائے بخشندہ!

حقانیت مذہب پر چٹا استدلال

هوآلذی یصلی علیکم وعلیٰآلہٖ وسلم یخرجکم من الظلمت الی النور

ترجمہ:۔ خدا تعالیٰ وہ ذات ہے جو تم پر (اے صحابہ کرامؓ) رحمتیں بھیجتا ہے اور اس
کے فرشتے تاکہ تم کو اللہ تعالیٰ ظلمت سے روشنی کی طرف نکال لے۔

طرزِ استدلال :- خطاب اس وقت کے ایمانداروں سے ہے جو زمانہ نبویؐ میں ایمان
لائے انہیں متعدد داندھیروں سے اُجالے میں لایا گیا اور انہیں پروردگارِ عالم اور
ملائکہ کی طرف سے یمنیں نازل ہو رہی ہیں، خواص اور خاص انخاص کا اندازہ خود لگائیے
پھر دیکھئے کہ مذہبِ اہل سنت کی تائید ہوتی ہے یا نہ۔

گر نہ بیند بر دژِ مشیرِ چشتم
چشمہ آفتاب را چہ گستاہ

حقانیت مذہب پر ساتواں استدلال

قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام

و یخرجہم من الظلمت الی النور ۱

ترجمہ:- بلاشبہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دو چیزیں آئیں نور رسالت اور کتاب ہدایت اس کتاب کے ذریعہ خدا تعالیٰ رہنمائی سیدھی راہ کی اس شخص کی کرتے ہیں جو اس کی رضا کا طلب گار ہو اور اسے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جاتے ہیں۔
 طرز استدلال:- خدا تعالیٰ نے اپنی ربوبیت والوہیت کی ترجمانی کے لئے دو چیزیں ارسال فرمائیں۔

۱۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ قرآن مجید کتاب اللہ۔

آپائے نامدار نے دعویٰ ظاہر کیا تو قرآن نے اس کی تائید میں واضح دلائل پیش کئے پس جن لوگوں نے مان لیا ان کو دو چیزیں حاصل ہوئیں۔

۱۔ سبیل السلام۔ (سلامتی کی راہ)

۲۔ اندھیروں سے نکل کر آجائے میں آنا۔

اور انہیں نعمتوں سے مشرف ہونیوالے یقیناً صحابہ کرام ہیں اور وہ اہلسنت ہیں۔

صداقت مذہب پر آمٹھواں استدلال

کتاب انزلناک الیک لیخرج الناس من الظلمت الی النور بآذن ربہم الی

صراط العزیز۔ (پک۔ رکوع ۱۱)

ترجمہ:- یہ کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف اللہ کی اجازت سے اللہ کی راہ کی طرف نکالیں۔

طرز استدلال:- نزول قرآن کی علت غائی بھی یہی ہے کہ لوگوں کو ظلمت سے نکال کر نور اسلام میں لایا جائے۔

باذن ربهم کی قید بڑھا کر پروردگار عالم نے واضح کر دیا کہ منشاۓ ایزدی بھی اسی میں ہے کہ اندھیروں سے نکلیں اور اُجالے میں آئیں۔
صراط العزیز سے بتا دیا کہ وہ لوگ جس راستے پر چلیں گے وہ خدائی راستہ ہو گا۔ اب صحابہ کرامؓ کے راستے کو یا تو خدائی پر تسلیم کریں اور یہ آیت سے انکار کریں اگر انکار کرتے ہیں تو انکار قرآن ہے اور اگر خدائی راستہ تسلیم کرتے ہیں تو مذہب اہلسنت کی حقانیت جلوہ گر ہوتی ہے۔ ۵

عجب مشکل میں آیا سینے والا جیب و داماں کا
ادھر ٹانگا ادھر ادھر اُدھر ٹانگا ادھر ادھر اُدھر

حقانیت مذہب پر نواں استدلال

هو الذي ينزل على عبده آيات بيّنات ليخرجكم من الظلمات الى النور ان الله بكم لدؤف الرحيم . (پک)

ترجمہ :- خدا تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے نبی پر کھلی آیتیں نازل فرمائیں تاکہ تم کو ظلمت سے نور کی طرف نکال لے بلاشبہ خدا تعالیٰ تم پر رؤف الرحیم ہے۔
طرز استدلال :- حضور پر کھلی آیتیں نازل کی گئیں تنزیل و نزول آیات کی علت صحابہ کرامؓ کو نور میں لانا بتلایا گیا ہے تو ہمارے مذہب کی صداقت میں کون سا شبہ باقی رہ سکتا ہے۔

اہل تشیع کی طرف سے ایک شبہ اور اس کا جواب

شیعی مولویوں کی یہ عادت ہے کہ جہاں بھی قرآن مجید میں مدحیہ آیتیں پائیں گے وہ حضرت رسولؐ کے حق میں بتلائیں گے۔ فعلیٰ ہذا یہاں بھی وہ کہا کرتے ہیں کہ یہ اور اس

رقم کی دیگر آیتیں تمام کی تمام عزت رسول کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔
جواب :- یہ شبہ قطعاً بے بنیاد ہے اور اس تحیل کی حقیقت ہبائاً منشوراً
سے کم نہیں۔

وجہ یہ ہے اہل تشیع کے مذہب میں تمام ائمہ کرام خلقی طور پر معصوم ہیں ان سے
نہ گناہ سرزد نہ ہوتا ہوا نہ ہو سکتا ہے، حالانکہ ان آیات میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن
اور رسول اس لئے دنیا میں تشریف لائے ہیں تاکہ وہ تم کو ظلمات سے نکال کر ہدایت
میں لے آئیں پس اہل تشیع ان آیات سے استدلال کریں گے تو ائمہ کرام کی معصومیت
کا انکار کریں گے اور یہ ان کے لئے زہر کا کوڑا گھونٹ ہے اور اگر صحابہ کرام کے
حق میں ان آیات کو تسلیم کریں گے تو ان کا مذہب باطل ہو جائے گا۔

نہ خدا ہی بلانہ وصال صنم!
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

مخالفیت مذہب پر دو سوال استدلال

والتابعون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان
رضی اللہ عنہم ورضوعند۔

ترجمہ :- اور ایمان میں سبقت کرنے والے مہاجرین و انصار میں سے اور جو لوگ ان
کے تابعدار ہیں شریعت میں خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے۔
طرز استدلال :- رضا کا طریقہ خداوند عالم کی طرف سے نین گرد ہوں کو عطا
ہوتا ہے۔

(۱) جو لوگ مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ چلے گئے۔
(۲) جنہوں نے مدینہ منورہ میں آنے والے مہمانوں کی قدر کی اور جو صلہ افزائی کی۔

(ج) جن لوگوں نے ان دونوں گروہوں کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی بسر کی۔
اصطلاح عرب میں پہلے حضرات کو مہاجر کہا جاتا اور دوسروں کو انصار اور تبصر اگر وہ
آجکل وہ ہے جسے اہلسنت سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں نہ صحابہ کرامؓ کے متعلق کچھ
رہنچ ہے اور نہ عمرت رسولؐ کے متعلق شکایت ہے دونوں کو اپنا مقتدا مانتے ہیں اور
دونوں کی اتباع اور اقتداء میں اپنی نجات۔

حقانیت مذہب پر گیارہواں استدلال

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله وكفى بالله شهيدا
ترجمہ :- اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے لئے
بھیجا تاکہ مذہب حق کو تمام ادیان پر غالب کر دے اور اس پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔
طرز استدلال :- اس آیت میں حسب ذیل امور کو بیان کیا گیا ہے۔
(۱) تعارف خداوندی۔

(۲) عزت رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
(۳) تقویت پیغام کے لئے قرآن اور کلمہ توحید۔
(۴) ادیان باطلہ پر دین حق کا غلبہ۔

باہمی ربط و نسق :-

ان امور اربعہ کا باہمی تعلق اس طرح ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے تعارف کے لئے
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ان کی تائید کے لئے قرآن (الہدیٰ) اور اسلام
(دین الحق) نازل فرمائے۔

ان سے مقصود یہ ہے کہ دین حق کا جمیع ادیان پر غلبہ اور اقتدار ہو اسلام کا بول بالا ہو
اور کفر کا منہ کالا ہو، چنانچہ تاریخ اسلام اور واقعات عالم شاہد ہیں کہ سرور دو عالمؐ

کے زمانہ اقدس میں اسلام عرب سے باہر نہ بکھل سکا البتہ اس پیشین گوئی کا نتیجہ فاروق اعظمؓ کے زمانہ خلافت میں ہویدا ہوا۔

پس اگر ان کے زمانہ کو دو درجہ نبوت کی تفسیر و تشریح یا تائید و تصدیق نہ سمجھا جائے تو نہ قرآن سچا رہتا ہے اور نہ پیشین گوئی رہا یہ تخیل کہ مہدیؑ آئیں گے اور اگر دین کو غالب کریں گے، اول تو مسلمانوں کے ڈوبے طبقوں میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ آئیں گے مگر پیدا ہو کر آئیں گے اور کچھ لوگ کہتے ہیں پیدا تو تیرہ سو سال سے ہو چکے ہیں وہ کسی مصلحت کی بناء پر غارِ سمرنِ رامی میں چھپ کر گوشہ نشین بن کر بیٹھے ہوئے ہیں ایک وقت آئے گا وہ باہر نکلیں گے رسول کریمؐ اور حمید رکر اپنی اپنی قبروں سے نکل کر ان کے دستِ حق پرست پر بیعت کریں گے اور ان کے مرید بنیں گے، وہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و یزیدؓ معاویہؓ، عائشہ صدیقہؓ وغیرہم کو زندہ کر کے خاطر خواہ سزائیں دیں گے۔ (حق الیقین بالرجعت) پس جن کے متعلق اختلاف ہے وہ سکوتِ عنہ کے درجے میں رہے اور جن کے ذریعے سے دین نے دُنیائے گوشے گوشے میں اپنے نور سے ضیا پاشی فرمائی وہ یقیناً مقبولِ خدا تھے اور انہیں کا مذہب حق ہے اور وہ یقیناً اہلسنت تھے۔

حقانیت مذہب پر بار ہوا استدلال

وعد اللہ امنکم و عملوا الصلحت لیستخلفتم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم۔

طراز استدلال :- پوری تفسیر و تشریح حصہ اول میں لکھ چکا ہوں یہاں صرف یہ بیان کرنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حسب وعدہ جن خلفاء کو منصبِ خلافت پر نائز المرام فرمایا انہیں کے دین اور مذہب کو کائنات میں غلبہ نصیب ہوا اور جن خلفاء کو غلبہ اور اقتدار نصیب ہوا وہ یقیناً اہلسنت ہی رہے۔ تو ثابت ہو گا کہ واقعی مذہب اہلسنت برحق ہے۔

حقانیت مذہب پر تیر ہواں استدلال

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ
ترجمہ :- جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملا یا یہ لوگ ہیں جن کے لئے
امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

طرز استدلال :- کفر ایمان لانے والوں اور ایمان میں شرک اور ظلم وعدوان کی
ملاوٹ نہ کرنے والوں کو بجز اللہ حسب وعدہ الہی امن نصیب ہوا اور انہیں کے متعلق
ہدایت یافتہ ہونے کی بشارت فرمائی۔

حقانیت مذہب پر چودھواں استدلال

لَكِنَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ
الْخَيْرَاتُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
يُخَلَّدُونَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (پ)

ترجمہ :- لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان دار ہیں جہاد کرتے ہیں اُن کے
اموال و نفس سے اور ان کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں خدا تعالیٰ نے
ان کے لئے ایسی بہشتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی
بڑی کامیابی ہے۔

طرز استدلال :- سیاق آیات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت منافقین کے مقابلہ
کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ منافقین کی حرکتیں سابقہ آیت میں جو سطور ہیں وہ یہ ہیں۔
(۱) استاذنک ولو ابطول منهم اجازتیں لیتے ہیں۔

(۲) قالو خذنا ہمیں چھوڑ دیجئے ہم نہیں چلتے۔

(۳) رضوا مع الخوالف پیچھے رہنے والوں کے ساتھ خوش ہوتے ہیں۔
اور بحمد اللہ صحابہ کرامؓ ان تینوں بیماریوں سے پاک تھے انہوں نے جان بھی دی اور
مال بھی قربان کیا انہیں کے لئے بھلائی اور انہیں کے لئے نلاج، اب جب وہ نلاج والے
ہوں گے تو ان کے متبعین یقیناً نلاج پائیں گے۔

حقانیت مذہب پر پند رہواں استدلال

قد اطلع المؤمنون الذین هم فی صلوٰۃ اتہم عما شعون والذین هم عن اللغو معرضون
والذین هم للزکوٰۃ ناعلون والذین هم لفر وجہہم عافظون الا علیٰ اذواجہم
او ما ملکت ایمانہم فن ابتغیٰ وراۃ ذالک فاولئک هم العادون۔ (پاک)
ترجمہ:- بلاشبہ مومن کامیاب ہو گئے، مومن وہ لوگ ہیں جو نمازوں میں خشوع کرتے
ہیں لغو سے اعراض کرتے ہیں اور تزکیہ نفس کرتے ہیں اور اپنے فردج کی حفاظت کرتے
ہیں مگر اپنی عورتوں اور لونڈیوں پر۔

پس جو شخص اس کے علاوہ طلب کرے گا پس وہ حد سے تجاوز کر رہا ہے۔
طرز استدلال:- مذکورہ بالا آیت میں دو گروہوں کو علی سبیل التقابل ذکر کیا گیا ہے۔
(۱) جو لوگ اپنے فردج کی حفاظت کرتے ہیں لیکن اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے اپنے وجود
کو محفوظ نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہیں۔
(۲) جو لوگ اس کے علاوہ (متعہ وغیرہ) کے متلاشی ہیں۔

پس متلاشیان متعہ وغیرہ کو (عادون) شریعت کی حدود کو توڑنے والا بتایا گیا ہے۔
اور تارکین متعہ کو مفلحین (کامیاب) ہونے والا بتایا گیا ہے۔
سو بحمد اللہ اہلسنت چونکہ متعہ کے منحرف ہیں اور فی زمانہ اس کی مسوئیت کے قائل
ہیں لہذا یہی کامیاب ہیں اور یہی فوز و نلاج کے لائق ہیں۔

حقانیت مذہب پر رسولہواں استدلال

اَمَا اَهْلُ السُّنَّةِ فَاَلْتَمَسُكَونَ بِمَاسَنَةِ اَللّٰهِ لِهَمِّهِ وَرَسُولِهِ۔

(احتجاج طبری ص ۹ مطبوعہ نجف اشرف)

ترجمہ :- بہر حال اہلسنت پس مضبوط پکڑنے والے ہیں اس طریقے کو جو کہ خدا اور اس کے پیارے رسولؐ نے اُن کے لئے تیار کر دیا ہے۔

طرز استدلال :- حضرت علیؑ کا یہ اعلان اہل تشیع کے لئے عبرت کا ایک تازیانہ ہے اور مذہب اہلسنت قبول کر لینے پر مصر ہے۔

کونے کی جامع مسجد، منبر رسولؐ، جمعہ کا روز اور اس قدر واضح بیان کس قدر بے شیل اور بے عدیل ہے۔

حقانیت مذہب پر شریہواں استدلال

مَنْ قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَيُحْلِفُ فِي مَسَانٍ مَحَبٍّ مُقَرَّطٍ يَذْهَبُ بِهِ اِلَى الْحُبِّ اِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَمُبْغَضٍ مَغَرَّطٍ يَذْهَبُ بِهِ اِلَى الْبَغْضِ اِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَغَيْرِ النَّاسِ فِي حَالٍ اَلْثَمَطِ اَلْاَدَسَطِ فَاَلْزَمَرَةُ

(نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۱ مطبوعہ مصری الاستقامت)

ترجمہ :- ہلاک ہوں گے میرے متعلق دو گروہ خدا سے زیادہ محبت رکھنے والے جو محبت کی وجہ سے حق کی راہ کو چھوڑ دے اور بغض رکھنے والا بغض کی وجہ سے غیر حق کا طالب ہو۔ میرے متعلق سیدھی راہ پر چلنے والا وہ ہے جو میانہ روی اختیار کرے ایسے شخص کو لازم پکڑ لو۔

طرز استدلال :- سیدنا علیؑ نے مذکورہ خطبہ میں تین گروہوں کا ذکر کیا ہے۔

- (۱) اہل تشیع کا.... جو حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔
 (۲) خوارج کا.... معاذ اللہ جو سیدنا علیؑ اور ان کی جماعت کو دائرہ ایمان سے خارج سمجھتے ہیں۔
 (۳) اہلسنت کا.... جو بفضلہ تعالیٰ سیدنا علیؑ کے نقش قدم چلنے پر اپنی نجات سمجھتے ہیں۔

حقانیت مذہب پر اٹھارواں استدلال

والنموا السواد الاعظم فان يدا الله على الجماعة اياكم والفرقة فان الشاذ من الناس للشيطان كما ان الشاذ من الغم للذئب الامن ادعى الى هذا الشعار فاقتلوه ولو كان تحت عمامتي هذا ۱۔ (رہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۷)

ترجمہ :- سواد اعظم (بڑی جماعت) کو لازم پکڑو اس لئے کہ بلاشبہ اس جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے فرقہ بازی سے بچو کیونکہ جماعت سے علیحدہ ہونے والا شیطان کے حصے کا ہے جیسا کہ ریوڑ سے الگ چلنے والی بکری بھیڑیے کا حصہ ہوا کرتی ہے خبردار جو جماعت سے علیحدگی کی طرف بلائے اسے قتل کر دو اگرچہ وہ میری اس دستار کے نیچے بھی کیوں نہ ہو۔

طرز استدلال :- اہلسنت والجماعت کی تائید اور شیعہ فرقہ کی تردید واضح طور پر سیدنا علیؑ نے فرمادی ہے، عیاں راجح بیان۔

حقانیت مذہب پر انیسواں استدلال

من كلام له عليه السلام بعمر ابن الخطاب وقد استشاره في غزوة الفرس بنفسه ان هذا الامر لم يكن لصري ولاخذ بعشرة ولا قتلتم وهو دين الله الذي اظهر وجده الذي اعدكم وامدكم (رہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۹)

ترجمہ :- حضرت علی مرتضیٰ نے عمر بن الخطابؓ کو غزوہ فرس کے متعلق مشورے کے سلسلے میں حسب ذیل جملے فرمائے۔

(۱) بلاشبہ اس دین کا معاملہ یعنی اس کی نصرت و مدد لان فوج کی قلت یا کثرت پر مبنی نہیں ہے۔

(۲) یہ خدا کا اپنا دین ہے جس دین کو خدا نے خود غالب کر دیا ہے۔

(۳) خدا کا اپنا لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور پھیلا دیا ہے۔

طرز استدلال :- سیدنا علی مرتضیٰ نے واضح طور پر فرمادیا کہ اسے عمر بن تیرے دور میں دین متین بلندی اور غلبے پر ہے اور تیرا لشکر دنیا کے طول و عرض تک پھیل چکا ہے۔ پس جس مذہب کے غلبے کو حضرت علیؓ نے برحق تسلیم کیا ہے اور اس کے غلبے کا اقرار کیا ہے وہ یقیناً وہی مذہب تھا جس کو فاروق اعظمؓ نے اپنا یا ہوا تھا پس ثابت ہوا کہ وہی مذہب حضرت علیؓ کے نزدیک صحیح تھا اور وہ یقیناً مذہب اہلسنت تھا۔

حقانیت مذہب پر بیسواں استدلال

والعرب اليوم وان كانوا قليلا فهم كثيرون بالاسلام عزيزون بالاجتماع (تمجيد البلاغة ج ۲ ص ۳۹)

ترجمہ :- عرب کے مسلمان ان دنوں اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہیں پس وہ اسلام کی حیثیت سے کثرت میں ہیں اور اجتماع کی حیثیت سے غالب ہیں۔

طرز استدلال :- یہ سیدنا علی مرتضیٰ کے ملفوظات اہلسنت کے لئے اہل تشیع پر بطور حجت کے رہیں گے کیونکہ اگر فاروق اعظمؓ کے دور میں مذہب حقہ کو غلبہ و اقتدار نہ ہوتا۔

تو مذکورہ بالا الفاظ استعمال نہ کر سکتے۔

آپ نے کئیوں بالاسلام فرما کر اس دور کے مسلمانوں کے صحیح الایمان ہونے پر مہر تصدیق کر دی ہے اور وہ یقیناً مذہب اہلسنت کے دلدادہ تھے۔

حقانیت مذہب پر اکیسواں استدلال

ابن بابویہ روایت کردہ است کہ چون کلنگ اول رازد سنگ راشکست و فرمودہ اللہ اکبر کلید ہائے شام را خدا بن داد بنجد اسو گند کہ قصر ہائے سرخ اورامی بنم پس کلنگ دیگر رازد و ثلث دیگر را بشکست و گفت اللہ اکبر خدا کلید ہائے ملک فارس را بن داد بنجد اسو گند الحال قصر سپید مدائن را بنی بنم چون کلنگ سوم رازد باقی سنگ جدا شد گفت اللہ اکبر کلید ہائے یمن بن داد بنجد اسو گند کہ دروازہ ہائے صفاء را بنی بنم۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۴۴۸-۴۴۹)

ترجمہ :- ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز خندق جب پہلی مرتبہ بسولہ لگایا تو پتھر کا تیسرا حصہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے شام کی چابیاں عنایت فرمائی ہیں خدا کی قسم میں شام کے سرخ محل دیکھ رہا ہوں پس دوسری دفعہ پتھر پر وار کیا تو دوسری تہائی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدا تعالیٰ نے مجھے ملک فارس کی چابیاں عنایت فرمائی ہیں خدا کی قسم اب میں مدائن کے سفید محل دیکھ رہا ہوں جب آپ نے تیسری مرتبہ پتھر پر وار کیا تو باقی پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پس آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدا تعالیٰ نے مجھے یمن کی چابیاں عنایت فرمادی ہیں خدا کی قسم میں صفاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔

طرز استدلال :- ظاہر ہے کہ یہی ملک نہ حضرت کے ہاتھ پر فتح ہوئے اور نہ آپ کے زمانہ میں حضور کی وفات ہوئی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے آپ کے بعد فاروق اعظم کی باری آنی تو فتوحات کا بہر طرف سے دروازہ کھل پڑا انہیں کے

دور خلافت میں یمن فتح ہوا اور انہیں کے عہد حکومت میں فارس۔
 اب سوال یہ ہے کہ اگر فاروقی فتوحات کو نبوی فتوحات نہ کہا جائے اور آپ کے
 عہد میں دین کی ترقی کو صحیح اسلام کی ترقی تصور نہ کیا جائے تو حضور کا غلبہ اسلام کی تعبیر ثابت
 کرنا ناممکن سی نظر آتی ہے۔
 پس علی سید الزم اقرار کرنا پڑے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کشف زمانہ
 عمر میں پورا ہوا اور فاروق اعظم کا مذہب یقیناً صحیح مذہب تھا۔

حقانیت مذہب پر بائیسواں استدلال

ثم قام وتہتألم للصلوة وحضر المسجد وصلى خلف ابی بکر (احقاج طبرسی ص ۵۹)
 ترجمہ:۔ بعدہ حضرت علیؑ اٹھے اور نماز کے لئے تیاری کر کے مسجد نبویؐ میں تشریف لائے
 اور ابی بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔
 طرز استدلال:۔ صدیق اکبرؓ کے پیچھے حضرت علیؑ کا نماز پڑھنا یقیناً ہمارے مذہب
 کی حقانیت کی دلیل ہے کیونکہ اگر آپ صحیح مذہب پر نہ ہوتے تو سیدنا جیدہ کو ارشد صدیق اکبرؓ
 کے پیچھے نماز نہ پڑھتے۔
 تاہدات:۔

بعینہ یہی روایت ثمرۃ العقول ص ۳۸۸ شرح الفروع والاصول مصنفہ ملا باقر مجلسی
 (مطبوعہ نجف اشرف) میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح جلاء البیون ص ۱۵۵ ضمیمہ ترجمہ مقبول
 ص ۱۵۱ مطبوعہ بک ٹرلو کرشن نگر لاہور میں بھی ہے۔
 انتباہ:۔ اہل تشیع اس عبارت کے رد کرنے کے لئے بے انتہا کوشش کرتے
 ہیں چنانچہ میرے زمانہ تک شیعہ علماء نے جتنے مکر کئے ہیں وہ میں نے ایک رسالہ میں لکھ
 دیئے ہیں اور ان کی تردید بھی ساتھ ساتھ کر دی ہے ناظرین پڑھیں اور لطف اٹھائیں

اس رسالے کا نام التحقیق الجلی فی صلوة علی ہے۔

حقانیت مذہب پر تیسواں استدلال

من کتاب علیہ السلام الی معاویۃ انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر
وعثمان علی ما بایعواہم علیہ فلم یکن للشاہد ان یفتاروا ولا للغائب ان یرد
انما الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان
ذالک اللہ رضا فان فخرج من امرہم خارج عن امرہم خارج بطعن او بدعة
رجوعہ الی ما فخرج منه فان الی تأتکون علی اتباعہ غیر سبیل المومنین -
(نہج البلاغہ ج ۳ ص ۵ مطبوعہ الاستقامہ مصریہ)

ترجمہ: حضرت علیؑ نے حضرت معاویہؓ کے پاس یہ خط لکھا تھا بلاشبہ جو قوم جس
مذہب پر ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ کی بیعت ہوئی تھی وہی قوم اسی مذہب پر میری بیعت ہوئی ہے
پس حاضر کے لئے اختیار کا حق نہیں اور غائب کے لئے رد کرنے کا حق مہاجرین و
انصار کو ہے پس اگر وہ جمع ہو کر کسی کو امام چن لیں خدا کی اس میں رضا ہوتی ہے پس اگر
کوئی خارجی طعن کر کے اس فیصلے سے نکل جائے تو چونکہ اس نے مسلمانوں کا راستہ چھوڑ
کر غیر مسلمین کا راستہ اختیار کیا ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہیے پہلے اسے لوٹا دیں وہاں
جہاں سے وہ نکلا ہے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کے ساتھ جہاد کریں۔

طرز استدلال: سیدنا علی مرتضیٰؑ نے اس عبارت میں دو جملے ایسے بیان فرمائے
ہیں جن پر اہلسنت کو ناز ہے اور جن میں مذہب اہلسنت کی حقانیت کا ثبوت ہے
(۱) علی ما بایعواہم علیہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر خلفائے ثلاثہ کے مذہب کو
حضرت علیؑ برحق نہ سمجھتے تو مہاجرین و انصار کو اس مذہب پر بیعت نہ کرتے۔

(۲) علی اتباعہ غیر سبیل المومنین معلوم ہوا کہ خلفائے ثلاثہ اور مہاجرین و انصار کے

مشورے کو تسلیم کر لینا ایمان ہے اور اس سے انحراف دین سے انحراف ہے۔

حقانیت مذہب پر جو بیسواں استدلال^{۲۴}

قالت ان العلبة تكون للمسلمين ۲

(مقررۃ العقول شرع الفروع والاصول ص ۳۹۶ ج ۲ مصنفہ ملا باقر مجلسی)

ترجمہ :- سیدہ فاطمہ الزہراءؑ نے فرمایا بیشک غلبہ مسلمانوں کو ہی نصیب ہوگا۔

طرز استدلال :- فاروقی دور میں ملک فارس پر حملہ ہوا تو بیزدجر و مغلوب ہوا بیزدجر کی لڑکی شہ بانو گرفتار ہو کر فاروق اعظمؓ کے دربار میں پیش کی گئی سیدنا علیؑ بھی سیدنا حسینؑ کو لے کر دربار فاروقی میں پہنچے، سیدنا عمرؓ نے تشریف آوری کی وجہ پوچھی تو آپ نے سیدنا حسینؑ سے متعلق درخواست کی جس پر اختیار کر لینے کی صورت میں حضرت علیؑ نے شہ بانو سے کہا شہ بانو نے نہ تو حضرت علیؑ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور نہ حضرت عمرؓ پر، اٹھی تو سیدنا حسینؑ کے کندھوں پر رکھ دیا مقصد یہ تھا کہ میری شادی ان کے ساتھ ہوتی چاہیے، یہ ماجرا دیکھ کر دونوں مسکرا رہے تھے سیدنا علیؑ نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ گذشتہ رات سے پہلی شب مجھے سرد کائنات معلوم کی زیارت ہوئی ساتھ ساتھ ان کے سیدنا حسینؑ بھی تھے آپ نے میرا نکاح ان سے کر دیا دوسری رات سیدۃ النساءؑ کی زیارت ہوئی انہوں نے مجھے کلمہ توحید کی تلقین کے ساتھ ساتھ بشارت فرمائی کہ یہاں کفر و اسلام کی جنگ ہے بلاشبہ غلبہ مسلمانوں کو ہوگا اور تو ہمارے پاس صحیح سالم آئے گی۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر فاروق اعظمؓ اور ان کی فرج مسلمان نہیں تھے اور ان کا مذہب صحیح مذہب نہیں تھا تو سیدۃ النساءؑ نے ان کو مسلمانوں سے ملقب کیوں فرمایا۔

حقانیت مذہب پر چھبیسواں استدلال

قد مضت اصول نعم فروعہا۔ (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۸ مطبوعہ الاستقامت مصر)

ترجمہ :- اصول گزر چکے ہیں ہم ان کے فروع ہیں۔

طرز استدلال :- حضرت جید کرار نے خلفاء ثلاثہ کو ایمان و عقائد میں اصول بتایا ہے اور اپنے وجود کو بیع اتباع کے فروع پس اگر خلفاء ثلاثہ کو صحیح الایمان نہ سمجھا جائے تو حضرت علیؑ کے ارشاد کا کچھ مطلب ہی نہیں رہتا۔

حقانیت مذہب پر چھبیسواں استدلال

لله بلاد فلان فتد قوم الا وادی العمد خلف الفتنۃ اقام السنۃ ذهب

لفی الشراب (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۴۹)

ترجمہ :- اللہ ابو بکرؓ یا عمرؓ فاروقؓ کو جزائے خیر دے بلاشبہ اس نے کجی کو سیدھا کیا بیماری کا علاج کیا فتنے کو پیچھے ڈال دیا اور اپنے ساتھ نہ آنے دیا سنت رسول کو قائم کیا وفات پائی تو اعمال والے کپڑوں کو ہر داغ سے صفا کر کے گئے۔

طرز استدلال :- سیدنا علی مرتضیٰؑ کا یہ خطبہ مذہب حق کی بہترین دلیل ہے۔
(۱) جب ہر قسم کی کجی کو فاروقؓ و صدیقؓ نے سیدھا کر دیا تو گویا ان کا مذہب کجی سے پاک ہو کر صراط مستقیم کا نمونہ بن گیا۔

(۲) بیماری کا علاج کیا تو دین میں ہر قسم کی تندرستی آگئی۔

(۳) فتنوں کا استیصال کر کے دین کو فتنوں سے محفوظ کر دیا یہی وجہ ہے کہ ان کے عہد میں دین دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ گیا۔

(۴) سنت رسولؐ کو وہی قائم کرتا ہے جسے سنت سے محبت ہو اور یہی شان اہلسنت کی ہے۔

حقانیت مذہب پرستائیسواں استدلال

لرعت اعلام هدى ومصابيع دجى قد هفت بهم الملائكة وتنزل عليهم
التكينة وفتحت لهم ابواب السماء واعدت لهم مقاعد الكرامات في
مقام اطلع الله عليهم فيه فرضى سعيهم وحمد مقامهم -
(نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۳۹)

صحابہ کرامؓ کے متعلق سیدنا علی مرتضیٰؓ کے ارشادات

ترجمہ :- بلاشبہ میں نے ہدایت کے نشانوں اور راہ ہیرے کے چراغوں کو دیکھا ہے
رحمت کے فرشتوں نے ان کو گھیر لیا تھا خدا کی خاص رحمت ان پر نازل ہوتی رہتی تھی
آسمان کے دروازے ان کے لئے کھل گئے بزرگی کے مقامات ان کے لئے تیار کئے
گئے ایسا مقام ان کو نصیب ہوا جہاں خدا تعالیٰ نے ان کو جہانک کر دیکھا پس ان کی
کوششوں پر راضی ہوا اور ان کے مرتبے کی تعریف فرمائی۔
طرز استدلال :- خلفاء ثلاثہ کو سیدنا علیؓ نے حسب ذیل القاب سے ملقب
فرمایا ہے۔

(۱) ہدایت کے نشان ہیں | یعنی جن کو ہدایت حاصل کرنی ہے وہ ان کے
ارشادات کے تحت حاصل کر سکتے ہیں۔

فرمائیے اس سے زیادہ اہلسنت کی حقانیت کی اور کیا دلیل چاہیے جبکہ صحابہ کرامؓ سے
اہل تشیع بیزار ٹھہرے اور اہل سنت فرماں بردار۔

(۲) اندھیروں کے چراغ | ان کا مذہب ان کا دین یقیناً سچا ہے اور حضرت
علیؓ نے ان کو ہدایت کا چراغ قرار دیا ہے۔

رحمت خداوندی کے مورد | رحمت نازل بھی ان پر ہوتی ہے جو صحیح المذہب ہوں بن کا عقیدہ صحیح نہیں ان پر تو خدا کا

قہر نازل ہوتا ہے۔ تا فہم

بہر حال صحابہ کرام کے جملہ اوصاف جن کا تذکرہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے سولہ آنے صداقت پر مبنی ہے اور ان کا مذہب یقیناً صحیح ہے۔

حقانیت مذہب پر اثباتی سوال استدلال

اطلع الله عليهم فرضي سعيهم وحمد مقامهم (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۳۹)
ترجمہ: اُوپر گزر چکا ہے طرز استدلال ملاحظہ فرمائیے جن کی مساعی پسندیدہ ان کا عقیدہ صحیح کیونکہ بغیر ایمان کے کسی کی بھی کوششیں پسندیدہ نہیں ہو سکتیں اور جن کا مقام محمود ان کا مذہب محمود۔

حقانیت مذہب پر اثباتی سوال استدلال

احتوا الستة واما تو البدعة - (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۳)

ترجمہ: صحابہ کرام نے سنت کو زندہ کیا اور بدعت کو مار دیا۔

طرز استدلال: صحابہ کرام کا کام ہی یہی تھا ان کی زندگی کا دستور العمل ہی یہی تھا کہ بدعت ختم ہو اور سنت رسول کی اشاعت ہو اور کیوں نہ ہو جبکہ مذہب ہی ان کا اہلسنت تھا۔

حقانیت مذہب پر اثباتی سوال استدلال

ادع على اخواني الذين قروا والقراء فاحكموه وتدبروا الفرض فاقاموه (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۳۱)

ترجمہ: جدائی کا تاسف میرے بھائیوں پر جنہوں نے قرآن کو پڑھا اور فرض میں غور کیا تو انہیں قائم کیا۔

طرز استدلال :- مومن کا بھائی بُروٹے شرع بغیر مومن کے اور کوئی نہیں ہوتا حضرت علیؑ نے صحابہ کرامؓ کو بھائی بنا کر ان کے کامل الایمان اور صحیح المذہب ہونے کا اعلان کیا ہے اور صحابہ کرامؓ کے ایمان میں اہلسنت کے مذہب کا تحقق ہے۔
اس کے علاوہ حسب ذیل آیات و واقعات سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے۔

۳۱ اکتیسواں استدلال

لقد تم خیر امة اخرجت للناس تا مردن بالمعروف تنہون عن المنکر۔
ترجمہ :- اے صحابہ کرامؓ تم بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کے لئے بطور نمونہ کے ظاہر کی گئی۔ تمہارے کام دو ہیں نیکی کا حکم اور بُرائی سے روک بھگانا۔
طرز استدلال :- چونکہ حضورؐ خیر الانبیاء ہیں اس لئے آپؐ کی امت خواہ خواہ خیر الائم ہوگی لیکن جس امت کو خیر الائم قرار دیا گیا ہے صحابہ کرامؓ اسی امت میں سے خیر امت ہیں اسی لفظ خیر میں افضلیت اور برتری کا رتبہ پیش پیش ہے اور یہ یقیناً مذہب حقہ کی حقانیت کے لئے ثابت ہے۔

۳۲ بیستواں استدلال

اللہم اعزل الاسلام بعمر بن الخطاب ادامہ علی جبل (تفسیر صافی، تفسیر مقبول)
ترجمہ :- یا اللہ اسلام کو دو میں سے ایک کے ساتھ غلبہ عنایت فرما۔
طرز استدلال :- مکہ معظمہ کی آبادی میں نگاہ نبوت کا انتخاب اسلامی باہ و بلال کے لئے صرف دو ہستیوں کے متعلق آیا لیکن صاحب نبوت نے دو میں سے ایک کے چناؤ کا ذمہ دار خدا تعالیٰ کو بنایا علیہ بذات الصدور نے فاروق اعظمؓ کا انتخاب فرمایا بحمد اللہ انہیں سے دین کو ترقی ہوئی اور یہی مذہب حقانیت کے مدارِ ٹھہرے۔

حقانیت مذہب اہلسنت پر تین سو سوال استدلال^{۳۳}

وقد قلت من صهره مالم ينالا۔ (نہج البلاغہ)

طرز استدلال: حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا آپ کو حضورؐ کے ایسا شرف و امانی حاصل ہے جو کہ صدیق و عمرہ کو نصیب نہیں ہوا۔

اظہار نبوت کے بعد حضور اکرمؐ اس شخص کو ہی رشتہ دے سکتے ہیں یا باقی رکھ سکتے ہیں جو کامل الایمان اور صحیح العقیدہ ہو، ردی العقیدہ اور ضعیف الایمان کے ساتھ نہ رشتہ قائم کر سکتے ہیں نہ رکھ سکتے ہیں۔ جب حضرت عثمانؓ جان اہلسنت ہے تو ان کی صداقت میں مذہب کی صداقت کا راز مستتر ہے۔

حقانیت مذہب پر چونتیس سو سوال استدلال^{۳۴}

طرز استدلال: حضرت علیؑ کے تین بھائی ہیں۔ عقیل۔ طالب۔ جعفر طیار۔ حضرت جعفر شہید ہو جاتے ہیں تو عدت کے بعد ان کی بیوہ حضرت اسماء بنت عیشؓ کا نکاح حضرت علیؑ ابو بکرؓ سے کر دیتے ہیں۔

پس اگر ابو بکر صادق العقیدہ نہ ہوتا تو حضرت علیؑ ان کو رشتہ نہ دیتے۔

(بحوالہ حق الیقین ص ۲۲۱ مطبوعہ تہران خیابان)

حقانیت مذہب پر پینتیس سو سوال استدلال^{۳۵}

حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ہوا اور حضرت ام کلثومؓ حضرت علیؑ کی سیدہ خاتون سے لڑکی تھی پس اگر ان کا مذہب صحیح نہ ہوتا تو آپ یہ رشتہ ان کو عنایت نہ فرماتے۔

مذہب کی حقانیت پر پچیسواں استدلال

جو مکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں باتفاق فریقین چار بھین اور آپ نے دو صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان سے کیا تھا پس اگر حضرت عثمان صحیح العقیدہ نہ ہوتے تو آپ ان کا نکاح باقی نہ رکھتے تفصیل کے لئے بحث متعلق سیدنا عثمان کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

مذہب کی حقانیت پر سیتیسواں استدلال

سیدنا علیؑ نے اپنی بھادج حضرت اسماء بنت ابیہش کا نکاح سیدنا ابی بکرؓ سے کیا۔ حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمادیں۔

صداقت مذہب اہلسنت پر اٹھتیسواں استدلال

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ط

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

طرز استدلال:۔ خدا تعالیٰ کی معیت و نصرت جس گروہ کے ساتھ ہوگی وہ یقیناً حق پہنوں گے۔

قرآنی آیات نبویؐ ارشادات اور ائمہ کرام کے فرمودات سے پتہ چلتا ہے کہ ان سب حضرات کا دستور العمل سبر و باور اسی کی تلقین کرتے چلے گئے۔

مفہوم صبر کے برعکس جزع و فزع ہے جسے ہم آئندہ صفحات میں واضح کریں گے پس ظاہر ہے کہ جس گروہ کے مراسم میں جزع و فزع لوازمات شرعیہ میں سے ہے اس کے ساتھ خدا کی معیت نہیں اور بس کا مذہب جزع و فزع سے پاک ہے اس کے ساتھ

خدا تعالیٰ کی معیت و نصرت ہے اب آپ ہی بتائیے کہ اُس مذہب کا نام کیا ہے۔

صداقت مذہب اہلسنت پر اثنالیسواں استدلال

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ ۝ اَللّٰهُ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۝ وَاللّٰهُ هُوَ الْمَعْتَدُ ۝

طرز استدلال :- واضح ہو چکا ہے کہ اہل تشیع کے مقابلے میں اہل سنت ہیں اور جو صابرین ہیں ان پر خدا کی بے شمار رحمتیں ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہیں پس اس بناء پر علی یقین ہمیں کہنا پڑے گا کہ ہدایت یافتہ جماعت صرف اہلسنت ہے جبکہ صبر اس کا شعار ہے۔

صداقت مذہب اہلسنت پر چالیسواں استدلال

وَالْعَصْرُ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِفَوْحٍ خَسِيرٍ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ ۝ وَتَوَّصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَّصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (سورۃ العصر پ)

ترجمہ :- اور قسم ہے مجھے زمانے کی تحقیق انسان گھاٹے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے نیک اور حق کی تلقین کی اور صبر کی وصیت کی۔

طرز استدلال :- خسران سے بچنے کے لئے چاروں چیزوں کا ہونا ضروری ہے ایمان کامل، اعمال صالحہ، تواضع بالحق، تواضع بالصبر۔ تواضع بالحق کے پورے مصداق اہلسنت ہی ہیں۔ جو تلقیہ کے وجوب اور جزو ایمان ہونے کے قائل نہیں اور جو قائل ہیں ان کا تو کیا ہی پوچھنا۔

بحث متعلقہ دلائل حقانیت اہل تشیع

شیعہ حضرات اپنے مذہب کی صداقت پر جس قدر دلائل پیش کیا کرتے ہیں ہم پہلے ان کی ایک ایک دلیل پیش کریں گے، بعدہ اس کے جواب دیں گے، اگر مناسب معلوم ہوا تو ان کے دلائل پر اعتراضات بھی کریں گے۔

شیعوں کا پہلا استدلال

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَا بُدَّاهِيَةٍ

ترجمہ: بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کے گروہ میں سے تھے۔
طرز استدلال: دیکھئے مذہباً حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے اگر شیعہ نہ ہوتے تو یہ وردگار عالم شیعہ کا لفظ ان پر استعمال نہ کرتا۔

جواب: لفظ شیعہ یہاں گروہ کے معنی سے مستعمل ہے مذہب پر شیعہ کا لفظ قرآن میں کہیں بھی اطلاق نہیں کیا گیا جہاں خدا تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کو بیان فرمایا ہے وہاں اس قسم کا لفظ موجود نہیں ہے قرآنی آیت ملاحظہ فرمائیے۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَنَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا

ترجمہ: نہ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی اور نہ نصرانی لیکن آپ تھے باطل سے ہٹ کر حق کی طرف مائل مسلمان۔ مذکورہ آیت سے روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ جہاں ابراہیم علیہ السلام کا مذہب بیان کیا گیا ہے وہاں لفظ شیعہ مذکور نہیں اور جہاں لفظ شیعہ مذکور ہے وہاں مذہب مراد نہیں۔

پس صحیح مطلب یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے گروہ میں

سے تھے یعنی جس طرح وہ نبی تھے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام بھی نبی تھے۔

شیعی استدلال پر اہلسنت کی طرف سے بارہ اعتراضات

(اعتراض ۱) اگر آپ کا استدلال صحیح ہے تو گرائمر (لغت) یا قرآنی آیات سے ثابت کیجئے کہ یہاں لفظ شیعہ سے مراد مذہب شیعہ ہے اور پس۔

(اعتراض ۲) آپ کا اس آیت سے استدلال غلط ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مستقل نبی تھے وہ کسی کے تابع نہیں۔ اور شیعہ کا معنی تمہاری اصطلاح میں تابعدار یا کرنے کے معنی سے مستقل ہے پس جو تابعدار ہو وہ مستقل نبی نہیں ہوتا اور جو مستقل نبی ہو وہ تابع نبی نہیں ہوتا۔

(اعتراض ۳) بالفرض اگر تسلیم کر لیا جائے تو آیت سے ابراہیم علیہ السلام کا شیعہ ہونا ہونا ثابت ہوگا اور تمہارا دعویٰ شیعیان علی کے مذہب کا اثبات ہے پس جو کچھ ثابت ہو وہ تمہارا مقصود نہیں اور جو تمہارا مقصود ہے وہ ثابت نہ ہوا، لہذا کوئی اور استدلال پیش کیا جائے۔

(اعتراض ۴) اگر شیعہ کے لفظ سے اس آیت میں شیعہ مذہب مراد ہے تو حسب ذیل آیت کا جواب مطلوب ہے۔

ات الذین فترقوا دینہم وکالوا شیعا لست منہم۔

ترجمہ: جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بن گئے مشیعہ اے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کے گروہ میں سے نہیں ہیں، فرمائیے جب حضور کریم آپ کے گروہ میں سے نہ ہوئے تو آپ کے مذہب کی کیا حقیقت رہی۔

آپ اپنی اداؤں پر ذرا غور کرو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(اعترض ۷) ان فرعون ملا فی الارض وجعل اہلہا شیعا (قرآن)
ترجمہ :- بلاشبہ فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور اپنے اہل و عیال کو شیعہ بنادیا تھا
فرمائیے اگر شیعہ کا معنی مذہب لیا جائے تو فرعون کے اہل و عیال کے متعلق آپ کا
کیا خیال ہے۔

(اعترض ۸) ثم لنزعن من کل شیعة ایتھم اشد علی الذین عتبا (قرآن)
ترجمہ :- اس کے بعد نکالیں ہر شیعہ سے جو کہ خدا تعالیٰ کا سب سے زیادہ سخت بے فرمان ہوگا
فرمائیے اگر شیعہ کا معنی مذہب لیا جائے تو آیت کا جواب کیا یہ لازم نہائے گا
کہ شیعہ کا لفظ اس انسان پر خدا تعالیٰ نے استعمال کیا ہے جو خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا بے فرمان ہو
(اعترض ۹) قل هو قادر علی ان یتبع علیکم عذابا من فوقکم او من تحت
ارجلکم او یلبسکم شیعا۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ :- کہہ دیجئے خدا تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ بھیج دے عذاب تمہارے اوپر سے
یا تمہارے نیچے سے یا تم کو شیعہ بنا کر آپس میں لڑا دے۔
فرمائیے اگر شیعہ سے مراد شیعہ لیا جائے تو کیا پھر ان کے معذب ہونے میں شک
باقی رہ سکتا ہے۔

(اعترض ۱۰) ولا تکنوا من المشرکین من الذین فعدوینہم کالشیعہ (قرآن)
ترجمہ :- نہ بنو مشرکین سے ان لوگوں سے جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور
بن گئے شیعہ۔ بتائیے یہاں شیعہ کا اطلاق اچھے لوگوں پر کیا گیا ہے یا کن پر۔
(اعترض ۱۱) ولقد ارسلنا من قبلک فی شیعہ الاقلین وما یأتی ہم من
رسول الا کالوابہ یتدمہزون۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ :- اور البتہ تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ہیں رسول پہلے شیعوں میں ان کے
پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر ان سے استہزا کیا کرتے تھے۔

دیکھئے یہاں شیعوں کو رسول سے استہزاء اور مزاح کرنے والا بتایا گیا ہے بتا
کیا جواب ہے۔

(اعتراف علی) حق الیقین ص ۵۹۹ مصنفہ ملا باقر مجلسی مطبوعہ تہران میں ہے اعتقاد
مادہ برائت آنست کہ بیزاری جو نید از تہائے چہارگانہ یعنی ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ
وزنہان چہارگانہ۔

یعنی عائشہ و حفصہ و زہرہ و ام حکم و از جمیع اشیاء و اتباع ایشان۔
پس اگر اشیاء کے لفظ کو مذہب پر اطلاق کیا جائے تو بتائیے مذکورہ بالا عبارت
کا کیا جواب ہے۔ جبکہ اشیاء جمع شیعہ کی ہے اور شیعہ کا لفظ ابو بکر و عثمان و معاویہ کے
تابعداروں پر استعمال کیا گیا ہے۔

(اعتراف علی) احتجاج طبری ص ۱۲۵ مطبوعہ نجف اشرف مصنفہ احمد بن ابی طالب
طبری میں ہے۔

وانظروا من قبلکم من شیعة عثمان و معتبہ۔
ترجمہ یہ دیکھو آپ سے پہلے عثمان کے تابعداروں کو اور اس کے مجتہد کو دیکھو۔
فرمائیے اگر لفظ شیعہ سے تمہارا مذہب مراد لیا جائے تو پھر عبارت کا کیا مطلب بنے گا
(اعتراف علی) فردوس کاتب الروضہ ص ۳۲ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ مصنفہ محمد بن
یعقوب کلینی میں ہے۔

قلت و کیف النداء قال ینادی مناد من السماء اول النہار الا ان علیا
و شیعتہ هم الفائزون و قال ینادی مناد اخر النہار الا ان عثمان
و شیعتہ هم الفائزون۔

(ترجمہ) میں نے ام سے کہا آسمان سے کیسی ندا آتی ہے آپ نے فرمایا آسمان سے ندا
دینے والا ندا دیتا ہے دن کے پہلے جتنے ہیں۔

تجربہ دار تحقیق علی مرتضیٰؑ اور اس کی پارٹی کامیاب ہیں اور نداء کرنے والا دن کے آخری حصے میں نداء دیتا ہے۔

تجربہ دار بیشک حضرت عثمانؓ اور اس کی پارٹی کامیاب ہے۔
پس اگر شیعہ کا معنی اشیعان علی کیا جائے تو بتائیے شیعہ عثمانؓ کا کیا معنی رہے گا۔

اہل تشیع کا حقانیت مذہب شیعہ پر دوسرا استدلال

هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ (قرآن)

ترجمہ: یہ موسیٰ علیہ السلام کے شیعہوں سے تھا اور یہ اس کے دشمنوں سے ۱۲
سو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بھی شیعہ تھے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ شیعہ موسیٰ
علیہ السلام کے وقت کے ہیں۔

جواب: اسی کے متعلق جسے موسیٰ کا شیعہ کہا گیا ہے اسی کے متعلق آگے چل کر
اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ بے شک تو کھلا گمراہ ہے کہا گیا ہے فرمائیے اب مزاج کیسا ہے؟

اہل تشیع کا تیسرا استدلال

حدیث شریف میں ہے الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ معلوم ہوا جب حق علیؑ کے ساتھ ہے
تو اہل تشیع حق پر ہیں جبکہ شیعہ تابعین علیؑ میں سے ہیں۔

جواب: حق علیؑ کے ساتھ یہ تو مسلم ہے لیکن اہل تشیع کا حق پر ہونا اس حدیث سے
مستفاد نہیں ہوتا۔

جواب: حضرت علیؑ نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت قبول کی احتجاج طبری پس حق علیؑ کے

ساتھ ہے۔

حضرت علیؑ نے صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز ادا کی ثمرۃ العقول " " " " " " " " " " " "

حضرت علیؑ نے خلفاء ثلاثہ کے ساتھ جنگ نہ کی۔ پس حق علیؑ کے ساتھ ہے۔
 حضرت علیؑ نے ابو بکر صدیقؓ کو اپنی بھانج دی۔ " " " " " "
 حضرت علیؑ نے فاروق اعظمؓ سے رشتہ لیا اور دیا۔ " " " " " "
 حضرت علیؑ نے حسنینؓ کو حضرت عثمانؓ پر حفاظت کے لئے مامور کیا۔ " " " "

اہل تشیع کا چوتھا استدلال

يَا عَلِيُّ اَنْتَ وَشَيْعَتُكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

ترجمہ :- اے علیؑ تو اور تیری پارٹی کامیاب ہے۔

جواب :- مذکورہ بالا سطور میں ہم نے واضح کر دیا ہے کہ جس طرح متبعین علیؑ کامیاب ہیں اسی طرح متبعین عثمانؓ بھی کامیاب ہیں پس کامیابی میں امتیاز مٹ گیا۔

جواب :- اصول یہ ہے کہ جب حضرت علیؑ نے صدیق اکبرؓ سے بیعت ہو کر وفاداری کا اعلان کر دیا تو جو بھی تبع علیؑ ہو گا اُسے تبع صدیقؓ بننا پڑے گا جبکہ حضرت علیؑ خلفاء ثلاثہ کے موروثی و نبوی میں شریک کار رہتے ہیں جو علیؑ کا صرف ایسا تبع بننا چاہتا ہے جس اتباع سے بغض ثلاثہ کی بو آئے تو ایسی اتباع کا نام حقیقت میں اتباع نہیں ہے بلکہ مخالفت ہے اور تغافل فی العمل ہے۔

جواب :- تبع کی علامت یہ ہے کہ آقا اس پر راضی ہو مگر اہل تشیع کا یہ حال ہے کہ حضرت علیؑ ان پر سخت ناراض نظر آتے ہیں پس وہ ان کے آقا نہ رہے اور یہ ان کے تبع نہ رہے اب ذیل میں ہم اہل تشیع کی کتابوں سے یہ ثابت کریں گے کہ اہل تشیع پر حضرت علیؑ ناراض تھے اور سخت غضب ناک تھے۔

حضرت علیؑ کا اپنے شیعہ حلقے سے خطاب

وَيْلٌ لِّلْغَضَبِ اِيْمَا النَّاسِ اِنِ اسْتَنْفَرْتُمْ لِمُجَاهِدِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَلَمْ تَنْفَرُوا
اسمعتم فلم تجيبوا فانصحتكم فلم تقبلوا (احتجاج طبرسی ص ۹۱)
ترجمہ:- اے لوگو! میں نے تم کو جہاد کے لئے تیار کرنا چاہا مگر تم تیار نہ ہوئے میں نے تم کو
(دین) کی باتیں سنائیں پس تم نے جواب نہ دیا میں نے تم کو نصیحتیں کیں پس تم نے قبول نہ کیا۔
(ف) مذکورہ بالا خطاب بتاتا ہے کہ حضرت علیؑ اپنے زمانہ کے شیعوں سے ناراض تھے
اور اس زمانہ کے شیعہ بھی آپ سے بیزار تھے جب کہ آپ ان کو بلاتے تھے تو وہ ساتھ
نہ دیتے تھے ان سے بات کرتے تھے تو جواب نہ دیتے تھے نصیحت کرتے تھے تو قبول
نہ کرتے تھے۔

حضرت علیؑ کا غضبناک خطبہ

وَيْلٌ لِّلْغَضَبِ :- اتلوا علیکم الحکمۃ فتعرضون عنہا واعظکم بالموعظۃ
البالغۃ فتفترقون عنہا کاتکم حمر مستنفرۃ فرت من قسوة (بحوالہ احتجاج طبرسی ص ۹۱)
ترجمہ:- اے لوگو! میں تم پر دانائی کی باتیں پڑھتا ہوں تو تم انکار کرتے ہو تمہیں عجیب انداز
میں وعظ کرتا ہوں تو تم جدا ہو جاتے ہو گویا کہ تم ایسے گدھے ہو جو کہ شیر سے بھاگتے ہو۔

حیدر کرار کا واضح ترین خطبہ

وَيْلٌ لِّلْغَضَبِ :- احکم علی جماعہ اہل الجور فما آتی علی آخر قولی حتی الاکم
متفرقین ایادی سبا ۱ ترجعون الی مجالسکم حلقاً تضربون الامثال تشدون
الاشعار تجشسون الاخبار - (احتجاج طبرسی ص ۹۳)
ترجمہ:- (اے شیعوں) میں تمہیں ظالموں سے جہاد پر براہیگختہ کرتا ہوں جب میں آخر

نیک پہنچا ہوں تو تمہیں دیکھتا ہوں کہ خدا ہو جاتے ہو اپنی مجالس میں جا کر حلقے باندھ کر مثالیں مارتے اشعار پڑھتے میرے حالات کی جاسوسی کرتے ہو۔

(ف) بتائیے جو لوگ حضرت علیؑ سے برا سلوک کریں حضرت علیؑ کے متعلق حلقے بنا بنا کر مثال بازی کریں آپ کی خبروں کی جاسوسیاں کر کے دشمنوں کو خبر دیں کیا انہیں حضرت علیؑ کے گروہ کا فرد قرار دیا جاسکتا ہے۔

شیعان علیؑ کا حضرت علیؑ کے متعلق عقیدہ

تقولون ان علیاً یکذب کما قالت قریش لنبیہا وحوالہ اجتماع طبری ص ۹۳
ترجمہ:۔ (اے شیعوں) تم کہتے ہو کہ علیؑ جھوٹ بولتا ہے جس طرح قریشی اپنے نبی کو جھوٹا کہتے تھے۔

(ف) حقیقت تو یہ ہے کہ اس عبارت نے شیعوں کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے اگر اس زمانہ کے شیعوں کے ایسے کرکوت نہ ہوتے تو حضرت علیؑ ان کے زعمے اس قسم کے الزامات عائد نہ کرتے اب آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ یہ حضرت علیؑ کے معتقد ہیں یا دشمن۔

اہل تشیع کے حق میں حضرت علیؑ کی دُعا

دلیل الغضب ع۔ فیادیلکم فعلی من الکذاب علی اللہ ام علیؑ وحوالہ اجتماع طبری ص ۹۳
ترجمہ:۔ خدا تمہیں تباہ کرے بھلا میں کسی پر کذب بیانی کر سکتا ہوں خدا پر یا اس کے رسول اللہؐ
ف۔ ناظرین خود سوچ لیں کہ حضرت علیؑ کے یہ الفاظ آپ کے منہ سے کتنے درد انگیز لہجے میں نکل رہے ہیں۔

حضرات اہل تشیع کی اندرونی کیفیت حیدر کرار کی زبان سے اور حلفیہ

دلیل الغضب ۷۔ واللہ ایتھا الشاہدۃ ابدانہما الناسۃ عنہم عقولہم
المختلعة احوالہم ط

ترجمہ۔ خدا کی قسم اسے وہ گروہ جن کے بدن ماضی میں عقیدیں غائب ہیں اور خیالات مختلف ہیں۔
(ف) شیعہ گروہ کے حق میں حیدر کرار کا بیان ان کی باطنی کیفیت اور اصلی حقیقت کی
وضاحت کے لئے بہترین ثبوت ہے۔

غصے میں ڈوبی ہوئی دعا حیدر کرار کی زبان سے

دلیل الغضب ۷۔ ما اعز الله نصر من دعاكم ولا استراح من
تأستاكم ولا قرت عين من اداكم۔ (احتجاج طبرسی ص ۶۲)

ترجمہ۔ خدا سے غالب نہ کرے جو تمہیں مدد کے لئے بلائے اور خدا اس کا دل خوش نہ
کرے جو تمہیں غمخوار بنائے اور خدا اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے جو تمہیں جلائے پناہ دے۔
(ف) مطلب واضح ہے عیاں را چہ بیاں، فیصلہ ناظرین پر ہے کہ اب اہل تشیع کو حضرت
علی کا محب سمجھیں یا نہ۔

حضرت علیؑ کا بائیکاٹ

دلیل الغضب ۷۔ اصبع لا اطعم فی نصر تکم ولا اصدقی قولکم فتر اللہ بینی
وبینکم دعا قبنی ربکم من ہونہی لی منکم دعا قبکم من ہونہی لکم متی (احتجاج طبرسی ص ۹۲)
ترجمہ۔ میں نے صبح کے اس فیصلے میں رکہ آج کے بعد، نہ تو میں تمہاری مدد کے متعلق
طمع رکھوں گا اور نہ تمہاری کسی بات کو سچا جانوں گا، خدا تعالیٰ تمہارے اور میرے

درمیان جدائی ڈال دے اور تمہارے بدلے میں خدا مجھے ایسا گروہ دیدے جو میرے لئے تم سے بہتر ہو اور خدا میرے بدلے تمہیں ایسا امیر دیدے جو تمہارے لئے برا ہو۔
 (ف) آپ کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے کہ حضرت علیؓ دل سے شیعوں کے ساتھ کس قدر محبت و پیار رکھتے تھے سچ تو یہ ہے کہ ان کے اُس وقت کے کرتوتوں نے حیدر کو اُن کا تنگ کر دیا تھا کہ ان کو ذرہ برابر بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔
 فرمائیے! شیعہ حضرات حضرت علیؓ کے پیارے گروہ کے فرد رہے یا نہ۔

شیر جلیؓ کی نگاہ میں شیعہ فرقے کی پوزیشن

دلیل الغضب ۹ء۔ اللہ لو ددت ان معاویۃ صار فنی بکم صرف الدینار بالدرہم تأخذ متی عشرۃ منکم و اعطانی رجلاً منهم۔
 (بحوالہ احتجاج طبرستان ۹۲ و نفع البلاغۃ ج ۱ ص ۱۹۹ مطبوعہ الاستقامۃ مصریہ)
 ترجمہ :- خدا کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ معاویہؓ مجھ سے دس درہم لے اور ایک درہم دے یعنی میرے بے وفاسپاہی مجھ سے دس لے لے اور اس کے بدلے میں ایک جو انہر و فادار دے دے۔

(ف) جن کی فطرت ہی بے وفائی پر مشتمل ہو بھلا ان سے اُمید وفا کیسی۔
 تعریف :- اگر وفادار ہوتے تو سیدنا حسینؓ کو شہید نہ کرتے۔

اہل تشیع سے حضرت علیؓ اکتا چکے تھے

دلیل الغضب ۱۱ء۔ واللہ لو ددت انی لما عرفکم ولم تعرفونی لا اجتماع لبری ص ۹۴
 ترجمہ :- خدا کی قسم مجھے یہ بات بے حد پسند ہے کہ نہ میں تمہیں پہچانوں اور نہ تم مجھے پہچانو۔
 ت :- بات بھی بالکل صاف ہے کہ جب محبت کا صرف لبادہ ہے حقیقت کچھ

بھی نہیں تو تعلقات کے بقا کا کیا فائدہ۔

اہل تشیع کے اسلاف کا پاکیزہ کیرٹھ حضرت علیؑ کی زبان سے

دلیل الغضب علیہ۔ ظہرت فیکم الفواحش والمنکرات تمسکم وتصبعکم
کما فعل باہل المثلات من قبلکم (احتجاج طبرسی ص ۹۲)

ترجمہ: تم میں بے حیائی اور غیر شرع امور ظاہر ہو چکے ہیں جو تمہیں صبح و شام و برابر باد
کریں گے، جیسا کہ تم سے پہلے تمہارے مثل لوگوں سے کیا گیا۔

دربار خداوندی میں حیدر کراڑ کی عاجزانہ دعا

اور شیعہ حقیقت کا انکشاف

دلیل الغضب علیہ۔ اللہم قد مللت ہم وملونی وسئتمہم وسئمونی
اللہم لا ترض عنہم ابداً لا ترضہم عن امیر وامت قلوبہم کایہات الملح
فی الماء۔ (احتجاج طبرسی ص ۹۲، ۹۳)

ترجمہ: اے اللہ بلاشبہ میں ان پر ناراض ہوں انہوں نے مجھے ناراض کیا ہے
میں ان پر رنج ہوں انہوں نے مجھے رنج کیا ہے اے اللہ میرا ان پر راضی نہ ہونا
ہمیشہ خواہ امیر ہو یا غریب اے اللہ ان کے دلوں کو ایسا مار دے جس طرح نیک پانی
میں حل ہو جاتا ہے۔

(ف) اب بھی اگر اہل تشیع یہی رٹ لگاتے رہیں کہ ہم حضرت علیؑ کے گروہ کے ہیں
تو یقیناً ان کی ہٹ دھرمی ہے ورنہ حضرت علیؑ نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا ہے۔
جواب علیہ۔ اہل تشیع کا اپنے کو مشیع کہنا ان کی کتابوں سے ثابت نہیں ہے بلکہ

امام جعفر صادق نے ان کو رافضی کے نام سے ملقب کیا ہے۔

اہل تشیع کا اصل نام

قال ابو عبد الله عليه السلام الرافضة قال قلت لعم قال والله ما هم لموكم بل الله سماكم۔ (روضۃ کافی ج ۳ ص ۱۷۱ - سطر ۲)

کیا اہل تشیع کا نام رافضی ہے فرماتے ہیں میں نے کہا ہاں خدا کی قسم تمہارا یہ نام خدا نے رکھا ہے۔

پس اگر ہمت ہے تو رافضی کا نام قرآن سے ثابت کرو۔

یعنی جسے اہل تشیع حضرات نے قرآن سے ثابت کیا امام عالی مقام کی زبان سے وہ اس کا نام نہیں اور جو ان کا نام ہے وہ قرآن سے ثابت نہیں پس شیعیہ سے مشتق صیغوں سے مستعمل استدلالات سب کے سب ہباء منثوراً ہو گئے جیسا کہ۔

پہلا مکہ اور اس کا جواب

مکر یہ کیا جاتا ہے کہ جن شیعان علیؑ کا تذکرہ کیا گیا ہے ہم ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ وہ تنازعات میں الجھ کر دغا باز بن چکے تھے البتہ ہماری نسبت ان شیعوں سے کی جاسکتی ہے جو امام عالی مقام سیدنا حسنؑ مجتبیٰ کے عہد مقدس میں تھے۔

جواب ۱۔ اس مکر کا لایعنی ہونا تقریر مکر سے ہی ثابت ہو رہا ہے جس کے جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ جب ابوالائمہ (علیہ السلام) کے عہد میں ان کی بے وفائی طشت از بام ہو چکی ہے تو ان کے بیٹے سے محبت اور پھر اس کا دار و مدار ایک بے اصل سی بات ہے۔

جواب ۲ امام حسن کا اظہار تاسف

عبارت ۱۔ جلاء العیون ص ۲۵۱ مطبوعہ تہران مصنفہ ملا باقر مجلسی میں حضرت امام حسن اپنے مجتہدین کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

چنانچہ وفات کو دید برائے کسیکہ از من بہتر بود چہ گوئے اعتماد کنم برگفتہائے شما و حال آنکہ با پدر من چہ کر دید پس از منبر فردا آمد سوار شد و متوجہ لشکر گاہ گاہ دید چوں بار سید اکثر انہما کہ اظہار اطاعت کردہ بودند وفاتہ کردند حاضر نہ شدند پس خطبہ خواند فرمود ہ مرا فریب دادید چنانچہ امام پیش از مرا فریب دادید۔

ترجمہ۔ حضرت امام حسن نے فرمایا جب تم نے اس سے وفات نہیں کی جو مجھ سے بہتر نقاب میں تم پر کیسے اعتماد کروں اور تمہاری باتیں کس طرح تسلیم کروں حالانکہ میرے باپ حضرت علیؑ سے تم کیا کر چکے ہو۔

پس آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور سوار ہو کر لشکر گاہ کی طرف چلے گئے جب پہنچے جن لوگوں نے فرمانبرداری کا اعلان کیا ہوا تھا وفات ثابت ہوئے اور حاضر نہ ہوئے پس آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا تم نے مجھے اسی طرح فریب دیا ہے جس طرح کہ تم نے پہلے امام را با جان کو فریب دیا تھا۔

طراز استدلال۔ عبارت اور اس کا ترجمہ دوبارہ سر بارہ پڑھیے اور خود نتیجہ نکالیے۔

انکشاف حقیقت

عبارت ۲۔ جلاء العیون ص ۲۵۲ مطبوعہ تہران میں ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں
”بسایط مدائن تشریف بردہ رانجا خواست کہ اصحاب خود را امتحان کنند کفر و نفاق و بے وفائی آن منافقان را بر عالمیان ظاہر گردانند۔“

ترجمہ :- جب حضرت امام حسنؑ مدائن تشریف لے گئے وہاں آپ نے چاہا کہ اپنے مجتہدین اور دوستوں کا امتحان لے لوں ان کے کفر و نفاق اور ان کی بے وفائیوں پر جہاں کو مطلع کر دوں۔

طرز استدلال :- امام حسنؑ کے نزدیک اعتقادی اور مسلکی حیثیت سے اُس کا جو مقام تھا اُسے قطعاً نہ بھولیئے۔

عبارت عظمیٰ :- چون آں منافقان ایں سخناں را از حضرت شنیدند بایکدیگر نظر کردند گفتند از سخناں او معلوم می شود کہ می خواہد با معاویہ صلح کند خلافت با او اگندار و ہیں ہمہ برخواستند و گفتند مثل پدرش کافر شد خیمہ حضرت ریختند و اسباب حضرت را غارت کردند حتی مصلی حضرت را از زیر پایش زاکشیدند و روئے مبارکش را از دوشش ربودند (جلاء العیون ص ۲۵۷ مطبوعہ تہران)

ترجمہ :- جب اُن منافقوں نے حضرت امام حسنؑ سے یہ باتیں سنیں تو لگے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے، آپس میں کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسنؑ معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کا خواہشمند ہے اور خلافت اس کے سپرد کرنے والا ہے پس سب کے سب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اپنے باپ کی طرح یہ بھی کافر ہو گیا، امام حسنؑ کے خیمے کو چھاڑ ڈالا سامان لوٹ لیا حتیٰ کہ پاؤں کے نیچے سے مصلیٰ کھینچ لیا اور آپ کے دوش مبارک سے چادر کھینچ لی۔

طرز استدلال :- واضح ہے عیاں را چہ بیاں۔ استدلال کا ماحصل ہم ناظرین کی فہم و فراست پر چھوڑتے ہیں۔

مجتہدین کی دوزخی چال

عبارت عظمیٰ :- پس بیت ہزار کس از اہل عراق با امام حسنؑ بیعت کردند و انہا کہ با او بیعت کردہ بودند شمشیر بر روی او کشیدند (جلاء العیون ص ۲۵۷)

ترجمہ :- پس بیس ہزار شخص عراق والوں نے امام حسنؑ سے بیعت کی اور جنہوں نے بیعت کی ہوئی تھی انہوں نے تلوار آپ کے منہ پر کھینچی۔

دوسرا مکر اور اس کا جواب

بعض اہل تشیع اُن شیعوں سے برکت کا اظہار کرتے ہیں جو کہ امام حسنؑ کے عہد میں تھے البتہ عہد سیدنا حسینؑ کے شیعوں سے اپنی نسبت قائم کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں، سو اس کے جواب میں شیعہ کتب سے عبارتیں درج ذیل ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

سیدنا حسینؑ کا پہلا والا نامہ

عبارت ۱۔ جلاء العیون ص ۳۵۲ میں وہ خط نقل کیا گیا ہے جو کہ مجتہدین کی طرف سے حضرت سیدنا حسینؑ کی طرف بھیجا گیا تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اِس نامہ ایست بسوئے حسینؑ ابن علیؑ از جانب سلیمان ابن صرد خزاعی و مسیب ابن نجیہ و رفاع ابن شداد و ابن مظاہر و سائر شیعیان اُوارہ مؤمنان و مسلمانان کوثرہ سلام جُدا بر تو باد۔

ترجمہ :- سلیمان ابن صرد خزاعی مسیب ابن نجیہ اور رفاع بن شداد بن مظاہر اور باقی شیعہ کرام کی طرف سے یہ خط سیدنا حسینؑ بن علیؑ کی طرف بھیجا جا رہا ہے وہ شیعہ اہل کوثرہ کے مومنوں اور مسلمانوں میں سے ہیں اللہ کی سلامتی آپ پر دائم و قائم ہو۔

طرز استدلال :- اس عبارت سے سرف اس قدر ثابت ہوا کہ جن حضرات نے سیدنا حسینؑ کو دعوت نامے ارسال کئے تھے وہ اہل تشیع تھے۔

ایک اہم اجتماع

عبارت ۲۔۔ جلاء الیون ص ۲۵۴ مطبوعہ تہران میں ہے، شیعیان کوفہ در خانہ سلیمان ابن صرد خزاعی جمع شدند۔

حمد و ثنا حق تعالیٰ ادا کر دند و در باب فوت معاویہ و بیعت یزید سخن گفتند سلیمان گفت چوں معاویہ بچہنم داخل شد و حضرت امام حسینؑ از بیعت امتناع نموده و بجانب مکہ معظمہ رفتہ است شما شیعیان اؤ پد ر بزرگوارید۔

ترجمہ۔۔ شیعیان کوفہ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر میں جمع ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد انہوں نے امیر معاویہ کے مرنے اور یزید کے تخت سلطنت پر بیٹھنے کے متعلق گفتگو شروع کی تو سلیمان نے کہا امیر معاویہ مر چکا ہے اور امام حسینؑ بیعت لینے سے انکاری ہے اور وہ مکہ معظمہ کو چلا گیا ہے تم ان کے والد بزرگوار کے شیعہ ہو۔ طرز اسند لالہ۔۔ اس عبارت سے مزید برآں یہ بھی ثابت ہوا کہ سلیمان اور اس کے گھر میں مشورے کے لئے جمع ہونے والے شیعہ تھے اور ان کی اپنی زبانی اقرار بھی موجود ہے اور یاد رہے کہ وہ کوفہ ہی کے رہنے والے تھے۔

ایک سو پچاس خط

عبارت ۳۔۔ باز اہل کوفہ بعد از دو روز و دو سال آن قاصداں قیس بن عبد اللہ بن شداد و عمار بن عبد اللہ را فرستادند یا صدق بنجاہ نامہ غطاء اہل کوفہ نوشتہ بودند۔ (جلاء الیون ص ۲۵۴)

ترجمہ۔۔ بعدہ دو دنوں کے بعد قیس بن عبد اللہ اور عمار کو ایک سو پچاس خطوط غطاء اہل کوفہ کے لکھے ہوئے دے کر روانہ کیا۔

طرز استدلال :- مذکورہ مقصد کے علاوہ اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خطوط کے بھیجنے والے اور بلانے والے کوفہ کے بڑے بڑے شیعہ ہی تھے۔

عبارت ۴۴ :- تا آنکہ در یک روز شش صد نامہ از آل غدیران بآں حضرت رسید چون مبالغہاں از حد گذشت رسولان بسیار نزدیک آنحضرت جمع شدند و از درہ ہزاران نامہ بآں جناب رسید حضرت در جواب نامہ آتہاں نوشت بسم اللہ الرحمن الرحیم بسوئے گروہ مؤمنان و مسلمانان شیعیان۔ (جلاء العیون ص ۳۵۷)

ترجمہ :- ایک دن میں ان غداروں کی طرف سے چھ سو خطوط امام حسینؑ کو ملے جب ان کا اصرار حد سے زیادہ ہوا اور بے انتہا قاصد حضرت حسینؑ کے پاس جمع ہو گئے اور بارہ ہزار خطوط کوفہ کی طرف سے آں جناب کو موصول ہوئے حتیٰ کہ آخری خط کے جواب میں یہ تحریر فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے مؤمنوں، مسلمانوں شیعوں کی طرف میرا خط ہے۔

طرز استدلال :- کوفہ کے شیعوں نے سیدنا حسینؑ کی طرف خط لکھے اور آپ آمادہ سفر ہوئے۔

واضح نوٹ

ان کے لکھنے کے مطابق سیدنا حسینؑ نے امام مسلم کو کوفہ بھیج دیا اور امام مسلم وہاں پہنچ گئے اب وہاں کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔

خط سن کر رونا

عبارت ۴۵ :- مردم کوفہ از استماع قدوم مسلم انہار سرد بسیار نمودند بخدمت او آمدند نامہ امام حسینؑ را برابر ایشان می خواندند از استماع آن نامہ گریاں گریہ بند بیتی می کردند تا آنکہ بردست مسلم بیچ دو ہزار نفر از اہل کوفہ بشرف بیت آں حضرت سرفراز شدند۔

(جلاء العیون ص ۳۵۸)

ترجمہ :- جب حضرت مسلم کوفہ میں تشریف لائے لوگوں نے خوشی منائی اور خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے سیدنا مسلم نے حضرت حسینؑ کا خط پڑھ کر سنایا تو سب کے سب رو پڑے حتیٰ کہ ۸ ہزار اشخاص ابالیان کوفہ نے بیعت کی۔

طرز استدلال :- جو بلانے والے وہی بیعت کرنے والے، وہی خط کو سن کر رونے والے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا!

عبارت ۴ :- جلاء العیون ص ۲۶۱ میں ہے کہ پچیس ہزار آدمیوں نے بیعت کی۔

درخانہ مسلم بن میتب مسلم بن عقیل نزول فرمود و از وہ ہزار کس با او بیعت کردند چوں ابن زیاد داخل شد در میان شب بخانہ بانی ابن عروہ انتقال نمود و از نہاں از مردم بیعت می گرفت تا آنکہ بیعت بنجاہ ہزار نفر با او بیعت کردند۔

ترجمہ :- مسلم بن عقیل نے مسلم بن میتب کے گھر میں نزول فرمایا بارہ ہزار اشخاص نے آپ سے بیعت کی جب ابن زیاد کوفہ میں آیا تو وسط شب میں مسلم بن عقیل بانی بن عروہ کے گھر چلے گئے اور پچیس ہزار افراد نے آپ کے ساتھ بیعت کی۔

طرز استدلال :- پہلے تو اس قدر ثابت کیا تھا کہ خطوط سن کر روتے تھے اب اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ انہوں نے آپ سے بے حد محبت کا اظہار کیا حتیٰ کہ پچیس ہزار نے بیعت کر لی۔

امام مسلم کا محاصرہ

عبارت ۵ :- جہاد اللہ بن حازم روایت کردہ است من در مجلس ابن زیاد بودم کہ بانی ماجروح گردانید و امر کرد بچس او چوں آن حالت مشاہدہ کردم بنزد مسلم آدم و قضیہ را باو نقل کردم چوں اصحاب مسلم در خانہ بانی جمع شدہ بودند مسلم مرا امر کرد کہ ندا کنم در میان

ایشان کہ بیرون آئند منادیوں را فرمود کہ ندا کردند یا منصور است چوں بے دنیا یاں اہل کوفہ
 ندا مسلم را شنیدند بہ درخانہ بانی جمع شدند مسلم بیرون آمد و برائے ہر قبیلہ علم ترتیب
 داد و در اندک وقت مسجد و بازار پر شد اصحاب او و کار بر این زیاد تنگ شدہ و زیادہ
 پنجاہ نفر در دارالامارۃ و یاد بنو ذندہ (جلاء العیون ص ۲۶۳)

ترجمہ :- عید اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے ہاں تھا کہ ابن زیاد
 نے بانی بن عروہ کو جس کے گھر میں امام مسلم تھے (مخرج کر دیا اور حکم دیا کہ جا کر اسے قید کر دو
 میں نے جب اس حالت کا مشاہدہ کیا تو میں نے امام مسلم کو آکر بتا دیا جب مسلم کے صحابہ بانی
 بن عروہ کے گھر جمع ہوئے تو امام مسلم نے مجھے فرمایا کہ جا کر ان کو اعلان کر دو سو میں نے اعلان
 کر دیا جب بے دنیا کوفیوں نے پیغام سنا تو بانی بن عروہ کے دروازے پر سب کے سب
 جمع ہو گئے حضرت مسلم باہر تشریف لائے تو ہر قبیلہ کا علم ترتیب دیا تھوڑے وقت میں
 مسجد اور بازار پر ہو گئی اور ابن زیاد کے پاس پچاس آدمیوں کے بغیر کوئی باقی نہ رہا۔
 طرز استدلال :- اس سے پتہ چلا کہ ابن زیاد کے پاس اپنی فوج اتنا نہیں تھی۔

بیعت کرنے والوں میں سے مسلم کے پاس ایک بھی نہ رہا

عبارت ۷۷ :- مردم از استماع این سخن متفرق می شدند تا آنکہ چوں شام شد زیادہ از
 نسی نفر با مسلم ماندہ بودند چوں مسلم این حالت را مشاہدہ کرد و غدر و مکر اہل کوفہ مطلع گردید
 داخل مسجد شد و نماز شام ادا کرد چوں از نماز فارغ شدہ نفر با او ماندہ بودند خواست کہ از
 مسجد بیرون رود چوں از در کنندہ بیرون رفت با او ماندہ بود۔

ترجمہ :- ابن زیاد کے ڈرانے کے بعد لوگ امام مسلم سے جدا ہو گئے حتیٰ کہ جب شام ہوئی
 تو بیس سے زیادہ نہ رہے جب شام کی نماز ادا کی اور فارغ ہوئے تو دس باقی بچ گئے اور
 جب دروازے سے باہر آئے تو کوئی بھی ساتھ نہ رہا۔

کوفیوں کی بے وفائی

عبارت ۹۔ وصیت سوم آنکہ بحضرت امام حسینؑ کہ کوفیان بے وفائی کرزند و پسر عم تو

یاری نہ کردند بر وعدہ ہائے ایشان اعتماد مکن (جلال العیون ص ۳۶)

ترجمہ :- امام مسلم نے تیسری وصیت یہ کی کہ امام حسینؑ سے کہا کہ کوفیوں نے میرے ساتھ بے وفائی کی ہے اور تیرے چچے کے فرزند کی اوراد نہیں کی لہذا تمہیں چاہیئے کہ ان کے وعدوں پر اعتماد نہ کرنا۔

طرز استدلال :- اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام مسلم کے نزدیک بھی شیعہ صاحبان غیر متمدن علیہ تھے جس طرح حضرت علیؑ اور امام حسنؑ کے نزدیک ناقابل اعتماد تھے۔

قلب و شمشیر میں تخالف

عبارت ۱۰۔ زرارہ بن صلح گفت بخند مت امام حسین علیہ السلام سے روز قبل از

توجہ آنحضرت بجانب عراق و عرض کردم کہ مردم کو قہ دل ایشان با آست و شمشیر ہائے بلندی

امید جلا العیون ص ۳۹

ترجمہ :- زرارہ بن صلح کہتے ہیں کہ میں سیدنا حسینؑ کے پاس عراق کی طرف عزم کرنے

سے پہلے پہنچا تو میں نے عرض کی کہ یا حضرت کوفیوں کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی

تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔

طرز استدلال :- زرارہ کا بیان بتاتا ہے کہ کوفیوں کے ارادے بدل چکے تھے اور

ان کی تلواریں امام حسینؑ کے خون کی پیاسی ہو چکی تھیں۔

(ف) ناظرین کرام خود بخود اندازہ لگالیں کہ حضرت علیؑ سے لے کر امام حسینؑ تک ان

شیعیان کرام کا کیا طرز عمل رہا۔

حضرت محمد بن الحنفیہ کا اظہار خیال

عبارت ۱۱۔۔۔ بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ اند در شب کہ سید الشہداء عازم گردید در صبح آن روز متوجہ کوفہ گرد محمد حنفیہ بخد مت آن حضرت آمد و گفت اسے برادر تو دانستی عذر و کراہی کوفہ را نسبت پدر و برادر خود می ترسم کہ باتو نیز چنین کنند (جلد العیون ص ۳۴۹) ترجمہ۔۔۔ امام جعفر سے روایت ہے کہ امام حسینؑ نے جب کوفہ کا ارادہ کیا اور صبح کو متوجہ کوفہ ہوئے تو محمد بن حنفیہ امام حسینؑ کے بھائی حضورؑ کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کی اسے میرے بھائی تو اہل کوفہ کی ان دھوکہ بازیوں اور کردوں سے تو واقف ہے جو کہ انہوں نے حضرت علیؑ اور حضرت سیدنا حسنؑ کے ساتھ کی تھیں مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ آپ کے ساتھ بھی وہ طریقہ اختیار نہ کریں۔

۳۴۶

جلد العیون

میدان جہاد میں حسینی خطبہ

عبارت ۱۲۔۔۔ ایہا الناس من نیام لبوسے شما مگر بعد از ان کہ ناہائے و متوالی پکیاے شما پیاپے بمن رسیدہ نوشتہ بودید کہ البتہ بیا بسوے ما کہ امام پیشوائے نداریم۔ ترجمہ۔۔۔ اسے لوگو میں تمہارے پاس تب آیا ہوں جبکہ تمہارے خطوط و قاصد یکے بعد دیگرے میرے پاس پہنچے کہ آپ ضرور تشریف لائیں کہ آج کل ہمارا امام کوئی نہیں ہے۔

سیدنا حسینؑ کی بددعا اور مجتہدین کے عجیب القاب

عبارت ۱۳۔۔۔ چوں امام حسینؑ بے باکی و بی حیائی ایشاں را مشاہدہ نمود از روستے رضا و تسلیم دست نیاز بدرگاہ خداوند علیم برداشت و دعا خواند۔ (جلد العیون ص ۳۵۸) ترجمہ۔۔۔ جب سیدنا حسینؑ نے بلائے والوں کی بے باکی اور بے حیائی کو ملاحظہ فرمایا

از روئے رضا و تسلیم نیاز کے ہاتھ خداوند علیم کی درگاہ میں اٹھائے اور دعا فرمائی۔
(ف) بھلا بتائیے تو ہی وہ تھے کون جن کو ایسے پاکیزہ القاب سے یاد کیا جا رہا ہے
بتائیں تو چہ پہلے۔

سیدنا حسینؑ کا ایک واضح ترین بیان اور شرفائے اُمت خطاب

عبارت ۱۴ :- لعنت باد بر شما برابر ادا شد شما سے بے و نایان جن کار خدا را مار اور
ہنگام اضطراب آمد دویاری خود طلبیدید چوں اجابت شما کردیم و برائے ہدایت و نصرت شما
آمدیم شمشیر کینہ بر روئے ما کشیدید و دشمنان خود را بر مایاری کردید اے قولہ بے نسیب
با قتل اہل بیت رسالت کمر بندید از مثل گس بر سرے خوان جمع شدید مانند پر دازگان
بے باکانہ خود را بر آتش زدید قبیح با و رد ہائے شما سے گمراہان اُمت ترک کنندگان کذب
متفرقان احزاب پیروان شیطان و ترک کنندگان خیر الانام کشیدند گان اولاد پیغمبران و
ہلاک کنندگان مؤمنان باری کنندگان ظالمان و ای بر شما۔

ترجمہ :- لعنت ہو تم پر اور تمہارے عقائد پر اے بے وفا و ظالمو مجھے پریشانی کے وقت
تم نے بلالیا اور تم نے مجھ سے مدد طلب کی جب میں نے تمہاری بات مان لی اور تمہاری
ہدایت اور امداد کے لئے آگیا تو تم نے کینے کی تلوار ہمارے منہ پر چلا دی اور تم نے
ہمارے دشمنوں کی امداد شروع کر دی تم نے اہل بیت کے قتل پر کمر باندھ لی اور بدعتوں
کے دسترخوان پر کھینچوں کی طرح جمع ہو گئے اور بے باک پر دانوں کی طرح اپنے وجود کو تم
نے آگ میں دھکیل دیا خدا تمہاری شکلیں بدل دے اے اُمت کے گمراہو کتاب اللہ کو

چھوڑنے والو شیطان کے پیروکار و رسولِ مکرم کو چھوڑنے والو پیغمبروں کی اولاد کو قتل کرنے والو اہل بیت کی اولاد اور مجتہدین کو ہلاک کرنے والو، بغیر باپ کے حرامیہ و مومنوں کو تکلیفیں دینے والو ظالموں کی امدادیں کرنے والو خدا تمہیں تباہ و برباد کرے۔
(ف) آمین ثم آمین!

خلاصۃ المبحث

ان تمام عیارتوں سے آپ نے معلوم کر لیا کہ ان حضرات کا یہ کہنا کہ ہم ان کے مجتہدین ہیں، بدترین جھوٹ اور دھوکہ بازی ہے بحمد اللہ ان حضرات کی سچی محبت و اتباع اہلسنت والجماعت کے دلوں میں مرکوز ہے اور بس۔

بحث متعلق افضلیت صدیق و فاروقؓ

اہلسنت کے مسلک میں خدا تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سے زیادہ رتبہ انسان کا ہے اور تمام انسانوں میں سے مسلمانوں کا اور عام مسلمانوں میں سے اولیاء اللہ کا اور جمیع اولیاء کرام کے صحابہ کرام کا اور تمام صحابہ میں سے خلفاء اربعہ کا اور خلفاء اربعہ میں سے صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کا اور ان دونوں میں سے سیدنا صدیق اکبرؓ کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذیل میں دلائل درج کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔

استدلال علی ترجمہ: بلاشبہ تم سب میں سے معزز خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ متقی طرز استدلال: مذکورہ بالا آیت میں اتقی کو افضل المسلمین اور اکرام المؤمنین بتایا گیا۔

ہے ویسے ہم نہ صحابہ کرامؓ کے متقی ہونے کے منکر ہیں اور نہ اہل بیت کے، فرق صرف اتنا ہے کہ نص قرآن سے بغیر ابو بکر صدیقؓ کے کسی کا اتقی ہونا ثابت نہیں ہے فریقین کی کتابیں اور مفسرین گواہ ہیں کہ جب سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ اور عامر بن فہیرہ وغیرہ کو خرید کر آزاد کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ **وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتَقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى** کہ جہنم سے بعید کر لیا جائے گا وہ اتقی جس نے اپنے مال کو تزکیہ و تطہیر کے پیش نظر خرچ کیا ہے۔

اہلسنت کی تفسیروں میں سے تفسیر ابو سعیدؓ روح المعانی، تفسیر کبیر، بیضاوی، تفسیر ابن کثیر، مدارک کی عبارتیں شاہد ہیں کہ یہ آیت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن اہل تشیع کی معتبر تفسیر مجمع البیان مصنفہ علامہ بطرسی میں بھی ہے۔
ان الایۃ نزلت فی ابی بکر لانتہ اشتری مما لیک الذین اسلموا مثل بلالؓ و عامر بن فہیرہ وغیرہما واعتقہم۔

ترجمہ :- بلاشبہ یہ آیت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ آپؓ نے ان غلاموں کو جو اسلام لائے ہیں جیسے بلالؓ اور عامر بن فہیرہؓ وغیرہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ پس ان دونوں آیتوں کو ملانے کے بعد یقیناً یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآنی آیات کے پیش نظر سیدنا ابو بکر صدیقؓ اتقی ہونے کی حیثیت سے تمام صحابہ کرامؓ اور جملہ مسلمانوں میں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

استدلال ۷۔ **کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ**۔ (پک سورة آل عمران)

ترجمہ :- اے صحابہ کرامؓ تم بہترین امت اور یگانہ روزگار ہو۔

طرز استدلال ۷۔ یقیناً اس آیت میں اولاً بالذات مخاطب صحابہ کرامؓ ہیں اور وہی خدا تعالیٰ کے نزدیک خیر و برکت کے منبع اور فضیلت و افضلیت سے متصف ہیں جب صدیق اکبرؓ یقیناً مومنین میں سے صف اول میں ہیں تو خیر و برکت کی حیثیت سے

سے بھی سب سے افضل ٹھہریں گے اور ظاہر ہے کہ ہمارے شیعہ حضرات افضلیت
سیدنا علیؑ کے سلسلے میں سبقت ایمانی کو بھی پیش کیا کرتے ہیں، لیکن اس حقیقت سے
انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جب حضرت علیؑ حضور اکرمؐ کے فیوض حاصل کرنے کے
بلوئے بلوغ عمراہل ہوئے اس وقت تک صدیق اکبرؑ فیوض رسالت سے قلب و جگر
کو پورا منور کر چکا تھا۔

اہل تشیع کی تفسیر سے ہمارے مدعا کی تصدیق و تائید!

(تائید علیؑ) تفسیر مجمع البیان ص ۲۱ میں ہے۔ واختلف فی المعنی بالخطاب
فقیل ہما المهاجرون وخلصۃ وقلیہو خطاب للمصحابۃ ولکنہ یعمسانک الامۃ
ترجمہ: اس آیت کے خطاب کے مفہوم میں مفسرین کہتے ہیں کہ خیر امت کے مصداق
مہاجرین ہیں اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جمیع صحابہؓ ہیں لیکن یہ خطاب تمام امت کے
لئے ہے۔

(ف) صاحب مجمع البیان نے تفسیر نقل کر دی ہیں ہمارے نزدیک پہلی تفسیر راجح
ہے جبکہ متفق بین الفرقین ہے اور مہاجرین میں سے افضل بقرینہ سابقہ صدیق اکبرؑ ہی ہیں۔
تائید:۔ لہذا تقدم فکری الامر والنہی عقبہ تعالیٰ بذکر من تصدی للقیام
بذلک مدحہم ترغیباً فی الاقتدار بہم فقال کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس۔ (تفسیر مجمع البیان ص ۲۱)

ترجمہ:۔ امر و نہی کے ذکر کے بعد ان لوگوں کی تعریف فرمائی جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر
کے لئے وقف تھے تاکہ دوسرے لوگ اقتداء کریں اور اسی وجہ سے ان لوگوں کو بہترین
امت کے معزز خطاب سرفراز فرمایا۔ ۱۲

افضلیت صدیق پر ایک اور شہادت

استدلال ۳۔۔ ومن يطع الله والرسول انزلنا لك مع الذین انعم الله علیهم من التبیّن والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً۔
ترجمہ: جس نے اللہ اور رسول مکرم کی اطاعت کی پس وہ ان کے ساتھ جو کائنات انعام یافتہ ہیں، نبیوں صدیقین شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور یہ بہترین رفیق ہیں۔
طرز استدلال ۲۔ مذکورہ بالا آیت میں منعم علیہم کے چار گروہ ذکر کئے گئے ہیں انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء و صالحین گویا خدا تعالیٰ کے نزدیک نبیوں کے بعد صدیقین کا درجہ ہے اور سیدنا حضرت ابوبکرؓ بقول رسول اکرم صلیم اور بقول ائمہ کرام یقیناً صدیق ہی ہیں۔

ابوبکر صدیقؓ سے سرور کائنات کا ارشاد

تفسیر قمی مطبوعہ نجف اشرف ص ۲۶۶ میں ہے لما کان رسول الله فی الغار قال لا بی ابکر کافی انظر الی سفینة جعفر فی اصحابه یقوم فی البحر والنظر الی الانصار محتسبین فی انفسهم فقال ابوبکر و تراهم یا رسول الله قال نعم قال فأرأیتهم فمسح علی عینہ فتراهم فقال له رسول الله انت الصدیق۔

ترجمہ:۔ امام جعفر صادق فرماتے تھے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے تو آپ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ میں بطور مکاشفہ جعفرؓ طیار اور ان کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے مکانات میں بیٹھے ہوئے ہیں ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیا ان کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا ہاں ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ مجھے بھی دکھا دیجئے آپ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہوں نے بھی دیکھ لیا پس رسول اللہؐ نے ان سے فرمایا کہ

تم صدیق ہو۔

صدیق کی صداقت پر امام محمد باقر کی شہادت

علی بن عیسیٰ ارویہ شیعی عالم نے کشف الغمہ عن معرقۃ الائمہ میں امام محمد باقرؑ کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

انہ سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف هل یجوز فقال نعم قد حلّ ابوبکر الصّدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی فانقول ہکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصّدیق نعم الصّدیق نعم الصّدیق فمن لم یقل لہ الصّدیق فلا صدق اللہ قولہ -

ترجمہ :- امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا گیا کہ تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوانا جائز ہے یا نہ آپؑ نے فرمایا ہاں جائز ہے اور فرمایا کہ ابوبکرؓ صدیقؓ نے اپنی تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوایا تھا تو اس پر راوی نے کہا کیا آپؑ اُسے صدیق کہتے ہیں آپؑ نے فرمایا ہاں صدیق ہے ہاں صدیق ہے ہاں صدیق ہے پس جو شخص ان کو صدیق نہ کہے خدا تعالیٰ اس کے قول کو سچا نہ کرے یا خدا تعالیٰ اس کی تصدیق نہ کرے۔

صداقت صدیق پر قرآنی شہادت

تفسیر مجمع البیان میں ہے۔ والذی جاء بالتصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون ط
قیل والذی جاء بالتصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر۔

ترجمہ :- جو صدق لے کر آیا وہ حضورؐ کی ذات نور ہے اور جس نے اس صدق کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیقؓ ہے۔

استدلال :- لا تنصروہ فقد نصر اللہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول
لصاحبہ لا تعزین ان اللہ معنا۔

ترجمہ :- اگر تم نے حضور علیہ السلام کی مدد نہ کی تو پس خدا تعالیٰ نے خود بخود مدد فرمادی جبکہ دوسرا اتحاد و کا۔

طرز استدلال :- رسالت مآب صلعم نے دعویٰ نبوت کیا تو منکرین نے تسلیم نہ کیا کئی برس مکہ معظمہ میں گذارے، آخر کار بارگاہ ربوبیت سے ہجرت کا حکم ہوا حضور صدیق اکبرؐ کو ساتھ لے کر چلے رب العالمین نے سرور دو عالم کو سراپا نبوت بتایا تو صدیق اکبرؐ کو سراپا نصرت۔

سارے قرآن میں خدا تعالیٰ نے اگر نصرت کا اطلاق کیا ہے تو صرف صدیق اکبرؐ پر اور یہی ان کی افضلیت کی دلیل ہے۔

نیز رفاقت نبوت کے لئے خدا اور اس کے پیارے رسول کا انتخاب بھی سونے پر سہاگہ ہے۔ نیز لصاحبہ میں صاحب کی اضافت کرنا ایسے ضمیر کی طرف جس کا مرجع بغیر سرور دو عالم کے اور کوئی نہیں بتاتا ہے کہ صدیق اکبرؐ سرور دو عالم کے اولاً بالذات صاحب (ساتھی تھے) اور باقی ثانیاً بالعرض اور اگر بالذات ہی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی قرآنی نص کے مطابق صدیق اکبرؐ ہی صاحب الہی ٹھہریں گے اور یہ وہ فضیلت ہے جو ان کے علاوہ کسی میں بھی نہیں پائی جاتی۔

(لا تعزون) سے پتہ چلتا ہے کہ صدیق اکبرؐ کا حزن و ملال سرور دو عالم کو گوارا نہ ہوا فوراً اتنی دے کر اطمینان فرمادیا تاکہ قلب صدیق قلق و اضطراب سے مضمحل نہ ہو جائے ادھر سید دو عالم کا قلبی تعلق ملاحظہ فرمائیے اور ادھر رب العالمین کی بارگاہ میں مقبولیت کا اندازہ لگائیے کہ جو الفاظ آپ کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہوئے وہی الفاظ بلا تبصرہ قرآن مجید میں ذکر کر دیئے تاکہ قیامت تک صدیق کی صداقت و رفاقت پر زندہ شہادت قائم رہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست • تانہ بخشد خدائے بخشندہ

شیعی عالم صاحب تفسیر مجمع البیان کی مفید تفسیر

استدلال ۱۴۔ ثم عاد سبحانه الى ذكر المهاجرين والانصار
ومدحهم واثنى عليهم فقال والذين مهاجروا وجاهدوا في سبيل الله
اي صدقوا الله ورسوله وهاجروا من ديارهم واطافهم يعني من مكة الى
المدينة وجاهدوا مع ذالك في الاعراب دين الله والذين آووا ونصروا
اي نصروهم ونصروا النبي اولئك الذين حققوا ايمانهم بالهجرة
والنصرة۔

ترجمہ:- پھر اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار کے محامد و محاسن اس آیت والذین ہاجروا
وجاہدوا فی سبیل اللہ سے بیان فرمائے یعنی ان مہاجرین نے اللہ اور اس کے رسول
کی تصدیق کی ہے اور آپ ہی کی محبت میں اپنے گھر اور وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اور
باوجود اس ہجرت کے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کو بلند کرنے کے لئے اللہ
کے دشمنوں سے اور جہاد بھی کئے اور والدین آووا ونصروا سے انصار کے فضائل
بیان فرمائے۔ یعنی انصار نے ان جلا وطن مہاجرین کو اپنے کنبہ میں ملا کر قیام کرنے کے لئے
مکانات دیئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑے نازک وقتوں میں امداد فرمائی اس کے بعد
ہر دو کی مشترکہ فضیلت بیان فرمائی کہ اولئک هم المؤمنون مقاتلون مغفرون ورزق کریم
یعنی ان مہاجرین نے ہجرت و نصرت سے اپنے ایمان کو محقق کیا۔

طرز استدلال:- مذکورہ بالا آیت میں فضیلت کا مدار ہجرت و نصرت کو قرار دیا گیا
ہے اور ظاہر ہے کہ جس طرح سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ شرف ہجرت میں سب سے نائق
ہیں اسی طرح نصرت رسالت میں بھی سباق النایات ہیں ان دونوں فضیلتوں کا یکجا جمع
ہونا یقیناً ان کی افضلیت کی دلیل ہے۔

مفسر صافی کے بیان میں صدیق کی افضلیت کا بیان

استدلال عدد۔ لا تہم حققوا ایمانہم بالہجرة والنصرة والانسلاخ
من الاہل والمال والنفس لا جہل الدین (تفسیر صافی ص ۱۸)

ترجمہ۔ بچے ایمان دار اس لئے ہیں کہ ہاجرین والصار نے محض دین کے لئے ہجرت
اور نصرت سے اہل و عیال جان و مال کے ترک سے اپنے کمال ایمان کو ثابت کر دیا۔
طریز استدلال۔ شیعی عالم مفسر صافی نے قرآنی آیت کی تفسیر میں تحقیق ایمان اور صداقت
فی الاسلام کے لئے حسب ذیل امور کو شمار کیا۔

(۱) مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا۔

(۲) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرنا۔

(ج) صاحب نبوت پر اہل و عیال تیار کر دینا۔

(د) حضور پر مالی قربانی کرنا۔

(ه) اپنی جان یا رے کے حوالے کر دینا۔

مذکورہ بالا امور میں سے اگر کسی میں ایک بھی پایا جائے تو اس کے تحقق ایمان کی علامت
ہے۔ اور کیا شان ہے اس کی جو تمام صفات مذکورہ کا حامل ہو اور بجز اشد صدیق اکبرؑ
انہیں اوصاف سے متصف تھے۔

صدیق اکبرؑ کے اوصاف حمیدہ پر دلائل براہین ملا کاشی کی حق گوئی

ہجرت صدیقؑ پر دلائل۔ دلیل علیہ۔ اذا فرجہ الذین کفروا ثانی اشہین لم
یکن عندہ الا رجل واحد اذہما فی الفارغار ثور وھو فی جبل ھمی مکة علی
سیرۃ ساعۃ اذ یقول لصاحبہ وھو الوکیہ (تفسیر صافی ص ۱۹ سورۃ توبہ)

ترجمہ: جب کفار نے حضور علیہ السلام کو مکہ معظمہ سے نکالا تھا تو آپ کے ساتھ بغیر ایک جوان کے کوئی نہ تھا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اور حضور علیہ السلام اپنے رفیق ابو بکرؓ سے فرما رہے تھے۔ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔

استنباط:۔ منہر صافی شیعہ عالم نے بتا دیا ہے کہ سرور کائناتؐ کے ساتھ ہجرت کی شب بغیر صدیق اکبرؓ کے اور کوئی نہ تھا۔ منشاء استنباط یہ ہے کہ ہجرت کا موقعہ اگرچہ سب مہاجرین کو نصیب ہوا لیکن صدیقؓ کی ہجرت میں ایک امتیازی شان موجود ہے وہ یہ کہ باقی صحابہؓ تو اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر چلے لیکن صدیق اکبرؓ کو ہر بے بہادر یکتا سید محمد مصطفیٰؐ کو ساتھ لے کر چلے لوگ ہجرت میں اپنے اہل و عیال پر پہرہ دے رہے تھے لیکن صدیق اکبرؓ صاحب حسن و جمال کی حفاظت و صیانت کر رہے تھے۔ ذالک فضل اللہ لیوتیہ من یشاء۔

ملا باقر مجلسی کی تحقیق (حیات القلوب ج ۲) ص ۳۵۱

دلیل ۲۔۔۔ قرآن امر کردہ است کہ ابو بکرؓ ہمراہ خود میری۔
ترجمہ: حضورؐ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کی کہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو حکم کیا ہے کہ ہجرت کی شب ابو بکرؓ کو ہمراہ لے جانا۔

استنباط:۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کی شب رفیق سفر ہونا تو مسلمات میں ہے لیکن ملا باقر مجلسی نے یہ روایت بیان کر کے بتا دیا کہ حضور علیہ السلام صدیق اکبرؓ کو باجہاد خود ساتھ نہ لے گئے تھے بلکہ حکم خداوندی کے مطابق لے گئے تھے منشاء استنباط یہ ہے کہ بیشک حضرت علیؓ حضورؐ کے بستر پر سوئے لیکن افضلؓ تو وہ ہے جو بستر والے کے ساتھ سویا اور نہ صرف غار میں سویا بلکہ قیامت تک مزار میں سویا اور اس وقت سویا جبکہ صاحب مزار کے ساتھ کوئی نہ سویا۔

حضرت حسن عسکری کی تحقیق (تفسیر حسن عسکری) ^{۲۱۳}

ویلعلیٰ۔ امرک ان تستصحب ابابکر فانه ان آنسلف وساعدک
دوازک ونبت علی تعاهدک وتعاقدک کان فی الجئۃ من رفقاءک وفی
غرفاتهم من خلصاءک۔

ترجمہ: شب ہجرت حضرت کے پاس جبریل امین آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
حکم فرمایا ہے کہ اپنے ساتھ صدیق اکبر لے جائیے کیونکہ اگر اس نے آپ کے ساتھ محبت کی اور
مساعت کی تو وہ روز محشر آپ کے ساتھ بلند ترین مکانوں میں ہوگا۔

استنباط: شب ہجرت صدیق اکبر کا ساتھ جانا اگر مسلمات ہیں سے ہے تو بامر خداوندی
حضور کا ساتھ لے جانا بھی متفق علیہ ہے سید حسن عسکری کی روایت ہے مزید تشریح کر
دی ہے کہ صدیق اکبر رسول خدا کی رضا کے پورے مساعدا و موافق تھے یہی وجہ ہے کہ
آپ کو قیامت سے پہلے گنبد خضراء نصیب ہوئی جس کی عزت مسلمانوں میں مقبرہ و مقبرہ ہے۔

صاحب غرہ واث حیدری کا بیان (غرہ واث حیدری) ^{۴۵}

مرزا باؤل لکھتے ہیں کہ ہر گاہ جناب نبوی دولت سرا سے نکلے تو پہلے درخانہ البوکرین
الوقحافہ پر آئے کس واسطے کہ البوکرہ کو آپ نے آگاہ کر دیا تھا کہ ہمارے ساتھ چلیں آپ نے
آواز دی اور گھر سے باہر بلا کر اپنے ہمراہ دیا جب شہر سے باہر آئے اور راستہ شرب کا پیش نظر
رکھا تو حضرت رسول خدا نے تعین مقدس کو پاٹے مباک سے نکال لیا اور باہر پہنچا ہی
سفر ہوئے یہ حال دیکھ کر البوکرہ نے آپ کو اپنے شانہ پر بٹھلایا۔

تشریح نصرت صدیق

ثبوت نصرت علیہ السلام لا تنصرونہ فقد نصر الله - (ترجمہ) گذر چکا ہے۔

استدلال :- خدا تعالیٰ نے صدیق اکبرؑ کو سراپا نصرت قرار دیا ہے جبکہ آپ کے بغیر
یا اتفاق فریقین کوئی بھی آپ کے ساتھ رفیق سفر نہ تھا۔

صدیق اکبرؑ کی جان مصطفیٰؐ کے حوالے

ثبوت نصرت ع - یعنی اخراج رسول کریمؐ در حالتیکہ دوئم دو بود یعنی باؤ نمبر و مگر یک
کس کہ آن ابو بکرؓ است یعنی نصرت داد پیغمبر را و تیکہ ابو بکرؓ در غار بود نہ۔
(تفسیر منہاج الصادقین ص ۲۷ مطبوعہ تہران)

غار ثور میں رسول کریمؐ کے لئے روٹی اور دودھ

صدیق اکبرؑ کے گھر سے آتا تھا

ثبوت نصرت ع - مجاہد گوید کہ رسولؐ شہانہ روز در غار بود از عودہ روایتیں کہ ابو بکرؓ
را گو سفند سے چند بود نماز شام عامر بن نفیرؓ کو سفند را رہ در غار راندی و ایشان از شیر
گو سفند خور دندی۔ (تفسیر منہاج الصادقین ص ۲۷)

ترجمہ :- مجاہد راوی کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام غار ثور میں تین دن اور تین راتیں رہے
اور عودہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کی چند دہیاں بقیں شام کی نماز کے وقت ابو بکر
صدیقؓ کا غلام عامر وہ یہ پوڑ غار کے دروازے پر لانا تھا اور حضور علیہ السلام وہ دودھ پیتے تھے۔

روٹی بھی صدیقؓ کے گھر سے آتی تھی (منہاج الصادقین ص ۲۷)

ثبوت نصرت ع - وقادہ گوید کہ عبدالرحمنؓ در خفیہ بامداد و شبانگاہ آمدی و برائے
ایشان طعام آوردی۔

ترجمہ:- اور قناد کہتے ہیں ابو بکر صدیقؓ کا بیٹا عبدالرحمن صبح شام آتا تھا اور ان کے لئے روٹی تیار کر کے لاتا تھا۔

صدیق نے باریبوت اپنے کندھوں پر اٹھایا (غزوات جلد ۱ ص ۴۵)

چوں رفیق زدامان دشت قدم فلک سائے مجروح گشت
ترجمہ:- جب حضورؐ نے بیابان میں قدم رکھا تو آپ کے قدم مبارک مجروح ہونے لگے یہ حال دیکھ کر ابو بکرؓ نے حضرتؐ کو اپنے شانہ پر بٹھلایا۔

توضیح و تشریح اور دفع الوسواس

کہا جاسکتا ہے کہ صدیق اکبرؓ نے حضور علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر اٹھایا تو کیا ہو اچھا
عرض ہے کہ یہ وہ فضیلت ہے کہ انسانوں میں سے بغیر صدیق اکبرؓ کے کسی کو نصیب نہیں
ہوئی کہ جب حضرت علی مرتضیٰؓ نے اس قسم کی خواہش ظاہر کی تو حضورؐ نے یا تو انکار فرمادیا اور یا
وہ خود باریبوت کی برداشت نہ کر سکے۔

سید محسن علی صاحب شیعہ کی تحقیق (غزوات جلد ۱ ص ۴۶)

وقت توڑنے اصنام بام بیت الحرام کے ہر گاہ جناب خیر الانام نے اُن حضرات سے
کہا کہ یا علیؓ آؤ میرے دوش پر چڑھو اور ان بتوں کو گرا دو تب حضرت علیؓ نے عرض کی کہ ادب
اس کا مقصد نہیں کہ میں مہربوت پر پاؤں رکھوں آپ میرے دوش پر سوار ہو دیں حضرت
نے فرمایا یہ باریبوت ہے تم متحمل نہ ہو سکو گے۔

مقبول لاہوری کی تحقیق ضمیمہ مقبول ص ۲۹

پس جیسے ہی آنحضرتؐ نے علی مرتضیٰؓ کی پشت پر قدم رکھا تو وہ حضرتؐ خود فرماتے ہیں کہ

ثقل رسالت کے سبب میں آنحضرتؐ کو اٹھانہ سکا۔

مذکورہ بالا تحقیق کی مزید تائید ضمیمہ مقبول ص ۲۹۱

اے علیؑ اُس بُت کا میں کیا علاج کروں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ ابھی میں حضورؐ کے سامنے جھک جاتا ہوں حضورؐ میری پیٹھ پر سوار ہو کر اسے گھسیٹ لیں جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ اگر میری امتِ اول سے لے کر آخر تک اس بات کی کوشش کرے کہ میرے اعضائے ظاہری میں سے کسی ایک عضو کا بوجھ بھی اٹھالیں تو نہیں اٹھا سکتے۔

بر الفضلِ صدیقؑ

استدلال ۱۔ جمیع مسلمانانِ البکرہ بیعت کردند و اظہارِ رضا و خوشنودی باو سکون و اطمینان لبوئے او نمودند و گفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ است و خارج است از اسلام۔ (بخارالانوار مترجمہ شریف مرتضیٰؒ)
ترجمہ:۔ سب مسلمانوں نے البکرہ صدیقؑ کے دستِ حق پرست پر بیعت اور رضا و خوشی سکون و اطمینان کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ اس غلیف کا مخالف بدعتی ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

حضرت علیؑ بھی صدیق اکبرؑ کو افضل جانتے تھے (احتجاج طبرسیؒ)

استدلال ۲۔ ثم تناول بیدائی مکربنا لبعہ۔
ترجمہ:۔ بعد حضرت علیؑ مرتضیٰؒ نے البکرہ صدیقؑ کا ہاتھ پکڑا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔
طراز استدلال ۳۔ کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہی تب متحقق ہو سکتا ہے جب اسے افضل و برتر تسلیم کیا جائے اور سیدنا صدیق اکبرؑ سیدنا علیؑ کی نگاہ میں یقیناً ایسے ہی تھے۔

برافضیلت صدیقؑ حضرت اسماء بنت عیسٰی کا نکاح۔ حق الیقین باقر مجلسیؑ

اسماء بنت عیسٰی کہ در آن وقت زن ابو بکرؓ و ساقانہ زن طیارہ۔
ترجمہ:- اسماء بنت عیسٰی کہ اس وقت صدیق اکبرؓ کی اہلیہ تھی اور آپ سے پہلے حضرت
علیؑ کے بھائی جعفر طیار کی بیوی تھی۔
طرز استدلال:- جعفر طیار سیدنا علیؑ کے حقیقی بھائی تھے ان کی شہادت ہوتی ہے تو حضرت
علیؑ ان کا نکاح عقیل سے نہیں کرتے۔ بلکہ اگر سرزمین عرب میں اس رشتے کے لئے تجویز کرتے
ہیں تو صدیق اکبرؓ کے وجود مسعود کو ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی شخصیت
اور فضیلت مسلم تھی ورنہ آپ ایسا نہ کرتے۔

ازالہ شبہ

بعض جہال کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت اسماء چونکہ بیوہ تھی اس لئے حضرت علیؑ کا اس
نکاح سے کوئی تعلق نہیں تھا سو عرض یہ ہے کہ یہ شبہ چند وجوہ کی بناء پر غلط ہے۔
(اولاً) اس لئے کہ صاحب حق الیقین میں ملا باقر مجلسی نے تصریح کی ہے کہ اسماء
بنت عیسٰی مذہب شیعہ رکھتی تھی اور شیعہ بقول اہل تشیع ہوتا بھی وہی ہے جو سیدنا
علیؑ مرتضیٰ کا فرامبر دار ہو ظاہر ہے کہ اس بناء پر حضرت اسماء بغیر حضرت علیؑ کی اجازت کے
نکاح نہیں کر سکتی۔

(ثانیاً) اس لئے کہ اگر یہ نکاح بغیر رضائے علیؑ مرتضیٰ کے ہوتا تو حضرت علیؑ کم از کم اعتراض
ہی کر دیتے حالانکہ آپ سے اتنا بھی ثابت نہیں۔

استدلال ثانی:- فقال لست بمنکر فضل عمر و لکن ابابکر افضل من عمر (مجموعہ لبرسی ص ۱۱۱)
ترجمہ:- امام محمد باقرؑ نے فرمایا میں عمرؓ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں لیکن ابو بکرؓ حضرت

عمرؓ سے زیادہ افضل ہیں۔

طرز استدلال :- فاروق اعظمؓ کا رتبہ سادات کرام کے نزدیک مسلمات میں سے ہے جبکہ سیدنا علیؓ حضرت عمرؓ کے متعلق حسب ذیل القاب استعمال فرماتے ہیں۔

(۱) مسلمانوں کے لئے جائے پناہ۔ لا تکن للمسلمین کالقة دون اقصی بلادهم
(نہج البلاغت ص ۲۵ مطبوعہ الاستقامت)

(۲) ایمانداروں کے لئے جائے رجوع ایس بعدک مرجع یرجعون
الیہ۔ (نہج البلاغت ص ۲۵)

(۳) کنت لعدو الناس ومثابة للمسلمین۔ (نہج البلاغت ص ۲۵)

(۴) قیم بالامر کا رتبہ حضرت عمرؓ کو حاصل تھا۔ و مکان القیم بالامر مکان النظام
من الحزب یجمعه ویضمہ۔ (نہج البلاغت ص ۳۹)

(۵) قیم بالامر کا رتبہ اور اس کی تشریح۔ والقیم لایدان یکون عالمًا
لجميع القرآن وسائر الاحکام یکون منصوباً علیہ معصوماً
عن الخطاء والزلل۔ (مرآة العقول ص ۱۳)

ترجمہ :- قیم کے لئے ضروری ہے کہ سارے قرآن تمام احکام کا عالم ہو اور منصوب علیہ
اور گناہوں اور لغزشوں سے معصوم ہو۔

(ف) سیدنا علیؓ مرتضیٰ کا اس لقب سے حضرت عمرؓ کو ملقب کرنا بتاتا ہے کہ سیدنا حضرت
علیؓ کے نزدیک حضرت عمرؓ انہیں القابوں سے ملقب تھے۔

خلاصہ مبحث اور صدیق اکبرؓ کی افضلیت کا ثبوت

مذکورہ بالا حوالہ جات سے جب آپؐ نے معلوم کر لیا کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کا مرتبہ
حضرت رسولؐ کی نگاہ میں ایسا ہے تو آپؐ کو اس امر کا بھی یقین کرنا پڑے گا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ

ان تمام صفات کا ملکہ جامع بھی تھے۔ اور ان اوصاف سے بہت سی اور صفات کے حامل بھی جس سے صدیق اکبرؑ کی افضلیت روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہونے لگتی ہے جبکہ امام محمد باقرؑ کا اعلان ہے کہ صدیق اکبرؑ سیدنا عمرؓ سے افضل ہے۔

(نوٹ) فضائل اور افضلیت صدیق اکبرؑ کے متعلق ہمارے پاس بیٹھار دلائل ہیں جن کے لئے علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ پاٹ بک کی حیثیت کے مختصر دلائل ذکر کر دیئے ہیں اب حویل میں ان دلائل کے جوابات لکھے جاتے ہیں جن سے فریق مخالف افضلیت سیدنا علیؑ پر استدلال قائم کیا کرتے ہیں۔

افضلیت سیدنا علیؑ پر اہل تشیع کا پہلا استدلال

اور اس کا جواب

استدلال علم۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک (قرآن حکیم) ترجمہ: اے رسول (علیہ السلام) جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے وہ بیان کر دیجئے۔ طرز استدلال:- دیکھئے اس آیت میں امامت سیدنا علیؑ کی تبلیغ کا ذکر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ جمیع صحابہ کرامؓ سے افضل تھے اگر کوئی اور افضل ہوتا تو خدا اُسے اور کی افضلیت و امامت کی تبلیغ کا بھی حکم فرماتے۔

جواب علم۔ آیت مذکورہ سے استدلال غلط ہے اس لئے کہ ما انزل سے مراد اگر سیدنا علیؑ مرتضیٰ کی امامت ہو تو ثابت کرنا پڑے گا کہ اس قسم کی آیت پہلے نازل ہو چکی ہے جس میں سیدنا علیؑ مرتضیٰ کی امامت کا ذکر ہو سنا کہ قرآنی آیتیں گواہ ہیں کہ کہیں بھی قرآن میں اس قسم کا ذکر موجود نہیں ہے جبکہ آپ کی خلافت بلا فصل کا ذکر جو جس کے ثابت کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلا بے ملائے جا رہے ہیں۔

جواب علیہ۔ ان القرآن یفسر بعضہ بعضا کے پیش نظر ما انزل سے قرآن مجید کے بغیر اور کچھ نہیں تو حاصل یہ ہوا کہ اسے رسولؐ پہنچاتے رہے اُس قرآن کو جو کہ آپؐ پر نازل کیا گیا ہے ذیل میں شیعہ مفسرین کے چند تفسیری جملے بطور استشہاد نقل کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

استشہاد ۱ مفسر صافی کا بیان

والذین یؤمنون بما انزل الیک من القرآن والشریعة (تفسیر صافی ص ۳ مطبوعہ ایران)
 طرز استدلال :- دیکھئے شیعہ مفسر نے یہاں ما انزل الیک سے مراد قرآن و شریعت مراد لیا ہے پس جس طرح یہاں ما انزل الیک سے مراد قرآن و شریعت ہے اسی طرح وہاں بھی قرآن و شریعت مراد رہے گا جس کے حکم کی خداوند جل شانہ نے تاکید فرمادی۔

استشہاد ۲ مفسر صافی کا بیان

وما انزل من قبلك من التورۃ والانجیل والزبور وصحف ابراہیم
 (تفسیر صافی ص ۳ مطبوعہ ایران)
 طرز استدلال :- دیکھئے اس عبارت میں بھی وما انزل من قبلك سے مراد کتب منورہ کی گئی ہیں اور پس۔

افضلیت حیدر کرار پراہل تشیع کا دوسرا استدلال

اور اس کا جواب

قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونساءنا ونساءکم والفسنا والفسکم

طرز استدلال :- دیکھئے مہابے کے دن حضور علیہ السلام حضرت علیؓ اور حسینؓ مکرین اور سیدہ کو ساتھ لے گئے تھے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ افضل ہیں۔

جواب ۱۔ قرآن مجید میں حضرت علیؓ کا ساتھ لے جانا مذکور نہیں اور روایات میں ان کے علاوہ اوروں کا بھی ذکر موجود ہے۔ ملاحظہ ہواہلسنت پاکٹ بک حصہ اول بحث مہابہ۔

جواب ۲۔ زیادہ سے زیادہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام ان کو یوم مباہلہ ساتھ لے گئے لیکن پھر بھی افضلیت ثابت نہ ہوئی کیونکہ اس میں ان کے ساتھ ان کی بیوی اور دو بچے بھی شریک تھے۔

جواب ۳۔ عند الخوارج افضلیت تو کیا فضیلت بھی شاید ثابت ہو سکے جبکہ حضور کرم صلعم سیدنا علیؓ کو اس لئے ساتھ لے گئے تھے کہ وہاں جا کر دعائے لعنت کریں اور صدیق اکبرؓ کو شب ہجرت اس لئے ساتھ لے گئے تھے تاکہ وہ رحمتہ للعالمین کی حفاظت مصیبت کر سکیں۔

اہل تشیع کا تیسرا استدلال اور اس کا جواب

یطہرکم تطہرنا

طرز استدلال :- آیت تطہیر مشہور بین الفرقین ہے یہ آیت اہل بیت کے قرآن مجید میں عزت رسول مقبول میں سے کسی ایک کا نام بھی موجود نہیں اور اگر ہے تو اہل بیت کا اور اہل بیت سے مراد قرآنی سیاق و سباق کے پیش نظر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویاں ہیں اور بس مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ ہواہلسنت پاکٹ بک ج ۱ ص ۵۵۔

جواب ۱۔ اہل تشیع کا اس آیت سے استدلال غلط ہے کیونکہ اگر اس میں تطہیر کا ذکر ہے تو ذہاب رحس کا بھی ہے اس بنا پر شیعوں کے ذاکرین کو ماننا پڑے گا کہ ائمہ کرام ابتداء سے معصوم بھی نہیں ہوتے در نہ ذہاب رحس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب ۲۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر بھی فضیلت ثابت ہوگی نہ کہ افضلیت اور

افضلیت بھی ایسی جس میں حضرت علیؑ کے ساتھ احادیث کے مطابق اور بھی شریک تھے اور شریک رہے۔

اہل تشیع کا چوتھا استدلال اور اس کے جوابات

من كنت مولاه فعلى مولاه۔ (حدیث)

طرز استدلال یہ مولیٰ کا معنی اس حدیث میں سردار ہے یعنی جس کے مصطفیٰ سردار ہیں اس کے حضرت علیؑ بھی سردار ہیں پس ثابت ہوا کہ حضرت علیؑ بعد از سرور کائنات سب سے افضل ہیں۔

جواب ۱۔ مولیٰ کا معنی اولیٰ لینا خلاف عربیت ہے جبکہ مفعول کبھی بھی انفل کے منے پر نہیں آتا۔

جواب ۲۔ مولیٰ کا معنی اگر سردار لیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت علیؑ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہوں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے وہ افضل ہو سکتا ہے جو کم از کم وصف نبوت سے منصف ہو اور حضرت علیؑ یقیناً نبی نہیں تھے بلکہ حضور علیہ السلام کے امتی تھے۔ نیمہ مقبول ۲۱۹۔ جناب امیر المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوں پھر حضرت نے فرمایا یا علیؑ جو ثواب تم کو میرے ساتھ چلنے سے ملتا تھا وہی مدینہ میں رہنے سے ملے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تنہا ایک امت قرار دیا ہے۔ ۱۲۔

پس اس لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کی توہین و تذلیل لازم آئے گی جبکہ غیر نبی کو انبیاء سے افضل مان لیا جائے۔

جواب ۳۔ اور اس سے حضور علیہ السلام کی بھی توہین ہے۔

ادلا اس لئے کہ حضور بعد از خدا سب سے افضل ہونے میں یکتا نہ رہے ثانیاً اس لئے کہ قرآن مجید میں وارد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاہُ وَجَبْرِیْلُ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔

پس اگر مولا کا معنی سردار کیا جائے تو معنی ایوں بنے گا۔ بلاشبہ اللہ سردار ہے حضرت محمد مصطفیٰ کا اور جبریل علیہ السلام اور نیک مومن بھی سردار ہیں حضور علیہ السلام کے اور یقیناً یہ خلاف حقیقت کیونکہ لازم آئے گا حضور علیہ السلام سب کے غلام بن جائیں معاذ اللہ۔

خلاصہ بحث

لہذا جب مولا کا معنی دوست کیا جائے گا تو سارے شبہات دور ہو جائیں گے اور حدیث معنی ایوں بنے گا۔ جس کا میں دوست ہوں پس علی مرتضیٰ بھی اس کا دوست ہے۔

اہل تشیع کا پانچواں استدلال اور اس کا جواب

اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا ۔

ترجمہ حضور نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی مرتضیٰ اس کا دروازہ ہیں۔ طرز استدلال یہ دیکھئے اس حدیث میں حضور نے اپنی ذات کو مدینۃ العلم فرمایا ہے تو علی مرتضیٰ کو باب علم اور یہی فضیلت کی دلیل ہے۔ جواب علامہ بیشک بعض لوگوں نے ناواقفیت کی وجہ سے اس حدیث کو صحیح کہہ دیا ہے لیکن حقیقت میں یہ حدیث روایتاً سنداً ناقابل قبول ہے۔

(۱) قَالَ الْبُخَارِيُّ اِنَّكَ مُنْكَرٌ وَّلَيْسَ لَكَ وَجْهٌ صَحِيحٌ

امام بخاری نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اور اس کے صحیح ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(۲) قَالَ التِّرْمِذِيُّ اِنَّهُ مُنْكَرٌ غَرِيبٌ ۔

امام ترمذی نے اسے منکر غریب کہا ہے۔

(۳) سَيَحْيٰى ابْنُ مَعِيْنٍ اَسْعٰ بے اَصْلٍ تَبَاتٰیہُ ۔

(۴) ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

(۵) شیخ محی الدین نووی حافظ شمس الدین ذہبی شیخ شمس الدین جوزی نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

جواب ۷۷۔ بر تقدیر تسلیم اگر حدیث کے صحیح ترجمے کو دیکھ لیا جائے تو سرے سے اعتراض ہی وارد نہیں ہوتا کیونکہ بابہا کا ضمیر علم کی طرف راجع نہیں ہے بلکہ مدینہ کی طرف ہے یعنی حضورؐ علم کے شہر ہیں تو علیؑ شہر کے دروازے ہیں اور ظاہر ہے کہ شہر کے اندر گھر میں داخل ہونے والا انسان سب سے پہلے شہر کے دروازے کو عبور کرے گا اور دروازہ شہر سے باہر والی دیوار کی حد میں ہی ہوتا ہے اور یہی حال صاحب نبوت کی خلافت کا ہے کہ انسان مراتب کی حیثیت سے جب بھی بیت علم نبوت تک پہنچنے کا قصد کرے گا تو سب سے پہلے اسے خلیفہ چہارم تک رسائی حاصل ہوگی اور ان کے ذریعہ سے تیسرے دوسرے پہلے تک اور اس کے بعد صاحب نبوت کے خزانہ تک اور یہ ہمارے ملک کے قطعاً مخالف نہیں ہے۔

اہل تشیع کا چھٹا استدلال اور اس کا جواب

اقلکم و رد اعلیٰ الحوض اقلکم اسلاماً علیٰ ابن ابی طالب اخرجه ابن ابی عدی ترجمہ: سب سے پہلے حوض کوثر پر بھی حضرت علیؑ ٹبائیں گے اور سب سے پہلے اسلام لانے والے بھی حضرت علیؑ ہیں۔

(ف) معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ نسب سے افضل ہیں۔

جواب ۷۸۔ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے جس کا نام سیف ہے اور وہ کذاب ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قرۃ العین ص ۲۸۸ مطبوعہ مجتبائی میں فرماتے ہیں۔

فیه ضعف بات حاکماً اخرجه من طریق سیف وتعقبہ الذہبی بات سیف کذاب
ترجمہ:- اس حدیث میں ضعف ہے حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو سیف کی
روایت سے بیان کیا ہے اور ذہبی نے کہا ہے کہ سیف جھوٹا ہے، لہذا یہ حدیث ناقابل
قبول ہے۔

سأول استدلال اور اس کا جواب

النظر الى وجه على عبادة

ترجمہ:- حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔
جواب علامہ قرۃ العین میں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں:-
اخرجه جماعة فيه وضاعان ومجاهيل ومتركون قال العقلاني باطل وقال الخطيب غريب
ترجمہ:- جماعت نے اسے روایت کیا ہے اس میں بناوٹی حدیثیں بیان کرنے والے
بھی ہیں اور بعض راوی متروک بھی ہیں۔ علامہ عقلانی نے کہا ہے کہ حدیث باطل ہے
خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ غریب ہے بہر حال جرح کا درجہ تعدیل پر فائق ہے اور
حدیث ناقابل قبول ہے۔

آٹھواں استدلال اور اس کا جواب

امر رسول الله صلى الله عليه وسلم سد الابواب لشارعة في المسجد وترك ياب على اخرجه احمد
ترجمہ:- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں آنے والے راستوں کے سائے دروازے بند
کرنے کا حکم دیا تھا بغیر حضرت علیؑ کے دروازے کے۔
قال الشافعي والشافعية والشافعية والشافعية والشافعية والشافعية والشافعية والشافعية
وضعتہ الترافضة وقال ابن حجر الى اثباته (قرۃ العین)

ترجمہ :- شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے فرمایا اس حدیث کی روایت میں راوی مجہول ہے
نسائی کی روایت میں بھی ایک روایت مجہول ہے خطیب نے فرمایا کہ اس روایت میں بہت
سے راوی مجہول ہیں بعض نے کہا کہ رد افض کی خود ساختہ روایت ہے ابن حجر نے اس کے
اثبات کی طرف میلان کیا ہے لیکن ان سے اس کی تصحیح ہونے میں سکی۔
جواب ۷۔ اگر صحیح مان لیا جائے تو پھر بھی افضلیت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ذخیرہ اتحاد
میں اگر حضرت علیؑ کے متعلق وارد ہے تو صدیق اکبرؑ کے متعلق بھی صحیح روایت موجود ہے۔

نواں استدلال اور اس کا جواب

لما حضر النبي صلى الله عليه وسلم الموت قال عواजीب القولة فلم يزل يحتفنه حتى قبض
ترجمہ :- جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا میرے حبیب
کو بلاؤ پس آپ نے جب تک وفات نہ پائی حضرت علیؑ کے ساتھ بغل گیر رہے۔ سو
معلوم ہوا کہ علی مرتضیٰؑ افضل تھے جبکہ آپؑ نے علی سبیل انھیں یہ مہربانی صرف حضرت
علی مرتضیٰؑ پر فرمائی۔

جواب ۸۔ اولاً حدیث ناقابل اعتماد ہے۔ دارقطنی میں یہ روایت موجود ہے شاہ
ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی قرۃ العینین ص ۲۸۹ میں لکھتے ہیں۔
وفیه وضاع واورده ابن الجوزی فی الواہیات۔

ترجمہ :- اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے جو موضوع رینا وٹی حدیثیں
بیان کرتا ہے ابن الجوزی نے اس روایت کو داہیات میں شمار کیا ہے۔

سوال استدلال اور اس کا جواب

عن المجاور قال قال النبي صلعم لعلي انت اول من آمن وبي انت اول من

یصافعنی وانت الصدیق الاکبر وانت الفاروق بین الحق والباطل -
ترجمہ :- ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علیؓ آپ میرے
ساتھ پہلے ایمان لانے والے ہیں آپ قیامت کے روز میرے ساتھ پہلے پہلے مصافحہ
کریں گے آپ صدیق اکبر ہیں اور آپ حق و باطل کے درمیان فاروق ہیں۔
جواب ۷ :- شاہ ولی اللہ نے فرمایا۔

فیہ رافضی پیروی المناکیر - (قرۃ العینین ص ۲۸۹)

ترجمہ :- اس روایت کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جو منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔

گیارہواں استدلال اور اس کا جواب

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخي ووزيري وخليفتي من اهلي وعييري من
اتراك بعدى يقضى ديني وينجز موعدي عليؑ

ترجمہ :- حضور علیہ السلام نے فرمایا بیشک میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا خلیفہ میرے
اہل سے اور بہتر جس کو میں اپنے بعد اس لئے چھوڑ جاؤں میرے وعدے پورے اور
میرے قرض ادا کر دے حضرت علیؓ ہی ہے۔

جواب ۷ :- شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العینین ص ۲۸۹ میں لکھا ہے
اس روایت میں ایک راوی کذاب ہے۔

بارہویں استدلال کی حقیقت

(حدیث) انا وعلی من نور وکنا عن یمن العرش فیہ کذاب (قرۃ العینین ص ۲۸۹)

ترجمہ :- میں اور علیؓ ایک نور سے ہیں اور ہم عرش کے دائیں طرف تھے اس روایت
میں ایک راوی کذاب ہے۔

تیرہویں استدلال کی حقیقت

(حدیث) من لم یقل علی خیر الناس فقد کفر فیہ شیعی متہم (قرۃ العین ص ۲۸۹)
ترجمہ: جو شخص علی مرتضیٰ کو سب سے اچھا نہ کہے تو اس نے کفر کیا اس روایت میں
راوی شیعہ ہے جو کذاب الکذب ہے۔

چودہویں استدلال کی حقیقت

(حدیث) علی خیر البشر من ابی فقد کفر فیہ من ہو امام اهل التشیع فیہ
زمانیہ و هو متہم بہ (قرۃ العین ص ۲۸۹)
ترجمہ: علی خیر البشر ہے جو انکار کرے گا کفر کرے گا۔ اس میں ایک راوی ہے جو کہ اپنے
زمانہ کے اہل تشیع کا امام ہے۔

پندرہویں استدلال کی حقیقت

(حدیث) حب علی یا کل السینات نمرجه الخطیب وقال باطل (قرۃ العین ص ۲۸۹)
ترجمہ: حب حضرت علی کی گناہوں کو کھا جاتی ہے (خطیب نے اس حدیث کو بیان کر کے
فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔

سولہویں استدلال کی حقیقت

(حدیث) عن سلمان قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم من وصيه قال
وصيي وموضع سوى وخليفتي في اهل وغير خلف بعدی علی (قرۃ العین ص ۲۸۹)
ترجمہ: سلمان کہتے ہیں کہ میں نے حضور سے سوال کیا کہ آپ کا وصی کون ہے تو آپ نے

فرمایا کہ میرے وصی اور میرے اہل میں خلیفہ اور میرے بعد اچھا حضرت علیؑ ہے اس روایت میں مجہول راوی موجود ہیں اور ایسے راوی بھی ہیں جن کا مذہب جبر ہے۔

سترہویں استدلال کی حقیقت

انا خاتم النبیین کذا لک علی و ذریعۃ یختصون الاوصیاء الی یوم الدین فیہ متروک و کذا لک۔

ترجمہ:- میں خاتم النبیین ہوں اور علیؑ اور اس کی اولاد خاتم الاوصیاء ہیں قیامت تک اس میں متروک اور کذاب راوی موجود ہیں۔

اٹھارہویں استدلال کی حقیقت

عن انس کنت عند النبی صلعم فرأی علیاً مقبلاً فقال انا و هذا لجة علی امتی یوم القیمة اخرجہ الخلیب و فیہ من آیہم۔

ترجمہ:- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ساتھ تھا تو آپؐ نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو فرمایا میں اور یہ قیامت کے دن حجت ہوں گے۔

انیسویں استدلال کی حقیقت

قال مثلی و مثل شجرة اصلها و علی فرعها۔ فیہ رافضی یروی المناکیر و ضعفاء۔

ترجمہ:- حضورؐ نے فرمایا میری اور علیؑ کی مثال درخت کی ہے میں اصل ہوں اور علیؑ اس کی فرع ہے۔ اس روایت کی سند میں رافضی ہے جو کہ منکر حدیثیں روایت کرتا ہے اور ضعیف روایات بیان کرتا ہے۔

بیسویں استدلال کی حقیقت

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انت وشيعتك في الجنة -
ترجمہ: حضور نے فرمایا اے علیؑ تو اور تیرے تابعین اور بہشت میں ہو گے۔ اس روایت میں
دو راوی ہیں جو کہ جھوٹے ہیں۔

اکیسویں استدلال کی حقیقت

عن ابن عباس قلت للنار حواء قال نعم قلت وما هو قال حب علي بن ابي طالب
الخروج الخليل وفيه جماعة من الكذابين رقة العيين
ترجمہ: ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کی یا رسول اللہ کیا آگ
سے عبور کرنے کا ذریعہ بھی ہے آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے کہا وہ کیا ہے آپؐ نے فرمایا
علیؑ کی محبت۔

خطیب نے اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ اس میں جھوٹے راوی موجود ہیں۔

بائیسویں استدلال کی حقیقت

اقل روح سلمت علي فيه كذاب رقة العيين منظر
ترجمہ: جس روح نے پہلے میرے اوپر سلام کہا وہ علیؑ کی روح تھی اس روایت میں
کذاب راوی موجود ہے۔

تیسویں استدلال کی حقیقت

عنوان صحیفہ المؤمن حب علیؑ۔

ترجمہ: مومن کے مہینے کا عہد ان حضرت علی کی حجت ہے ۱۱۲ اس کے متعلق لکھا ہے۔

(۱) قال ابن الجوزی لا اصل له

ابن جوزی نے فرمایا اس حدیث کا کوئی اصل نہیں ہے۔

(۲) قال الذہبی باطل وسندہ مظلم

علامہ ذہبی نے فرمایا یہ حدیث باطل ہے اور اس کی سند بے اصل ہے۔

چوبیسویں استدلال کی حقیقت

لما عرج بی رایت علی ساق العرش مکتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله اید بعلی بن ابی طالب

مطلب: عرش پر کلمہ طیبہ کے ساتھ حضرت علی کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

(۱) قال ابن عدی باطل

ابن عدی نے کہا کہ یہ روایت باطل ہے۔

(۲) قال الحافظ ابن حجر موضوع بلذیب

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ یہ حدیث یقیناً بلاشبہ موضوع ہے۔

پچیسویں استدلال کی حقیقت

لما عرج علی باب الجنة مکتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله علی حبیب الله

قال الذہبی موضوع

ترجمہ: حضور نے فرمایا میں نے جنت کے دروازے پر کلمہ طیبہ کے ساتھ علی حبیب اللہ

لکھا دیکھا۔ ذہبی نے فرمایا یہ روایت موضوع ہے۔

پچھیسواں استدلال اور اس کا جواب

ولادت فی الکعبہ کی تحقیق

استدلال اہل تشیع، چونکہ سیدنا علیؑ کی ولادت کعبہ میں ہوئی ہے اس لئے آپ جمیع اُمت سے افضل ٹھہرے۔

جواب ۱۔ سیدنا علیؑ مرتفعۃ کا کعبہ میں پیدا ہونا مسلمات میں سے نہیں ہے اور نہ اس کے متعلق ہماری کتابوں میں صحیح طور پر تصریح ہے لہذا غیر متفق چیز سے استدلال ہی غلط ہے۔

جواب ۲۔ کعبہ بیت العبادت ہے بیت الولادت نہیں پس اگر ولادت ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی مقام فضیلت نہیں۔

جواب ۳۔ کعبہ اس وقت بیت الاذان والاصنام بنا ہوا تھا تین سو ساٹھ بیت اس میں مرکوز تھے اس بنا پر بھی ولادت کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔

جواب ۴۔ اگر شریعت میں یہ مدار فضیلت ہوتا تو حضور علیہ السلام ضرور اس فضیلت سے مشرت کئے جاتے حالانکہ کتب شریعت گواہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کی ولادت کعبہ میں نہیں ہوئی۔

جواب ۵۔ یہ استدلال ان لوگوں کے لئے تو ہو سکتا ہے جو شریعت سے بالکل کورے ہوں لیکن جن کو معلوم ہے کہ۔

(۱) مسجدوں میں سے کعبۃ اللہ کا مقام ارفع اور اعلیٰ ہے۔

(۲) مسجدوں میں انسان بھی داخل اس وقت ہو سکتا ہے جو طاہر عن ہو۔

ولادت کے موقع پر بچے کے پیدا ہونے کے وقت مساجد کو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

(۴) حائفہ اور صاحب نفاس عورت کے لئے نہ تو مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور نہ اندر رہنا۔

(۵) اور اگر بے علمی کی وجہ سے ایسا ارتکاب ہو جائے تو استغفار لازم ہے وہ اس قسم کی روایتیں سن کر متاثر ہو سکتے ہیں اور نہ معتقد۔

جواب ۱۲۔ مزاحیرت دہلوی کے طرز کلام اور وجہ استنباط اور طرز اجتہاد سے اگرچہ ہمیں شدید اختلاف ہے لیکن انہوں نے اس سلسلے میں لکھا ہے کعبہ میں ولادت کوئی مقام تعجب نہیں فلاں فلاں بھی کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں پس اگر ایسا ہے تو ماہ الانبیاء فرق نہیں رہا۔

جواب ۱۳۔ افضلیت کے ثابت کرنے کے لئے ولادت کے دن کے کمالات پیش کرنا خالی از انصاف ہے، جبکہ اس کمال کا کمال ہونا بھی ثابت از شرع نہیں۔

جواب ۱۴۔ اہل تشیع تو حضرت علیؑ کو کعبہ کی وجہ سے مشرف سمجھتے ہیں اور اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ کعبہ اگر بیت العبادت بنا تو حضرت علیؑ کی وجہ سے پس فرق ظاہر ہے۔ کیونکہ کعبے کو پاک کیا تو سیدنا علیؑ اور حضور علیہ السلام نے۔

افضلیت کے سلسلے میں اہل تشیع کے چند مغالطے

اور ان کے جوابات

پہلا مغالطہ اور اس کا جواب

تقریر مغالطہ۔ حضرت علی مرتضیٰؑ نے تو کفر کا زمانہ ہی نہیں پایا اور صدیق اکبرؑ فاروق اعظمؑ وغیرہ کفر سے اسلام کی طرف آئے ہیں۔ اس لئے سیدنا علی مرتضیٰؑ افضل ٹھہرے۔

جواب ۱۔ انبیاء علیہم السلام کی تو فطرت ہی محییٰ اور مزیٰ ہوتی ہے اس کے علاوہ اگر کسی

نے زمانہ کفر نہ پایا ہو اور وہ اسلام میں ہی پیدا ہوئے ہوں، اور یہی معیار افضلیت ہو تو ہمارے خیال میں پھر حضرت عمرؓ سے ان کے فرزند کا مرتبہ ہی بلند تصور کیا جائے گا۔ جبکہ ان کی تربیت ہی اسلام و ایمان میں ہوئی۔ دیکھئے کتنا غلط زاویہ نگاہ ہے۔

جواب ۱۰۔ کلام نفس فیہ فیہ فیہ افضلیت میں نہیں افضلیت میں ہے سیدنا علی مرتضیٰؑ کے ساتھ تو اس مرتبے میں اور بھی شریک ہیں جیسے کہ سیدنا حسنؑ اور سیدنا حسینؑ پس افضلیت ثابت نہ ہوئی۔

جواب ۱۱۔ قابل ثوابات یہ ہے کہ ایک وہ ہے جسے محبوب کا وصال متعدد کلفتوں اور ہزار ہا صعوبتوں کے بعد حاصل ہو اور دوسرا وہ ہے جسے ذرہ بھر بھی تکلیف برداشت نہ کرنا پڑے، فرمایئے منصف محبوب کی نگاہ میں مرتبہ کس کا زیادہ ہوگا۔

سیدنا علیؑ تو حضورؐ کے گھر کے پروردہ تھے انہوں نے زمانہ طفولیت میں اگر مان بیا تو کیا کمال تو اس کا ہے۔

کہ نور نبوت کو خواب میں دیکھنا ہے اور یقین کر لیتا ہے۔ (حوالہ غزوہ و ات جیدری)
گھر پہنچتے ہی دربار نبوت میں حاضر ہو جاتا ہے۔ (حوالہ غزوہ و ات جیدری)
کسی سے مشورہ کئے بغیر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور ایمان و اسلام کی لاج رکھتا ہے۔ (ناسخ التواریخ)

نہ تو والد کے مذہب کی پروا کرتا ہے اور نہ ان کی مخالفت سے خوف کھتا ہے۔
(غزوہ و ات جیدری)

سیاست اور اقتدار اگرچہ البویہ والولہب کے ہاتھ میں ہے مگر ذرہ بھر بھی پروا نہیں کرتا۔ (غزوہ و ات جیدری)

صرف ایمان لانے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ میدان تبلیغ میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے رنج و تکلیف میں برابر کا شریک رہتا ہے۔ (تاریخ اسلام)

(۷) جان بھریا مال سب کچھ یار کے قدموں پر نثار کر دیتا ہے۔

اسلم ابو بکر ولہ ابوعون الفانفقہا کلہا علی رسول اللہ رقرۃ العینین صلا

(۸) اگر محبوب کو شادی کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو سال کی لڑکی بمطابق شریعت ان

کے حوالے کر دیتا ہے۔ (حیات القلوب ۲۵)

(۹) محبوب اگر وطن چھوڑنے کا اشارہ کرتا ہے تو وطن کو بھی خیر باد کہہ دیتا ہے۔ (تفسیر عسکری)

(۱۰) سانپ کا زہر تو برداشت کر لیتا ہے مگر محبوب کی بے قراری برداشت نہیں کر سکتا۔

(سیرت ابن خنیم)

(۱۱) محبوب نیند میں ہے تو یہ جاگ کر پہرہ داری کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ (عزادات)

ذرا الصاف سے تو فرمائیے کہ قدر کیل ارفع اور اعلیٰ رہا۔

مغالطہ ۱ اور اس کا جواب

یَا عَلٰی اَنْتَ وَنَبِیُّ وَاَنَا وَنَاکَ

ترجمہ۔ اے علیؑ تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔

جواب ۱۔ ایسے خطابات اظہارِ ثنوت کے لئے ہوتے ہیں حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔

جواب ۲۔ اگر حقیقت پر محمول کیا جائے تو سیدہ ناطقہ کے ساتھ حضرت علیؑ کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

جواب ۳۔ جب سیدنا عثمانؓ کے لئے بیعت لینے لگے تو اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا

فرمائیے کیا وہاں بھی یہ اتحاد متصور ہو گا یا نہ۔

جواب ۴۔ اس قسم کے الفاظ جب حسینؑ کو بین کے متعلق بھی وارد ہیں تو خصوصیت نہ

مغالطہ ۲ اور اس کا جواب

صدیق اکبرؑ جنگوں میں قرار کر گئے تھے اور حضرت علیؑ ثنابت قدم رہے۔ لہذا افضل

حضرت علیؑ رہے۔

جواب ۱۔ صدیق اکبرؓ جو بیا حضرت علیؓ دونوں کا ذکر صراحتاً نہ ثابت قدم رہنے کا قرآن میں ہے اور نہ قرار کا۔

جواب ۲۔ اور اگر تسلیم کر لیا جائے تب بھی کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس انتشار سے پہلے منع نبوت قرآن ثابت نہیں جس کا امر ابھی تک خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوا اس پر عتاب بھی مستور نہیں کیا جاسکتا۔

جواب ۳۔ بر تقدیر تسلیم بھی مؤرد اعتراض نہیں کیونکہ آدم علیہ السلام کو اہل شجر سے منع کیا گیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے کھایا بہشت سے نکلے گئے مگر استحقاق نبوت و خلافت فی الارض میں فرق نہ آیا یہاں انتشار فی الجہاد سے متعلق صریحی طور پر قبل ازیں منع موجود نہیں، خدا کی طرف سے بار بار معافی کا اعلان ہوتا ہے تو فریائے ان کے استحقاق خلافت و افضلیت میں کیسے فرق پڑ سکتا ہے۔

جواب ۴۔ یہ انتشار عن الاسلام نہ تھا انتشار للاسلام تھا یہی وجہ ہے کہ وقتی طور پر منتشر ہوئے اور واپس آگئے اگر انتشار عن الاسلام ہوتا تو نہ خدا تعالیٰ معافی کا اعلان کرتے اور نہ یہ آخر دم تک صاحب نبوت کا ساتھ دیتے۔

مغالطہ ۴ اور اس کے جوابات

ہر معاملے میں صدیق و فاروقؓ حضرت علیؓ سے مشورے لیا کرتے تھے اگر ان کا رتبہ اور مقام افضل نہ ہوتا تو مشورے کیوں لیتے۔

جواب ۱۔ دینی و دنیاوی امور میں مشورہ طلب کرنے پر حضور علیہ السلام بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے و شاید ہم فی الامر پس جس طرح حضور علیہ السلام کے اپنے تلامذہ سے مشورے طلب کرنے سے حضور کے افضل ہونے میں فرق نہیں آتا۔ اسی طرح سیدنا صدیقؓ اور سیدنا فاروقؓ کے مشورہ طلب کرنے سے بھی ان کے افضل ہونے میں فرق نہیں آتا۔

جواب ۲۔ صحابہ کرام کے پیش نظر مکلف تھے پس اگر اس پر وہ عمل کرتے تھے تو اس سے افضلیت کا انتفاع کہاں لازم آیا۔

مغالطہ ۵ اور اس کے جوابات

حضرت علی کی افضلیت کا ثبوت یہ ہے کہ نصیب دینہ نے آپ کو خدا تسلیم کر لیا ہے اگرچہ وہ خدا نہیں تھے مگر پھر بھی افضل تو ضرور تھے رہے آپ کے صدیق و عمرؓ ان کا حال تو آپ کے سامنے ہی ہے۔

جواب ۱۔ حضور علیہ السلام باتفاق فریقین جملہ انبیاء و رسل سے افضل ہیں لیکن بائیں ہمہ آج تک حضور کے خدا اور ابن اللہ ہونے کا کسی نے دعویٰ نہیں کیا اور حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق یہود و نصاریٰ کے اعتقادات قرآن میں موجود ہیں کہ وہ انہیں خدا تعالیٰ کا بیٹا تصور کرتے ہیں اور ان میں بعض لوگ عین اللہ بھی سمجھتے ہیں پس فرق ظاہر ہے۔

جواب ۲۔ عزیرؑ و موسیٰؑ علیہما السلام تو پھر بھی نبی تھے لیکن اندھی دنیا نے تو چاند اور سورج آگ اور پانی کو بھی خدا سمجھ لیا پھر کیا شیعہ حضرات ان کی افضلیت کا بھی یقین کریں گے۔

جواب ۳۔ حضرت علیؑ کا جب اپنا اعتقاد یہی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ مجھ سے افضل ہیں تو پھر جھگڑا کیسا۔

مغالطہ ۵ اور اس کے جوابات

صدیق اکبرؓ تو مدۃ العمر تک کسی غزوے میں امیر بھی نہیں بنائے گئے، اور آپؓ ان کی افضلیت کے قائل ہیں۔

جواب ۱۔ افضلیت کے لئے امور جہاد میں امدت کے عہدے کا انتخاب و تقرر ضروری نہیں مَنْ أَدْعَىٰ فَعَلَيْهِ الْيَمَانُ

جواب ۱۔ بر تقدیر تسلیم آپ کی امامت مسلمات میں سے زمانہ نبوت میں بھی اور بعدہ بھی بعد کی امامت و خلافت تو حضرت علیؑ نے بھی تسلیم کر لی تھی جس کا فریقین کو انکار نہیں۔ (احتجاج طبرسی)

اور زمانہ نبوت کے لئے حسب ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

سمریہ بنی فزارہ میں امیر مقرر کئے گئے

دلیل اول۔ عن سلمة بن الأكوع قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم
أبا بكر فغزو ناسا من بنى فزارة (قرة العین ص ۲۳۱)
ترجمہ۔ سلمہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ابوبکر صدیقؓ کو امیر مقرر فرمایا تھا
تو ہم نے بنی فزارہ کے لوگوں کے ساتھ جنگ کی تھی۔

غزوہ خیبر کے بعض قلعوں کے امیر صدیق اکبر تھے

دلیل دوم۔ وعن سلمة قال بعث رسول الله صلعم أبا بكر إلى بعض حصون
خيبر فقاتل وجهد ولم يكن فتح (قرة العین ص ۲۳۲)
ترجمہ۔ حضور نے خیبر کے بعض قلعوں کی طرف ابوبکر صدیقؓ کو بھیجا وہ لڑے بھی اور کوشش
بھی کی ابھی تک خیبر فتح نہ ہوا تھا۔

خیبر میں جھنڈا صدیق اکبرؓ کے ہاتھ میں تھا

دلیل سوم۔ عن بريدة قال كان رسول الله صلعم بما اخذ الشقيقة فمأبث
اليوم واليومين لا يخرج فلما نزل لم يدر اخذته الشقيقة فلما يخرج
الى الناس وان ابا بكر اخذ راية رسول الله صلعم ثم نهض فقاتل
قتالاً شديداً ثم رجع۔ (قرة العین ص ۲۳۳)

ترجمہ:- بریدہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کو کبھی کبھی دردِ شقیقہ کی تکلیف ہو جاتی تھی تو وہ تکلیف ایک ایک دن دو دن تک رہ جاتی پس آپ جنگ کو تشریف نہ لیتے تھے۔ جب آپ خیبر میں تشریف لے گئے تو دردِ شقیقہ نے خود کیا جس کی وجہ سے آپ میدان میں نہ آ سکے۔ نوابو بکر صدیقؓ نے حضور علیہ السلام کا جھنڈا لیا اور زبردست قتال کیا پھر واپس آئے۔

مغالطہ ۱ اور اس کا جواب

پیغامِ برأت کے لئے نبی کریم صلعم نے صدیق اکبرؓ کو بھیجا لیکن جب یہ پورا نہ ادا کر سکے تو علی مرتضیٰؓ کو بھیجا اہلیت اور عدم اہلیت واضح ہے چہ جائیکہ افضلیت پر بحث کی جائے۔ جواب:- واقعہ میں اختلاط کی وجہ سے شبہات وارد ہونے لگ جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے صدیق اکبرؓ کو امیرِ حج مقرر فرمایا تھا جس پر وہ قائم رہے، تبلیغِ برأت بھی آپ کے سپرد تھی لیکن وقتی مصلحت کا مقتضی یہ تھا کہ حضرت علیؓ اس کی تبلیغ کریں چنانچہ جب حضرت علیؓ گئے تو صدیق اکبرؓ نے صرف یہ کام ان کے سپرد کر دیا جب حضرت علیؓ شک گئے تو صدیق اکبرؓ منادی کے لئے کھڑے ہو گئے گویا منادی شروع بھی حضرت ابوبکرؓ سے ہوئی اور ختم بھی حضرت ابوبکرؓ پر ہوئی۔ (بحوالہ قرۃ العین ص ۳۳۰ نور مذہبی)

مغالطہ ۲ اور اس کے جوابات

حضرت علیؓ ذہناً اور طبعاً ذکی تھے اسی لئے حضور علیہ السلام نے آپ کو اقصیٰ فرمایا۔ جواب:- ذکی ہونا فطری امر ہے حضرت علیؓ کا ذکی اور شیخین کا ذکی نہ ہونا کہیں بھی لکھا ہوا نہیں ہے۔

حضرت علیؓ کا اقصیٰ ہونا ہمارے نزدیک بھی مسلم ہے یہی تو وجہ ہے کہ آپ نے خلفاء ثلاثہ کی خلافت کے ایام میں یہی فیصلہ کیا کہ ان کے خلاف نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اذکی اور اقصیٰ نہ ہوتے تو ایسا دانشمندانہ فیصلہ نہ کرتے۔

جواب ۳:- آپ اقصیٰ کیوں نہ ہوں جبکہ آپ دربارِ نبوت سے دربارِ عثمانی تک سب

فیصلوں کو چشم خوردیکھ چکے تھے اور جہارتِ تامہ حاصل کر چکے تھے۔

جواب ۱۔ شیخین میں افضلیت یہ تھی کہ وہ کسی صاحبِ الرائے کے رائے دیتے پر اپنی رائے کو بدل دیتے تھے لیکن سیدنا علی مرتضیٰؑ اپنی رائے پر ڈٹ جاتے تھے اور انجام کا خیال نہ فرماتے تھے۔ شاید آپ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ پر ہی عمل فرماتے تھے۔ بہر حال جنگِ جمل۔ جنگِ صفین۔ اور عزلِ سیدنا معاویہؓ کے سلسلے میں اپنوں میں سے بعض حضرات نے اس اقدام کے خلاف شورہ دیا لیکن آپ نے اس میں بہتری سمجھی اور جو نتیجہ برآمد ہوا وہ سب کے سامنے ہے جس پر ایمانی حیثیت سے کسی کو اظہارِ خیال کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا جبکہ سب کے قدموں پر شمار ہو جانا ہمارا اعتقاد ہے اور ہمیں کہنا پڑتا ہے۔

وہی جو منظور خدا ہوتا ہے۔

جواب ۲۔ بیشک حضرت علی مرتضیٰؑ انصاف تھے جس کا ہمیں اقرار ہے۔

لیکن حضور علیہ السلام نے اس قسم کے متعدد انقباض صحابہ کرامؓ کے لئے بھی وضع فرمائے ہیں جن کا کسی کو انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ مثلاً

(۱) صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ کو مقتدائے امت فرمایا۔

اقتدوا بالذین من بعدی ابا بکر و عمرؓ۔

ترجمہ:- میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتداء کرنا۔

(۲) ابی بن کعب کو اقدامِ اقلان فرمایا۔

اقرأ کما بی ابن کعب۔

ترجمہ:- تم سے زیادہ قاری ابی بن کعب ہے۔

(۳) ابن مسعود کو استاذِ القراءہ فرمایا۔

اقرأ القرآن من اربعة فمن عبد الله بن مسعود۔

ترجمہ:- قرآن چار شخصوں سے پڑھنا پہلا عبد اللہ بن مسعود ہے۔

(۴) معاذ بن جبل کو اعظم کا خطاب عنایت فرمایا۔

أَعْلَمُكُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بَنِي جَبَلٍ -

ترجمہ:- حلال و حرام کا سب سے زیادہ جاننے والا معاذ بن جبلؓ ہے۔

(۵) زید بن ثابت کو افرض کا لقب دیا۔

أَفْرَضُكُمْ زَيْدٌ

(۶) ابو عبیدہ بن الجراح کو امین امتؓ فرمایا۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَامِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ -

ترجمہ:- ہر امت کے لئے امین ہے میری امت کا امین ابو عبیدہؓ ہے۔

(۷) زبیر کو حواری کا لقب دیا۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيُّ الزَّبِيرِ -

ترجمہ:- ہر نبی کے لئے معاون ہوتے ہیں میرے معاون زبیرؓ ہے۔

(۸) سیدہ عائشہؓ کو معلم العلوم فرمایا۔

خُذُوا رِجَالَهُمُ الْعِلْمُ مِنْ هَذِهِ الْحَمِيرَةِ -

ترجمہ:- علم کی چوتھائی سیدہ عائشہؓ سے حاصل کرنا۔

پس جس طرح صدیق و فاروقؓ کے مقتداء اور ابی بن کعبؓ کے اقراء ابن مسعودؓ کے

استاذ القراء اور معاذ کے اعظم اور زید کے افرض اور ابو عبیدہ کے امین اور زبیرؓ کے حواری

اور عائشہ صدیقہؓ کے معلم ہونے سے سیدنا علیؓ کے اعظم اقراء افرض اور معاون ہونے کا

انکار نہیں کیا جاسکتا اسی طرح حضرت علیؓ کے افضل ہونے سے یا ثابیل القضاء ہونے سے

انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ۱۲

جواب ۵۴۔ حضور علیہ السلام نے سیدنا علیؓ کو افضل فرما کر ایک نفیس اشارہ کیا ہے وہ یہ کہ

اقضیٰ اسے کہتے ہیں جو کسی کی رعایت کے بغیر مسئلہ حقہ کو بیان کر دے۔

چونکہ شیعہ حضرات حضرت علیؑ کے متعلق یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ آپ نے تقیہ میں زندگی بسر کی اس لئے حضور علیہ السلام نے اپنے عہد نبوت میں سیدنا علیؑ کی فطرت واضح کر دی کہ وہ اقصیٰ ہیں کیونکہ جو اقصیٰ ہو وہ تقیہ نہیں کرتا اور جو تقیہ کرنا اپنا شعار بنالیتا ہے وہ اقصیٰ نہیں ہوتا۔ ۱۲

مغالطہ ۷ اور اس کے جوابات

سیدنا علیؑ مرتضیٰ بہت سخی تھے اس لئے افضل ہیں۔

جواب ۱۔ سیدنا علیؑ مرتضیٰ کے سخی ہونے میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے لیکن سوال اس میں ہے کہ سخاوت اپنے مال سے تھی یا بیت المال سے اگر اس نقطے کو سمجھ لیا جائے تو شبہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا علیؑ بیت المال سے خرچ کیا کرتے تھے۔ صدیق اکبرؑ اپنے مال سے پس فرق ظاہر ہے۔ نیز حضرت علیؑ نے جو بنیامسطفیؑ کے گھر سے بنایا اور مصطفیٰؐ نے جو کچھ خرچ کیا صدیقؑ کے مال سے خرچ کیا۔ و بینہما لون لبعید فتاقل۔

جواب ۲۔ حضور علیہ السلام نے جب وفات پائی تو اسلام کو غلبہ و اقتدار کا حق نصیب نہ ہوا جب شیخین بچے بعد دیگرے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو مال غنیمت سے مسلمانوں کے گھروں کو پر کر دیا اور یہی حالت سیدنا عثمانؓ کے دور خلافت میں رہی جب حضرت علیؑ متمکن ہوئے تو فتوحات تو کیا ہوتیں اختلافات بڑھ گئے اب غور کیا جائے تو لامحالہ انسان اس نتیجہ پر پہنچنے کے مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر شیخین نے سخاوت کی تو سابقین کا کیا ہے۔

مغالطہ ۸ اور اس کے جوابات

شب ہجرت حضور علیہ السلام نے سیدنا علیؑ مرتضیٰ کو اپنے بہتر پر سلایا معلوم ہوا کہ

حضور کے بستر پر سونے کی اہلیت بغیر علی مرتضیٰ کے اور کسی میں نہیں تھی۔

جواب ۱۔ بستر پر سونا یا سنانا بیگ باعث عزت ہے فضیلت اس میں ہے کہ بستر والے کے ساتھ سونا نصیب ہو اور ظاہر ہے کہ فار میں تین راتیں اور گنبد خضراء میں روزہ حشر تک صاحب بستر کے ساتھ سونا نصیب ہوا تو صدیق اکبرؑ اور فاروق اعظمؓ کو۔
جواب ۲۔ بستر پر اگر علی مرتضیٰ ایک رات سوئے تو ازواج النبیؑ کو حضور کی ساری زندگی تک سونا نصیب ہوا۔

مغالطہ غلط اور اس کا جواب

سیدنا علیؑ کو حضور علیہ السلام نے خدا کے حکم سے سلا یا اگر صدیق اکبرؑ بغیر بلانے کے تشریف لے گئے۔

جواب ۱۔ سراسر غلط ہے تفسیر امام حسن عسکری میں ہے۔ **إِنَّ اللَّهَ أَمَرَكَ** کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔

حیات القلوب ج ۲ مطبوعہ نول کشور میں ہے خدا تعالیٰ ترا امر میکند کہ علیؑ برابر بستر خود بخوابانی والو بکرم را ہمراہ خود بھری۔ غزوات حیدری ترجمہ حملہ حیدری مطبوعہ کھنٹو میں ہے۔ ہر گاہ جناب نبویؐ دولت سراٹھے سے لکھے تو پہلے درقائہ البکرؑ پر آٹھے اس لئے کہ آپؐ نے اس کو آگاہ کر دیا تھا کہ ہمارے ساتھ چلنا۔

مغالطہ غلط اور اس کا جواب

سیدنا علیؑ جب غیر کو جانے لگے تو حضور علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا جس سے وہ شفا یاب ہو گئے یہ وہ فضیلت ہے جو بغیر علی مرتضیٰ کے کسی میں نہیں ہے۔
جواب ۱۔ سیدنا علیؑ کی آنکھوں پر حضور علیہ السلام کا لعاب دہن لگا تو صدیق اکبرؑ کے پاؤں پر یعنی جب فار میں صدیق اکبرؑ امانت خداوندی کو لے کر بیٹھے تو ساپ نے ٹکل کر صدیقؑ کے پاؤں کو کاٹ لیا زہر کا اثر آنکھوں سے آنسو کی شکل بن کر نمودار ہوا نیچے گرا لو

سرور کائنات کے چہرہ اقدس پر پڑا آپ نے گہر کر پوچھا مایہ یکدہ ابابکر اے رفیق غار آپ کو کس نے رلایا تو جواب دیا لاغنی حیۃ یا رسول اللہ میں آپ نے اپنا لعاب دہن صدیق اکبر کے پاؤں پر لگایا تو ٹھنڈک پڑ گئی۔

مغالطہ ۱۱ اور اس کے جوابات

عن انس قال کان عند النبی صلعم طیر فقال اللهم اتنی باحب خلقک الیک یا کل معی ہذا الطیر فجلد علی فاکل۔ اخرجه الترمذی۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے پاس ایک پرندہ بھونا بھوتا تھا تو آپ نے کہا اے اللہ مجھے وہ آدمی دے جو تیری ساری مخلوق سے تجھے پیارا ہو اور وہ اگر میرے ساتھ بھونے ہوئے پرندے کو کھائے پس حضرت علیؑ آئے اور آپ نے کھایا۔
(ف) معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ افضل تھے۔

جواب ۱۱: باتفاق فریقین تمام مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبت سرور کائنات صلعم سے ہے۔ تلك الترسل فی فضلنا بعضهم علی بعض وما ارسلناک الا رحمة للعالمین وما ارسلناک الا کافۃ للناس جیسی آیتیں بتاتی ہیں کہ جو مقام خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو عنایت فرمایا ہے اور کسی کو نہیں دیا۔ اور اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ احب المخلوق عند اللہ حضرت علیؑ ہیں۔ جہاں تک ان کی فضیلت کا تعلق ہے مسلم ہے لیکن حضرت علیؑ کا مقام افضل الانبیاء سے بہت کم ہے۔
پس معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا حدیث کا مطلب آیات خداوندی سے ٹکرا جانے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔

جواب ۱۲: اور اگر آیات خداوندی سے ٹکرا جانا تسلیم نہ کیا جائے تو پھر افضلیت پر استدلال قائم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہر نیکی کا اپنا اپنا شعبہ ہے ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؑ خدا تعالیٰ کو اشجع بیرونے کی حیثیت سے احب ہوں اور صدیق اکبرؑ

اتقی ہونے کی حیثیت سے اور عبد اللہ بن مسعود اقرآن ہونے کی حیثیت سے۔ بہر حال حیثیت کے تغیر و تبدل سے احب ہونا بھی متعدد ہوتا جائے گا۔

جواب ۱۲۔ جس طرح صدیق اکبرؓ کے احب الی الرسولؐ ہونے سے سیدنا علیؓ کے احب الی الرسولؐ ہونے میں فرق نہیں آتا اسی طرح سیدنا علیؓ مرتضیٰؓ کے احب الی اللہ ہونے سے سیدنا ابی بکرؓ کے احب الی الرسولؐ ہونے میں فرق نہیں آتا۔ حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

عن عائشة قالت کان ابو بکرؓ احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم عمرؓ (ترمذی ص ۲۵۱)
ترجمہ۔ ابو بکرؓ حضورؐ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے اس کے بعد عمرؓ۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ (اللہ)

ترجمہ۔ اے محمد مصطفیٰؐ کہہ دیجئے اگر تم خدا کے محب ہو تو تم میری تابعداری کرو خدا تم کو محبوب بنائے گا۔

معلوم ہوا کہ اتباع رسولؐ میں محبوسیت الی اللہ حاصل ہوتی ہے پس جو شخص زیادہ تابعدار ہوگا وہ زیادہ محبوب ہوگا اس آیت کے پیش نظر اجلیت کسی معلوم ہوتی ہے جس کی کسی سے تخصیص کرنا نص قرآن کے خلاف ہے۔

مغالطہ ۱۳ اور اس کا جواب

حدیث میں وارد ہے اذا کان یوم القیامۃ قال اللہ تعالیٰ لی ولعلی بن ابی طالب ادخلا الجنة من احبکما وادخلا النار من ابغضکما۔

ترجمہ۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالیٰ مجھے اور علی بن ابی طالب کو فرمائیں گے اپنے جنتین کو بہشت میں داخل کرو اور دشمنوں کو جہنم میں داخل کرو۔ ۱۲
معلوم ہوتا ہے کہ افضلیت حضورؐ کے بعد سیدنا علیؓ کے لئے ہے۔

جواب ۱۱۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں نقل کر کے لکھا ہے کہ اس میں ایک راوی اسحاق نخعی موجود ہے جو متہم بالوضع ہے اس بناء پر حدیث قابل اعتبار نہیں ہے۔

مغالطہ عکس اور اس کے جوابات

حدیث میں آتا ہے کہ لوگ حوض کوثر سے راندے جائیں گے تو حضور فرمائیں گے

اصیحابی اصیحابی جواب آئے گا انک لا تدری ما احد ثوابک آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد تمہوں نے کیا عمل کئے۔

جواب نمبر ۱۔ حدیث کے ظاہری عموم سے جملہ صحابہ کرام کو احد ثوابک کی زد میں لانا خلاف عقل و نقل ہے۔ خلاف عقل اس لئے کہ اگر حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام سارے کے سارے احداث فی الدین کے مرتکب ہیں اور دریافت میں تو فرمائیے دین کا کیا اعتبار تھا ہے جبکہ انہیں حضرات کے واسطے ہم تک نبی کا پیغام اور اللہ کا قرآن پہنچا ہے فقہ ارتداد سے صحابہ کرام کے زمانہ میں یقیناً نمودار ہوا جس کا صحابہ کبار نے پوری قوت سے مقابلہ کیا اور خلاف نقل اس لئے کہ:-

(۱) حجاج بن وانصار کے متعلق اعلان ہو چکا ہے **واللہم انکم هم المؤمنون حقاً** یہ سچا اور پختہ ایمان دار ہیں پس جن کو خدا تعالیٰ پختہ ایمان دار فرمائے ان پر ارتداد کا شبہ بھی ناممکن ہے۔

(۲) مہاجر بن وانصار کے لئے **اعدلہم جنت تجری من تحتہا الانهار** کے حدیث قرآن میں موجود ہیں غلہ میں کہہ کر فرمایا ابداء کی تاکیدیں بھی مزید ہیں پس ان کے متعلق شبہ ارتداد یقیناً نازیبا ہے۔

(۳) عشرہ مبشرہ کو خدا تعالیٰ نے سرور کائنات کی زبان سے جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ پس جن کو دربار نبوت سے بہشت کی ٹکٹ مل چکی ہے ان پر جہنم حرام ہو چکی ہے۔

(۴) قرآن مجید میں ہے۔ **یا ایہا الذین امنوا من یدرد منکم عن دینہم فسوف ینالکم اللہ بقرۃ یمتھم ویحبونہ**۔

ترجمہ:- اور تشریح اہلسنت پاکٹ بک حصہ ۱ کے بحث خلافت میں دیکھ لئے جائیں۔

خلاصہ یہ کہ مرتدین کے مقابلہ میں جس قوم کو خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا وہ صدیق اکبرؓ اور ان کی جماعت تھے تو معلوم ہوا اما احد ثوابہ کدک سے وہ مراد ہیں جو صدیق اکبرؓ کے مقابلہ پر تھے ہوئے تھے لیکن جو صدیق اکبرؓ کی جماعت میں تھے وہ ان میں داخل نہیں ہیں۔

مغالطہ اور اس کے جوابات

حضور اکرمؐ اوقات حضرت علیؓ کو جنگوں میں بھیج دیا کرتے تھے اور صدیقؓ و عمرؓ کو کبھی کبھی

اور فرق ظاہر ہے۔

جواب ۱۔ ان سے چونکہ خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے بعد علیؓ سبیل الاتصال خلافت کا کام لینا تھا اس لئے حضور علیہ السلام نہیں چاہتے تھے کہ یہ کسی وقت جدا ہوں لیکن حضرت علیؓ نے چونکہ جو تھے نمبر پر خلافت کی ڈیوٹی ادا کرنی تھی اس لئے ان کے متعلق یقین تھا کہ جن امور کی وہ مجھ سے اطلاع نہ پاسکیں گے خلفاء ثلاثہ سے ہی پائیں گے۔

جواب ۲۔ ہم بجانے اس کے کہ ہم اس سوال کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کئے دیتے ہیں پڑھیے اور المینان کیجئے۔

عن حذیفۃ بن یمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ہممت ان الی الی افاق رجالا یعلمون الناس السنن والفرائض کالبعث
عیسیٰ ابن مریم الحواریین قبل لہ فاین انت عن ابی بکر وعمر قل انہ لا غنی لی
عنہما انہما من الدین کالسمع والبصر رواہ الحاکم فی المستدرک۔

ترجمہ۔ حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کی مقدس زبان سے سنا تھا آپؐ نے فرمایا میں نے قصد کیا ہے کہ میں سنن و فرائض کی تعلیم اور امور دین کی تبلیغ کے لئے لوگوں کو بیچوں جس طرح عیسیٰؑ اپنی جماعت کو بھیجتے تھے پس آپؐ کی خدمت میں سوال کیا گیا یا رسول اللہؐ چہر آپؐ ابو بکرؓ و عمرؓ کو کیوں نہیں بھیجتے تھے فرمایا کہ وہ دین کے لئے اکھڑاؤ کان کے شل ہیں یعنی اگر وہ چلے جائیں تو پھر بھیجے۔۔۔۔۔

(ف) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو نہ بھیجا غزوات و سرایک کے اکثر معرکوں میں یا لوگوں کو تعلیم کے لئے اس لئے نہ ہوتا تھا کہ وہ حقیر فی الدین ہیں بلکہ اس لئے ہوتا تھا کہ ان کا رہنمائی حضور کے لئے اطمینان کا باعث ہوتا تھا سابقہ روایات اور قدیمی قربانیوں نے ان کا مقام حضور کی نگاہ میں اتنا بلند کر دیا تھا کہ اب ان سے ایسے کٹھن کام لینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

مزید تائید

عن ابی اسوی الدوسی قال كنت جالساً عند النبي صلى الله عليه وسلم فاطلم اليكبر وعس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي اتيدني بهما - رواه الحاكم -

ترجمہ:- ابی راوی فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ صدیقؑ وفاروقؓ نے جھانک کر دیکھا پس آپؐ نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ان دو شخصوں کے ذریعہ میری تائید فرمائی۔

حضرت محمد بن حنفیہ کا بیان

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے قرۃ العین ص ۳۳ میں ایک روایت نقل کی ہے جو من و عن درج کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں:-

از محمد بن الحنفیہ سوال کردند کہ پدر بزرگوار تو در حرب ترار کار با میفرماید حسنینؑ را نمیفرماید
منشاء این چسیت گفت حسنینؑ در اولاد پدر من بمنزل دو چشم اند در بدن انسان تا کار دست
پاسرا انجام یابد چشم را چار پنج باید داد ۱۲۰-

وَقَتَّتْ بِالْغَيْرِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ حَمْدًا كَثِيرًا

(ترجمہ) امام رضاؑ کے آباد رہنے سے مفوضہ کے حق میں اسی طرح منقول ہے اور حکم کیا گیا ہے کہ ان پر لعنت کی جائے اور ان سے اظہارِ بیزاری کیا جائے اور ان کے حالات کی اشاعت کی جائے اور ان کے برے اعتقادوں کو دنیا کے سامنے کھول دیا جائے تاکہ ان کے اقوال سے ضعیف شیعہ دھوکہ نہ کھالیں اور جو اس گروہ کا مخالف ہے وہ امامیہ شیعوں کے متعلق یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہ بھی ان میں سے ہیں۔

(فتہ) مذکورہ بالا عبارتوں سے ثابت ہو کہ اذان میں سیدنا علیؑ کے متعلق انقب کا ذکر اور اس کی ایجاد اثنا عشریہ مذہب میں ثابت نہیں اور جس مذہب نے اسے ایجاد کیا ہے وہ فریقین کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہیں۔

بحث متعلق کلمہ طیبہ

اہل تشیع کا کلمہ طیبہ ۱۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

اہلسنت کا کلمہ طیبہ ۲۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اہل تشیع کے کلمہ طیبہ میں جو الفاظ زیادہ کئے گئے ہیں اس زیادتی کو کلمہ طیبہ کی جڑ سمجھنا ہماری تحقیق میں خلاف عقل و نقل ہے ذیل میں ہم اس کے وجوہ بیان کریں گے ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی وجہ ۱۔ اہل تشیع کا کلمہ نہ تو زمانہ نبوت میں مسلمانوں کی زبانوں پر جاری رہا اور نہ زمانہ خلافت میں پس ایسے الفاظ کا ازلیا و علی سبیل التزام یقیناً خلاف شرع ہے۔

دوسری وجہ ۱۔ ہر زمانہ کے نبی کا نام کلمہ طیبہ کی جڑ رہا ان سے پہلے انبیاء کا نام نہ لیا گیا اگرچہ ان سے خالق کیوں نہ ہوں پس اس بنا پر اس زمانہ میں اگر ان کے نزدیک کسی امام کا نام لینا ضروری ہے تو سیدنا مہدیؑ کا نام لینا مناسب ہوگا۔ سیدنا علیؑ کا اسم گرامی مشرف و مکرم بھی لیکن قاعدہ مذکورہ کے پیش نظر خلاف قیاس ضرور ہے۔

تیسری وجہ ۱۔ اہلسنت کے نزدیک خلفاء اربعہ کی خلافت برحق ہے مگر ان کے

۷۸۶

المُسْتَدْرَکُ ط مُکِی

مَقْدُم

مُؤَلَّف

حضرت العلامة مولانا دوست محمد صاحب قریشی

حامد اومصلیٰ

حضرات! الہنت پاکٹ بک کے ہر دو حصے طبع ہو کر علماء و متعلمین اور مناظرین سے
خارج تحبین حاصل کر چکے ہیں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔
اس حصہ میں سب سے پہلے اُن مطاعن کے جوابات دیے گئے ہیں جو خوارج کی طرف سے
سیدنا علی مرتضیٰؑ کی ذات گرامی پر کئے جاتے ہیں۔ بعد اہل تشیع کے جملہ عقائد و اعمال کو پیش کر
کے ہر ایک پر سیر حاصل تحقیقی تبصرہ کیا جائے گا و ما اریک الا اصلاح ما استطعت
اللہ نے توفیق عطا فرمائی اور زندگی نے ساتھ دیا تو چوتھی جلد میں عیسائیت اور چھڑاؤ
کے عقائد و اعمال پر بحث کی جائے گی۔ مرزائیت کے لئے محمدیہ پاکٹ بک اور مسلم پاکٹ بک
موجود ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ میں اس کے متعلق خامہ فرسائی کروں۔

خارجی کب بنے اور کیوں بنے؟

سیدنا علی رضی اللہ اور سیدنا معاویہؓ کے مابین جب یلۃ المحریس کے موقع پر جنگ زور ہو
پر پہنچی تو فریقین نے یہی محسوس کیا کہ اگر جنگ بدستور قائم رہی اور اسی طرح مسلمان شہید ہوتے
رہے تو مسلمانوں کی قوت تباہ ہو جائے گی۔ اور غیر مسلموں کے مقابلہ کی طاقت باقی نہ رہے گی
رہی ہوں یا فارس، ہم پر غالب آجائیں گے۔ تو امیر معاویہؓ کی فوج سے قرآن کے حکم نہایتی تجویز ہوئی۔

قرآن نیزوں کے ساتھ لٹکا دیئے گئے

فضل بن ادہم، شریح جذامی، ورتابن معمر نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اے علی مرتضیٰؑ کے
فوجیو خدا را مسلمانوں پر دم کرو قرآن کو حکم بناؤ۔ عورتوں اور بچوں کو رو میوں اور فارس کی زد بچاؤ۔

یہ اعلان سنتے ہی حضرت علیؑ کی فوج دو جھٹوں میں تقسیم ہو گئی۔ اور جنگ ملتوی ہو گئی۔
(فریق اقل) وہ تھا جن پر یہ جادو چل چکا تھا وہ کہتے تھے کہ جب قرآن کو یہ حکم مانتے ہیں تو
جھگڑا کا ہے۔ حتیٰ کہ انہی میں سے بعض لوگوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر قرآن کے فیصلے سے آپ
نے انحراف کیا تو آپ کے ساتھ وہی کام کریں گے جو عثمانؓ کے ساتھ کیا تھا۔

(فریق ثانی) کا یہ خیال تھا کہ یہ ایک فریب ہے اس سے متاثر نہیں ہونا چاہیے مگر یہ لوگ
قیل تعداد میں تھے اور فریق اقل کثرت میں۔ التواء جنگ کے بعد علی مرتضیٰؑ کی فوج کی طرف
سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مقرر ہوئے اور امیر معاویہؓ کے لشکر کی طرف سے عمر بن العاصؓ ملے
پایا کہ دونوں کو معزول کر دیا جائے اور ہر ایک نے اسی طرح اپنی رائے کا اظہار کیا۔ مگر جب اعلان
کرنے کا وقت آیا تو عمر بن العاصؓ سے پہلے ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت علیؑ کے حوالہ کا فیصلہ سنا
دیا لیکن عمر بن العاصؓ نے سوچا کہ اگر میں نے معاویہؓ کو بھی معزول کر دیا تو اختلاف عظیم کا خطرہ ہے
کیونکہ عرب و شام میں ان کا ہم پند نہ مل سکتا ہے۔ جو ایسی شخصیتوں پر کنٹرول کر سکے۔ لہذا اگر ان کے
نمائندے نے جلدی سے کام لیا ہے تو ان کی ذمہ داری ان کے سر میں اپنے نمائندے کو معزول
نہیں کرتا۔ بلکہ بحال رکھتا ہوں۔ اس فیصلے کے بعد جو کچھ ہوا۔ وہ تاریخ طبری ص ۳۳۲، اخبار
الطوال، ابن اثیر ج ۳ ص ۱۳۶ کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن ہم نے اس وقت یہ بتانا
ہے کہ حضرت علیؑ ابتداء سے ہی تحکیم کے مخالف تھے۔ مگر جماعت کے اصرار سے تسلیم کر لیا
کہ اب تحکیم کی تجویز ہو گئی تو انہیں حامیوں میں سے ایک جماعت نے مخالفت شروع کر دی
اور تحکیم کو کفر قرار دیا اور اسی جماعت کا نام خارجی ٹھہرا ان کا امام عبداللہ بن وہبؓ رہا جسے
جو معاملات دین میں انسان کو حکم بنانا کفر جانتے تھے۔ خارجیوں کا یہ نعرہ تھا لا حکم الا للہ

سیدنا علیؑ پر خارجیوں کی طرف سے پہلا اعتراض

اور اس کے جوابات

حدیث شریف میں ہے کہ مدینہ منورہؓ کی جانب سے طیب کو غیر طیب سے جدا

کر دیتا ہے۔ یعنی غیر طیب کو اپنے اندر رہنے دیتا نہیں۔ اس بنا پر جب ہم خلفاء ثلاثہ کی پاکیزہ سیرت پر نظر کرتے ہیں تو ان کے دار الخلافہ کو مدینے کے اندر پالتے ہیں لیکن جب علی خلیفہ بنتے ہیں تو مدینہ سے باہر کوفہ میں دار الخلافہ بناتے ہیں کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مدینہ نے ان کو اپنے اندر رہنے نہیں دیا۔

(جواب ع)۔ سیدنا علی مرتضیٰ کا کوفہ میں دار السلطنت بنانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ وطنیت بھی بدل چکے تھے ظاہر ہے کہ وطن تو آپ کا بدستور مدینہ منورہ تھا لیکن دار السلطنت کوفہ اس سے مدینہ منورہ کو چھوڑ جانا لازم نہ آیا۔ پس سوال ہی نہ رہا۔
جواب ع۔ سیدنا عثمان کی شہادت کے بعد آپ نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ دار السلطنت مدینہ سے باہر رہے تاکہ اگر خدا خواستہ دشمن کی طرف سے کسی وقت حملہ ہو جائے تو مدینہ کے در و دیوار مسلمانوں کے خون سے ملوث نہ ہونے پائیں۔

(ف) دیکھئے خوارج کی کتنا ستم ظریفی ہے کہ حق و باطل کے درمیان امتیاز نہیں کرتے اور خواہ مخواہ سیدنا علیؑ کے ذمہ شرافت و مقامت کو داغدار کئے پہلے جاتے ہیں۔
جواب ع۔ مدینہ تو ہر وقت مدینہ ہی رہی اور تھا۔ پس اگر خوارج کے زعم باطل کے مطابق ہوتا تو سیدنا علیؑ عہد خلافت سے پہلے ہی مدینہ مقدسہ چھوڑ جاتے مگر آپ کا دفات رسالت مآب کے بعد سے لے کر عہد خلافت کے بعد تک مدینہ میں متوطن رہنا بتاتا ہے کہ خوارج کا یہ شبہ قطعاً بے اصل ہے اور ایمان داروں کے ایمان سلب کرنے کا ایک طریقہ ہے اعلیٰ اللہ عنہما
جواب ع۔ اگر مدینہ سے باہر رہنا ہی موجب شہرہ ہے تو سیدنا معاذؓ کیہ کا شام میں امۃ العصر رہنا اسی طرح باقی صحابہ کرامؓ کا مدینہ سے باہر رہنا بھی ثابت ہے۔ تو پھر سب حضرات پر یہی فتویٰ لگانا پڑے گا۔ حالانکہ وہ سب کے سب آپ کے نزدیک بھی اس فتویٰ سے بری ہیں۔
ماہو جوا یکم فہو جوا بنا۔

خارجیوں کا سیدنا علیؑ پر دوسرا اعتراض

اور اس کے جوابات

خلیفہ ثالث کا ایک اسلامی بادشاہ نہایت بے دردی اور بے رحمی سے قتل کیا جا رہا ہے اور خلافت کا امیدوار اُن کا بیٹھ کر تماشا دیکھ رہا ہے۔ دیکھئے کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ علیؑ کا اس قتل میں ہاتھ تھا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ کسی طور پر یہ قتل ہو اور میں تخت خلافت کو نبھالوں۔

جواب ۱۔ اہل تشیع ہوں یا اہلسنت دونوں کی کتابوں میں مسطور ہے کہ وفات رسالت مآبؐ کے بعد جب لوگ سیدنا علیؑ کے پاس خلافت کی بیعت کرنے کے لئے آتے ہیں تو آپ انکار کر دیتے ہیں۔ پس آپ کے تخیل میں اگر خلافت کی جوس ہوتی تو آپ انکار نہ کرتے لہذا آپ کے حق میں طبع خلافت کا الزام ماننا یقیناً ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ اور محمد اقدس حضرت علیؑ کی شخصیت اس سے پاک اور مبرا ہے۔

جواب ۲۔ سیدنا علیؑ نے بلوایوں کو روکنے کی جتنی کوشش فرمائی اس پر تاریخ اسلام کے ادراک شاہد ہیں۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ معاملہ حد سے بڑھ رہا ہے۔ تو آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں سیدنا حسنؑ اور سیدنا حسینؑ کو سیدنا عثمانؑ کے دروازے پر قربانی کے لئے تعینات کر دیا۔ اور فرمایا کہ بیٹے قربان ہو جانا مگر دروازے کے اندر دشمنوں کو داخل نہ ہونے دینا۔ پس اگر سیدنا علیؑ کے ذہن میں سیدنا عثمانؑ کے متعلق عداوت ہوتی تو آپ سیدنا عثمانؑ پر قربان ہونے کے لئے حضرت محمد مصطفیٰؐ کے جو گوشوں کو نہ بھیجتے۔ رہا اُن کا خود بخود تشریف نہ لے جانا دو یقیناً حکمت پر مبنی تھا۔ کہ یہاں لڑنے والے نوجوانوں کا تھا اور آپ اللہ نے تتمہ خلافت راشدہ کا کام لینا تھا۔

جواب ۳۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ زید بن ارقم کے پاس سیدنا علیؑ کے لئے بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ اور حضرت زیدؓ کے پاس کافی لوگ جمع تھے۔ دوران

گفتگو میں حضرت زید نے سیدنا علیؑ سے دریافت کیا کہ آپ نے سیدنا عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔
پس حضرت علیؑ نے یہ سن کر قہوڑی دیر سر کو نیچا کر لیا۔ پھر فرمایا مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے
دائے کو چیر کر انگوڑی پیدا کی اور درود کو پیدا کیا ہے نہ تو میں نے حضرت عثمانؓ کو خود اپنے ہاتھوں
سے قتل کیا ہے اور نہ میں نے اس کے قتل کا حکم کیا ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

عن حسین الحارثی قال جاء علی ابن ابی طالب الی زید بن ارقم وعنده قوم فقال
علیؑ اُسَکْتُوْا وَاُسَکْتُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَجَبْتُکُمْ فَقَالَ زید انشَدَکَ اللّٰهُ
اَنْتَ قَتَلْتَ عُمَٰنَ فَاَطْرَقَ عَلٰی سَاعَةِ ثَمَّ قَالَ وَالَّذِیْ خَلَقَ الْجَنَّةَ وَبَرَزَ السَّمَاءَ
مَا قَتَلْتَهُ وَلَا اَمَرْتُ بِقَتْلِهِ (قصة العینین ص ۲۹)

ترجمہ: حصین حارثی سے روایت ہے کہ سیدنا علیؑ زید بن ارقم کے پاس عیادت کے
لئے آئے اور اس کے پاس اس کی قوم تھی۔ پس حضرت نے فرمایا خود بھی چپ رہو اور دوسروں
کو بھی چپ رہنے کا حکم دو۔ خدا کی قسم جو کچھ تم مجھ سے پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا۔ تو
پس زید بن ارقم نے قتل عثمانؓ کے سلسلے میں سوال کیا۔ اور آپ نے وہی جواب دیا۔ (جو ہم نے
اوپر لکھ دیا ہے)

(ف) حضرت علیؑ کا اظہار حقیقت کرنا اور قوم میں سے کسی کا تردید نہ کرنا بتاتا ہے کہ واقعی
سیدنا علیؑ اس الزام سے بری تھے۔

جواب ملک:۔ جنگ جمل کے موقع پر سیدنا عثمانؓ کے قتل کے بارے میں جو الفاظ آپ کے
منہ مبارک سے نکلے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرءُ اِلَیْکَ مِنْ دَمِ عُمَٰنٍ وَلَقَدْ طَاشَ عَقْلِیْ یَوْمَ قَتْلِ عُمَٰنٍ وَانْکَرْتُ
نَفْسِیْ وَجَاءَ وَاِلَیْ لِیَبِیْعَہُ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَا سَمْعَیْ مِنْ اللّٰہِ اِنْ اَبَا یَعٍ وَعُمَٰنُ قَتَلَ
عَلِیَّ الْاَرْضَ لَمْ یَدْفَنْ بَعْدَ فَلْتَا دَفَنْ رَجَعْتُ النَّاسَ فَسَأَلُوْنِیْ لِلْبَقِیَّةِ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ
اِنِّیْ مُشْفِقٌ مِّمَّا اَقْدَمَ عَلَیْہِ ثُمَّ جَارَتْ عَزِیْمَہُ فَبَا لَیْعَتٍ فَلَقَدْ قَالُوْا اَیَا امِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ
فَمَا تَمَاضِیْعُ قَلْبِیْ اِلَّا وَہُ سَتَرَکَ مَا کَانَ

ترجمہ :- اسے میرے اللہ حضرت عثمانؓ کے بارے میں اظہار ثبات کرتا ہوں کہ میں اس قتل کے ارتکاب سے بری ہوں جس دن عثمانؓ قتل ہو رہا تھا۔ میرا عقل اس وقت اپنی جگہ پر نہ تھا اور میرے جوش و داسِ نچیر کی وجہ سے سالم نہ رہے۔ میں اس وقت اپنے وجود میں ایک کروہ سا اثر پارہا تھا۔ لوگ جب میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے یہی جواب دیا مجھے شرم محسوس ہو رہی ہے کہ عثمانؓ شہید ہو کر زمین پر پڑا ہوا اور میں خلافت کی بیعت شروع کر دوں۔ پس لوگ واپس ہوئے جب ان کو دفن کر دیا تو میں نے مجبوراً بیعت شروع کی تاکہ مملکت اسلامیہ کسی نااہل کے ہاتھ نہ چلی جائے۔ جب لوگوں نے مجھے امیر المؤمنین کہنا شروع کیا تو میرا جگر پھٹنے کے قریب آگیا۔ اور دل مضطرب ہونے لگا۔

(ف) سیدنا علی مرتضیٰؓ کے اس بیان پر سلب ایمان تو شک کر سکتا ہے۔ لیکن ایماندار کو انکار کی ذرہ بھر بھی گنجائش نہیں رہتی۔

خارجیوں کا سیدنا علی مرتضیٰؓ پر تفسیر اعتراض

اور اس کے جوابات

حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد مذہب کی ترقی اور اس کے منزل کا مدار صحابہ کرامؓ پر ہی تو تھا ان کے باہمی اتفاق سے اسلام میں برکات نمودار ہوئے اور ان کے انزاق سے جو کچھ ہونا تھا وہ سب کے سامنے ہے۔ ظاہر ہے کہ نبوت کے بعد امر خلافت ایک اہم مسئلہ تھا۔ جس پر مہاجرین و انصار کے دونوں ہر دست گردہ تعین خلیفہ کے سلسلے میں متحیر تھے۔ بالآخر اکثریت کا اتفاق صدیق اکبرؓ پر ہوا۔ مگر صرف علیؓ کے آپے سے باہر ہو گئے۔ اور پورے چھ مہینے بیعت نہ کی اور ان کی تاخیر سے اسلام اور اسلامیان مدینہ میں فہنی طور پر جو تفرقہ و تشقت پیدا ہوا۔ وہ سب آپ کی وجہ سے ہوا۔ ورنہ ایسے معاملات رونما نہ ہوتے۔

جواب :- اس میں شک نہیں کہ نبوت کے بعد انتخاب امیر ایک اہم مسئلہ تھا۔ لیکن سیدنا علیؑ کی حیثیت بھی معمولی نہ تھی۔ ثقیفہ بنی ساعدہ میں ان کو انہوں نے تو اس لئے نہیں بلایا تھا کہ تجسیم و تکفین کی وصیت ان سے متعلق تھی۔ اگر حضرت علیؑ ثقیفہ کو چلے آتے تو جنازہ رسول مقبولؐ اکیلا رہتا اور یہ بھی اس لئے نہ گئے تاکہ وصیت کے خلاف نہ ہونے پائے۔ رہا آپؐ سے باہر ہو جانا تو خوارج کا سیدنا حضرت علیؑ کی اکیزہ شخصیت پر ایک لازم ہے جس سے آپؐ قطعاً بکری ہیں آپؐ سے کہیں بھی منتخب شدہ خلیفہ پر طعن مقبول نہیں ہے۔ کچھ دن تاخیر میں بھی راز و نیاز کی شان جلوہ گر تھی۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ق ۲ ص ۱۷۱۔

تاریخ اسلام ص ۲۳۱ مصنفہ سید معین الدین صاحب میں ہے کہ سیدنا حضرت علیؑ نے قسم اٹھا کر فرمایا۔ میں آپؐ کی امارت ناپسند نہیں کرتا۔ لیکن میں نے قسم اٹھائی ہے کہ جب تک قرآن نہ جمع کر لوں گا۔ اس وقت تک کے سوائے اپنی چادر تک نہ اوڑھوں گا۔

جواب :- مختصری سی مدت کے بعد آپؐ کا بیعت منظور کر لینا بتاتا ہے کہ پوجہ چند در چند سیدنا علیؑ نے اس سلسلے میں تاخیر فرمائی۔ مگر سیدنا صدیقؑ کی فضیلت و افضلیت پر آپؐ و شعبہ نہ تھا جبکہ سیدنا صدیقؑ ویسے کے ویسے تھے۔ جیسا کہ پہلے تھے۔ اہل تشیع کی معتبر کتابوں میں سے احتجاج طبری ص ۵۲ میں بھی موجود ہے۔

تحتناول ید الی بکوفیاء

کہ سیدنا علیؑ مرتضیٰ نے جا کر صدیق اکبرؑ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

جواب :- انتراق و انشقاق کا باعث سیدنا علیؑ کی بیعت سے تاخیر کو سمجھنا خلاف عقل و نقل ہے۔ کیونکہ پہلے تو کوئی ایسا انتراق پیدا ہی نہیں ہوا جس سے دین کی ترقی میں نقصان کا اندیشہ ہوا ہو۔ ثانیاً یہ کہ سیدنا علیؑ سے بظاہر مخالف بھی ثابت نہیں اور خلاف نقل اس لئے کہ جب اکثریت کا اتفاق کتب اہلسنت اور کتب اہل تشیع میں منقول ہے تو (لا اکثر حکم اکل) اکثر کے لئے کلمہ کا حکم ہے اور ذہنی تفرق و تشققت کا

کوئی بھی شکار نہیں ہوا۔ فتاقل رہے خارجی تو وہ خارجی ہی ٹھہرے۔

خارجیوں کا چوتھا اعتراض اور اس کا جواب

جنگ جمل پھر جنگ صفین یہ سب سیدنا عثمانؓ کے قصاص نہ لینے کی وجہ سے ہوئیں اگر عثمانؓ کے قتل کا قصاص لے لیتے تو نہ عائشہ صدیقہؓ کے مقابلے میں یہ اقدام کرنا پڑتا۔ اور نہ سیدنا معاویہؓ کے مقابلہ میں۔

جواب:۔ قتل عثمانؓ اور اس میں سانش سے سیدنا علی مرتضیٰؓ کا بری ہونا پہلے ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں۔ تاخیر قصاص کے وجہ حسب ذیل ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

وجہ اول:۔ سیدنا عثمانؓ پر جب بلوایشوں نے حملہ کیا تھا اس وقت حضرت علیؓ بھی موجود تھے اور مہاجرین و انصار بھی پس اگر قتل کرتے وقت حضرت علیؓ کا ان پر کوئی داؤ نہ چل سکتا تھا تو ابتداء میں خلافت میں جبکہ ان کی قوت ابھی تک مستحکم و مضبوط نہ ہوئی تھی کیسے حکم تسلیم کیا جاسکتا تھا در آنحالیکہ وہ جماعت منظم اور مستقل تھی۔

وجہ ثانی:۔ حضرت علی مرتضیٰؓ کی پوریشہ خلیفہ وقت کی تھی اور سیدہ عائشہؓ وغیرہ کی پوریشہ وراثت کے حکم مقتول کی تھی۔ وراثت کے لئے حق تو یہ تھا کہ دعویٰ دائر کرتے نہ یہ کہ ایسے اقدامات کرتے جن سے فریق ثنائی کے بعض ناماقتب اندیش لوگوں کو مخالف کا شہرہ پیدا ہوا۔ جب دعویٰ ہی مفقود تھا تو نکاسل فی القصاص کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وجہ رابع:۔ سیدنا عثمانؓ نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھے تائین سے قصاص لینے کا انکار ہے۔ البتہ آپ نے یہ تو ضرور فرمایا تھا کہ استحکام کے بعد فوراً میرا کام یہی ہوگا۔ صبر کھینچ لیکن بہت سے حضرات کا یہ خیال تھا کہ اولین فرصت میں یہی کام کیا جائے تاکہ فساد نہ بڑھے۔

خارجیوں کی طرف سے حضرت علیؑ پر پانچواں اعتراض

اور اس کے جوابات

تحقیق ہو چکی ہے کہ سیدنا علیؑ مرتضیٰ کی فوج میں قاتلین عثمانؓ موجود تھے ان کو اپنی فوج سے خارج نہ کرنا۔ کیا از نکاب معصیت نہیں۔

جواب ۱۔ تحقیق کے لئے محقق دلیل کی ضرورت ہے۔ من ادعیٰ فعلیہ البیان جواب ۲۔ اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو یقیناً اس کے ساتھ قاتل نہیں ہو سکتے۔ البتہ غلط فہمی کی وجہ سے تائید کا تصور ہو سکتا ہے۔ پس اس مظنون کیفیت کی بناء پر کسی کو قاتل سمجھ کر فوج سے نکال لینا یقیناً خلاف عقل تھا۔

جواب ۳۔ جن لوگوں کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ قاتلین سیدنا عثمانؓ کے تھے ان کی تعداد بشرط صحیح کتب تواریخ میں بیس ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ پس اگر یک لخت ظن کی بناء پر سب کو نکال دیتے تو فوج میں بغاوت کا اندیشہ تھا۔ اس لئے ان کو فوج سے خارج نہ کیا تاکہ فساد نہ ہونے پائے۔

خارجیوں کا چھٹا اعتراض اور اس کا جواب

یہ اعتراض سیدہ عائشہؓ ام المومنینؓ کے ساتھ جنگ کرنے پر وارد ہوتا ہے جس کے جواب کے لئے اہل سنت پاکٹ بک حصہ دوم کا مطالعہ ضروری ہے اس کے پڑھنے سے حقیقی حالات پر اطلاع ہو جائے گی۔

خارجیوں کا ساتواں اعتراض اور اس کا جواب

حضرت علیؑ جب تخت خلافت پر ٹمکن ہوئے تو علینہ بنتے ہی بلا وجہ بنو امیہ کے

تمام گوزردوں کو معزول کر دیا۔ حالانکہ ان کے ذمہ کوئی قصور نہ تھا۔
جواب ۱۔ یہ اقدام محکمہ سی آئی ڈی کی اطلاع است کے پیش نظر ہوا۔ چونکہ قبل ازیں حالات اس
قسم کے رونما ہو چکے تھے اس لئے آپ اس امر پر مجبور ہو گئے۔

جواب ۲۔ سیدنا علی مرتضیٰ سے پہلے چونکہ سیدنا عثمان کی شہادت ہو چکی تھی۔ اور حضرت
عثمان بھی خاندان نبوآئیم کے فرد تھے پس آپ نے دیکھا کہ نبوآئیم کے گوزر حبیب اپنی قوم
کے خلیفہ کو نادمہ نہیں پہنچا سکے تو مجھے کب نادمہ پہنچا سکتے ہیں۔ لہذا ان کو مناسب یہی معلوم
ہوا کہ ان کو بیک ظلم معزول کر دیا جائے۔

جواب ۳۔ سیدنا عثمان کے وقت میں خاندان نبوآئیم کے گوزردوں کے تقریر سے لوگوں
میں یہ شبہ پڑ گیا تھا کہ شاید نبوآئیم اس کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ پس آپ نے یہ اقدام کر کے
ثابت کر دیا کہ نبوآئیم بھی اس کی اہلیت رکھ سکتے ہیں۔

خارجیوں کا آٹھواں اعتراض اور اس کے جوابات

کہا جاتا ہے کہ علی مرتضیٰ نے رات کو سیدہ کا جنازہ اس لئے پڑھایا تھا کہ پوشیدہ راز
عیاں نہ ہو جائے۔ اور پوشیدہ راز یہ تھا کہ حضرت علیؑ نے ان کو مار دیا تھا اور قتل چھپانے
کی خاطر وصیت مشہور کر دی تھی۔

جواب ۱۔ مر اسر باطلان تنقیل ہے ذرہ بھر بھی یہ بات پایہ ثبوت تک نہیں پہنچ سکی۔
جواب ۲۔ سیدہ فاطمہ اور سیدنا علیؑ کے درمیان رشتہ داری کی حیثیت سے جو قرب ہے وہ
کسی کے یلین نہیں پس اس خصوصی تعلق کے پیش نظر اس قسم کا دہم و گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

خارج کا نوواں اعتراض اور اس کا جواب

علی مرتضیٰ کا ابو جہل کے دروازے پر جانا اور اس کی لڑکی کے نکاح کے لئے خواستگاری

کرنا اہلسنت اور اہل تشیع دونوں کی کتابوں میں منقول ہے۔ تو کیا اس میں سیدہ کی توہین نہیں۔
جواب ۱۔ سیدنا علی مرتضیٰ سے یہ فعل واقعی ثابت ہے۔ لیکن جب تک کوئی امر خدا اور
اس کے رسول کی طرف سے سراجاً ممنوع نہ ہو چکا ہو تب تک وہ درجہ اباحت میں رہتا ہے۔
جب قرآن مجید میں :-

فَاِنَّكُمْ حَوَامِلًا مَّا طَابَ لَكُمْ مِنْ النِّسَاءِ مِمَّنْ ثَلَاثٌ وَرُبْعٌ کے پیش نظر ایک بیوی کے
بعد دوسری بیوی کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت تھی نیز حضور علیہ السلام کا عمل اس کی تائید
میں تھا۔ تو سیدنا علی مرتضیٰ کا یہ عمل قابل اعتراض نہ رہا۔ ہاں اگر حضور علیہ السلام نے منع کر دیا
ہوتا اور منع کے بعد سیدنا علی مرتضیٰ سے یہ اقدام ثابت ہوتا تو قابل جرم ہو جاتا تھا اور
الحمد للہ سیدنا علی مرتضیٰ اس سے پاک ہیں۔

خارجیوں کی طرف سے دشواں اعتراض اور اس کے جوابات

محمد بن ابی بکر کے متعلق مشہور ہے کہ قتل عثمان میں ساری سازش ان کی تھی اگر یہ بات پایہ
تحقیق کو پہنچ چکی تھی تو سیدنا علی نے اسے سیدہ عائشہ کے سپرد کیوں نہ کیا۔
جواب ۱۔ محمد بن ابی بکر کے متعلق قتل عثمان کا الزام تو سراسر ابلے بنیاد ہے البتہ کتب
تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس پارٹی میں شریک تھے۔ رہا قتل تو اس کے متعلق کہیں بھی
تشریح نہیں کہ انہوں نے کیا ہو۔

جواب ۲۔ حضرت نائلہ زوجہ سیدنا عثمان کا بیان ہے کہ محمد بن ابی بکر نے قریب آکر
داڑھی سے تو ضرور پکڑا۔ جب حضرت عثمان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ اے اگر ابوبکر صدیق
زندہ ہوتا تو تجھے یہ جرات نہ ہوتی۔ ان الفاظ کا اس کے دل پر ایسا اثر پڑا کہ یکدم کانپنے
لگا اور اس حالت میں چھوڑ کر چلا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے کی گواہی دینے
والی صرف حضرت نائلہ تھی اور جس سے نصاب شہادت پورا نہیں ہوتا پس ان حالات

کے پیش نظر اسے قطعی طور پر مجرم ٹھہرانا اور اس کے بعد سیدنا علیؑ کے قدم اس الزام کا لگانا سراسر اظہارِ جہالت ہے۔

جواب ۳۔ مروان کے متعلق جب نصابِ شہادت پورا نہ ہوا تو سیدنا عثمانؓ نے سپردِ دنیا اور محمد بن ابی بکرؓ کے متعلق جب نصابِ شہادت پورا نہ ہوا تو سیدنا علیؑ نے سپردِ دنیا کیا۔

خارجیوں کی طرف سے گیارہواں اعتراض اور اس کے جوابات

خلفاء ثلاثہ میں سے جس نے بھی سختِ خلافت پر قدم رکھا اسلامی فتوحات ان کو حاصل ہوتی گئیں۔ لیکن جب سیدنا علی مرتضیٰؑ ممکن ہوئے تو ایک ملک بھی فتح نہ ہوا۔

جواب ۱۔ جب آپس میں انفریق پیدا ہو جائے اس وقت اغیار پر غلبہ ناممکن ہوتا ہے۔

جواب ۲۔ فتوحات کا مدار گورنروں اور مجاہدین پر ہوتا ہے سیدنا علیؑ کے زمانے میں نئے گورنروں کی تعیناتی کی وجہ سے پہلے کی طرح فتوحات نہ ہو سکیں۔

جواب ۳۔ آپ کے مشیر آپ جیسے نہ تھے۔ فتاکمل

۱۲ خارجیوں کا بارہواں اعتراض!

حضرت حسینؑ کو بلا کیوں گئے۔ کیا وہاں بیت اللہ تھا یا روضہ رسولؐ اگر مکہ یا مدینہ میں شہید ہو جاتے دنیا یہ تو کہتی کہ اللہ کے دروازے ناما کے روضہ مبارک کو آخر دم تک نہ چھوڑا۔ وہاں جا کر خانوادہ رسولؐ کی جتنی بے حرمتی ہوئی کیا حضرت حسینؑ اس کا جواب قیامت کے دن نہ دیں گے۔

جواب ۱۔ شیعہ بیان کو فقہ کے پیروں اور متعدد خطوہا اور بار بار فرستادوں کے بھیجنے سے آپ مجبور ہو گئے۔ اور آپ کے تشریف لے جانے کا وعدہ کر لیا۔

مدینہ کی سکونت کو ترک کرنے کا نہ آپ کا ارادہ تھا اور نہ آنے والے حالات کی آپ کو خبر تھی۔ یہ نہ مسلم کو اس لئے تو بھیجا تھا کہ وہاں کے حالات معلوم کر کے مجھے مطلع کرے۔ مگر یہ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ۔

حالات جیسے بھی پیش آئے وہ سب کے سامنے ہیں۔ اگر آپ تشریف نہ لے جاتے تو اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا کے پیش نظر مانخوذ ہوتے۔ نوٹ: یہ مختصر طور پر خارجیوں کے اعتراض نقل کر کے ان کے جوابات دے دیئے گئے ہیں۔ مزید تشریح بخوف طوالت ترک کر دی گئی ہے۔ اب ذیل میں اہل تشیع کے عقائد بیان کر کے ان کی تردید کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

بحث متعلق جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اہل تشیع کا اعتراض یہ ہے کہ صحابہ کرام جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک نہ ہوئے۔
الجواب ۱۔ جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام کا شریک نہ ہونا زبردست بہتان ہے۔ من ادعی فعلیہ البیان۔

الجواب ۲۔ کاش کہ اہل تشیع اپنی کتابوں کا مطالعہ کر لیتے تو اعتراض کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ ان کی کتابوں کی عبارتیں ذیل میں درج ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

محمد بن یعقوب کلینی کی تحقیق روایت ۱۔

عن جابر عن جعفر قال لما قبض النبي صلى الله عليه وسلم صلت عليه الملائكة والمهاجرون والانصار فوجاً راحوا لاني صلت ۲۳ مطبوعہ نجف اشرف

ترجمہ۔ جابر سے امام جعفر روایت کرتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوئی تو آپ پر فرشتوں اور مہاجرین اور انصار نے قرح فوج ہو کر نماز پڑھی۔

روایت متعلق جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ كَانَتْ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا غَسَلَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي مَالٍبٍ وَكَفَنَهُ سَجْدَةً ثُمَّ ادْخَلَ عَلَيْهِ عَشْرَةَ فِدَا حَوْلَهُ ثُمَّ وَقَفَ أَمَامَ الْمُؤْمِنِينَ فِي وَسْطِهِمْ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا فَيَقُولُ الْقَوْمُ كَمَا يَقُولُ حَتَّى صَلَّى عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ وَأَهْلُ الْعَوَالِي۔

ترجمہ۔ ابو مریم انصاری روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد باقر سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام پر جنازہ کس طرح پڑھایا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ جب سیدنا علی مرتضیٰ نے حضور علیہ السلام کے غسل اور کفن سے فارغ ہو چکے تو دس شخص حضور علیہ السلام کے حجرہ مقدسہ میں داخل ہوئے اور آپ کے ارد گرد کھڑے ہو گئے۔ پس علی مرتضیٰ ان کے درمیان کھڑے ہوئے پس آپ قوم بھی اسی طرح کہتی گئی جس طرح سیدنا علی مرتضیٰ پڑھتے گئے۔ حتیٰ کہ مدینہ اور مدینہ سے باہر رہنے والوں نے حضور پر نماز ادا کی۔

(ف) ان دور وابتوں سے علی و سہ الکمال ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام کا جنازہ میں شریک ہونا اہلسنت اور اہل تشیع کے مسلمات میں سے ہے۔ پس جو لوگ صحابہ کرام پر اس قسم کے الزامات عائد کرتے ہیں۔ وہ یقیناً غلطی پر ہیں۔

اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر اعتراضات

۱۱ اعتراضات۔ اگر صحابہ کرام ثقیف میں مشورہ بیعت اور انتخاب خلافت میں مشغول ہو گئے

تھے۔ تو سیدنا علیؑ نے تین دن حضور علیہ السلام کے وجود مسعود کو دفن کیوں نہ کیا کیا اتنا توقف محض اس بناء پر نہیں تھا۔ کہ کوئی صحابی بھی نماز جنازہ سے محروم نہ رہے۔

(اعتراض ۲) جب روایت مندرجہ اصول کافی مطبوعہ نجف اشرف ص ۲۳۱ میں مہاجرین و انصار کی تصریح اور روایت ۲ میں دس دس کی تعداد کا ذکر بھی موجود ہے۔ با ایں ہمہ مہاجرین و انصار کے خلاف عدم شمولیت فی الجنازہ کا پروہین گنہ کرنا کیا خلاف دیانت نہیں۔

(اعتراض ۳) کیا شیعوں کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت نہیں کہ جنازہ رسولؐ علیہ السلام اکیلا پڑا ہوا تھا اور حضرت علیؑ آپ کے جنازے کو اکیلا چھوڑ کر گھر بیٹھے ہوئے تھے جب ذیل عبارت پڑھیے اور جواب مرحمت فرمائیے۔

اصول کافی مطبع نجف اشرف میں ہے۔

اقی العباس امیر المؤمنین فقال یا علی ان الناس قد اجتمعوا ان یدفنوا رسول الله فی البقیع وان یؤتھم رجلاً ومنہم۔

ترجمہ۔ عباسؑ دوڑتے ہوئے حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہا کہ لوگ اکٹھے ہو چکے ہیں کہ وہ حضورؐ کو دفن بھی جنت البقیع میں کریں۔ اور امام بھی جنازے کا ان میں سے بنے۔
(ف) مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَمَوْجُوبًا بَنًا۔

(اعتراض ۴) اگر یہ عذر کیا جائے کہ اس روایت میں جب سیدنا علیؑ کے گھر میں بیٹھے کا ذکر نہیں ہے تو خواہ مخواہ ان کے سر یہ الزام کیوں عائد کیا جا رہا ہے تو پھر حیات القلوب ص ۲۲۲ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ سطر ۱۲ کی اس عبارت کا کیا جواب ہے۔

از خانہ بیرون آمد و فرمود ایھا الناس بدرستی کہ رسولؐ خدا امام و پیشوائے ملت

در حال حیات و بعد از وفات۔

ترجمہ۔ حضرت علیؑ گھر سے باہر آئے اور فرمایا لوگو بلاشبہ حضور علیہ السلام حیات اور وفات کی حالت میں ہمارے امام ہیں ہمیں کسی کو امام بنانے کی ضرورت نہیں۔ فرمائیے کیا اس سے

یہ ثابت ہوا کہ سیدنا عائشہؓ کی بیعت خلافت کے متعلق نکر کر رہے تھے العباد باللہ اور حضورؐ کا جنازہ اکیلا پڑا ہوا تھا، سوچ کر جواب دینا۔

(اعتراض ۵۱) اگر تمہارا خیال صدق پر مبنی ہے تو حسب ذیل حدیث کا کیا جواب ہے
 صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ عَلَیْکُمْ وَرَکَّعَ اَبَا بکرٍ وَمَنْ لَمْ یَبَیْعَ (احتجاج طبرسی ص ۴۵)
 ترجمہ:- سیدنا عائشہؓ نے حضورؐ پر نماز پڑھی اور ان لوگوں نے بھی پڑھی جو سیدنا ابوبکرؓ سے بیعت ہوئے تھے۔ اور انہوں نے بھی جنہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی۔

احتجاج ۵۲ کے حوالے سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ثقیفہ میں گئے ہوئے سب صحابہ کرامؓ نے حضور علیہ السلام کے جنازے میں شرکت کی آخر ان دلائل کے باوجود یہ کہہ کر کیوں غلط فہمی میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔

اعتراض ۵۳:- جب احتجاج طبرسی ص ۵۱ کی حسب ذیل عبارت سے یہ ثابت ہے کہ تمام مہاجرینؓ و انصارؓ نے جنازہ پڑھا حتیٰ کہ ایک بھی باقی نہ رہا۔ تو انکار کیسا معقول جواب درکار ہے۔
 دَعَلَ عَشْرَةً مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَعَشْرَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَيَصْلُوْنَ وَيَغْرِجُوْنَ حَتّٰی لَمْ اَحَدًا مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ اِلَّا صَلَّی عَلَیْہِ۔

ترجمہ:- دس مہاجرینؓ اور دس انصارؓ نماز پڑھ کر فارغ ہو کر حجرہ مقدسہ سے نکلتے گئے۔ دس اور آتے گئے۔ حتیٰ کہ کوئی بھی مہاجرینؓ و انصارؓ سے باقی نہ رہا۔ جس نے حضور علیہ السلام پر نماز جنازہ ادا نہ کیا۔

حیات القلوب ص ۸۶ میں بھی اسی طرح ہے۔

تاکہ نو روز بزرگ و مردوزن ازاہل اطراف مدینہ ہمہ براہ نجاب چنیں نماز کردند۔ ۱۲۔

ترجمہ:- حتیٰ کہ چھوٹوں اور بڑوں نے مردوں اور عورتوں نے مدینہ اور اطراف مدینہ

کے باشندگان نے سب نے حضور علیہ السلام پر نماز جنازہ پڑھی۔

اعتراض ۵۴:- فرمائیے حضور علیہ السلام خطافوں سے پاک تھے یا نہ۔ اگر پاک تھے تو جنازہ

کیسا اور پاک نہ تھے تو تمہارا دعویٰ اسلام کیسا۔
اعتراض ۱۔ فرمائیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد حیات النبیؐ میں یا نہ اگر
نہیں تو ثبوت اور اگر ہیں تو جنازہ کیسا۔

عقائد اہل تشیع اور ان پر تبصرہ

پہلا عقیدہ :- ہر کام میں امداد حضرت علیؑ کرتے ہیں اور وہ مشکل کشا ہیں۔ لہذا ان کو حاجت
برآری کے لئے پکارنا جائز ہے۔ (بحوالہ تاریخ الائئم ص ۵۲)

(ف) یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات اٹھتے بیٹھتے یا علیؑ کے نعرے لگاتے رہتے ہیں
بلکہ ان کا اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو تکالیف و مصائب سے نجات حضرت علیؑ نے
ہی دی تھی چنانچہ ذیل میں ان کی مغنہ کتاب تاریخ الائئم ص ۵۲ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ مصنفہ سید
وزیر حسین مشہدی اثنہ عشری سے چند جملے نقل کئے جاتے ہیں۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔
چنانچہ مختصر احوال امداد پیغمبران عرض کرتا ہوں کہ آپؑ نے آدمؑ کو حوا سے ملایا۔ اگ کو
خیل پر گلشن بنایا۔ ذکر یا کو آر سے بچایا۔ یوسف کو چاہ سے نکال کر مصر میں تخت پر
بٹھایا۔ دیدہ یعقوب کو نور بخشا۔ سلیمان کو جنات سے چھڑایا۔ (تاریخ الائئم ص ۵۲)

(ف) سیدنا علیؑ کے متعلق شیعہ حضرات کے عقائد آپؑ نے معلوم کر لئے اب ذیل
میں مذکورہ بالا عقیدے کی تاثیر میں جو اشعار پڑھتے رہتے ہیں ان کو حوالہ قلم کیا جاتا ہے تاکہ
آپؑ یقین کر لیں کہ واقعی ان کے مذہب کی ترجمانی کی جا رہی ہے۔

(اشعار خمس منقول از تاریخ الائئم ص ۵۲)

رسولوں کی ہونی حاجت روائی علیؑ نے نور علیؑ کی ناخدائی !
نہ کرتا اگر علیؑ مشکل کشائی نہ پاتا چاہ سے یوسف رہائی
ملک یونسؑ کی دریا کے اندر

علیؑ سے لوطؑ نے کی استعانت علیؑ نے کی عیاں اس کی اعانت
جب ابراہیمؑ کی چاہی اعانت ! علیؑ نے کی علیؑ نے کی اعانت

رہا ہے شیث پیغمبر کا یادور

علیؑ کا معجزہ اک اک ہے نادر علیؑ کی ذات ہے ہر شے پہ قادر
مذکورہ بالا عقائد قرآن کی روشنی میں۔

آیت ۱۰۔ فَجَعَلْنَا لُوْحًا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُۥ ۝۱۰ (پ)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ والے ایمانداروں کو
نجات دی۔

آیت ۱۱۔ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۝۱۱ (پ)

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو زمین میں تمکنت عطاء فرمائی۔

آیت ۱۲۔ وَاِذْ هُوَ عَبْدٌ نَّآ اِيُوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهُۥ ۝۱۲ (پ)

ترجمہ۔ ذکر فرمادیجئے ایوب علیہ السلام کا جو کہ ہمارا بندہ تھا جبکہ انہوں نے اپنے رب
کو پکارا تھا۔

آیت ۱۳۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَكَشَفْنَا عَنْهُۥ غَمَّهُۥ ۝۱۳ (پ)

ترجمہ۔ پس ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا اور ان کو جو تکلیف تھی وہ رفع کر دی۔

آیت ۱۴۔ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاكَ مَا مَنِئِكَ ۝۱۴ (پ)

ترجمہ۔ ہم نے حضرت کو اپنی طرف سے علم دیا تھا۔

آیت ۱۵۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا ۝۱۵ (پ)

ترجمہ۔ ہم نے کہا اے آگ ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا۔

طرز استدلال۔ مذکورہ آیات سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ تمام انبیاء کو نجات صرف

خدا تعالیٰ نے ہی دی ہے۔ اور بس اب آپ ہی فرمائیے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے علاوہ

سیدنا علیؑ کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ ان کے حق میں قرآنی فتویٰ کیا ہے۔ یہ ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ إِلَّا وَكَثَرَهُمْ مِثْرَ كُوْنٍ۔ (پ)

اہل تشیع کے عقائد کا تجزیہ

(۱) امداد و اعانت کے لئے سیدنا علیؑ کو پکارنا۔

(۲) سیدنا علیؑ ہماری پکار کو سنتے ہیں اور ہمارے حالات کو جانتے ہیں۔

(۳) حضرت علیؑ مشکل کشا ہیں۔ اور حاجت روا ہیں۔

عقیدہ نمبر اول دس ارشادات خداوندی بطرز استدلال

کی تردید کے سلسلے میں

استدلال ۱۔ اہل فیصلہ

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لِحَدِّثِكُمْ وَلَا أَنْفَهُمْ بِنَصَرَةٍ (پ)

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے نہیں طاقت رکھتے مدد ہماری کی

اور نہ ہی اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں ترجمہ مقبول ص ۲۴۵

انکل باز اور گمان کے تابع

استدلال ۲۔ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءُ إِنْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ

فَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ط

ترجمہ جو لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں شریکوں کو نہیں اتباع کرتے مگر گمان کی اور

انکل بازی کرتے ہیں۔

قارئین قرآن سے خطاب الہی

استدلال ۳۔ وَلَا تَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ وَلَا يَضُرُّكُمْ فَإِنْ فَعَلْتُمْ فَوَانْ كَذَبُوا مِنْكُمْ (پ)

ترجمہ:- اور اللہ کے سوا کسی ایسی چیز کو نہ پکارنا جو تم کو نفع پہنچائے اور نہ ضرر پہر اگر تم نے ایسا کیا تو تم بھی ظالموں سے ہو۔

حقیقت کا انکشاف

استدلال ۴۰۔ لَنْ دَعُوهُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كِبَاسٌ مِّنْ عَرِيسٍ مُّبْتَغِيَةٍ وَمَا هُوَ بِالْعَزِيزِ ذَا نَعَمٍ (الانعام ۱۷۱)
(ترجمہ) خاص خدا کے لئے پکار سچی جو لوگ خدا کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں نہیں کرتے کسی چیز کی ان کی مثال اس شخص کی ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلے تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے۔ حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ۱۷۱

اصحاب کہف کا مذہب

استدلال ۴۱۔ فَقَالُوا رَبَّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَدْعُوهُمْ فَاَدْعُوهَا
(ترجمہ) ہم کہنے لگے ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم ہرگز اس کے سوا کسی کو معبود کہہ کر نہ پکاریں گے۔ (ترجمہ مقبول ص ۵۸۴)

جمع انبیاء علیہم السلام کا طریق اور دستور العمل!

استدلال ۴۲۔ اَتَقْتُلُوا النَّبِیَّاتِ عِندَ فِی الْخُبَرِ وَیَدْعُوْنَ رُءُوسَ اَوْھَابٍ وَكُلَّوْا النَّارَ شِعْرِیْنَ
(ترجمہ) بیشک انبیاء علیہم السلام نیکیوں میں جلدی کرتے تھے۔ اور ہمیں ہی خوشی غمی میں پکارتے تھے اور ہمارے لئے ہی خنجر کرتے تھے۔

قرآنی فیصلہ

استدلال ۴۳۔ یَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّہُمْ وَاَلَّا یَنْفَعُہُمْ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ

ترجمہ:- پکار تلبہ خدا کے سوا کسی ایسی چیز کو جو نہ اسے نقصان دے۔ اور نہ نفع بھی تو صریح گمراہی ہے۔

حق و باطل کی وضاحت

استدلال غم:- ذَٰلِكَ يَٰۤاَنَّا اللّٰهُ هُوَ الْحَقُّ وَاَتَمَّ اَيُّدِعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ
ترجمہ:- یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ ہی حق ہے اور جو کہ پکارتے ہیں خدا کے سوا وہ پکار باطل ہے۔

بیان حق علی سبیل الاستفہام

استدلال غم:- وَمَنْ اَصْلُ مَسْتَنِّ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ خَافِلُونَ
ترجمہ:- اس سے کون زیادہ گمراہ ہے جو خدا کے علاوہ اوروں کو پکارتا ہے جو اس کو قیامت تک جواب نہیں دیتے۔ حالانکہ وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔
(ف) اس ترجمہ کو دوبارہ پڑھ کر کسی نتیجے پر پہنچئے۔

خداوندی نصیحت

استدلال غم:- هُوَ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ
ترجمہ:- وہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اسے پکارو۔ اسی کے لئے دین کو خالص کر کے۔

تشریح:- مذکور بالا آیت سے فریق مخالف کا عقیدہ بطلان روز روشن کی طرح معلوم ہو رہا ہے۔ یعنی نفرت و اعانت مافوق الاسباب کے لئے پکارنے کو خدا تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لیا ہے قرآنی آیات کو مکرر سہ کر پڑھیے تاکہ دل و دماغ میں جگہ بنا سکے۔

ذَلِكَ وَلَنْ يَكُنْ لَكَ قَلْبٌ أَفَالْقَى التَّعَمُّ وَهُوَ شَهِيدٌ
یہ قرآن اس کو نفع دے گا۔ جس کا دل زندہ ہو یا متوجہ ہو کر سنے۔

غور طلب امور

- ۱۔ چونکہ مسئلہ عقیدے کا ہے اس لئے اس کے اثبات کے لئے بغیر قرآن اور خبر طرہ متواتر کے کوئی چیز اصولی طور پر قابل قبول نہ ہوگی۔
 - ۲۔ فریق مخالف کو اگر ان دلائل پر اعتراض ہو تو اپنے مسلک کے اثبات کے لئے قرآنی آیات پیش کرے۔
 - ۳۔ قرآنی آیات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کو جب بھی کوئی تکلیف درپیش آئی تو انہوں نے خدا تعالیٰ کو ہی پکارا۔
 - ۴۔ اگر ان آیات کے سننے کے بعد بھی اگر کوئی شخص انکار پر ڈٹ جائے اور سختی بار بار اماموں کو پکارنے پر مہر رہے تو اس کے جواب میں اتنا کہہ دینا ضروری ہے۔
- اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا
کیا اپنے بندے کے لئے خدا کافی نہیں ہے۔

رباعی

تم کو شکوہ ہے ہمارا مدعا ملت نہیں دینے والے کو گلا یہ ہے گدا ملتا نہیں !
بے نیازی دیکھ کر بندے کی کہتا ہے کریم دینے والادے کہ دست دعا ملتا نہیں
اگر اللہ کافی نہیں ہے تو پھر جسے پکارتے پھر میں ان کا اپنا منشاء حقیقت یہی ہے کہ
وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (رہ)

امداد تو اللہ کی طرف سے آتی ہے اب ان کی مرضی جن سے سمجھتے پھر رہی۔

عقیدہ کی تردید کے سلسلے میں ارشادِ خداوندی بطرزِ استدلال !

استدلال ع۔ حقیقت مسئلہ کے متعلق اعلانِ نبوی

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ إِلَّا أَنْ يَبْعَثُ مَنْ د.

ترجمہ :- کہہ دے اے محمد مصطفیٰؐ کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں غیب کو نہیں جانتا خدا کے سوا اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

قیامت کا میدان اور انبیاء کا اعلان

استدلال ع۔ ہر یوم یجمعہ اللہ الرسل فیقول ما ذا اُجبتُمْ قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب (پ)

ترجمہ :- قیامت کے دن خدا تعالیٰ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھیں گے دنیا میں کیا جواب دیئے گئے تھے جواب دیں گے ہمیں کوئی علم نہیں ہے بیشک تو ہی غیوب کا عالم۔

(ف) جب انبیاء کا یہ حال ہے تو بارہ اماموں بالخصوص سیدنا علیؑ کے متعلق خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ

استدلال ع۔ دَامَتْ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدَ (پ)

ترجمہ :- اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔

(ف) اگر عیسیٰ علیہ السلام اس عقیدے میں سچے ہیں تو پھر فریقِ مخالف کا عقیدہ یقیناً اس کے خلاف ہے جبکہ وہ بارہ اماموں کو ہر جگہ کے حالات پر عالم سمجھتے ہیں۔

قرآنی فیصلہ

استدلال ع۔ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (پ)

ترجمہ:- اور اللہ کے پاس ہیں غیب کی چابیاں جن کو بغیر اس کے کوئی بھی نہیں جانتا۔

استدلال ۵۔ وَمَا جَعَلْنَكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا۔ (پ)

ترجمہ:- اے محمد تم نے تم کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

استدلال ۶۔ جب حضرت صلعم نگہبان نہیں تو حالات کے عالم کب۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔

ترجمہ:- پیدا بھی ہر چیز کو خدا نے کیا ہے اور سب چیز کا جانتے والا بھی وہی ہے۔

طرز استدلال ۷۔ جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہو گا وہی عالم بکل شے ہو گا۔ سیدنا علیؑ نہ تو

خالق ہیں اور نہ عالم بکل شے ہیں۔

استدلال ۸۔ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

ترجمہ:- اور خاص اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا غیب۔

علی مرتضیٰؑ کا بیان ناطق

استدلال ۹۔ یَا بَنِي آدَمُ اقْبِلُوا بِرُءُوسِكُمْ إِلَى اللَّهِ لَقَدْ أَفْقَطَ بِمَوْتِكُمَا لَمْ يَنْقُطْ

بِمَوْتِكُمْ غَيْرُكَ مِنَ النَّبُوَّةِ وَالْإِنْبَاءِ وَأَنْخَبَا لِمَا لَمْ يَنْخَبِ بِمَوْتِكُمْ غَيْرُكَ مِنَ النَّبُوَّةِ وَالْإِنْبَاءِ (مطبوعہ الاستقامہ مصر)

ترجمہ:- میرے ماں باپ آپ پر قرآن ہوں اے محمد رسول اللہ بیشک آپ کے مرنے

سے ایسی چیزیں منقطع ہو چکی ہیں جو آپ کے سوا کسی کے مرنے سے منقطع نہیں ہوتیں۔

(نبوت) یعنی آپ تو خدا کی طرف سے بعض غیوب پر بحسب ضرورت اطلاع دیتے

تھے آپ کے بعد یہ بھی ختم۔

(نبوت) یعنی آپ کے بعد کوئی شخص نبی بھی نہیں آ سکتا۔

(آسمانوں کی خبریں) آپ کے پاس جبریلؑ لاتا تھا اب جب آپ وفات پا گئے تو

جبریلؑ کا آنا بھی بند ہو گیا۔

بیان حقیقت سیدنا علیؑ کی زبان سے

استدلال علم۔ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ لَقَدْ أُعْطِيتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عِلْمَ
الْغَيْبِ فَضَحِكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ لَكَ زَجَلٌ وَكَانَ كَلِمًا يَا أَخَا كَلْبٍ لَيْسَ هُوَ بِعِلْمٍ غَيْبٍ
وَلَا تَأْهُوتَ عِلْمَ مَنْ ذِي عِلْمٍ وَإِنَّمَا عِلْمُ الْغَيْبِ عِلْمُ السَّاعَةِ الْآيَتِهِ فَيَعْلَمُ سَجَانَهُ
مَا فِي الْأَعْمَامِ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَفَقِيمٍ أَفْجَمِيلٍ وَسَخِيٍّ أَوْ بَغِيلٍ وَشَقِيٍّ أَوْ سَعِيدٍ وَمَنْ
يَكُونُ فِي النَّارِ قَطْبًا أَوْ فِي الْجَنَّةِ اللَّبِيدِينَ مُرَافِقًا فَهَذَا عِلْمُ الْغَيْبِ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ
إِلَّا اللَّهُ وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَعِلْمُ عِلْمِهِ اللَّهُ نَبِيَّهُ فَعَلِمَ بَيْنَهُ (نهج البلاغة ج ۲ ص ۱۵۸)

ترجمہ۔ سیدنا علی مرتضیٰ سے بعض دوستوں نے پوچھا اے امیر المؤمنین آپ کو علم غیب
عطا کئے گئے ہیں پس آپ مسکرائے اور فرمایا اے بنی کلب کے قبیلے والا یہ علم غیب نہیں
ہے۔ علم غیب علم قیامت کا ہے اور علم مافی الارحام کا ہے یعنی پیٹ کے اندر نہ رہے یا
مادہ۔ بد شکل ہے یا خوبصورت سخی ہے، نیک ہے یا بدگام میں جائے گا یا بہشت میں
یہ علم غیب ہے خدا کے علاوہ ان کو کوئی نہیں جانتا۔ اس تفصیل سے پہلے آپؑ وہ آیت
پڑھی جس میں علوم خمسہ کا ذکر ہے۔ یعنی علم قیامت، علم مافی الارحام، کل کیا ہوگا۔ کہاں موت آئے
گی۔ بارش کب ہوگی۔ کتنا ہوگی۔

اس علم غیب کے علاوہ بھی علم ہے۔ جسے خدا نے اپنے نبیؐ کو سکھلایا۔ اور نبی کریمؐ نے
مجھے سکھلایا۔

تمتہ الدلائل

ذیل میں سیدنا امام محمد باقرؑ کا بیان درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔
عن سعد بن ابی وقاص عن ابی بصیر و یحییٰ بن زاذان و داؤد بن کثیر فی مجلس

ابی عبد اللہ علیہ السلام اذ فرج الینا وهو مغضب فلما اخذ مجلسه قال
یا عجبالا قوام ینزعون انا نعلم الغیب لا یعلم الغیب الا الله عز وجل لقہ
ہممت بضرب جاریتی فلانہ فہرکت متی فما علمت فی ائی بیوت الداہی۔
والصافی شرح احوال کافی کتاب الحجۃ ج ۱ سوم۔ باب چہل پنجم
اصل باب نادر فیہ ذکر الغیب

ترجمہ:- سیر سے روایت ہے کہ میں اور ابو بصیر و یحییٰ اور داؤد بن کثیر امام محمد باقر
علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھے تھے ناگہاں آپ غصے کی حالت میں تشریف لائے جب اپنی بیٹیک
پر بیٹھ گئے تو فرمایا قوموں پر تعجب ہے وہ گمان کرتے ہیں ہمارے متعلق کہ ہم غیب دان ہیں
حالانکہ غیب کا علم خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

دیکھئے میں نے اپنی لوٹدی کے مارنے کا ارادہ کیا تو وہ مجھ سے بھاگ گئی۔ اب مجھے خبر
نہیں کہ وہ کس کے گھر میں گھس گئی ہے۔

طرز استدلال:- فرمائیے جو اپنے شہر کے محلے کے گھروں کے حالات سے بے خبر
ہیں وہ ہمارے حالات سے کب باخبر ہیں سچ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ
ترجمہ:- تم جان لو کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اس کو اللہ جانتا ہے اور اللہ
تعالیٰ ہر شے سے آگاہ ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۲۴۵)

اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

۱۔ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی آیت ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ ائمہ غیب دان تھے۔
اگر ہے تو پیش کیجئے۔

۲۔ عبدالرحمن بن عجم کے دار کا قبل از وقت آپ کو علم تھا یا نہ اگر نہ تھا تو عقیدہ باطل اور اگر

تَاَعَدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ کے پیش نظر آپ نے پہرے دار
مقرر کیوں نہ کئے۔

۳۔ جب امام جعفر صادقؑ محلے کے حالات معلوم نہ کر سکے کیا اب بھی وہ عالم الغیب رہے۔

۴۔ سیدنا حسینؑ کو بلا میں جانے سے پہلے حالات سے باخبر تھے یا بے خبر اگر باخبر تھے تو
روکنے کے باوجود گئے کیوں۔ اور اگر بے خبر تھے تو عقیدہ باطل۔

۵۔ جو امام زہر سے شہید ہوئے زہر کو پینے سے پہلے وہ جانتے تھے کہ اس میں زہر ملا ہوا
ہے یا نہ۔ اگر نہیں جانتے تھے تو دعویٰ باطل اور اگر جانتے تھے تو دیدہ دانستہ زہر کو
پنی کر اس معصیت کا ارتکاب کیا۔

۶۔ سیدہ فاطمہؑ صدیق اکبرؑ کے اس فعل کو جانتے تھے یا نہ۔ اگر جانتے تھے تو عقیدہ باطل
اگر جانتے تھے تو کچھری میں جانے کا کیا فائدہ۔

عقیدہ کی تردید کے سلسلے میں دلائل و براہین

یعنی مشکل کشا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔

استدلال ۱۔ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ اِنْ
يُرِذْكَ بِغَيْرِ قُدْرَةٍ فَمَوْلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (ہل)

ترجمہ۔ اور اللہ تم کو کوئی ضرر پہنچائے گا تو اس کا دور کرنے والا سوائے خود اس کے اور
کوئی نہ ہو گا۔ اور اگر وہ تمہارے لئے کسی خیر کا ارادہ کرے تو اس کے سوا فضل کا دفع کرنے
والا بھی کوئی نہیں۔ (ترجمہ مقبول ص ۴۳۸)

استدلال ۲۔ قُلْ اَدْعُوْا الَّذِيْنَ نَعْبُدُ مِنْ دُونِہٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضَّرِّ عَنْكُمْ وَلَا جَوْلًا لَّہٗ

ترجمہ۔ تم کہہ دو اس کے سوا جن کا تم کو گھنڈ ہے تم ان کو پکارو کہ وہ تم سے نہ کوئی
مصیبت رفع کر سکیں گے اور نہ اسے بدل سکیں گے۔ (ترجمہ مقبول ص ۴۳۵)

استدلال ۷۔ یَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبٌ مِّثْلُ فَاستَمْعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ ۔

ترجمہ :- اے لوگو! مثال بیان کی گئی ہے جو جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ ہرگز کبھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سارے کے سارے اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں ۔

استدلال ۸۔ قُلْ اَعُوذُ بِالَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مَشْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ ۔

ترجمہ :- کہہ دیجئے اے محمدؐ اس کے سوا جن جن کو تم کو گھمنڈ ہے آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرے کے برابر بھی مالک نہیں اور نہ ان کی ان میں کوئی شرکت ہے ۔

استدلال ۹۔ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۔

ترجمہ :- جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ قلمیر کے بھی مالک نہیں ۔

استدلال ۱۰۔ اَرَبَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ اَرُوْنِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِستَوٰی بِكِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَنَّا نَزَّلْنَاهُ مِنْ عَلَمٍ صٰدِقٍ ۔

ترجمہ :- بتاؤ تو یہی جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو انہوں نے زمین میں سے پیدا کیا ہے کیا آسمانوں میں ان کی کوئی شرکت ہے ۔ لے آؤ میرے پاس اس سے پہلے کا کوئی پٹیا کوئی علم کا نشان اگر تم سمجھے ہو ۔

طرز استدلال :- قرآنی آیات کے ان تصریحی مفہم کے معلوم کر لینے کے بعد کیا کوئی ایسا نادر خدا کے علاوہ کسی اور کو مشکل کشا سمجھ سکتا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔

اہل تشیع کے ایک مغالطے کا جواب

(مغالطہ ۱) :- کسی جنگ میں حضور علیہ السلام نے حضرت علیؑ کو پکار کر فرمایا تھا ۔ یا علیؑ آؤ جس کو سن کر سیدنا علیؑ آئے اور آپ کی جدوجہد سے جنگ فتح ہو گئی ۔ پس جب حضورؐ نے آپؑ

مدد مانگی تھی تو ہم کیوں نہ مانگیں۔

جواب ۱۔ حضور کی موجودگی میں سیدنا علیؑ سپاہی کی مثل تھے۔ سہ سال اگر کسی سپاہی کو جنگ کے لئے بلائے تو اسے امداد طلب کرنے سے تعبیر کرنا جہالت ہے۔

جواب ۲۔ قرآن مجید میں ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ اگر تم نے خدا کی امداد کی تو خدا تمہاری امداد کرے گا۔ جس طرح اس آیت سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ ہم خدا کے مبین اور مددگار ہیں۔ اسی طرح وہاں بھی سیدنا علیؑ کو مددگار رسول کریمؐ کا ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

جواب ۳۔ اگر اس واقعہ میں حضور اکرمؐ نے آپ کو خدمت دین کے لئے بلا بھی لیا۔ تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آپ کو ہر تکلیف میں پکارنا بھی جائز ہے۔

جواب ۴۔ اہل تشیع کے نزدیک یہ مسئلہ اعتقادات سے ہے اگر ان میں ہمت ہے تو قرآن مجید کی کوئی آیت تائید کے لئے پیش کریں۔

جواب ۵۔ اگر آپ مشکل کشا ہیں تو پھر آپ کو تقیہ کا مرتکب کہنا غلط ہے اور اگر وہ صحیح ہے تو یہ دعویٰ غلط ہے۔

جواب ۶۔ جن کے متعلق یہ مشہور کیا جا رہا ہو کہ ان سے خلافت اور فدک چھین لئے گئے انہیں کے متعلق مشکل کشا مشہور کرنا کہاں کا انصاف ہے۔

استدلال ۷۔ اِيَّاكَ تَعْبُدُ وَاِيَّاكَ تَسْتَعِيْنُ

طرز استدلال ۷۔ عبادت اور تہذیب بھی صرف خدا کے لئے ہے اور استعانت بھی خدا تعالیٰ سے ہی طلب کرنی چاہیے لفظ ایاک کا تقدیم بتاتا ہے کہ یہ دونوں کام بغیر خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لائق نہیں۔ چنانچہ تفسیر صافی میں بایں الفاظ ترجمانی کی گئی ہے۔

۱۔ قَدْ اِيَّاكَ لِلْعَظِيْمِ كَلِّ وَالْاِهْتِمَامِ بِهِمْ فَلِلّٰهِ لَا كَلَّ عَلَى الْحَصْرِ (تفسیر صافی ص ۱۸)

ترجمہ۔ ایاک کے لفظ کو تعظیم و اہتمام کے لئے مقدم کیا گیا ہے اور بالخصوص اس لئے تاکہ حصر پر دلالت کرے۔

(نوٹ) حصر ہے مقصود یہ ہے کہ تاکہ ثابت ہو کہ امداد صرف خدا تعالیٰ ہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

اہل تشیع پر اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

(۱) اگر سیدنا علیؑ بقول شما مشکل کشا ہیں تو ان پر تقیہ بازی کا الزام کیسا کیا تقیہ اور مشکل کشائی آپس میں متضاد نہیں۔۔

(۲) اگر سیدنا علیؑ مشکل کشا ہیں تو غصب فدک کا پروپیگنڈہ کیسا کیا یہ ایک دوسرے کے متعارض نہیں۔

(۳) قرآن مجید میں ہے اَمَنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَكَفَّتُ الشُّوَا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے کوئی بھی مضطر کے اضطرار کو دفع نہیں کر سکتا۔ پس اگر آپ کے پاس سیدنا علیؑ کے متعلق کوئی نص ہے تو پیش کیجئے۔

۴۔ فرمائیے بقول شما جب بعد از وفات رسولؐ مقبول دین تباہ ہو گیا اور خلافت کا غلط انتخاب ہوا۔ اور معاذ اللہ سیدۃ النساءؑ کو دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ فرمائیے آپ کہاں گئے تھے۔

(۵) اگر آپ یقیناً مشکل کشا تھے تو بوقت بیعت آپ سے حسب ذیل حالات کیوں پیش آئے۔۔

ہدست عمر بود یک رہیماں در گرد کعب خالد پہلواں
فلکند در گردن شیراز سپردند اورا ابرو بوجہ رضا!

(۱) حملہ حیدری (۲) غزوات حیدری ص ۶۳ (۳) احتجاج ص ۵۳

عقیدہ مکہ اور اس کی تردید!

علیؑ کی ذات ہے ہر شے پہ قادر و تاریخ الاثمہ مطبوعہ نو کشور لکھنؤ۔

فریق مخالف کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا علیؑ کی ذات ہر شے پر قادر ہے حالانکہ قرآن مجید کی آیتیں نبی کریمؐ کے ارشادات سیدنا علیؑ مرتضیٰ کے فرمودات صراحتاً اس کی تردید کرتے ہیں ذیل میں وہ عبارتیں بطور استدلال درج کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

استدلال ۱۔ قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُوتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ يَدُكَ الْغَيُّبُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ :- کہہ دو (یا محمد) اے اللہ اے سلطنت کے مالک تو جس کو چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تو عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تمام خیر و خوبی تیرے ہی ہاتھ ہے۔ بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔
(ترجمہ مقبول ص ۱۳۰)

طرز استدلال :- اس آیت سے حسب ذیل امور مستفاد ہوتے ہیں۔

(۱) مَالِكُ الْمُلْكِ خدا ہے اور ملک کے مفہوم کے تحت انبیاء و اولیاء بھی ہیں غوث و قطب بھی۔

(۲) کسی کو بادشاہی دینا اور کسی سے چھین لینا اس کا کام ہے جو فاعل اور قادر مختار ہو۔

(۳) عزت و ذلت جب خدا کے قبضہ میں ہے تو یقیناً علیؑ کی شئی قَدِيرٌ بھی وہی ہے۔

(۴) مذکورہ بالا صفات سے حضرت علیؑ نہ متصف ہیں اور نہ ہر شے پر قادر ہیں۔

استدلال ۲۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ :- اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت کو کھو دیتا۔ بیشک اللہ ہر شے پر

قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۳۱)

طرز استدلال :- سمع و بصر کا خالق بھی وہی ہے اور ان کے دینے لینے میں مختار بھی وہی ہے۔ پس جو ان اوصاف سے موصوف ہے وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔

استدلال ۳۔ وَلِلَّهِ الْمُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ :- اور کل آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کے لئے ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۴۷)

طرز استدلال :- خدا تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا کہ ہر چیز پر قادر وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور اللہ کے بغیر اور کوئی نہیں۔

استدلال ۴ :- فَأَعْفُوا ذَا صَفْحًا أَتَى اللَّهَ بِأَمْرٍ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پل)
ترجمہ :- پس تم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ لے آئے خدا اپنے اسر کو خود ظاہر بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

طرز استدلال :- صاحب الامر نے اپنے حکم سے کچھ امور کو معلق کر کے اپنی قدرت کاملہ کی خصوصیت کا اعلان فرمایا ہے۔

استدلال ۵ :- أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پل)
ترجمہ :- جہاں بھی تم ہو گے اللہ تم سب کو جمع کر کے لے آئے گا۔ بالتحقیق خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۴۸)

طرز استدلال :- تمام پبلک کو حشر کے دن جمع کرنا نہ کسی اور کا کام ہے اور نہ اللہ کے سوا کوئی اور ہر چیز پر قادر ہے۔

استدلال ۶ :- اللَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبَدِّلُوا مَكَانِي أُنْفِثْكُمْ أَوْ تَغْفُوكَ يَحْأَسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ وَفِي غَفْرٍ مَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (سورہ بقرہ)

ترجمہ :- جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ خواہ اسے تم ظاہر کر دیا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۱۴۹)

(نوٹ) ان آیات کے علاوہ پچھتر ترجمہ مقبول ص ۱۴۸ اور پچھتر ترجمہ مقبول ص ۱۴۹ اور پچھتر ترجمہ مقبول ص ۱۵۰ میں عفواً قدیراً موجود ہے۔

بہر حال خدا کا سارا قرآن اس کی قدرت کا مکمل بیان ہے ان تمام آیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قادر علی کل شیئی ہونا خدا تعالیٰ کے اوصاف مخصوصہ میں سے ہے۔

اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر چند اعتراضات

(۱) احتجاج طبری ص ۵۳ مطبوعہ ایران میں ہے۔

فارس البوکر الی قنعد اخریہا فالجأھا الی عضادۃ باب بیتہا فاندفعہا
فخر ضلعامن جنبہا والقت جنباً۔

جس کا ترجمہ کرنا میرے قلم کو طاقت نہیں تاہم کرام کو چاہیے کہ علماء سے پوچھ لیں اب سوال یہ ہے کہ اگر سیدنا علی مرتضیٰ قادر علی کل شیئی قدیر تھے تو قنعد اور عمرہ پر اپنے جلال کا اظہار کیوں نہ کیا۔

۲۔ کیا قدرت مغلوبیت اور منصوبیت اور مجبوری کے خلاف نہیں۔ اگر مغلوبیت متحقق ہوگی تو قدرت مفقود ہوگی۔ اور اگر قدرت متحقق رہے گی تو مغلوبیت کا فقدان ہوگا اگر دونوں موجود ہوں تو اجتماع ضدین لازم آئے گا۔ اور اگر دونوں مفقود ہوں تو دھوکا ثابت ہوگا۔ حقیقی تشریح سے مطلع فرمائیے۔

(۳) جب سیدنا عمرؓ نے بروایت شماسیدنا علی مرتضیٰ سے کہا کہ۔

فَبَايَعُ فَقَالَ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ إِذَا اقْتُلْتُكَ ذَلًا وَمَعَارَافًا فَقَالَ إِذَنْ تَقْتُلُونِ
عَبْدَ اللَّهِ وَأَخَا رَسُولِ اللَّهِ (احتجاج طبرسی ص ۵۳)

ترجمہ۔ بیعت کیجئے تو سیدنا علیؓ نے فرمایا اگر میں نے بیعت نہ کی تو پھر کیا ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا اس وقت ہم تجھے ذیل درساؤں کے قتل کریں گے۔ پس آپؓ نے فرمایا اس وقت تم اللہ کے بندے اور رسولؐ کے بھائی کو قتل کرو گے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر آپؓ مکمل کشادہ ہر چیز پر قادر تھے تو آپؓ نے ایسا جواب کیوں دیا۔ یوں کیوں نہ

فرمایا میں ہر چیز پر قادر ہوں تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

۴۔ احتجاج طبری ص ۵۳ میں ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ نے فرمایا۔

فَلَعَنَ اللَّهُ قَوْمًا بَايَعُونِي ثُمَّ خَذَلُونِي۔

خدا قوم کو لعنت کرے کہ انہوں نے میری بیعت کر کے پھر مجھے رسوا کر دیا۔

فرمائیے اگر قدرت علیٰ کُلِّ شَيْءٍ حاصل ہے تو رسوائی کا کیا مطلب اور اگر رسوائی حاصل ہوئی تو قدرت بنہ جمیع اشیاء کہاں گئی۔

اہل تشیع حضرات کا عقیدہ ۵

حضرت علی مرتضیٰؑ زمین کے مالک تھے

چنانچہ اخبار مآثر ج ۱ ص ۱۲۱ میں ہے۔

روی الصدوق باسنادہ عن عبادۃ بن ربیع قال قلت بعید اللہ ابن عباس لم

کنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا ابا تراب قال لا یتبیہ صاحب الارض۔

ترجمہ۔ کتاب الامالی میں شیخ صدوق نے عبادہ بن ربیع سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے

میں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام نے سیدنا علی مرتضیٰؑ کی

کنیت ابو تراب کیوں رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ سیدنا علیؑ زمین کے مالک تھے۔

فریق مخالف پر اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

(پہلا اعتراض) فرمائیے کہ قرآن مجید کی یہ آیت لہ ملک السموات والارض یعنی

صرف اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا ملک صحیح ہے یا نہ اگر صحیح ہے تو جناب کا عقیدہ

باطل ہے اور غلط ہے۔ تو مذہب معلوم اور اہل مذہب معلوم۔

(دوسرا اعتراض) جلاء العیون ص ۱۱۲ مطبوعہ ایران میں ہے۔

یہوں حضرت امیر المومنین ابن سحنہارا انابوکرؓ شنیدہ آب از دیدہ ہائے مبارکش فرد
ریخت و فرمود کہ اندوہ مرا تارہ کردی و آرزوئے کہ در سینه من پنہاں بود و بجان آوردی کہ
باش کہ قاطعہ ترا نخواہد و لیکن باغبانزنگدستی شرم میکنم از آنکہ این معنی را اظہار نمایم۔ ۱۲
ترجمہ۔ جب سیدنا علیؓ نے ابوبکرؓ سے یہ سنا کہ وہ ترغیب ترویج سیدہ فاطمہؓ کی دے
رہے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا تم نے میرے غم کو تارہ کر دیا ہے۔ اور
وہ آرزو جو کہ میرے دل میں مخفی تھی اُسے تم نے حرکت دے دی کون ہوگا۔ کون ہوگا جو سیدہ
فاطمہؓ کو نہ چاہتا ہوگا لیکن ننگدستی اور غربت کی وجہ سے مجھے شرم آتی ہے کہ میں کس طرح جا
کر اس مطلب کو ظاہر کروں۔ یعنی میرے پاس تو مہر کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔

فرمائیے اگر زمین کے مالک تھے تو ننگدستی کیسی اور اگر واقعی ننگدست تھے تو زمین کی ملکیت کیسی۔
(دوسرا اعتراض) جس خلافت کے متعلق اہل تشیع اور اہلسنت کے مابین اختلاف ہے وہ خلافت ارضی
تھی یا روحانی اگر روحانی تھی تو غضب کا دعویٰ باطل رہا کیونکہ روحانی کمال کسی کے غضب ہونے کا نہیں
اور خلافت ارضی تھی تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جب جناب علیؓ مرتضیٰ زمین اور مالی الارض کے بذات خود مالک
تھے تو غضب کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

(چوتھا اعتراض) جلاء العیون ص ۱۱۲ مطبوعہ تہران میں ہے۔ حضرت امیر المومنین فرمود کہ رسول خداؐ مرا
فرمود کہ یا علیؓ بر خیز زورہ را بفروش پس بزخواستم قیمت اُس را گرفتم و خدمت آنحضرتؐ آوردم۔
(ترجمہ) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ اے علیؓ اٹھو اور اپنی
زورہ کو فروخت کرو۔ پس میں اٹھا اور اسے فروخت کر کے اس کی قیمت لے آیا اور حضورؐ کی خدمت
میں پیش کر دی۔ ۱۲

فرمائیے اگر جناب علیؓ مرتضیٰ مالک ارض تھے تو زورہ بیچنے تک نوبت کیوں آئی۔
نوٹ:- خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق عقائد ذکر ہو چکے۔ اب ذیل میں حضور علیہ السلام یا نبوت

کے متعلق جو عقائد میرے مطالعے سے گزرے ہیں وہ کرکٹے جانتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

عقائد اہل تشیع متعلق نبوت و امامت

(پہلا عقیدہ) حضور علیہ السلام قیامت سے پہلے رجعت کے ایام میں امام مہدی کے نزدیک تشریف لائے گئے۔ عیاشی اس حدیث کا نقل کر رہا ہے۔ نعمانی روایت کر رہا ہے۔ امام محمد باقر کے چوں قائم آل محمد بیرون آید خدا اور یاری کند ہلاک و اول کسے کہ با او بیعت کند محمد باشد و بعد انزال علیؑ۔

از امام رضا روایت کر رہا ہے۔ امامت کہ از علامات ظہور حضرت قائم آنست کہ بدن برہنہ در پیش قرص آفتاب ظاہر خواہد شد و منادی ندا خواہد کرد کہ ای امیر المؤمنین است۔ (جلد ۱۰۹۱ مطبوعہ تہران) تبصرہ:- عیاشی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے اور نعمانی نے روایت کیا ہے امام محمد باقر (جو کہ فریق خلافت کے نزدیک معصوم ہیں) فرماتے ہیں کہ جب امام مہدی غار میں رہیں گے تو فرشتوں سے اور پہلا شخص جو کہ امام مہدی کا مرید بنے گا وہ حضور علیہ السلام ہوں گے اور دوسرا شخص حضرت علیؑ ہوں گے۔

اور امام رضا سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ امام مہدی کے ظہور کی نشانی یہ ہوگی کہ آپ دو پہر کے وقت ننگے باتھ شریف لائیں گے۔ اور فرشتہ اگر نماز کرے گا دیکھ لو یہ امام مہدی ہے۔ نوٹ:- امام مہدی کے ظہور کا نقشہ جس طرح شیعوں نے پیش کیا ہے بڑا عجیب ہے۔

الہستت کی طرف سے چند اعتراض

(پہلا اعتراض) حضور علیہ السلام کی شخصیت اور تمام انبیاء سے آپ کا برگزیدہ نیز آپ پر ایمان کے سلسلے میں جمیع انبیاء سے عہد لیا جانا کیا اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ حضور کا رتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بزرگ ہے امام مہدی کا حضور علیہ السلام کو مرید تصور کرنا کیا حضور کی توہین نہیں۔ جبکہ ساری کائنات کو رتبہ حضور کے طفیل سے ہی ہوا ہے۔ و ہذا عقیدہ

(دوسرا اعتراض) قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ میں ساری امت مسلمہ کو متبع اور حضور علیہ السلام کو مخدوم و مطاع قرار دیا ہے پس اگر فریق مخالف کا مذکورہ بالا عقیدہ صحیح مان لیا جائے تو اس میں حضور علیہ السلام کی توہین کے علاوہ کیا آیت کے مفہوم کی مخالفت نہیں۔

(تیسرا اعتراض) أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَأُولَئِكَ سَمِعُوا مِنْكُمْ يَعْنِي عِدَا اور اس کے رسول کی تابعداری کرو۔ نیز صاحب حکم شریعت کی بھی جو تم میں سے ہو اس کی بھی اتباع کرو۔ مذکورہ آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ حضور کی پوزیشن خلق کے روبرو مطاع کی ہے مطیع کی نہیں پس اگر مذکورہ عقیدہ تسلیم کر لیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضور وفات سے پہلے تو مطاع رہے لیکن وفات کے بعد اپنے ایک امتی کے مطیع بن گئے کیا اس سے آیت کا انکار لازم نہیں آئے گا۔ واضح کیجئے۔

(چوتھا اعتراض) امام مہدی کو برہنہ کیوں اٹھایا جائے گا غار سرین ری میں آپ اس حالت میں ہیں یا وہاں کچھ اور کیفیت ہے۔ واضح فرمائیے۔

ائمہ کرام انبیاء علیہ السلام کی طرح معصوم ہوتے ہیں

حق الیقین کی عبارت یہ ہے دلیل دوم از شرط امامت عصمت است و بإجماع علماء امامیہ معتقد است بر آنکہ امام نیز مثل پیغمبر معصوم است از اول عمر تا آخر عمر از جمیع گناہان کبیرہ و صغیرہ (مندرجہ حق الیقین مطبوعہ تہران) ترجمہ: امامت کے لئے معصوم ہونا شرط ہے اور اہل تشیع کے علماء کا اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہ امام بھی پیغمبروں کی طرح معصوم ہوتا ہے اول عمر سے لے کر آخر عمر تک نہ تو اس سے گناہ کبیرہ ہو سکتے ہیں نہ صغیرہ۔

اہلسنت کی طرف سے فریق مخالف پر چند اعتراضات

(پہلا اعتراض) اگر بقول شما امامت کا رتبہ نبوت کے برابر ہے اور انبیاء علیہم السلام کے بعد عصمت بھی متحقق ہے تو ختم نبوت کا کیا معنی رہا۔ جب معصومیت حضور کے بعد بھی آپ کے نزدیک

مسلم ہے تو ابراہیم نبوت سے کیوں انکار ہے۔

دوسرا اعتراض کیا آپ کے پاس قرآن مجید میں سے کوئی آیت ایسی موجود ہے جس میں صراحتاً ان کی معصومیت کا ذکر ہو اگر ہے تو پیش کیجئے ورنہ دعویٰ باطل۔

(تیسرا اعتراض) فریقین کے نزدیک مسلم ہے کہ جس نے سیدہ فاطمہؓ کو ناراض کیا اس نے حضورؐ کو ناراض کیا پس اگر یہ مسلم ہے تو حسب ذیل روایت کا کیا جواب ہے۔

مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل غائناں در خانہ گریختہ (حق الیقین ص ۲۳۲)

اس میں کلام نہیں کہ سیدہؓ بروایت امامیہ کس وجہ سے ناراض ہوئیں۔ لیکن یہ امر تو متحقق ہو گیا کہ سیدہ فاطمہؓ الزہراءؓ سیدنا علیؓ پر ناراض ہوئیں اور غائناں سے تشبیہ دی پس اگر یہ روایت ٹھیک ہے تو سیدہ کا ناراض ہونا ثابت ہو گیا اور بروئے قاعدہ نبویہ حضورؐ ناراض ہوئے اور جن پر حضورؐ ناراض ہوئے ان کی معصومیت کا دعویٰ فرمائیے کس دلیل کے ماتحت کیا جاتا ہے۔

(چوتھا اعتراض) جلاء العیون ص ۱۳۱ مطبوعہ تہران میں ہے کہ سیدنا علیؓ فرغلے کے پاس جھڑپاً نے کینز بھیجی جس کے ساتھ حق از دو اجیت ادا کرنے کا سیدہؓ کو شبہ پڑا سیدہؓ نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے حقیقت دریافت کی آپ کی قسم پر سیدہؓ نے اعتبار نہ کیا اور ناراض ہو کر شکایت لے کر حضور علیہ السلام کے پاس آئیں۔

فرمائیے سیدہ فاطمہؓ کے نزدیک حضرت علیؓ معصوم تھے یا نہ اگر تھے تو آپ نے تسلیم کیوں نہ کیا اور اگر نہیں تھے تو آپ کا عقیدہ باطل ہوتا ہے۔

(پانچواں اعتراض) جلاء العیون ص ۱۵۱ میں ہے کہ سیدنا علیؓ نے ابو جہل کی لڑکی کی خواستگاری کی۔ سیدہ ناراض ہو کر باپ کے گھر بغیر اجازت کے تشریف لے آئیں۔ فرمائیے سیدہ کا ناراض ہونا صحیح تھا یا غلط اگر صحیح تھا تو سیدنا علیؓ کی معصومیت کی نفی ہوتی ہے اور اگر غلط تھا تو ادھر یہی فتویٰ لگتا ہے۔ بہر حال خود کر کے جواب مرحمت فرمائیے۔

دھچکا اعتراض قرآن مجید میں ہے لَعَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى

لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ
مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

(ترجمہ) داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر بنی اسرائیل میں سے کافروں پر اللہ کی لعنت کی گئی۔ اس کے وجوہ دو ہیں۔

(نمبر اول) نافرمانی کرتے تھے (نمبر دوم) حد سے تجاوز کرتے تھے۔

تجاوز عن الحد کی تشریح یوں ہے کہ جو بھی برا کام کرتا تھا اسے روکتے نہیں تھے اور بیشک وہ برسہا برس کام کرتے تھے۔

تشریح: قرآنی نص سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرات اور رذائل کو بچشم خود دیکھتے رہنا اور بظاہر منع نہ کرنا ارتکاب مصیبت ہے اور تجاوز از حد شریعت ہے جو یقیناً عصمت کے خلاف ہے۔ فرمایے اسیدنا علیؑ نے خلفاء ثلاثہ کو منع کیوں نہ کیا اور سکوت سے کام کیوں لیا۔

رسالوں انحراف لا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكوا بالتار وما لكم من دون الله من دلي ولا نصير

(ترجمہ) ظالموں کی طرف مائل نہ ہونا ورنہ تم کو آگ چٹ جائے گی اور خدا کے سوائے تمہارے لئے نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ امداد کنندہ۔

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ ظالموں کی طرف میلان کرنا خدا سے عداوت مول لینا ہے۔ اور اسیدنا علی المرتضیٰؑ

(۱) سیدنا ابوبکرؓ کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔ رجوالمرودة العقول ص ۳۸۸، اجتماع ص ۵۹، جلاء النیون ص ۱۵، غزوات جیدی ص ۶۲، ضمیمہ مقبول ص ۴۱۵

(۲) نیز سیدنا ابوبکرؓ کے ساتھ اپنی مجاہد کا عقد کیا۔ (ملک النجاة ص ۱۰۴)

(۳) سیدنا عمرؓ کی تعریفیں کرتے رہے (منج البلاغة ج ۲ ص ۳۹، ۲۵)

(۴) سیدنا عمرؓ سے شہر بانوے کر سیدنا حمیدؓ سے نکاح کر دیا۔ مرودة العقول ص ۳۹، حقہ دوم، الصافی شرح اصول کافی ص ۲۰۵، ۲۰۴

(۵) سیدنا عثمانؓ کی مدح سرائی فرمائی (بحوالہ منہج البلاغہ ج ۲ ص ۸۴)

(۶) سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کو پہرہ داری کے لئے بھیجا۔ (حاشیہ منہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۷)
اور عداوت خداوندی یقیناً ارتکابِ معصیت ہے۔ جو یقیناً خلافِ عصمت ہے۔ جواب عنایت فرمائیے۔

(اعترض) اعتراض، اصول کافی مطبوعہ تہران کے ص ۲۰۳ میں ہے۔ اِنَّ التَّقِيَّةَ مِنْ دِيْنِيْ قَدِيْنِ اَبَاءِيْ وَلَا دِيْنٍ لِّمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهٗ۔ (ترجمہ) بلاشبہ تقیہ میرے اور میرے باپ دادا کے دین سے ہے جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔ ظاہر ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں تم نے سیدنا علیؓ کو تقیہ باز کہا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سیدنا حسینؓ نے میدانِ کربلا میں اصغر و اکبر شہید کرا کر تقیہ کی بیخ ذلیل سے اکھڑ دی۔

فرمائیے مذکورہ بالا حدیث کے مطابق تم نے شہید کربلا پر کون سا فتویٰ عائد کیا۔ کیا اب بھی تم ائمہ کرام کی معصومیت کے قائل رہے۔

(رنواں اعتراض) اصول کافی مطبوعہ ایران ص ۱۲۶ میں ہے اِنَّ الْاِمَّةَ يَعْلَمُوْنَ عِلْمَ مَا كَانُ وَمَا يَكُوْنُ وَاِنَّهُ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْئٌ۔

یعنی امام صاحبانِ گذشتہ اور آئندہ کے سب حالات جانتے ہیں اور ان پر کوئی چیز مخفی نہیں تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ سیدنا حسینؓ کو واقعات کربلا کا علم تھا یا نہ اگر نہ تھا تو اصول کافی میں مذکورہ عقیدہ غلط ہے اور اگر علم تھا تو آپ نے دیدہ دانستہ بہتر جانوں کو موت کے منہ میں دیا۔

(دسواں اعتراض) بعض امام شہید بالقتل ہوئے اور بعض شہید بالسم یعنی زہر سے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دشمن زہر دیتے تھے اور وہ زہر ہلال کا پیالہ ہاتھ میں لے کر پی لیتے تھے اس وقت اس زہر سے باخبر ہونے تھے یا نہ اگر بے خبر ہوتے تھے تو عالمِ ماکان و مایکون کے نہ رہے اور اگر باخبر ہوتے ہوئے جام زہر نوش کیا تو معصوم نہ رہے۔

دیکھا رہواں اعتراض عصمتِ ابراہیلؑ تیشع کے نزدیک اعتقادی مسائل سے ہے یا نہ اگر نہیں تو لکھ

اور غیر ائمہ کے مابین فرق نہ رہا اور اگر ہے تو حسب ذیل عبارت کا کیا جواب ہے۔

حق الیقین ص ۶۶۹ میں ہے، چنانکہ از احادیث ظاہر میشود کہ جمع از روایا کہ در عصار ائمہ بودہ اند از شیعیان اعتقاد بعصمت ایشان نہ داشتہ اند، بلکہ ایشان را علمائے نیکوکارے دانستہ اند۔ چنانچہ از رجال کشی ظاہر میشود۔ ومع ذلک ائمہ حکم یا ایمان بلکہ باعدالت ایشان میگردہ اند۔

ترجمہ :- احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ راویوں کی ایک جماعت ائمہ کرام کے زمانہ میں شیعوں میں سے ایسی موجود تھی جو کہ ائمہ کرام کو معصوم نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کو ایک قسم کے عالم نیکوکار سمجھتے تھے۔ جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب رجال کشی سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کے باوجود ائمہ کرام نے ایسے راویوں کے ایماندار ہونے کا بھی حکم دیا ہے بلکہ ان کی عدالت کا بھی حکم دیا ہے۔

(باب ہواں اعتراض) صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور علیہ السلام نے محمد رسول اللہ کے لفظ کو مٹا کر محمد بن عبد اللہ کہنے کا حکم دیا۔ لیکن سیدنا علیؑ نے آپ کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ وجوہ خواہ جو بھی ہوں اعتقاد کے اختلاف سے وجوہ بھی مختلف نظر آتے ہیں۔ فرمائیے جب آپ نے نبوی حکم کی تعمیل میں اپنی رائے کو ترجیح دی۔ تو معصوم کیسے رہے۔

(تیسرا ہواں اعتراض) فدک سیدہ اور حسینؑ کا حق تھا یا نہ اگر نہیں تھا تو ابوبکر صدیقؓ پر اعتراض کیسا۔ اور اگر تھا تو اپنے عہد خلافت میں سیدنا علیؑ نے فدک تقسیم کر کے اپنا اور سیدنا حسنؑ اور سیدنا حسینؑ اور حضورؐ کی ازواج مطہرات کو کیوں نہ دیا۔ کیا یہ شان عصمت کے خلاف نہیں۔

(چودھواں اعتراض) قرطاس کا حکم حضورؐ سرور کائناتؐ نے کیا۔ سیدنا عمرؓ اگر نہ لانے میں مجرم ہیں تو سیدنا علیؑ بمع جمیع اہل و عیال کے کیوں اس جرم سے پاک ہیں۔

(پندرہواں اعتراض) سیدہ عائشہؓ یقیناً بنص قرآن ام المؤمنین تھیں۔ پس آپ نے اپنی اماں کے خلاف تلوار کیوں اٹھائی کیا اب بھی عصمت باقی رہی۔

(سولہواں اعتراض) کیا یہ سچ ہے کہ جب عائشہ صدیقہؓ کے خلاف فوج کشی کے لئے بعض نمایاں اندیشوں نے مشورہ دیا تو سیدنا حسنؑ نے اپنے باپ کو اس اقدام سے منع کیا۔ فرمائیے باپ اور بیٹا چونکہ

آپ کے نزدیک دونوں معصوم ہیں لہذا آپ کے نزدیک ان دو میں سے کون حق پر تھا۔
 (ستر مسائل اعتراض) امیر معاویہؓ جلد اہل تشیع کے نزدیک معاندین اہل بیت میں سے ہے۔ منہج البیانۃ
 میں بروایت اہل تشیع ان کے حق میں سیدنا علیؓ سے بہت سے نازیبا الفاظ بھی منقول ہیں۔ پس اگر واقعی
 امیر معاویہؓ ان الفاظ کے مطابق تھے تو سیدنا حسنؓ نے ان کے ساتھ خلافت کی سودے بازی
 کیوں کی۔ اور اگر کی تو عصمت کہاں رہی۔

(اعمال اہل اعتراض) رجال کشی ص ۷۲ مطبوعہ ممبئی میں ہے۔

قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول ان معاوية كتب الى الحسن بن علي
 ان اقدم انت والحسين واصحاب علي فخرج معهم قيس بن عباد الانصاري فحدث
 هو الشام فاذا نلهم معاوية واعد لهم الخطباء فقال يا حسن قم فبايعني فقام فبايع ثم
 قال للحسين فبايع فقام فبايع - ۱۲

(ترجمہ) سیدنا معاویہؓ نے حضرت حسنؓ کی طرف لکھا کہ تو اور تیرا بھائی حسینؓ اور علی مرتضیٰؓ کے تمام
 ساتھی آئیں۔ پس ان کے ساتھ قیس انصاری بھی چلا گیا۔ جب شام کو آئے تو سیدنا معاویہؓ نے ان کو
 اجازت دی اور تعارف نیز مدح آرائی کے لئے خطیب مقرر کئے بعدہ فرمایا اے حسنؓ اٹھئے اور بیعت
 کیجئے پس سیدنا حسنؓ اٹھے اور بیعت کی بعدہ سیدنا حسینؓ کو فرمایا پس وہ بھی حضرت معاویہؓ کی
 بیعت ہوئے۔

(فہم) فرمائیے اگر سیدنا معاویہؓ واقعی نااہل اور دین کے بڑے مخالفت تھے۔ تو ان کو حضرات
 نے ان کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی۔ کیا اس میں دین کی ہتک نہ ہوئی۔ کیا ایک معصوم بھی غیر معصوم کے
 ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہے۔

(انیسواں اعتراض) مروءۃ العقول ص ۲۸۸ میں ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰؓ نے سیدنا ابی بکرؓ کے پیچھے نماز
 پڑھی۔ اہل تشیع کی طرف سے ایک جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ آپ نے دوبارہ لوٹائی تھی۔ دوبارہ
 لوٹنا تو بضروری تھا جب پہلی نماز جائز نہ ہو۔

فرمائیے کہ جس وقت آپ نے دوبارہ لوٹائی تھی باقی سب لوگوں کے سامنے بھی اس کا اعلان کیا تھا یا ان کو لوٹانے کا حکم فرمایا یا نہ۔ اگر فرمایا جو تو ثابت کیا جائے اور اگر نہیں فرمایا تو سب کی نمازوں کے ادا نہ ہونے کا جرم کس پر ہوا۔

(پیشواں اعتراض) سیدنا ابو بکر صدیقؓ بروایت ملا باقر مجلسی فرعون کی امت سے تھے۔
(العیاذ باللہ) حیات القلوب ج ۲ ص

احتجاج طبرسی میں ہے کہ سیدنا علیؓ نے جا کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ فرمائیے العیاذ باللہ فرعون امت کے ہاتھ پر بیعت کرنا ارتکاب جرم نہیں۔

(دائیسواں اعتراض) احتجاج طبرسی اور تفسیر صافی سے پتہ چلتا ہے کہ اصل مرتب شدہ قرآن سیدنا علی مرتضیٰؓ نے بوجہ ناراضگی کم کر دیا۔ اور فرمایا لا ترونها ابداً کہ قیامت تک اسے نہ دیکھو گے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آپ نے تو ناراضگی کے باعث قرآن کو کم کر دیا۔ لیکن آپ کے بعد سے لے کر قیامت تک جو امت آئی یا آتی رہے گی۔ اس کے لئے آپ نے کیا لائحہ عمل چھوڑا۔ کیا اس امر کا ارتکاب کر کے آپ معاذ اللہ امت محمدیہ کی دوائی ضلالت کا باعث نہ بنے۔

(۲۱ سوال اعتراض) کہا جاتا ہے کہ سیدنا حسینؓ نے قرآن کے نام پر اور قرآن کی عزت پر جان و مال اور اہل و عیال قربان کید پس جب موجودہ قرآن اصلی نہ رہا تو آپ نے ایک بناوٹی قرآن پر اہل و عیال کو کیوں شاکر کر دیا۔ کیا ان سب کے خون کی ذمہ داری سیدنا حسینؓ پر عائد نہ ہوگی۔

(۲۲ سوال اعتراض) حق الیقین میں ہے کہ اسماء بنت عیسٰی از شیعہ بیان چیدہ گوار بود اور اسی صفحہ پر یہ بھی مرقوم ہے کہ ان کا نکاح ابو بکر صدیقؓ سے ہوا۔ بتائیے آپ نے ایک مولفہ مالکہ کا نکاح ایسے شخص سے کرنے کیوں دیا۔ جو بروئے کتب شیعہ حضورؐ کی وفات کے بعد العیاذ باللہ مرتد ہو چکا تھا۔

کیا اس نکاح کا نام نکاح رہے گا یا کچھ اور، اور جو بچہ پیدا ہوا اس کی پرورش کے سیدنا علیؓ ذمہ دار کیوں ہوئے۔ واضح طور پر باب عصمت کو ادا کیا جائے۔

(۲۳ سوال اعتراض) حضور علیہ السلام اپنی وفات کے بعد جن کو بحالت ایمان پھوٹ گئے تھے

مہاجرین و انصار تھے اُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ (انفال) فرما کر خدا تعالیٰ نے تہریت کر دی ہے۔ ان میں سے سب کا یا اکثر کا جب اتفاق سیدنا ابی بکرؓ سے ہو چکا تھا تو سیدنا علیؓ نے دیتبع غیور سیدل المؤمنین کو کیوں اختیار کیا۔ کیا بروئے نص قرآن یہ فعل ناجائز نہ تھا۔

(چوبیسواں اعتراض) سیدنا امیر مصلوح کا غلبہ و راجت تبارجب دین و اسلام کے مطابق نہ تھا تو ان سے تنخواہ لینا کس حکم کے مطابق جائز کیا گیا۔

(چوبیسواں اعتراض) مرتۃ العقول شرح الاصول مصنفہ ملا باقر مجلسی میں ہے کہ سیدنا امام حسینؓ کا نکاح شہر بانو مفتوحہ سیدنا عمرؓ سے ہوا فرمائیے اس کے جواز کی کیا صورت ہوئی۔

ستائیسواں اعتراض) سیدنا عثمانؓ بروئے مذہب فریق مخالف معاندین دین میں گزرے ہیں اور نہج البلاغہ ص ۱۷۱ کے حاشیہ پر ہے فأمر الحسن والحسين ان يذبا الناس عنه کہ سیدنا حسینؓ مکرمین کو بھیجا کہ جا کر لوگوں کو دفع کریں۔

پس اگر یہ وہاں تکل ہو جاتے تو بروئے کتب ثمان کو کس حساب سے شمار کیا جاتا اور اس کا ذمہ دار کون رہتا۔

(انٹائیسواں اعتراض) بلاء الیہون منہ مطبوعہ تہران میں ہے۔

وعلیؓ ابن حسینؓ لا طلبیدہ وہما تکلیفہ کہ اُس مردہ کا رد، حضرت رافضی فرمود اگر برائے اقرار کنم مرا خواہی کشت، چنانچہ اُس مردہ کا کشتی علیؓ حضرت فرمود اقرار کر دم بآنچہ سوال کر دی۔

(ترجمہ) یزید نے امام زین العابدینؓ کو طلب کر کے وہی بات کہی جو کہ آپ سے پہلے قتل سے کہی تھی۔ آپ نے فرمایا اگر میں تیری خلافت تسلیم نہ کروں تو تو مجھے بھی قتل کر دے گا۔ پس یزید نے کہا کہ ہاں تو حضرت نے فرمایا جس چیز کا تو مجھ سے سوال کرتا ہے میں اقرار کرتا ہوں۔ فرمائیے امارت یزید حق تھی یا باحق اگر باحق تھی تو آپ نے اس کا اقرار کیوں کیا، کیا اس سے سیدنا حسینؓ کے مرثیہ کی مخالفت لازم نہیں آتی۔

(انٹائیسواں اعتراض) سیدنا علیؓ بقول فریق مخالف عالم الغیب تھے۔ اس لحاظ سے انہیں خبر تھی کہ

اگر میں نے ابو جہل کی لڑکی کو نکاح کی تو یقیناً سیدہ اور حضورؐ ناراض ہو جائیں گے، لیکن بایں، عہد آپؐ نے پرواہ نہ کی۔

فرمایا سید الانبیاء اور سیدۃ النساءؑ کی نافرمانی کی پرواہ نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ پس آپؐ نے ایسا فعل کیوں کیا اور عصمت کی لاج کیوں نہ رکھی۔

(تیسرا سوال اعتراض) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بقول شمامستحق خلافت سیدنا علیؑ تھے۔ نہج البلاغہ میں آتا ہے کہ حضرت عباسؑ اور حضرت آپؐ کے پاس بیعت کی غرض سے آئے تو آپؐ نے انکار کر دیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مستحق خلافت کے جب انکار کیا تو لاعلم غیر مستحق نے ہی قبول کرنا تھا۔ کیا یہ انکار بقول شمام خلافت غیر راشدہ کا باعث نہ بنا۔ جواب مطلوب ہے۔

(اکیسواں اعتراض) نہج البلاغہ میں ہے سیدنا علیؑ نے جواب میں فرمایا انا لکم وزیر اخیر لکم متی امیداً کہ میرا وزیر رہنا تمہارے لئے امیر رہنے سے بہتر ہے۔

کیا یہ قول خلافت واقع ہے جبکہ بقول شمام حضورؐ بھی امارت کا فہم غدیر میں اعلان کر چکے تھے اور خدا تعالیٰ بھی آسمانوں اور زمین کے ملائکہ کو مبارکبادیاں دے چکے تھے۔

(بیسواں اعتراض) اہل تشیع کی کسی کتاب میں ہے کہ سیدنا علیؑ حضورؐ کی مجلس سے بعد ہم نشینوں کے دو مرتبہ بھاگ گئے تھے کیا یہ خلافت عصمت نہیں۔

(تیسرا سوال اعتراض) سیدنا عمرؓ کے دور خلافت میں تمہارے عقیدے کے مطابق ظلم و عدوان کا زور تھا۔ مذہب حقہ کے نام پر یوں اتھار میں رہا ہوا زندگی بسر کر رہے تھے جو دین نافذ تھا وہ اسلامی نقطہ کے بالکل خلاف تھا۔ پس اگر یہ مطلب واقع کے مطابق ہے تو سیدنا علیؑ نے دین فاروقی کے غلبہ و سطوت کو دیکھ کر خلافت واقع کیوں فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْظَرَكُمْ
وَجَبَدَكُمْ وَذِي الْعَدَّةِ وَالْمَدَّةِ

(صحیح البلاغہ ج ۲ ص ۳۹)

یعنی یہ خدا کا دین ہے جس دین کو خدا تعالیٰ نے غالب کر دیا ہے اور یہ شکرِ فاروقی خدا کا شکر ہے۔ جس کو اللہ نے خود تیار کیا ہے اور خود پھیلایا ہے۔ پس یا تو قولِ علیؑ کا انکار کرنا پڑے گا اور یا حقیدہ عصمت پر نظر ثانی کرنی پڑے گی۔

(چوتھیں سوال اعتراض) صحیح البلاغہ ج ۲ ص ۹۲ میں سیدنا علی مرتضیٰ کا ایک خطبہ ذکر کیا گیا ہے جس میں سیدنا ابوبکرؓ یا سیدنا عمرؓ کے متعلق حسب ذیل الفاظ استعمال فرمائے ہیں ۵

لَقَدْ قَوْمَ الْأَوْدُدِ وَالْعَمَدِ

اقام السنۃ وخلف البدعة

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ فاروقی اعظمؓ نے کئی کو سیدھا اور بیماری کا علاج کیا، سنت نبویؐ کو قائم کیا اور بدعت کو پسپا کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ ادھر سیدنا فاروقیؓ کو تراویح کی اشاعت پر مبتدع کہا جاتا ہے اور ادھر یہ ہے کیا دو کلاموں میں تعارض و تناقض تو نہیں۔ اگر نہیں تو کیسے اور اگر ہے تو پھر رنگ معصومیت کی جلوہ گری گدھر گئی۔

(پنجمین سوال اعتراض) قرآن مجید میں ہے اَلَمْ تَكُنْ اَرْضَ اللّٰهِ قَاسِعَةً فَتُكَاثِرُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

(ترجمہ ص ۷) کیا خدا کی زمین فراخ نہیں تھی پس تم خدا کی راہ میں ہجرت کر جاتے۔ بات تو قیامت کے دن کی ہے لیکن ذکر کا انداز ایسا ہے کہ خدا کا حکم ہی معلوم ہوتا ہے امرِ خداوندی پر عمل کرنا عین ایمان ہے اور حکمِ خداوندی سے علیٰ طورِ پراعراض کرنا معصیت ہے۔ فرمائیے خلفاء ثلاثہ کے عہد میں سیدنا علیؓ نے کونسی راہ اختیار فرمائی۔

(چھٹیں سوال اعتراض) والد مکرم نے سیدنا معاویہؓ سے جنگیں کیں بیٹے نے آ کر نہ صرف زعامت قیادت

سپر فرمائی بلکہ بیعت بھی منظور کر لی۔ فرمائیے ان دونوں میں سے آپ کس کے ساتھ ہیں۔
 (پیشواں اعتراض) میدان کر بلا میں جنگ یقیناً دین کی خاطر تھی۔ فریق مخالف کی ایک کتاب میں
 ہے کہ سیدنا حسینؑ نے رزم گاہ میں فرمایا کہ مجھے یزید تک پہنچنے کی اجازت دو تاکہ میں وہاں جا کر
 اس کے ہاتھ پر ہاتھ کھدوں۔ فرمائیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔

نوٹ :- حوالہ خط کے ور لیے معلوم فرمائیں۔ (قریشی)

(پیشواں اعتراض) امامیہ کی نگاہ میں خلفائے ثلاثہ خلفائے راشدین تھے یا غیر راشدین اگر
 راشدین تھے تو اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین اختلاف کیوں اور اگر غیر راشدین تھے تو
 سیدنا امام حسنؑ بوقت صلح سیدنا معاویہؓ کے سامنے چند شرطوں میں اس شرط کا ذکر کیوں فرمایا۔
 جبکہ بقول شہادہ بھی انہیں غیر راشدین تصور کرتے تھے۔ کیا یہ تہذیب معصومیت کے خلاف نہیں۔
 عبارت حسب ذیل ہے پڑھیے اور جواب عنایت فرمائیے۔

بشرط انکہ اوائل کعد در میان مردم بکتاب خدا و سنت رسول خدا و سیرت خلفائے ثلاثہ
 توجہ شرط یہ ہے کہ امیر معاویہؓ لوگوں کے درمیان خدا کی کتاب رسول خدا کی سنت اور
 خلفائے ثلاثہ پر عمل کرے۔

(پیشواں اعتراض) منبع البلاغہ ج ۲ ص ۲۵ میں ہے۔

الادانی اقاتل رجلین رجل ادعی مالیس لہ۔

(ترجمہ) خبردار میں دو جوانوں کو قتل کرتا ہوں یا دو جوانوں سے قتال کرتا ہوں ایک اس سے
 جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جس کا وہ اہل نہ ہو اور دوسرے اس سے جو اہل کو منع کرے۔

اب سوال یہ ہے کہ سیدنا علیؑ سیدنا ابو بکرؓ کو برحق سمجھتے تھے یا نہ اگر سمجھتے تھے تو خلافت
 کا نزاع ختم اور نہ سمجھتے تھے تو آپ نے اپنے بیان پر عمل کیوں نہ کیا۔

(پیشواں اعتراض) منبع البلاغہ ج ۱ ص ۱۵ میں ہے۔

فقطرت فی امری فاذا اطاعتی قد سبقت بیعتی۔

تو ۴۔ میں نے اپنے معاملے میں غور سے دیکھا ہے تو میری اطلاع میری بیعت سے برکت
لے گئی ہے۔ فرمائیے! یہ قول آپ کا حق پر مبنی ہے یا نہ اگر ہے تو اہل تشیع کا شبہ محتمل اور اگر حق پر
مبنی نہیں تو معصومیت نہ رہی۔

ائمہ کرام کے متعلق اہل تشیع کا تیسرا عقیدہ

ائمہ کرام العیاذ باللہ خدا تعالیٰ کے بد کے قائل تھے۔

لفظ بداء اور اس کی تشریح :-

بداء کا معنی ظاہر ہونا ہے مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے ایک امر کا فیصلہ کر
دیا ہے لیکن بعد میں اسے پتہ چلا کہ یوں نہیں ہونا چاہیئے تھا اس کے قائم مقام فلاں امر مستحسن
ہے تو اسے ظاہر کر دیا۔

مذکورہ بالا مفہوم کی تائید میں ائمہ کے اقوال

پہلا قول :- عن جعفر الصادق اِنَّهٗ جعل اسماعیل قائم مقام بعدہ فظہر
من اسماعیل ما لم یترقبہ فجعل قائم مقامہ موسیٰ فسل عن ذالک فقال بداء
للہ ما بداء اللہ فی شیء کما بدراءہ فی اسماعیل ابی (بسم اللہ)

(ترجمہ) حضرت جعفر صادق سے روایت ہے۔ بلاشبہ جعفر صادق نے اسماعیل اپنے بیٹے
کو اپنا قائم مقام بنا دیا۔ چند دنوں کے بعد اسماعیل سے ایسی حرکتیں ظہور پذیر ہوئیں کہ جن سے
امام جعفر ناراض ہو گئے۔ پس آپ نے جلد از جلد موسیٰ کاظم کو امام بنا دیا جب آپ سے ضروریات
کی گئی تو فرمایا خدا کو کسی بھی ایسا بد نہیں ہوا۔ جیسا کہ میرے اسماعیل کے متعلق ہوا ہے۔

(فہم) یعنی اللہ تعالیٰ اس سے پہلے جاہل تھا اسے اس کے ناشائستہ افعال اور ناپسندیدہ
ارتکاب کا علم نہ تھا اس لئے اس نے اسماعیل کی امامت کا اعلان کر دیا اب جبکہ اس کے سامنے

حالات ظاہر ہو گئے تو فوراً اس کے انوار اور موسیٰ کاظم کی امامت کا اعلان کر دیا۔

دوسرا قول :- عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ بَعْدَ مَا مَضَى ابْنُهُ
 أَبُو جَعْفَرٍ وَانِي لَا فِكْرَ فِي نَفْسِي أُرِيدُ أَنْ أَقُولَ كَاتِبُهُمَا عَنِّي أَبَا جَعْفَرٍ وَأَبَا مَعْتَدٍ فِي
 هَذِهِ الْوَقْتِ كَأَنِّي الْحَسَنَ مُوسَى وَإِسْمَاعِيلَ وَإِنْ قِصَّتُهُ فَأَقْبَلَ عَلَى الْوَالِدِ
 قَبْلَ أَنْ يُطَقَّ فَقَالَ نَعْمَ يَا أَبَا هَاشِمٍ بَدَأَ اللَّهُ فِي أَبِي مُحْتَدٍ بَعْدَ أَبِي جَعْفَرٍ مَا لَمْ تَكُنْ تُعْرِفُ
 لَهُ كَمَا بَدَأَ لَهُ فِي مُوسَى بَعْدَ مَضَى إِسْمَاعِيلَ مَا كَشَفَ بِهِ عَنْ حَالِهِ وَهُوَ كَمَا حَدَّثَكَ
 نَفْسَكَ فَإِنْ كَرِهَ الْمُبْطِلُونَ وَالْبُؤْسُ الْمُحْتَدِ ابْنِ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَعْدِي عِنْدَهُ عِلْمٌ يَأْتِيهِ
 إِلَيْهِ وَمَعْرِفَةٌ إِلَّا مِائَةً (احوال کافی - مرتبة العقول ج ۱ صفحہ ۹۸-۹۹)

(ترجمہ) ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں کہ میں امام تقی کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب ان کا بیٹا
 حضرت محمد فوت ہوا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ان کا معاملہ بھی اس وقت موسیٰ کاظم اور اسماعیل والا
 ہے ابھی میں نے ظاہر نہ کیا تھا کہ امام صاحب نے فرمایا ابو ہاشم بے شک ٹھیک ہے کہ خدا تعالیٰ
 کو حسن عسکری کے بارے میں مجھ کے بدلے ہو گیا۔ اور جو بات ابھی تک ظاہر نہ ہوئی تھی وہ ظاہر ہو
 گئی۔ جس طرح خدا کو بدو ہوا تھا اسماعیل کے بعد موسیٰ کے متعلق خدا کو ابھی تک اس کا حال منکشف
 نہ ہوا تھا۔ اور وہ اسی طرح ہے جس طرح تیرے دل میں آیا ہے۔ پس اگر چہ مبطلوں کو وہ سمجھیں حسن عسکری
 میرا بیٹا ہے میرے بعد امام ہے اس کے پاس بقدر ضرورت علم ہے اور امامت کی
 معرفت ہے۔

اہلسنت کی طرف سے متقدمین بدع پر چند اعتراضات

پہلا اعتراض :- مذکورہ بالا حدیثیں امامیہ کے نزدیک صحیح ہیں یا نہ۔ اگر صحیح نہیں
 ہیں تو ثبوت پیش کریں اور اگر صحیح ہیں تو فرمائیے امام جعفر نے اسماعیل کی امامت کا اعلان
 کیوں کیا جبکہ وہ اہل نہ تھا۔

دوسرا اعتراض :- امام جعفر صادق نے جس کی امامت کا پہلے اعلان کیا تھا۔ فرمایا جس میں امامت کے لوازمات تھے یا نہ۔ اگر تھے تو بدعا اور رجوع کیوں اور اگر نہ تھے تو اعلان کیسا۔

تیسرا اعتراض :- جب امام صاحب نے اپنے پہلے اعلان سے رجوع کیا اور نسبت اس رجوع کی بدد کی شکل میں خدا کی طرف کی تو فرمائیے کیا خدا پر بہتان لازم نہ آیا۔

چوتھا اعتراض :- امام جعفر سے ظاہر ہے اس وقت تک اعلان نہیں کیا جاتا جب تک کہ خدا کی طرف سے حکم نہیں ہوا۔ پس اگر خدا نے امر اقل کو بدل دیا تو فرمائیے خدا تعالیٰ اسماعیل کے ان افعال سے واقف تھے یا نہ۔ اگر واقف تھے تو غیر محل پر حکم امامت کیوں فرمایا اگر واقف نہیں تھے تو خدا تعالیٰ کا جاہل ہونا لازم آیا۔ حالانکہ وہ بکلی شئی علیم ہے۔

پانچواں اعتراض :- ملا باقر مجلسی بدد کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

مَثَلًا يَكْتُبُ فِيهِ أَنَّ عُمَرَ لَيْدٍ خَمْسُونَ سَنَةً وَمَعْنَاهُ أَنَّ مُقْتَضَى الْحِكْمَةِ أَنْ يَكُونَ عُمَرُ كَذَا إِذَا لَمْ يَفْعَلْ مَا يَفْتَضِي طَوْلُهُ أَوْ قَصْرُهُ فَإِذَا وَصَلَ إِلَيْهِمْ مَثَلًا يَبْعِي الْخَمْسُونَ وَيَكْتُبُ مَكَانَهُ سِتُونَ وَإِذَا قَطَعَهَا يَكْتُبُ مَكَانَهُ أَرْبَعُونَ وَفِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ إِنَّهُ يَحْصِلُ وَعُمَرُ سِتُونَ كَمَا أَنَّ الطَّبِيبَ الْعَاقِلَ إِذَا أُطْلِمَ عَلَى مَنَاجِحِ شَخْصٍ يَحْكُمُ بِأَنْ عُمَرُ يَحْسِبُ هَذَا الْوَزْنُ يَكُونُ سِتِينَ سَنَةً فَإِذَا اشْرَبَ سَمًا مَاتَ أَوْ قَتَلَهُ إِنْسَانٌ فَتَقْصُ مِنْ ذَلِكَ أَوْ اسْتَعْمَلَ دَوَاءً قَوِيًّا مِنْ أَجْلِ ۱۲ (مرآة العقول ج ۱ ص ۱۲)

(ترجمہ) خدا تعالیٰ لکھ دیتے ہیں کہ زید کی عمر پچاس برس ہے اس کا معنی یہ ہے کہ بے شک حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ عمر اس کی اس قدر ہوگی۔ جب وہ ایسا عمل نہ کرے جو اس کی عمر کے زیادہ یا کم ہونے کو تقاضا نہ کرے پس جس وقت رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ پچاس کے ہند سے کوٹا کر اس کے قائم مقام ساٹھ برس لکھ دیتا ہے پھر چالیس لکھ دیتا ہے اور لوح محفوظ میں اس کی عمر ساٹھ برس لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ جس طرح طبیب عاقل جب

ایک شخص کے مزاج پر ہر طرح مطلع ہوتا ہے حکم کرتا ہے کہ اس کی عمر اس مزاج کے مطابق
ساتھ برس کی ہوگی۔ پس جب زہر ٹپکے گا اور یا اسے انسان قتل کرے گا تو اس کی عمر کم ہو جائے
گی یا دوا استعمال کرے گا تو اس کا مزاج قوی ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا شرح صحیح ہے تو یقیناً امامیر کے مذہب میں خدا کا علم ظنی رہا قطعی نہ رہا کیونکہ جس
طرح حکیم کو مریض کے متعلق ظن ہوتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کو بھی ظن ہوا۔ حالانکہ قرآن پاک میں
یعلم غیب السموات والارض و یعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون جس کا ترجمہ یہ ہے
کہ خدا آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں بھی جانتا ہے اور ظاہر اور خفیہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔
پس اگر خدا کی یہی پوزیشن ہے تو کیا اس میں خدا تعالیٰ کی توہین اور ائمہ کے عقائد کی نقیص
اور مذہب کی تذلیل نہیں۔

چھٹا اعتراض۔ علی مرتضیٰ کا قول نوح البلاء نوح اصلا میں ہے۔

عالمیہ مقابل ابتداً نہا بعد و دھا و انتہا تھا عارفاً بقرا ئہا و احسان۔ ۱۲
(ترجمہ) خدا جانتا ہے اشیاء کو ان کی ابتدا سے پہلے ان کے حدود اور انتہا کو محیط ہے قرآن
اور اطراف کو جانتا ہے۔

فرمایے اگر یہ قول بنی برحقانیت ہے تو بد غلط ہے اور اگر عقیدہ بدہر صحیح ہے تو حضرت علیؓ
کا یہ قول غلط ہے۔

اہل تشیع کے چند مغالطے اور ان کے جوابات

مغالطہ ۱۔ قرآن مجید میں ہے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت یعنی محو کر دیتا ہے اور مٹاتا
ہے خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کل عقیدہ بدہر برحق ہے۔

جواب ۱۔ کسی چیز کے مٹانے سے مراد اس کا ختم کر دینا ہے۔ جبکہ اس کی عدت اس کے علم
میں ختم ہو چکی ہوتی ہے، اور ثابت رکھنے سے اس کا باقی رکھنا ہے یہ قدرت خالق کی جلو مگر یہ ہے

اس میں غلطی کا شائبہ نہیں رہتا۔ مفہوم بدرسو اس سے جیل خداوندی لازم آتا ہے لہذا اس آیت کو دلیل پکڑنا غلط ہے۔

مغالطہ ۱۔ جب اہل سنت نسخ کے قائل ہیں تو کیا وہ بدر کے شاہد اور مثل نہیں۔
جواب ۱۔ احکام کا نسخ من حیث الابد ہو سکتا ہے۔ جو کہ ہمارے علم کے لحاظ سے متعلقہ احکام کے معنی سے ہے اور خدا کے نزدیک پہلا احکام ایک مدت تک معین تھا۔ جب وہ مدت ختم ہوئی تو دوسرے حکم کا اجرا کر دیتے ہیں۔ اس میں جہل کا اندیشہ ہو گا نہیں۔ لیکن بدر میں تو بالکل ہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ العباد باندا اس حکم سے جاہل تھا۔

مغالطہ ۲۔ قرآن مجید میں ہے **يَذْكُرُوا لَكُمْ حَسَنًا عَلٰٓمًا** جس کا ترجمہ یہ ہے تاکہ خدا تعالیٰ تم کو اکر مائے کہ کون تم میں سے اچھے عمل کرتا ہے۔

جواب ۱۔ یہ اصطلاح مخاطبین کی اصطلاح کے مطابق ہے ورنہ خدا تعالیٰ نے یہ بھی جانتا ہے کہ یہ عمل اس طرح کرے گا اور اس طرح نہ کرے گا۔ اور اس کے کئے ہوئے پر اس کو سزا اتنی یا جزا اتنی ملے گی۔ آزمائش سے مراد دنیا کے سامنے اس کی حقیقت کو مشکوک کرنا مقصود ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو سیدنا علیؑ پر نہ فرماتے **عَالِمًا بِمَا قَبْلَ ابْتَدَئِهَا مُحِيطًا بِعَدَدِهَا وَارْتِمَاءَهَا**۔
(نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۲)

(ترجمہ) خدا تعالیٰ ہر کام کو اس کے ہونے سے پہلے جانتا ہے اور انتہا کو بھی محیط ہے
فاغل الشکال۔

مغالطہ ۳۔ قرآن مجید میں ہے **اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعِ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَنْقَلِبْ عَلٰٓی عَقْبَيْهِ** جس کا ترجمہ یہ ہے۔ تاکہ جان لیں ہم کہ کون رسول کریمؐ کی اتباع کرتا ہے اس نے جو اپنے پاؤں پر پھر جاتا ہے۔ سو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ پہلے عالم نہ تھا۔

جواب ۱۔ اگر اس آیت سے استدلال خدا کی جہالت پر کیا جائے تو یہ کفر ہے اور اگر بدر پر کیا جائے تو وہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ بدر مستند جہل ہے اور مصنف تفسیر صافی نے ص ۱۲ پر

واضع کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے ہی جلتے تھے عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ یعنی **الّا للعلم عنہ وجود ابعدا ان علمنا لا سیو جہد**۔
(ترجمہ) تاکہ ہم جائیں باعتبار ظہور کے اس کے بعد کہ ہم اسے جانتے ہیں کہ اس طرح موجود ہوتا ہے۔

ائمہ کرام کے متعلق چوتھا عقیدہ

ائمہ کرام خدا کی طرف سے ہادی مقرر کئے گئے ہیں۔
اصول کافی مطبوعہ ایران میں ہے **کل زمان متاھا دیہد یرہم الی ما جاء بہ**
التبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ثما الهدایۃ من بعدہ علی ثلث الاوصیاء واحد بعد واحد۔
راحو الکافی بر حاشیہ مریۃ العقول ص ۱۲۵
(ترجمہ) امام محمد باقر نے فرمایا ہر زمان کے لئے ہم میں سے کوئی نہ کوئی ہدایت کرنے والا ہوتا ہے جو کہ نبوی شریعت کی طرف ہدایت کرے۔ حضور کے بعد ہادی سیدنا علی مرتضیٰ ہیں۔ ان کے بعد اوصیاء یکے بعد دیگرے ہیں۔

اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

پہلا اعتراض۔ ہادی اس وقت تک ہادی نہیں بن سکتا جب تک اپنے خیالات کا اظہار ہو کر اظہار نہ کرے اور تفسیر میں نو حقے دین کے موجود ہیں اس پر عمل ہو سکتا نہیں جب تک اپنے خیالات کو مخفی نہ رکھے۔

فرمائیے ائمہ کرام ان دو فریضوں میں سے کس پر عمل کرتے تھے اور کس پر نہ کرتے تھے اور کس کو ترک کرتے تھے۔

دوسرا اعتراض :- موجودہ زمانہ کے لئے اہل تشیع کے نزدیک بارہ اماموں میں سے کوئی

امام مقرر ہے یا نہ۔ اگر نہیں تو زمانہ بغیر امام کے رہا۔

اور اگر اس زمانہ کے امام حضرت ہدی ہیں تو وہ ہدایت کرنے سے عاری ہیں۔ جبکہ غار شریف میں چھپے ہوئے ہیں۔ پس جو چھپا ہوا ہو وہ ہدایت نہیں کر سکتا اور جو ہدایت نہ کرے وہ امام نہیں۔

فرمائیے مذکورہ تعریف کس طرح صادق آتی ہے۔

تیسرا اعتراض:- قرآن شریف میں ہے اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔
(توجھ) بے شک اے محمد مصطفیٰ آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی ہدایت کرنے والا ہے۔

دیکھیے قرآن مجید میں قوم کے لفظ سے پروردگار عالم نے قیامت تک آنے والی اقوام عالم کے لئے اپنے علم میں ہادی کا تقرر فرما دیا ہے جس سے بتہ چلتا ہے کہ ہر زمانہ کے لئے ہادی کو صرف ائمہ میں بند رکھنا قرآنی تقاضے سے انکار کرنا ہے۔ جواب دیا جائے۔

چوتھا اعتراض:- خدا تعالیٰ نے امت محمدی علی صاحبہا التسلیمات کو خیر امت (بہترین امت) قرار دے کر اس کے ذمے دو پروگرام سپرد فرمائے ہیں۔

(۱) امر بالعرف (ب) نہی عن المنکر

دونوں مل کر ہادی کے مفہوم کے لئے ترجیح دیتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ہدایت کرنا صرف ائمہ کے لئے خاص نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو بہتر امت بننے کا خواہشمند ہے اس کے لئے یہ عہدہ موجود ہے۔ پس تخصیص نہ رہی۔

پانچواں اعتراض:- قرآن مجید میں ہے وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُونَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(توجھ) تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو کہ نیکی کی دعوت دے شریعت مطہرہ کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عہدہ وہی نہیں ہے کسی ہے حالانکہ عہدہ امامت اہل تشیع کے نزدیک وہی ہے اور ظاہر ہے کہ اوصاف بھی وہی ہونے چاہئیں۔ وضاحت کیجئے۔

چھٹا اعتراض:- فرمائیے ہدایت سے مراد ارادة الطريق ہے یعنی راستہ دکھانا ہے۔ یا ایصال الی المطلوب ہے۔ یعنی منزل مقصود تک پہنچانا ہے۔ اگر صرف راستہ دکھانا ہے تو پھر اس میں ائمہ تک انحصار غلط ہے اور اگر ایصال الی المطلوب مراد ہے تو قرآن مجید میں اس کی باریں آیت تردید موجود ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَخْبَتَ وَ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔

سیدنا علی مرتضیٰ کے متعلق شیعہ مزعومات

پہلا زعم:- سیدنا علیؑ کو جبریل امینؑ علیہ قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے و بحمدہ الاولاد و حجۃ الاسلام (تروید) سارے قرآن مجید میں اُنْزِلَ یَا نُنْزِلَ کی نسبت بغیر حضور علیہ السلام کے کہیں بھی موجود نہیں اس بناء پر مذکورہ بالا زعم بالکل بے بنیاد اور خلاف قرآن ہے۔

دوسرا زعم:- حضرت علیؑ کو شب معراج حضور علیہ السلام نے آسمانوں پر دیکھا تھا۔ (تروید) قرآن مجید میں سُبْحَانَ الَّذِیْ اَنۡزَلَ الْقُرۡآنَ عَلَیۡكَ وَ اَنۡزَلَ عَلَیۡكَ الْوَحۡیَ الْبَیِّنَ وَ اَنۡزَلَ عَلَیۡكَ الْفُرۡقَانَ (توجہ!) شریکوں سے خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس نے اپنے پیارے بندے کو رات کے وقت بیت اللہ سے بیت المقدس تک میر کرائی۔

(تروید) پس جب تک قرآن مجید میں لفظ عبد موجود ہے حضور علیہ السلام کے بغیر اولاد آدم میں سے کسی اور کا جانا ثابت نہیں ہو سکتا۔ خواہ سیدنا علیؑ ہوں یا صدیق اکبرؑ نیز وَ التَّجْمِیۡدُ اِذَا هَوٰی مَا حٰضِلٌ صَاحِبِکُمْ وَ مَا غَوٰی مِنْ مَّفْرُوۡدٍ کَیۡفَ لَکَ اُوۡرَاقُہِۭۃُ اِلَیَّ الْعَبۡدِہِۭۃُ مَا اُوۡحٰی فِیۡہِۭۃُہِۭۃُ (توجہ!) میں لفظ عبد فرما کر تصریح کر دی ہے کہ حضور کے بغیر کوئی بھی اولاد آدم میں سے شب معراج

آسمانوں پر نہیں گیا۔

تبسیر از عم۔ سید الانبیاء اور سیدنا علیؑ ہم مرتبہ تھے۔ مفسراً (بحار الانوار ج ۱ ص ۲۷۷)
(تذیل) قرآن مجید میں جو صفات حضور علیہ السلام کے بیان کئے گئے ہیں کہ وہ حضور کے
لئے ہی مخص کئے گئے ہیں۔ پس مخلوق میں سے کسی کو حضور کے برابر ماننا شرک فی التبوۃ ہے۔

پھر تھار عم۔ آسمان پر فرشتوں کے جھگڑے مٹانے کے لئے خدا تعالیٰ نے سیدنا
علیؑ تفضی کو مقرر کیا۔ (بحار الانوار ج ۲ ص ۲۴۳)

(تذیل) یہ عقیدہ چند وجوہ کی بناء پر غلط ہے۔

(۱) جھگڑا تبو واقع ہوتا ہے جب کہ طبیعت میں ہوا و ہوس ہو۔ اور ملائکہ ان چیزوں سے
پاک ہیں۔

(۲) جھگڑے میں غلط فہمی کی بناء پر خود پسندی کا غلبہ ہوتا ہے، حالانکہ ایسی چیزیں فرشتوں
میں ثابت کرنا نامکن ہے۔

(۳) جب سیدنا علیؑ فرشتوں کے مابین اختلافات کو ختم کرنا جانتے تھے تو انسانوں میں
اختلافات ختم کیوں نہ کر سکے۔

(۴) جبل و صغیر میں معرکہ الاثیاء انتخاب خلافت اور اس میں رضاعدم رضا کی کیفیت کیا اس
پر دلالت نہیں کرتی کہ مذکورہ بلا عقیدہ ایک خود ساختہ عقیدہ ہے۔

پانچواں عم۔ سیدنا علیؑ تفضی کی ولایت کے بغیر تو حید بھی درست نہ ہوتا (بحار الانوار ج ۹ ص ۲۴۴)
(تذیل) اگر یہ عقیدہ اہل تشیع کے نزدیک صداقت پر مبنی ہے تو لفظ ولی مع علیؑ بنیابی طلب

قرآن میں ثابت کریں۔

چھٹا عم۔ حشر کے روز بہشت و دوزخ کی چابیاں حضور علیہ السلام سیدنا حضرت علیؑ
کے سپرد کر دیں گے۔ (بحار الانوار ج ۹ ص ۲۵۴)

(تذیل) بہشت و دوزخ اب بھی خدا کے ملک میں ہے اور قیامت کے روز بھی

اسی کے ملک میں ہوں گے۔

قرآن مجید میں ہے کہ حشر کے دن پروردگار عالم کی طرف سے آواز آئے گی۔ مَنِ الْمُلْكُ
الْيَوْمَ یعنی آج کس کا ملک ہے اور کس کی بادشاہی ہے۔ ساری دنیا اس کے جواب
سے عاجز رہے گی تو پروردگار عالم خود فرمائیں گے يٰلَہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ آج صرف
واحد القہار کا ملک ہے۔

(ف) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں خدا کے بغیر کسی کی بادشاہی نہ ہوگی۔
نیز قرآنی ارشادات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اذن الہی کے بغیر شفاعت کرنے کا بھی کسی
کو حق نہ ہوگا اور سب سے پہلے اذن آقاؐ نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوگا۔ عہدہ
شفاعت سیدنا علیؑ کے متعلق علی سبیل الخصوصیت قرآن کی کسی آیت میں بھی مذکور نہیں۔
اہل سنت کی معتبر کتابیں ایسی روایتوں سے خالی ہیں اور اہل تشیع کی تصنیفات ہمارے
لئے حجت نہیں۔

سیدنا حضرت علیؑ کے اوصاف عالیہ (بحار الانوار ج ۱ ص ۱۹۷)

ساتواں زعم۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں ہی اللہ کا منہ
ہوں اور میں ہی اللہ کا پہلو ہوں اور میں ہی اقل ہوں اور میں ہی ظاہر ہوں اور میں ہی باطن
ہوں اور میں ہی ساری دنیا کا وارث ہوں۔ میں ہی سبیل اللہ ہوں۔

آٹھواں زعم۔ سیدنا حضرت علیؑ کے فضائل شمار میں آنے ناممکن ہیں (بحار الانوار ج ۱ ص ۱۹۷)

نواں زعم۔ نوے ہزار فرشتے سیدنا علیؑ کی عبادت کرتے ہیں (بحار الانوار ص ۱۹۸)

(ف) یہ دونوں عقیدے مفسی لے الشکر ہیں ان سے تو یہ لازم ہے۔ قرآنی دلائل

حسب ذیل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

استدلال ۱۔ قرآن مجید میں ہے۔

قُلْ لَوْ كَانُ الْبَعْدُ مَدَادًا لَكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفَعَدَ الْبَعْدُ قَبْلَ أَنْ تُنْفَعَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ
جِبْتَنَا بِمِثْلِهِ مَكَادًا

(ترجمہ) فرمادیجئے اگر خدا تعالیٰ کے مدحیہ کلمات کے لئے دیا سیاہی بن جائیں تو
بلاشبہ خداوندی کلمات کے ختم ہونے سے پہلے سارے دریا ختم ہو جائیں گے۔ اگرچہ اس
کی مثل اور بھی سیاہیاں لائی جائیں۔

طرز استدلال۔ ذات قدیم کے لئے اوصاف کا قدیم اور غیر متناہی ہونا بھی ضروری ہے
پس اس بنا پر مخلوق کو خالق کا ہم پلہ تصور کرنا یقیناً شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔

استدلال ثانی۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ لَسْتَعِينُ

(ترجمہ) خاص تیری عبادت کرتے ہیں اور خاص کر تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔
قرآن مجید ذکر الہی ہے اور یہ جمیع ملائک اور جمیع مسلمان کے روز بان ہے سب کی
زبان پر اسی کا حکم ہے اور سب لوگ اس پر مامور ہیں۔

اہل تشیع کے عقیدے میں سیدنا علی مرتضیٰ

سب کچھ ہیں

اس کے ثبوت میں ہم سب سے پہلے حق الیقین ^{۳۸۹، ۳۸۸} کی عبارت نقل کریں گے بعد
ترجمہ لکھیں گے۔

منم صاحب جنتہا و برگشتہا و صاحب حکما و انتقام کشیدہا و دولت ہائے عجب و منم مانع
شلخے از آہن و منم ہندہ خدا و برادر رسول خدا منم امین خدا و خازن علم خدا و صندوق سر خدا و حجاب
خدا و بر خدا و مراہ خدا و میزان خدا و منم جمع کنندہ مردم بسوئے خدا و مایم اسمائے علئے خدا و
اشال علیائے خدا و آیات کبریٰ او و منم قسرت کنندہ بہشت و دوزخ ساکن می گردانیم
اہل بہشت و باختیار من است عذاب اہل جہنم و بازگشت خلق بسوئے من است و صاحب خلق

بامیں است و منم اذان گوئندہ در اعراف و منم کہ در نزد قرص آفتاب ظلمہ خواہم شد و منم دایستالارض
 و منم صاحب اعراف کہ موسیٰ و کافرا یکدیگر جدائی کنم و من امیر مومنان و بادشاہ متقیان و آیت
 سابقان و زبان سخن گوئیایں و آخر امصیائے پیغمبران و وارث انبیاء و خلیفہ خدا و صراط مستقیم
 پروردگار و ترازوئے عدالت در روز جزا و حجت خدا بر اہل آسمانہا و زمین ہا و ہر کہ مابین آسمانہا
 است و منم کہ خدا و حجت با او تمام کردہ است بر شما در ابتدائے خلق شما و منم گواہ خلألق و در روز
 جزا و منم کہ در نزد من است علم مرگہا و بلا ہا و حکم در میان خلق خدا و جدا کنندہ حق از باطل و مہربانم
 نسب ہائے مہوم ہا و بن پروردہ اند آیات و معجزات و کتاب ہائے پیغمبران و دامنم صاحب عصا
 و منم آنکہ خدا سحر من کردہ است ابر ہا و رعد ہا و برق و تاریکی و روشنائے و باد ہا و کوہ ہائے و دریا ہا
 و ستارہ ہائے آفتاب و ماہ را و منم فاروقی ایں است و منم بادی ایں است و منم کہ عدد ہر چیز را میدانم
 بآن علی کہ خدا من پروردہ است و بآن راز ہا کہ مخفی بہ پیغمبران وحی فرستادہ است و اُن راز ہا پنهان
 بہ پیغمبرش بن گفتم است و منم آنکہ خدا نام خود را بمن بخشیدہ است و کلمہ خود را حکمت خود را علم خود را
 بمن عطا کردہ است۔

(نوٹ) واضح رہے کہ ذیل میں اولاً ترجمہ کیا جائے گا۔ بعد اس پر مختصر تبصرہ کیا جائے گا۔
 ترجمہ ۱۔ سیدنا علیؑ نے فرمایا۔

میں قیامت سے پہلے زندہ ہو کر دنیا میں لوٹنے والا ہوں اور واپس جانے والا ہوں
 اور صاحب الاحکام اور انتقام لینے والا ہوں۔

(تبصرہ) واضح کیا جائے کہ بقول اہل تشیع جب خلفائے ثلاثہ نے خلافت غصب کر لی۔
 فلک نہ دیا۔ امیرؓ نے حضور علیہ السلام کو سامنے آکر سخت و سست کہا۔ سیدہ فاطمہؑ کو دھکے دیئے
 تو سیدنا علیؑ نے اس وقت انتقام لے کر حق و باطل کی وضاحت کیوں نہ کی۔ فرمایا یہاں حالات
 میں دعوے کی صداقت کے لئے آپ کے پاس کیا دلائل ہیں۔

(ترجمہ) میں لوہے کی شاع کی مثل ہوں۔

(تبصرہ) لوہے کی شلخ سے کیا مراد ہے تشدد یا کچھ اور۔ واضح کیا جائے۔

(ترجمہ) میں بندہ خدا ہوں رسول مقبول کا بھائی ہوں۔ خدا کا امین ہوں۔ علم خدا کا خازن ہوں۔ اسرار خداوندی کا صندوق ہوں۔ خدا کا پردہ ہوں۔ خدا کا چہرہ ہوں۔ خدا کا راستہ ہوں۔ خدا کا ترازو ہوں۔ خدا کی طرف سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہوں۔ خدا کے اسمائے حسنائے ہوں۔ خدا کی بلند مثالیں ہوں۔ آیات کبریٰ ہوں۔ بہشت و دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہوں۔ میرے اختیار میں ہے اہل جہنم کا عذاب، مخلوق کا حساب میرے ہاتھ ہے۔ اعراف میں قیامت کے دن انسان میں دو دل گا۔ میں ہی دو پہر میں ظاہر ہوں گا۔ میں صاحب اعراف ہوں کہ مومن و کافر کو ایک دوسرے سے جدا کرے گا۔ میں مومن کا امیر ہوں، متقیوں کا بادشاہ ہوں۔ سابقین کی نشانی ہوں۔

(تبصرہ) مذکورہ بالا دعاوی یقیناً ایک دوسرے سے متعارض ہیں۔ کیونکہ جو بندہ خدا ہو وہ نہ تو خدا ہو سکتا ہے اور نہ خدا کا چہرہ، جب خدا کے اسماء حسناء تو لازم آیا کہ صفاتی اسماء کا اطلاق بھی ان پر کیا جائے۔ یعنی سیدنا علی پر رحمن و رحیم خالق و مالک جبار و قہار احد اور حمد کا اطلاق بھی جائز ہوا جو کہ مراعتاً شرک ہے۔ نیز جب آپ خلیفہ امیر المومنین ٹھہرے تو حسب ذیل بیان دینے کی کیا وجہ ہے۔

اَنَا لَكُمْ وَزِيرٌ اَعْلٰی لَكُمْ مَنِيْ اَمِيْرًا (نجم البلاغہ)

(ترجمہ) میرا تمہارے لئے امیر ہونے سے وزیر ہونا بہتر ہے۔

(ترجمہ) میں بات کرنے والوں کی زبان پیغمبروں کے ادمیلے کا آخری ہوں۔ نبیوں کا وارث ہوں۔ خدا کا خلیفہ ہوں۔ پروردگار کی سیدی راہ ہوں۔ عدالت کا ترازو ہوں۔ اہالیان زمین و آسمان پر خدا کی محبت ہوں۔ قیامت کے دن مخلوقات کا گواہ ہوں۔ موت اور بیماریوں کا علم میرے پاس ہے۔ خلق خدا کے درمیان میں حکم ہوں۔ حق کو باطل سے جدا کرنے والا ہوں۔ لوگوں کے سلسلہ نسب کو میں جاننا ہوں۔ آیات و معجزات میرے پر ہیں۔

(تبصرہ) ان تمام حالات کے باوجود زندگی تقیہ میں گزار دی۔ سیدنا ابوبکرؓ نے جب ترمذیج سیدہ کا مشورہ دیا تو غمگدستی اور غربت ظاہر فرمائی۔ فیاً للعجب۔

(ترجمہ) پیغمبروں کی کتابیں میرے پاس ہیں۔

(تبصرہ) اور حالت یہ ہے کہ صحیح قرآن بھی آج تک ظاہر نہ ہو سکا۔ واللہ لا ترون ظاہراً (اصول کافی) خدا کی قسم اس قرآن کو آپ قیامت تک نہ دیکھ سکو گے۔

(ترجمہ) موسیٰ علیہ السلام کا عصا میرے پاس ہے۔ خدا تعالیٰ نے گرجتے ہوئے بادل اور کڑکتی ہوئی بجلیاں اور اندھیرے اور روشنیاں، ہوائیں اور پہاڑ دریا اور تارے سورج اور چاند سب کے سب میرے تابع کر دیئے ہیں۔

(تبصرہ) اور مقتدین کا دعویٰ یہ کہ ان کے حقوق پامال کر دیئے گئے۔

(ترجمہ) میں اس امت کا فاروق ہوں اور اس امت کا ہادی ہوں۔ میں چیز کی تعداد کو جانتا ہوں اس علم کے ذریعے سے جو کہ خدا نے میرے سپرد کیا ہے وہ اسرارِ حق بھی جانتا ہوں جو کہ خدا نے بذریعہ وحی حضور علیہ السلام کو بتلائے ہیں اور حضورؐ نے خفیہ طور پر مجھے بتلائے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنا نام مجھے بخشا ہوا ہے۔

(تبصرہ) چلو چٹھی ہوئی اللہ میاں بڑا خدا ٹھہرا تو سیدنا علیؓ چھوٹے خدا۔

(ترجمہ) خدا نے اپنا کلمہ اور اپنی حکمت مجھے عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنا علم مجھے عنایت فرمایا ہے۔

بحث متعلق عقیدہ رجعت

(تمہید) امامیہ حضرات کے مزمومہ ائمہ کی قسمت میں چونکہ نہ تو سلطنت و تمکنت تھی اور نہ سلطت و شوکت۔ اس لئے انہوں نے رجعت کا عقیدہ رائج کیا تاکہ مدت العمر تک سہارے کے

لئے کوئی وجہ نکل سکے۔

واقعہ ہے کہ مشرور شراست علم میں ایک متفقہ عقیدہ ہے جس کا کوئی بھی فرد مسلم انکار نہیں کر سکتا۔

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أَخْفِيهَا
إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَلَهَا
القارعة مما القارعة وما أدراك ما القارعة

جیسی سرسچی نصوص بتلا رہی ہیں کہ قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی۔ لیکن امامیہ حضرات نے اسی دنیا میں قیامت سے پہلے عقیدہ رجعت کو مشہور کیا ہوا ہے۔

کہ قیامت سے پہلے تمام انبیاء بھی اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور ان کے منکرین بھی۔ انہ کرام بھی زندہ ہوں گے اور ان کے معاندین بھی۔ انہ کرام کو شاہی ملے گی اور معاندین کو عذاب۔ بعض کو جلایا جائے گا اور بعض کو تہ تیغ کیا جائے گا۔ ذیل میں ان کے مزعومہ تعجیلات اور متوقعات ان کی اپنی کتابوں سے نکل جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عقیدہ رجعت اہل تشیع کا اجماعی عقیدہ ہے

ثبوت ۱۔ بد آنکہ از جملہ اجماعیات شیعہ بلکہ ضروریات مذہب حق فریضہ در اثبات رجعت است۔

ثبوت ۲۔ اکثر علمائے امامیہ دعویٰ اجماع بر حقیقت رجعت کردہ اندامند محمد ابن بابویہ (بحوالہ حق الیقین ص ۳۸۴ مطبع ایران)

در رسالہ اعتقادات و شیخ مفید و سید مرتضیٰ و سید ابن طاووس وغیرہ۔ ایساں ازا کا بر علمائے امامیہ ۱۲ (حق الیقین ص ۳۸۴)

توجہ ۳۔ اہل تشیع کے اکثر علمائے رجعت کے عقیدہ کی حقانیت پر اتفاق کیا ہے۔

اور ان علمدہ کے نام یہ ہیں۔
ابن بابویہ۔ شیخ مفید۔ سید مرتضیٰ۔ شیخ طبرسی۔ سید ابن طاووس اور ان کے علاوہ بڑے بڑے
علماء کا بھی اتفاق ہے۔

تمام پیغمبر زندہ کئے جائیں گے اور اگر لڑیں گے

ثبوت:۔ ہر پیغمبر کے خدا مبعوث گردانید است از آدم و ہر کہ بعد از دست حج
ایشان را میگویند بدنیا تا قتال و جہاد کنند در پیش روئے حضرت امیرؑ۔
(حق الیقین ص ۳۸۷ مطبوعہ ایران)۔

ترجمہ:۔ آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریمؐ تک سارے پیغمبر زندہ ہوں گے اور
سب کے سب ابام صاحب کے سامنے دشمنوں سے جہاد کریں گے۔

بنی اُمیہ کو سزا

ثبوت:۔ پس بنی اُمیہ را بکشد حتیٰ آنکہ از بنی اُمیہ مردمی خود را در پہلوئے درختی نہاں
کند درخت بسختن آید و فریاد کند کہ ایں مردے است از بنی اُمیہ و ایں جاپنہاں است اورا
بکشید۔ (حق الیقین ص ۳۸۷ مطبوعہ تہران)۔

ترجمہ:۔ سیدنا علیؑ رجعت کے زمانہ میں بنو اُمیہ کو قتل کریں گے۔ حتیٰ کہ ایک مرد درخت
کی آڑ میں چھپے گا۔ لیکن درخت پکارے گا میرے پاس ایک مرد ہے اسے قتل کر دو۔

صدیق ثا و فاروق کو سزا

ثبوت:۔ فرعون و ہامان یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ اور ان کے لشکر کو زندہ کر کے ان کو سزا
دی جائے گی۔ (حق الیقین ص ۳۹۳)۔

سیدہ عائشہؓ کو سزا

ثبوت ۱۔ حق الیقین سطر ۳۹۸ میں ہے، چون قائم ماکام ہوگا عاتشہؓ رازندہ کنند تا براد حد بزند و انتقام فاطمہؓ را از بکشد۔

ترجمہ۔ جب امام مہدیؑ ظاہر ہوں گے تو عائشہؓ صدیقہ کو زندہ کرے گا۔ تاکلاس پر حد مارے گا اور سیدہ فاطمہؓ والا بدلہ اس سے لے گا۔

ثبوت ۲۔ رجعت کے ایام میں جب امام مہدیؑ غار سے نکلیں گے تو ننگے بدن نکلیں گے اور فرشتے آسمان سے اتر کر ندا کریں گے کہ دیکھ لیجئے یہ آپ کا امام ہے (حق الیقین سطر ۳۹۸)۔
ثبوت ۳۔ حضور علیہ السلام اور سیدنا علیؑ زندہ امام مہدیؑ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ (حق الیقین سطر ۳۹۸)۔

ثبوت ۴۔ رجعت کے ایام میں اہل بیت سے حقوق منصب کرنے والوں کو درخت پر لٹکا کر نیچے آگ جلا کر ان کو جلایا جائے گا۔ اور ان کی خاکستر دیاؤں میں اڑادی جائے گی۔ (حق الیقین سطر ۴۱۵)۔

ثبوت ۵۔ اہل بیت پر ظلم کرنے والوں کو رات دن میں ہزار مرتبہ قتل کیا جائے گا پھر زندہ کیا جائے گا۔ پھر قتل کیا جائے گا۔ (حق الیقین)۔

عرض مؤلف

حضرات میں نے اہل تشیع کی معتبر کتاب حق الیقین مصنفہ ملا باقر مجلسی سے پورے دس حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ مگر یہ اور مخالفین اہل بیت ان کے نزدیک بغیر صحابہ کرامؓ کے اور کوئی نہیں۔ پس اب آپ ہی فیصلہ کریجئے کہ مذکورہ بالا عبارتوں میں صحابہ کرامؓ کی کتنی ہتک اور توہین کی گئی ہے۔ اب ذیل میں ان کے دلائل نقل کئے جاتے ہیں۔

اہل تشیع کی پہلی دلیل

(مندرجہ حق الیقین ص ۳۸۵)

لَيَوْمٍ نَّبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ يَكْذِبُ بِآيَاتِنَا
(ترجمہ) جس دن ہم ہر امت سے فوج اٹھائیں گے ان لوگوں سے جو ہماری آیات
کی تکذیب کرتے تھے۔

(جواب) اس آیت میں یوم سے یوم القیامت مراد ہے نہ اس آیت میں رجعت کا مطلب ہے
اور نہ اس سے رجعت کا مفہوم مستفاد ہوتا ہے۔

(جواب) یوم البعث سے ہی متبادر یوم القیامت معلوم ہوتا ہے اور یہی اس کا حقیقی
مفہوم ہے۔ حقیقی معنی سے انحراف تب تک ناجائز ہے جب تک حقیقت متعذر نہ ہو اور یہاں
تعذر ہی معدوم ہے تو لا محالہ روزِ حشر ہی مراد ہے۔

اہل تشیع کی دوسری دلیل

إِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

(ترجمہ) جب قیامت واقع ہونے لگے گی تو ہم زمین سے ایک دابہ نکالیں گے
جو کہ ان کے ساتھ مکملانی کرے گا۔ استدلال میں لکھا گیا ہے کہ اس دابۃ الارض سے مراد
سیدنا علی ہیں۔

(جواب) استدلال بلا تائید ہے اور سیدنا علی مرتضیٰؑ کو دابہ قرار دینا پرے دے دینے
کی حماقت ہے۔

(جواب) یہ آیت بھی لفظ رجعت نیز مفہوم رجعت سے خالی ہے۔ من ادعی
فعلیہ البیان۔

اہل تشیع کی تیسری دلیل

(مندرجہ حق الیقین ص ۳۸۹)

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأٰ ذٰلِكَ اِلٰى مَعٰجِدٍ

(ترجمہ) بلاشبہ جس نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ضرور آپ کو معاد کی طرف پھیرے گا۔

(جواب) اس آیت میں بھی معاد سے مراد قیامت ہے۔ رجعت کا تو نام و نشان ہی نہیں۔

اہل تشیع کی چوتھی دلیل

وَإِذَا أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ

(جواب) وعدہ ہو چکا ہر نبی اپنے زمانہ میں حضور کی رسالت کا پرچار کرتا گیا۔ نہ یہاں

رجعت کا اشارہ اور نہ اس کا تذکرہ، خدا تعالیٰ نے انبیاء سے گواہی لے لی اور اپنی گواہی کا اظہار کر کے ہر تصدیق ثبت کر دی۔

اہل تشیع کی پانچویں دلیل

(مندرجہ حق الیقین ص ۳۸۹)

وَلَنَذِيْقَنَّھُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ

(ترجمہ) اور ضرور ہم ان کو بڑے عذاب سے پہلے قریبی عذاب چکھائیں گے تاکہ وہ

رجوع کریں۔

(جواب) عذاب خداوندی کے تین وقت ہیں۔

۱۔ دنیا (۲) قبر (۳) قیامت

قیامت اور قبر اولینا محال ہے۔ کیونکہ وہاں رجوع مقصود ہے۔ رجعت میں بھی صرف

غناپ ہی غناپ ہوگا۔ کسی کی توبہ وہاں بھی مسوع نہ ہوگی۔ پس اس عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے تاکہ ان کو نصیحت آئے اور فرامین خداوندی کی تعمیل کریں ورنہ لعنہم یرجعون کی قید عبت ہے۔

اہل تشیع کی چھٹی دلیل

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ
(ترجمہ) بیشک ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کی دنیا اور روز قیامت
(جواب) رجعت کا ذکر تک نہیں۔ پس استدلال غلط رہا۔

اہل تشیع کی ساتویں دلیل

أَحْيَيْنَا الْمُتَنَبِّئِينَ وَأَمْتَنَا اثْنَتَيْنِ
(ترجمہ) قیامت کے دن لوگ کہیں گے یا اللہ ہمیں تو نے دو دفعہ زندہ کیا تھا اور دو دفعہ مرنے دی۔
(جواب) اس میں بھی رجعت کا ثبوت نہیں ملتا کیونکہ پہلی موت سے مراد زمانہ عدم ہے۔ بعد
حیات آئی بعد وفات آئی تو بعدہ زندگی ملے گی۔ اس کی تشریح دوسری آیت میں ملے گی۔
كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ مِمَّنْ كُنْتُمْ تَمُوتُونَ (ترجمہ) تم مردہ تھے پس خدا نے تم کو زندہ کیا
پھر تمہیں موت دے گا پھر زندہ کرے گا۔

بحث متعلق طینت

طینت مٹی کو کہتے ہیں۔ اہل تشیع کے نزدیک اس مسئلے کی حقیقت یہ ہے (۱) امام باقر
سے پوچھا گیا کہ شیعوں میں عام طور پر جو فسق و فجور کا ارتکاب اور ان کا اسلام سے نفرت پائی جاتی
ہے اس کا کیا سبب ہے امام صاحب نے فرمایا کہ یہ اس مٹی کا اثر ہے جو ابتدائے آفرینش میں

شیعوں کی مٹی کے ساتھ مل گئی تھی اس لئے جو شیعہ بدی کرتے ہیں وہ سنیوں کی گندی مٹی کی وجہ سے ہے اور جو سنی نیکیاں کرتے ہیں وہ شیعوں کی پاک مٹی کا اثر ہے۔ اللہ عادل ہے وہ قیامت کے دن شیعوں کی بدیاں سنیوں کو دے گا اور سنیوں کی نیکیاں شیعوں کو دے کر انہیں جنت میں اور انہیں دوزخ میں ڈال دے گا۔ یہ مضمون حسب ذیل کتب سے تلاش کریں (۱) تحفۃ العارفین مؤلفہ سیدامام حسین ص ۲۶-۲۹ (۲) ترجمہ مقبول پارہ ہفتم (۳) مرآۃ العقول شرح الافرد والافعال (۴) حیات القلوب۔

اہلسنت کی طرف سے قائدین طینت پر چند اعتراضات

اعتراض ۱۔ لا تَزِدْ دَارَنَا وَدَارَ الْآخَرَى۔

قرآن مجید کی آیت ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پس مسئلہ طینت کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو یقیناً اس آیت کا انکار لازم آتا ہے۔ جواب درکار ہے۔

اعتراض ۲۔ اہلسنت اہل تشیع کے نزدیک ایمان دار ہیں تو یہ غیر مسلم ہے جبکہ ان کے مقتدا اہل تشیع کے نزدیک فرعون و ہامان کا درجہ رکھتے ہیں اور اگر بے ایمان ہیں تو یقیناً ان کے عمل ناقابل قبول ہیں۔ پس مسئلہ طینت مرے ہی غلط ہے۔

اعتراض ۳۔ اعمال کا مدار ایمان پر ہوتا ہے۔ اعمال میں صالحیت ہی تب مقصود ہو سکتی ہے جب ایمان صحیح ہو تو پس جب اہل تشیع کے نزدیک ایمان کھوٹا ہے تو یقیناً اعمال غیر صالح رہیں گے۔ اور جب اعمال غیر صالح ہوئے تو انتقالِ ثواب بھی بھوٹ کا پلندہ تصور ہوگا۔

اعتراض ۴۔ رکے مونچھوں والا اور کچھا جلنے والا (والی مثل کیا صادق نہ آئے گی اگر مسئلہ طینت کو تسلیم کر لیا جائے۔

اعتراض ۵۔ اہل سنت اور اہل تشیع کی مٹی جب ایک دوسرے کی ٹیوں سے مل گئیں۔ فرمائیے پروردگار عالم اس وقت کہاں تشریف فرما تھے کیا خدا تعالیٰ پر العیاذ باللہ غفلت طاری تھی کہ ان کو پتہ بھی نہ چل سکا۔ کیا اس عقیدہ سے توہینِ علم اور توہینِ قدرت لازم نہیں آتی۔ جواب مطلوب ہے۔

بحث متعلق مسئلہ متعہ

یہ مسئلہ اہل تشیع اور اہلسنت کے درمیان مدت سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ قدامت اہل تشیع اس کے ضروری ہونے کے قائل ہیں اور جدید اس کے جواز کے بہر حال زمانہ حال میں اس کے مستحب ہونے میں کسی شیعہ کو کلام نہیں البتہ اس پر عمل کرنے یا کرانے سے پاکستانی امامیہ بظاہر کتراتے ہیں اور ایرانی حضرات اس پر فخر و مباہات کرتے نظر آتے ہیں۔ اہلسنت کے علماء دو گروہوں پر منقسم ہیں۔

ایک گروہ وہ ہے کہ جو اسلام میں متعہ کے رواج کے بھی منکر ہیں۔ اور احادیث کو نکاح موقت پر محمول کرتے ہیں۔

دوسرا وہ ہے جو کہتے ہیں کہ زمانہ رسالت میں بعض مجبور یوں کی بنا پر جائز قرار دیا گیا تھا لیکن پھر حضور علیہ السلام نے اسے قیامت تک حرام قرار دے دیا ہے۔ پس اس زمانہ میں متعہ کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سواؤلاً ہم اہل تشیع کی کتابوں سے متعہ کا تعارف کرائیں گے۔ ثانیاً ان کے نزدیک متعہ کے جو فضائل ہیں وہ درج کریں گے۔ ثالثاً ان کے استدلالات بیان کر کے ان کے جوابات نقل کریں گے رابعاً ان پر اہلسنت کی طرف سے متعدد اعتراضات عائد کریں گے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

مُتَع کا تعارف شیعہ کتب کی روشنی میں

- (۱) ایک عورت کسی مرد کو اس طرح کہہ دے کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے متع میں دیدیا اور کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ کو قبول کیا تو یہ مُتَع ہو گیا۔ (جامع عباسی ص ۱۳۵)
- (۲) لَيْسَ فِي الْمُتَعَةِ إِشْتِهَارٌ وَلَا إِعْلَانٌ۔ (تہذیب الاحکام) (ترجمہ) متع میں اشتہار اور اعلان نہیں ہوتا۔
- (۳) تَزَوَّجَ مِنْهُنَّ أَلْفًا كَأَنَّهُنَّ مَسْتَحَبَّاتٌ۔ (فروع کافی ج ۲ ص ۱۹۱ باب المتعہ) (ترجمہ) ہزار سے بھی آپ مُتَع کر لیں کیونکہ وہ شیعہ کی عورتیں ہیں۔
- (۴) مُتَع میں طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہے اور مرجائے تو ورثہ بھی نہیں۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۱۳۹)

خلاصۃ التعارف علی سبیل التعرض

جب مُتَع میں صرف باہمی گفتگو پر اکتفا ہے نہ اُمید وراثت ہے اور نہ ضرورت گواہ ہے جو ملے کر لیا جائے وہی روا ہے نہ عدت کا دھندلہ ہے اور نہ طلاق کی پرواہ ہے۔ اب آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ آخر یہ کیا بلا ہے۔ ارباب حل و عقد کے نزدیک یہ نکاح ہے۔

فضائل متع ماخوذ از کتب امامیہ

فقیہات۔ ان المؤمن لا یکمل حتی یتمتع (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۱۵۱) (ترجمہ) مومن اس وقت تک پورا ایماندار ہی نہیں بنتا جب تک مُتَع نہ کرے۔
تعریفیں۔ خدا جانے یہ حکم صرف مردوں تک محدود ہے یا صنف نازک کے لئے بھی یہی حکم ہے پھر صرف اُمت کے لئے ہے یا اہلسنت بھی شامل ہیں۔

فضیلت ۱۔ **مَنْ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ** (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۱۵۱)

(ترجمہ) کیا حضور علیہ السلام نے بھی تمتع کیا تھا فرمایا ہاں۔

تقریب ۱۔ حدیث کی شان رسالت کی۔

فضیلت ۲۔ **أَتَى غَفْرَتَ الْمُتَمَتِّعِينَ مِنْ أَمْتِكَ مِنَ النَّسَاءِ** (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۵۱)

(ترجمہ) خدا نے فرمایا بیشک میں نے تمتع کرنے والوں کو بخش دیا ہے۔

فضیلت ۳۔ **لَمْ يَكُنْهَا كَلِمَةً إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ بِهَا عَسْتَةً وَلَمْ يَكُنْ يَدًا**

إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَسْتَةً فَأَذَىٰ أَحَدِيْ مِنْهَا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ بِذَلِكَ فَإِذَا اغْتَسَلَ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ

بِقَدْرِ مَا قَرَعَ مِنَ الْمَاءِ عَلَى شَعْرَةٍ قُلْتُ بَعْدَ الشَّعْرَةِ قَالَ نَعَمْ بَعْدَ الشَّعْرِ - ۱۲

(من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۱۵۱)

(ترجمہ) ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا تمتع کرنے والا مرد جو کلمہ بھی عورت تمتع سے استعمال کرے

گا۔ خدا ہر کلمے کے عوض ایک نیکی لکھے گا۔ جب اس کی طرف ہاتھ پھیلانے کا خدا اس کے عوض

نیکی لکھے گا۔ پس جب اس سے مرتب کرے گا خدا اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ پس جب

نہانے کا اللہ تعالیٰ ہر بال پر جتنا پانی گزرے گا اس کے برابر خدا تعالیٰ گناہ بخش دے

گا۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا ہر بال کے امتلاز جو اب میں فرمایا ہاں بالوں کے انداز۔

فضیلت ۴۔ **أَيُّ مَرْجَةٍ تَمَتَّعَ كَرَنَ سَعْدًا كِي نَارًا فَنُكِيَ خَتَمَ - دَوْمَتُهُ تَمَتَّعَ كَرَنَ سَعْدًا**

كِي رِفَاقَتِ لَيْسَب - تَمِينَ مَرْجَةٍ تَمَتَّعَ كَرَنَ سَعْدًا كَرَمَ كَا سَاتِحِي بَنِي كَا -

(تفسیر منہاج القادین ص ۳۵۶)

فضیلت ۵۔ **مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً وَاحِدَةً دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْحَسَنِ وَمَنْ تَمَتَّعَ**

مَرَّتَيْنِ دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْعُسَيْنِ وَمَنْ تَمَتَّعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ

عَلِيِّ وَمَنْ تَمَتَّعَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ أَبِي تَالِبٍ (تفسیر منہاج القادین ص ۳۵۶)

(ترجمہ) روایت شیخ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو ایک دفعہ تمتع کرے اس کا

درجہ سیدنا حسنؑ کے درجے کی مثل ہے اور جو دو دفعہ متعہ کرے درجہ حشیش جتنا پائے اور جو چار دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ مثل درجہ رسول کریمؐ کے برابر ہے۔

(ف) ان روایات میں جتنا قدر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے متعلقین کی توہین و تذلیل کی گئی ہے۔ وہ ہر صاحب عقل و دانش کے سامنے عیاں ہے۔ عیاں ہلاچہ پیاں۔

اہل تشیع کے استدلالات اور ان کے جوابات

استدلال ۱۔ نَاَسْتَمْتِعُكُمْ بِمِنْهُمْ فَأَلُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ فَرِيضَةً۔

(ترجمہ) پس جب تم اپنی منکوحات سے فائدہ اٹھا لو تو ان کو ان کے مقرر کردہ نہ پر پورے ادا کرو۔

طرز استدلال ۱۔ آیت مذکورہ دو طریقوں سے قابل غور ہے۔

(۱) استمتع متعہ ہے اور یہی آیت دوسری قرأت میں اس طرح ہے فَمَا سْتَمْتِعْتُمْ بِمِنْهُمْ لَآئِ رَجُلٍ مَّسْقًى فَأَلُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ فَرِيضَةً یعنی جو کچھ تم نے ان سے میعاد مقررہ تک نفع اٹھایا ہے۔

(۲) أَجُورَهُنَّ کا لفظ بھی بتاتا ہے کہ یہ آیت اس عقد سے متعلق ہے جہاں اجرت مقرر کی جائے اور ظاہر ہے کہ بغیر متعہ کے اجرت مقرر نہیں کی جاتی۔

جواب ۱۔ استمتع سے مراد حقوق ازدواجیت بعد از نکاح ہے۔ متعہ نہ یہاں مراد ہے اور نہ مراد لیا جاسکتا ہے اس لئے کہ مِنْهُمْ میں جمع مؤنث کے ضمیر کا مرجع منکوحات ہیں۔ پس متعہ کا ذکر ہی نہ رہا۔

جواب ۲۔ موجودہ قرآن محقق اور مصدق ہے اس کے علاوہ جو لفظ نقل کیا گیا ہے وہ قرآن مجید میں نہیں۔ قرآن متواتر ہے۔ روایت شاذہ سے قرآن پر زیادتی کر کے مطلب کا بدلنا خلاف شرح ہے۔

جواب:۔ مفسرین کے نقل سے روایت کی صحت ثابت نہیں ہوتی۔ پس روایت کا غیر صحیح ہونا ہمارے دعوے کے لئے مزید تائید ہے۔

جواب:۔ اصول یہ ہے کہ حرمت اور حلت کے دونوں دلائل جب مساوی جمع ہوں تو حرمت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ چہ جائیکہ دلیل حرمت قوی ہے اور دلیل حلت ضعیف اور شاذ۔

جواب:۔ اُجُورُ هُنَّ سے مراد نہ صرف اجرت لینا بلکہ اجرت متعہ لینا مظاہرہ جہالت ہے۔ قرآن مجید میں اُجُورُ هُنَّ کے لفظ ملاحظہ فرمائیے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ اجور سے مراد مہریں ہیں یا نہ۔ پس جب اجور سے مراد مہریں تو آیت سے متعہ کے لئے استدلال ثابت نہ ہو سکا۔

(آیت) فَاَمْكُوهُنَّ بِاِذْنِ اٰهْلِهِنَّ وَ اَلْوَهْنِ اُجُورُ هُنَّ۔

(آیت) وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ تَكَفُّوهُنَّ اِذَا اَتَيْتُمُوهُنَّ اُجُورُ هُنَّ۔

(آیت) اِنَّا اَخْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الَّتِي اَتَيْتَ اُجُورُ هُنَّ۔

پس جس طرح ان تمام آیتوں میں لفظ اُجُورُ هُنَّ کا مذکور ہے۔ اور ان سے مہریں مراد ہیں۔ اسی طرح وہاں بھی اجور سے مراد مہریں ہیں۔ پس استدلال بباء منشور ہو گیا۔

جواب:۔ اس لئے بھی استدلال ناقابلِ توجہ ہے کہ قرآن مجید میں جس عقد کا ذکر ہے وہ عقد ہے جس میں جبار کے بعد پوری مہر ادا کرنی پڑے اور قبل از مقاربت نصف۔ اور متعہ میں تو تب اجرت لازم ہوتی ہے جبکہ مقاربت سے فارغ ہو جائے۔ نصف کا تو یہاں مسئلہ ہی نہیں۔ پس متعہ کا اس آیت سے قطعاً تعلق نہ رہے گا۔

استدلال:۔ عن عبد الله بن مسعود قال كنا نغزو مع

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ نَأْفُقُنَا إِلَّا لَنَسْتَخَصِمُنَّ فَنَهِنَا عَنْ ذَٰلِكَ وَ
رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْءَةَ بِالتَّوْبِ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا لَا تَحْزَمُوا أَهْلِيَّاتٍ مَا أَهَلَ اللَّهُ لَكُمْ - صحیحین

(ترجمہ) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ جنگ میں شریک
ہوئے۔ ہمارے پاس اپنی منکوحہ عورتیں موجود نہ تھیں تو ہم نے نضحی ہونے کی اجازت
چاہی تو آپؐ نے ہمیں عورت کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت فرمائی اُس کے بعد آپؐ نے
آیت پڑھ دی اس کی تائید میں کہ خدا کے محلات کو حرام نہ سمجھو۔

جواب ۱۔ حدیث میں متعہ کا لفظ نہیں۔ نکاح موقت کے شروع وقتی ہونے
سے ہمارا انکار نہیں ہے۔

جواب ۲۔ ابن مسعودؓ کی روایت نسخ کے سلسلے میں جب موجود ہے تو مذکور روایت
سے استدلال نامناسب رہا۔

روایت نسخ (عن ابن مسعود قال المتعة منسوخة نسغها الطلاق والصدقة
والعدت والميراث۔ (بیہقی ج ۲ ص ۱۱)

(ترجمہ) ابن مسعودؓ نے فرمایا متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور متعہ کو حکم طلاق عدت اور
میراث نے منسوخ کر دیا ہے۔

استدلال ۱۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ علت متعہ کے قائل تھے۔

جواب ۱۔ غلط ہے ابن عباسؓ سے چند ضعیف روایتیں اضطرابی صورت کے
لئے مروی ہیں لیکن صحیح روایت میں ابن عباسؓ سے حرمت متعہ کی روایت موجود ہے۔

(۱) عن ابن عباس قال إنما كانت المتعة في أول الإسلام كان يقوم بالبلاة
ليس له بها معرفة في تزوج المرأة بقدر ما يرى أن يقيم بها في حفظ له متاعه
وتصلح له شيبته حتى إذا أنزلت الآية الأعلى اندأجهم وأما ملكة إيمانهم

قال ابن عباس كل فرج ماسواهما حرام۔ (جامع ترمذی ص۔)
 (ترجمہ) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تمتعہ اول اسلام میں جائز تھا۔ ایک ناواقف شہر میں
 جاتا تھا تو وہاں کسی عورت سے نکاح موقت کر لیتا تھا وہ عورت اس کے سامان کی
 حفاظت کرتی تھی۔ لیکن جب آیت الاعلیٰ انذاجہم اذما ملکت ایمانہم
 نازل ہوئی تو تمتعہ حرام ہو گیا۔

ابن عباسؓ کی دوسری شہادت

تنویر المقیاس فی تفسیر ابن عباسؓ میں ہے۔ ویقال ان تبغوا باموالکم
 فروجہن وہی المتعة وقد نسخت الان محصنین متزوجین غیر
 مسافعین غیر زانیین بلا نکاح فما استمتعتم استنفعتم بہ منہن بعد
 النکاح فالوہن اجورہن مہودہن۔

بطرز استدلال دیکھئے نہ استمتعتم سے مراد سیدنا ابن عباسؓ نے متعہ لیا ہے
 اور نہ اجور سے مراد اجرت بلکہ اپنی تفسیر میں واضح کر دیا ہے کہ یہاں نکاح کا تذکرہ ہے۔
 رہا تمتعہ وہ منسوخ ہو چکا ہے۔

استدلال ۱۔ عن سیرۃ ابن معبد الجہنی قال اذن لنا رسول اللہ
 صلعم عام فتح مکة فی متعة النساء فخرجت انا ورجل ثقی استمتع
 منها۔ (رد فاع مسلم)

(ترجمہ) سیرۃ ابن معبد جہنی کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے ہمیں اجازت
 دی تھی متعۃ النساء میں جس میں اور ایک اور شخص نکلے پس میں نے متعہ کیا۔

جواب ۱۔ اسی حدیث کے آخری لفظ غور سے دیکھ لئے جائیں تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے
 آخری الفاظ یہ ہیں حتیٰ حترمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ) حتیٰ کہ حضور علیہ السلام نے

منعہ کو حرام کر دیا۔

استدلال ۱۔ سلمہ بن الاکوع کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے منعۃ النساء کی اجازت فرمائی تھی۔

جواب ۱۔ دورِ اول میں جواز کے ہم منکر نہیں لیکن مسلم شریف اور مسند احمد میں اسی سلمہ بن الاکوع کی روایت حرمت منعہ پر موجود ہے۔ اسی طرح شرح معانی الآثار طحاوی باب المنعہ میں بھی روایت حرمت موجود ہے۔

استدلال ۲۔ متعتان کانتا علی عهد رسول اللہ صلعم وانا انہی عنہا۔

(ترجمہ) دو منعہ حضور کے زمانہ میں تھے لیکن میں ان سے منع کرتا ہوں۔

جواب ۱۔ یہ روایت ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ نیز یہ عبارت صحیح احادیث سے متعارض ہے۔ مسلم شریف میں صحیح موجود ہے کہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمُتْعَةَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم پر منعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے۔

پس جب حضور علیہ السلام نے حرمت تابیدی کا حکم فرمادیا تو حرمت کی نسبت سبذناظر کی طرف کرنا یقیناً خلاف واقع ہے۔

مغالطہ ۱۔ تقریر مغالطہ متفقہ کی نسخ کے متعلق چونکہ روایتیں متحدہ نہیں اس لئے یہ غلط غیر قابل سماعت ہے۔

جواب ۱۔ منعہ بحالت اضطرار جائز ٹھہرا بعدہ حرمت کا اعلان کیا گیا تعدد وجوہ کے پیش نظر تعدد حرمت کا اعلان قطعاً نازیبا نہیں۔ پس اس بنا پر حرمت سے انکار کرنا قطعاً غلط ہے۔

جواب ۲۔ روایتیں متعدد ہیں کہیں غزوہ اوطاس کا ذکر ہے کہیں فتح مکہ کا۔ لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ غزوہ اوطاس فتح مکہ سے واپسی پر ہوا۔ نسائی میں جنین میں حرمت

کا اعلان کتابت کی غلطی ہے۔ پس بہر حال متعہ حرام ہے اور قیامت تک حرام رہے گا۔
 مغالطہ ۱۔ مکرار نسخ واقعہ کے ضعف کو مستلزم ہے۔
 جواب ۱۔ فرمائیے تحویل قبلہ کے متعلق کیا خیال ہے۔

عرض مؤلف

ان دلائل کے پیش نظر جتنے دلائل اہل تشیع بیان کرتے ہیں وہ بعض تو قبل از نسخ پر
 محمول ہیں اور بعض سے مراد متعہ الحج ہے جس طرح حضرت اسماء بنت عیس کی روایت بیان کی
 جاتی ہے کہ وہ فرماتی ہیں ہم حضور کے زمانہ میں متعہ کرتی تھیں اور حوالہ تفسیر مظہری کا دیا جاتا ہے
 چنانچہ میں نے جب تفسیر مظہری میں اس مقام کو دیکھا تو اس میں طحاوی اور نسائی کا حوالہ دیا گیا
 ہے لیکن جب طحاوی اور نسائی میں تلاش کیا تو یہ حدیث نہ ملی اور اگر کہیں مل بھی جائے
 تو وہ یقیناً متعہ الحج پر محمول ہے۔

الہنت کی طرف سے چند اعتراضات

پہلا اعتراض ۱۔ قرآن مجید میں ہے اهل لکم ما دراءکم ان یتنخوا با ما لکم
 محصنین غیر مصافعین۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ماؤں بہنوں وغیرہ کے علاوہ تمہارے
 لئے حلال ہیں کہ اپنے مال خرچ کر کے طلب کرو تو تزویج کے طور پر نہ کہ شہوت زانی کے
 طریقے پر۔

اس آیت میں مصافحت سے منع کیا گیا ہے اور احسان کی تلقین کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ
 متعہ بجز احسان میں نہیں ہے جیسا کہ ملا باقر مجلسی رسالہ متعہ میں رقمطراز ہیں اگر بکھاج متعہ داشتہ
 باشد موجب احسان نیست، جواب دیجئے۔

دومرا اعتراض ۱۔ قد افلح المؤمنون الی قولہ تعالیٰ فمن ابتغی وراء ذالک

فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ط

اس آیت میں ایمانداروں کے لئے فوز و فلاح کا اعلان کیا گیا ہے۔ نیز ایمانداروں کی صفاتیں بھی بیان کی گئی ہیں ایمانداروں کے اوصاف میں حقوق ازدواجیت کے لئے منکوحہ عورتوں اور لونڈیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ طلب کرنے والوں کو حدود شرع سے نکلنے والا بتایا گیا ہے تو کیا اس میں صراحتہ متعہ بازوں کو خلاف شرع نہیں بتایا گیا۔ جواب درکار ہے۔ ^{پیشتر اعتراض} متعہ افضل ہے یا نکاح ان کے مابین وجہ افضلیت پر طبع آزمائی فرمائیے۔ ^{پسٹر اعتراض} اگر متعہ افضل ہے تو اس کی تائید میں کسی امام کی صحیح روایت پیش کیجئے اور اگر نکاح افضل ہے تو اس کے اس قدر فضائل کیوں منقول نہیں۔

پانچواں اعتراض:- قرآن مجید میں ہے فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةٌ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔

(ترجمہ) پس اگر تم کو عدم انصاف کے اندیشہ کا خوف دامن گیر ہو تو ایک عورت پر اکتفا کرو یا لونڈیوں پر۔

مذکورہ آیت میں منکوحہ کے علاوہ لونڈیوں کا ذکر ہے اگر دین میں متعہ کا بھی کوئی مقام تھا تو خدا تعالیٰ نے ذکر کیوں نہیں فرمایا۔

^{پیشتر اعتراض} وَمَنْ لَمْ يَسْطِيعِ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَا تِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ۔

(ترجمہ) اور جو شخص پاک دامن مومنات کے نکاح کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس وہ مومنہ لونڈیوں سے نکاح کر لے۔ راستے صرف دو ہیں نکاح المؤمنات یا نکاح الامائد۔ اس کے علاوہ متعہ اگر ضروری یا جائز تھا تو خدا تعالیٰ نے کیوں ذکر نہیں فرمایا۔

ساتواں اعتراض:- حضرت علیؑ سے مروی ہے آپ نے فرمایا:-

قال حزم رسول الله لم يحرم المحار الا لهيئة ما النكاح المتعة واستبصا باب المتعة

(ترجمہ) فرمایا رسول خدا نے کہ عسوں کے گوشت اور متعہ والے نکاح کو حرام فرمایا تھا۔
اعترضوا اعترضوا عن الفضل قال سمعت ابا عبد الله يقول في المتعة دعوها الا يستي
 احدكم ان يري في الموضع العورة فيعدل ذلك على صالحي اخوانه واصحابه (فروع کا ذخیرہ) ۱۹۳
 (ترجمہ) الفضل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر سے سنا تھا آپ نے متعہ کے
 بارے میں فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیا تم میں سے کسی کو حیا نہیں آتا کہ بیگانہ عورت کا وجود دیکھ کر اپنے نیک
 بھائیوں کے سامنے اس کا ذکر کرنے بیٹھ جائے۔

پس اگر متعہ جائز تھا تو آپ نے اسے منع کیوں فرمایا۔
 اس کے علاوہ فقہ الرضا باب النکاح میں علامہ حلی نے اور تحفۃ المؤمنین میں اور کتاب المحاسن البرقی
 میں بھی حرمت متعہ کی روایتیں حضرت علیؑ کی زبان اقدس سے موجود ہیں۔
نواں اعترض اعترضوا عن الفضل ان المتعہ شیعہ مذہب میں جائز ہے تو صاحب مجالس المؤمنین نے مجلس
 دوم میں یوں کیوں لکھا ہے

”اگر متعہ واجب بود سے امام برحق چرا التفات بنکاح و طلاق فرمودے ۱۶“
 (ترجمہ) اگر متعہ جائز ہوتا تو امام حسنؑ کیوں نکاح و طلاق کی طرف توجہ فرماتے۔

بحث متعلق تقیہ

تقیہ امامیہ کے مذہب کی جان ہے یہی وجہ ہے کہ وہ سب ائمہ کو اس کا عامل تصور کرتے ہیں
 اہلسنت کے نزدیک بوقت اضطرار تقیہ کا وہی حکم ہے جو الا ما اضطررتمہ میں لحم خنزیر کا حکم ہے
 یعنی جواز وقت اضطرار۔

چونکہ امامیہ حضرات کے مذہب کا مدار ہی تقیہ پر ہے لہذا ہم اولاً تقیہ اور توریہ کے درمیان
 ۱۰ بہ الاتیاز فرق واضح کریں گے اور اس پر اہل تشیع کی معتبر کتابوں سے دلائل بیان کریں گے۔

ثانیاً ان کی کتب سے تقیہ کے فضائل کا ذکر کریں گے۔ ثالثاً اہل تشیع کے استدلالات نقل کریں گے اور ان کے جوابات درج کریں گے۔ رابعاً اہلسنت کی طرف سے قارئین تقیہ پر چند اعتراضات کریں گے۔ وَبِیْكَ اللَّهُ اَزْمَةُ التَّوْقِیْقِ

(تقیہ) خوف کی وجہ سے دین و مذہب کو چھپانا اور اس کے ظاہر نہ کرنے کو کہتے ہیں۔
(توریہ) ذو معنی کلام کو کہتے ہیں۔ جس سے بچاؤ بھی ہو جائے اور اگر سو جائے تو فی الواقع کلام صادق بھی ہو۔

نوٹ ۱۔ تقیہ کا مفہوم ہمارے نزدیک اور ہے اور اہل تشیع کے نزدیک اور۔
(۱) اہل تشیع کے نزدیک دین کے لئے جو تقیہ میں ہیں لیکن اہلسنت کے نزدیک ایسا نہیں ہے
(۲) اہل تشیع کے نزدیک جو تقیہ نہ کرے وہ بے ایمان ہے لیکن ہمارے نزدیک تارک تقیہ ایمان دار ہے۔

(۳) اہل تشیع کے نزدیک تقیہ کے لئے اضطراب شرط نہیں جس طرح بڑھم یوسف علیہ السلام کو کسی کا خوف نہ تھا اور نہ مضطرب تھا اور ہمارے نزدیک اضطراب شرط ہے۔ (اصول کافی)
(۴) اہل تشیع کے نزدیک جس نے تقیہ نہ کیا اور موت کو ترجیح دے دی وہ بے ایمان ہو کر مرا لیکن ہمارے نزدیک وہ شہید ہو کر فوت ہوا۔ اس لئے کہ اس نے جان کو ایمان پر قربان کر دیا۔ (نور الانوار نہ بحث القربہ)

(۵) اہل تشیع کے نزدیک تقیہ ہر خاص و عام کے لئے ضروری ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ اجازت عوام کے لئے نہیں۔

(۶) اہل تشیع کے نزدیک تقیہ واجب ہے لیکن ہمارے نزدیک درجہ جواز میں ہے جس کا کرنا نہ کرنا برابر ہے۔

(۷) اہل تشیع کے نزدیک بصورت تقیہ ہجرت کی ضرورت ہے۔

حقیقتِ تقیہ پر چند شواہد

ملا باقر مجلسی نے مدۃ العقول شرح الفروع والاصول ج ۲ ص ۱۹۵ میں تقیہ کی تعریف ان
ان لفظوں سے کی ہے۔

پہلا شاہد۔ **ہی الایعتقاد بالحق قلباً أو العمل بالحکم الاصلی سراً و اظہاراً**
خلاف کل منہما علانیتہ۔

(ترجمہ) قلب میں حق کا اعتقاد رکھے خفیہ حکم اصلی پر عمل کرتا ہے لیکن لوگوں کے روبرو
نہ عقیدہ ظاہر کرے اور نہ عمل صریح۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ تقیہ میں ظاہری طور پر ذرہ بھر بھی صداقت کا نہیں ہوتا۔

دوسرا شاہد۔ امام جعفر صادق کی روایت اصول باب التقیہ میں موجود ہے ص ۱۹۵
الحسنۃ التقیۃ الاذاعۃ۔ (ترجمہ) نیکی تقیہ کرنا ہے اور برائی حق کو ظاہر کرنا ہے (حاشیہ مدۃ العقول)

تیسرا شاہد۔ **لَا اَنْ اَحْثَا الْخَلْقَ فِي كُلِّ عَصْرِ لَمَّا كَانُوا مِنْ اَبْدِ الْبَدَلِ شَرَعاً**
اِنَّهُ التَّقِيَّةُ فِي الْاَقْوَالِ وَالْاَفْعَالِ وَالسَّكُوتِ عَنِ الْحَقِّ لِخُلُوصِ عِبَادِهِ عِنْدَ
الْخَوْفِ لِيَحْفَظَ نَفْسَهُمْ وَوَلَدَهُمْ وَاعْرَاضَهُمْ وَامْوَالَهُمْ۔

چوتھا شاہد۔ **التَّقِيَّةُ تَبِيحُ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى اِظْهَارِ طِمَّةِ الْكُفْرِ وَلَوْ شَرَكَا**
اِثْمَ۔ (مدۃ العقول ص ۱۹۶)

(ترجمہ) تقیہ ہر چیز کو جائز کر لیتا ہے حتیٰ کہ کلمۃ کفر کے اظہار کو بھی۔ اگر تقیہ ترک کر گیا گنہگار ہوگا۔

عرضِ مؤلف

تقیہ اور اس کے مورد استعمال اور وجوہ تقیہ کا تعارف ہو چکا۔ اب آپ ہی غور کیجئے کہ
جھوٹ اور تقیہ میں کیا فرق ہے۔

تقیہ کے فضائل

اصول کافی کے باب التقیہ میں سب ذیل فضائل مندرج ہیں:-

(۱) التَّقِيَّةُ جُلَّةُ الْمُؤْمِنِ (ترجمہ) تقیہ مومن کی کمال ہے۔

(۲) التَّقِيَّةُ مِنْ دِينِي وَدِينِ آبَائِي (ترجمہ) تقیہ میرے اور میرے باپ داداؤں کے دین سے ہے۔

(۳) لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ (ترجمہ) جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔

یہ سب حوالہ جات آپکو اصول کافی پر حاشیہ مرتبہ العقول کے صفحہ ۱۹۵ و ۱۹۶ میں ملیں گے۔

توریہ کی تشریح

فہرست النجاة ج ۲ میں ہے توریہ وہ کلام ہے جو دو معنی رکھتا ہو۔ معنی ظاہر تو فاطمہ کے سمجھنے کے لئے رکھا جائے اور متکلم دوسرے معنی کا قصد کرے تاکہ اس کی بات بھوٹی بھی نہ ہو اور آفت سے بھی رہائی ہو جائے۔ ضرورت کے وقت توریہ صحابہ کرامؓ اور سلف سے بھی منقول ہے۔

نوٹ:- فہرست النجاة اہل تشیع کی تصنیف ہے۔

وجوب تقیہ پر اہل تشیع کے دلائل

پہلا استدلال:- اَلَا اِنَّ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تَقَتَهُ دَعَارِي مَعَ الْفِتَنِ مَثَلًا مِّنْ هَٰذَا

الحسن التَّقِيَّةُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (منقول از فہرست النجاة)

(ترجمہ) مگر یہ کہ ڈر جاؤ ان سے ڈرنا۔ کہا حضرت حسنؑ نے تقیہ قیامت تک جاری ہے گا۔

جواب:- تقیہ کے وجوب پر مذکورہ دلیل دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ الاحرف استثناء کا

ہے اور یہ اضطراری حالت پر محمول ہے اور اضطراری کیفیت میں ہم بھی اسی طرح جواز کے

جواب ۱۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اگر تفتیہ باز ہوتے تو ان کو آگ میں جانا نہ پڑتا۔ چیتے میں مخالفین تو حید کا ان کو ڈال دینا بتاتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اعلا کلمۃ اللہ میں کبھی بھی تفتیہ نہیں کیا تھا۔

جواب ۲۔ قرآن مجید میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق حسب ذیل لقب بیان کیا گیا ہے
وَالَّذِي كُنَّا نَقُولُ اِنْ كُنْتَ اٰمِنًا
(ترجمہ) اگر تُو ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کر دیتے بلاشبہ وہ سچا نبی تھا۔

پس جن کو قرآن مجید میں سچا کہا گیا ہو اس کے خلاف اگر حدیث میں آجائے تو وہ حدیث یقیناً قابل قبول نہ ہوگی۔ بلکہ حدیث کے مفہوم کی حقیقی تاویل یوں کی جائے گی کہ یہ واقعات مخاطبین کی حیثیت سے کذب کہے جاسکتے ہیں۔ فی الحقیقت کوئی بھی بھوٹ نہیں اور اس کی مثال قرآن مجید میں موجود ہے۔

جس طرح قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کو عالم الغیب کہا گیا ہے۔ حالانکہ خدا کے نزدیک کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں ہے اور جو کچھ بھی مخفی ہے وہ مخاطبین کی حیثیت سے ہے۔

(بحث متعلق اِنِّیْ سَقِیْتُ) یہ اس وقت حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ جبکہ قوم نے آپ کو ایک میلے پر جانے کے لئے مجبور کیا تو آپ نے فرمایا میں بیمار ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ بیمار کو ہی بیماری کی خبر ہوتی ہے۔ اس بیان پر آپ کے متعلق یہ کہنا کہ بیمار نہیں تھے قول نبوت کی تکذیب ہے۔

اور اگر حدیث کا لحاظ کیا جائے تو مطلب یوں بنتا ہے کہ میں تمہارے نزدیک بیمار ہوں۔
(بحث متعلق هٰذَا اُنْحَقِیْ) یہ آپ نے اس وقت فرمایا۔ جب کہ ایک جابر بادشاہ کے سامنے گئے اور ظاہر ہے کہ ہر مسلمان عورت مرد کی بحیثیت اسلام اور ابن آدم ہونے کے ہیں ہی ہوتی ہے۔

(بحث متعلق بل فعلہ کبیر ہم هٰذَا) آپ نے پہلے فرمادیا تھا۔

لَا كَيْدَانَ أَصْنَا مَكْمُ ضرور میں تمہارے بتوں سے کوئی تجویز کروں گا۔ اب جبکہ ستیاناس کر دیا تو یہ شان نبوت کے خلاف ہے کہ وہ اپنے کئے کا برعکس عام انکار کرتے پس مطلب یہ ہوا کہ جب قوم نے یہ استفسار کیا (اے ابراہیم کیا آپ نے ہمارے بتوں سے ایسا کیا ہے) تو فرمایا بَلْ فَعَلَهُ بَلْ كَمَا كَرِهَ، یعنی انکار نہیں کیا۔ قرآن میں یہاں وقت بھی موجود ہے۔ اور آگے فرمایا لِيُؤْثِرَهُمْ هَذَا بڑا انکار یہ ہے جس کے کدے پر کلبھاڑا تھا۔ ان سے دریافت کرو اگر یہ بول سکتے ہوں، اور اگر حدیث کا لحاظ کیا جائے تو مطلب یہ بنے گا۔ ان خداؤں کے بڑے نے کیا ہے۔ انہوں نے تو بڑا وہی سمجھا جس کے کدے پر کلبھاڑا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑا وہ تصور کیا جو رب اکبر ہے۔

راہل تشیع کے امام پرا تہام (احوال کافی میں ایتھما القیر کہنے کی نسبت حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ من ادعی فلیعہ البیان۔

عرضہ مؤلف

تقیہ تب متحقق ہوگا جب صاحب ایمان سے حق دریافت کیا جائے اور وہ جان کے خوف سے حق کا اظہار نہ کرے۔ اگر صاحب نبوت نے ہی ابتدا سے انحقا کا حکم دیا ہو اور ان اسرار غفیبہ کے عدم اظہار سے دین کو نقصان بھی نہ پہنچتا ہو تو اسے تقیہ کہنا خلاف تحقیق ہے اس تقریر سے صاحب فلک النجا کے سب مغالطوں کی تردید ہو گئی۔ فافہم ترشد

قائلین وحبوب تقیہ پر الہست کی طرف سے چند اعتراضات

پہلا اعتراض :- فرمایے انبیاء و رسل کی بعثت کی علت غائی کیا ہے۔ اعلاء کلمۃ اللہ یا اخفاء۔ اگر اخفاء ہے تو رسل رسل کا کیا فائدہ اور اگر اعلاء ہے تو تقیہ باطل۔

دوسرا اعتراض :- يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ حُضُورِ عَلِيهِ السَّلَام

تبلیغ قرآن پر مامور تھے، پس فرمائیے کہ آپ قرآن کی تبلیغ کرتے تھے یا نہ اگر نہیں کرتے تھے تو نبی نہ رہے جبکہ نبوت کا معنی ہی خبر دینا ہے اور اگر ساکت و صامت رہتے تھے تو عامل بالقرآن نہ رہے۔

تیسرا اعتراض ۱۔ اگر تقیہ جو دین ہے تو حضرت خلیل علیہ السلام کو آگ میں کیوں ڈالا گیا کیا ان پر تقیہ واجب نہیں تھا۔

چوتھا اعتراض ۱۔ اگر تقیہ ضروری تھا تو حضور علیہ السلام کو طائف میں پہنچا دیا کیوں ہونا پڑا کیا وہ تقیہ کی اہمیت سے ناواقف تھے۔

پانچواں اعتراض ۱۔ سینا علی مرتضیٰ نے سیدہ عائشہ کے مقابلہ میں تلوار نبیام سے نکال فرمائیے تقیہ پر عمل کیوں نہ کیا۔

چھٹا اعتراض ۱۔ اگر تقیہ ضروری تھا تو سیدنا حسینؑ نے میدانِ کربلا میں اسے ترک کیوں کیا اور اہل و عیال کو تقیہ کر کے بچا کیوں نہ لیا۔

ساتواں اعتراض ۱۔ قرآن مجید میں ہے لَعْنُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّهُمْ مَرِيضٌ كَذَّابُونَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ - ۱۲

(ترجمہ) بنی اسرائیل میں سے منکرین پر خدا کی لعنت کی گئی ہے اس لئے کہ وہ گناہ کرتے تھے اور حدودِ شریعت کو توڑتے تھے۔ ارتکابِ معصیت کا مطلب یہ ہے کہ بُرے کام جو بھی کرتا تھا اسے روکتے نہیں تھے۔ البتہ بُرے کام کرتے تھے۔ ۱۲ فرمائیے کیا جواب ہے۔

آٹھواں اعتراض ۱۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ)

(ترجمہ) تم بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کے لئے نغزۂ طہر کی گئی تمہارے پروردگار میں سے ایک امر بالمعروف ہے دوسرا نہی عن المنکر۔ دریافت طلب امور یہ ہے کہ جب غیر اہمیت کے اوصاف

میں سے اعلانِ حق اور برائیوں سے روک تھام ہوا تو ائمہ کرام اہل تشیع کی نگاہوں میں کیسے رہے جبکہ انہوں نے تقیہ کر کے اعلانِ حق اور نبی عن المنکر نہ کیا۔

لَوْ اَنَّ اَعْتَرَا ضًا ۱۔ وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (قرآن کریم)

رتجھیں تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے۔ شریعت کا حکم دے اور برائیوں سے روکے، اگر یہ آیت صداقت پر مبنی ہے تو ائمہ کرام نے اس پر عمل نہ فرمایا۔

وَسَوَاءٌ اَعْتَرَا ضًا ۲۔ اصول کافی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے سیدنا علی مرتضیٰ کو ایک ٹہر غنایت فرمائی اور وہ مہر رفتہ تمام ائمہ کے پاس آتی رہی۔ جب اسے توڑا گیا تو اس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

حَدَّثَ النَّاسَ وَافْتَعَهُمُ وَالْشَّرُّ عَلُوْمٌ اَهْلِ بَيْتِكَ۔

رتجھیں لوگوں کے سامنے حق بیان کیجئے اور انہیں فتویٰ دیجئے اور اہلبیت کے علوم کی نشر و اشاعت فرمائیے۔! اب جواب طلب امر یہ ہے کہ اگر دین کی اشاعت کا حکم ہے تو تقیہ کیسا اور اگر تقیہ ضروری ٹھہرے تو مہر میں ہدایت کیسے۔

گیارہواں اعتراض ۱۔ احتجاج طبرسی ص ۱۰۰ غزوات حیدری ص ۱۰۰ میں ہے کہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب تحفِ خلافت پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جلوسہ افروز ہوئے تو معاذ اللہ سیدنا علی نے اپنی بیوی کو گدھے پر سوار کر کے مدینہ کی سڑکیں پھرایا اور ہمارے انصار کے دروازے پر بطور شکایت لے گئے۔ فرمائیے تقیہ کی اہمیت

کہ ہر گئی

بارہواں اعتراض ۱۔ اگر ائمہ کرام کے متعلق یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انہوں نے تقیہ کر کے ایام بسر کئے اور بقول اہل تشیع صحابہ کرام ایمان سے خالی ہو گئے تو فرمائیے اس زمانہ تک اسلام دنیا

ہیں یا نہ، نیز سیدنا علی مرتضیٰ نے بھی ان پر تبرک کیا یا نہ، ان کی ارسال کردہ لعنت صحابہ کرام تک بالعموم یا بالخصوص پہنچتی ہے یا نہ، ان مباحث ثلاثہ کو ہم نہر واریان کریں گے۔

بحث استحقاق یا عدم استحقاق

ہمارا دعوئی ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ و انصار اور ان کے تبعین باحسان میں سے کوئی بھی لعنت کا مستحق نہیں۔

ذیل میں اس دعوے کے لئے چند استدلالات تحریر کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔
استدلال ۱۔ فَاَعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (ترجمہ) پس ان صحابہؓ سے درگزر فرمائیے اور ان کے لئے طلب مغفرت فرمائیے اور ان سے کاروبار میں مشورہ طلب فرمائیے۔

طریقہ استدلال ۲۔ پروردگار عالم نے صحابہ کرامؓ کی لغزشوں سے درگزر کرنے کا حضور علیہ السلام کو مکلف بنایا اور حضور کو ان کے لئے طلب مغفرت پر مامور فرمایا۔ نیز ان سے مشاورت کرنے پر بھی مجبور کیا۔

اب آپ ہی فرمائیے کہ جن کے قلوب کی تالیف خدا نے قدوس کو منظور ہے ان سے اظہار برادرت کہاں تک عقل کے مطابق ہے۔

استدلال ۳۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ (پ)

(ترجمہ) اے محمد مصطفیٰؐ ان لوگوں کو (جو کہ صبح شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں) اللہ کی رضا کے پیش نظر اپنے سے دور نہ فرمائیے۔ اور اپنی آنکھیں ان سے متجاوز نہ کیجئے۔

طرز استدلال ۱۔ مذکورہ آیت میں حضور علیہ السلام کو صحابہ کرام کے ساتھ بیوستہ رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ صرف اتصال پر بس نہیں بلکہ آپ کو ان سے نگاہ متجاوز کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ فرمائیے جن کے قرب مراتب کی یہ شان ہو ان پر تہیز کر کے تیر پھینکا کہاں کا انصاف ہے۔

استدلال ۳۔ فَتَطْرَدُهُمْ فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ (پ)
(ترجمہ) اگر آپ نے صحابہ کرام کو اپنے سے جدا کر دیا تو انبیاء و ائمہ ظالموں کی طرح بن جائیں گے۔
طرز استدلال ۱۔ یہ تہدید و تحویف اور زبرد تو لیں اس لئے ہے تاکہ صحابہ کرام کی رفعت شان اور قد و منزلت مسلمانوں کے سامنے واضح ہو جائے پس جس طرح حضور علیہ السلام کا ظالم ہونا محال ہے اسی طرح حضورؐ سے صحابہ کرام کا جدا ہونا بھی محال ہے۔ پس تہیز ایسے حضرات سے کرنا یقیناً خلاف قرآن ہے۔

استدلال ۴۔ یَوْمَ يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ۔
(ترجمہ) قیامت کے دن خدا تعالیٰ سرور کائنات اور آپ کے ساتھیوں کو ذلیل کر دے گا۔
طرز استدلال ۱۔ روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ صحابہ کرام کے قریب ذات و رسوائی بیشک بھی نہیں سکتی اور ذلت لعنت کا دوسرا مفہوم ہے۔

استدلال ۵۔ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةٍ عِنْدَ اللَّهِ۔
(ترجمہ) صحابہ کرام خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بڑے مرتبے والے ہیں۔
طرز استدلال ۱۔ مرتبہ عظمیٰ تک لعنت کی رسائی قطعاً ممکن ہے۔
استدلال ۶۔ أُولَئِكَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَلَوْ بِهِمْ لَتُفَوِّدَهُمُ الْغُفْرَانُ وَلَئِنَّكُمْ لَفِيكُمْ۔
(ترجمہ) صحابہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کی پرہیزگاری کا امتحان خدا نے لیا اور رزق میں مغفرت اور رزق کریم کا اعلان فرمایا۔

طرز استدلال ۷۔ مَغْفُورٌ مَرْحُومٌ مَلْعُونٌ نَحْسٌ مَلْعُونٌ ہوتے اور جو ملعون ہوتے ہیں وہ مغفور و مرحوم نہیں ہوتے۔

کیا سیدنا علیؑ نے تبرہ کیا؟

(۱) تبرہ تو کیا بلکہ ان کو اپنا بھائی کہا۔ (منہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۳۹ منقول از اہلسنت پاکٹ بک حصہ اول)

(۲) اظہارِ نفرت تو کیا بلکہ ان کو بے مثل کہا (منہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۹)

(۳) لعنت تو کیا بلکہ ان کو مرجع السلیمین فرمایا عامل بالسنتہ فرمایا (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۹)

(۴) بھادج کا نکاح کر دیا اور اپنے بھائیوں سے ترجیح فرمائی (حق الیقین ص ۱۲)

(۵) دربارِ فاروقی میں مفتوحہ لڑائی کو قبول کیا۔ (احوال کافی ص ۳۹۶ مطبع نجف اشرف بر حاشیہ مرتبہ العقول)

(۶) صدیق اکبرؑ کے ہاتھ بیعت کی۔ (احتجاج طبرسی ص ۵۳)

(۷) فاروق اعظمؓ کے ساتھ اپنی صاحبزادی کا نکاح فرمایا (دفعہ کافی ج ۲ ص ۳۱۲، اصفیٰ بن برخہ مطبوعہ نیکشور)

(۸) سیدنا عثمانؓ کو عالم اور معانی فرمایا (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۸۴ مطبوعہ الاستقامہ مصر)

(۹) سیدنا عثمانؓ کے دروازے پر جا کر ان کی تعریف فرمائی۔ (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۸۴)

(۱۰) سیدنا عثمانؓ کے داماد بنی ہوئے کا اقرار کیا۔ (منہج البلاغہ ج ۱ ص ۱)

(۱۱) سیدنا عثمانؓ کی پہرہ داری کے لئے حسینؑ کو بھیجا۔ (حاشیہ منہج البلاغہ ج ۱ ص ۱)

(۱۲) سیدنا صدیق اکبرؑ کے پیچھے مدتِ عمر تک نمازیں ادا کیں۔ (احتجاج طبرسی ص ۱ مطبوعہ تہران)

(۱۳) بعد از انتقام جنگِ امیر معاویہؓ کی تعریف فرمائی۔ (منہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۲۶)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ سیدنا علیؑ صحابہ کرامؓ سے محبت رکھتے تھے۔ اب مدعیانِ محبت علیؑ

کو چاہیے کہ اپنے بناوٹی مذہب کو چھوڑ کر تبرہ سے توبہ کر کے سیدنا علیؑ کی پوری اتباع و اطاعت کریں۔

کیا صدیقؑ و فاروقؓ تلک لعنت پہنچتی ہے یا نہ ؟

استدلال :- مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى (رب،

دوسری اسی زمین سے میں نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو دوبارہ لوٹاؤں گا اور اسی سے تم کو دوسری دفعہ نکالوں گا۔

طرز استدلال :- ترجمہ مقبول کے حاشیہ پر مسطور ہے کہ لفظ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے کہ وہ اس مٹی میں سے جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سی لے آئے، چنانچہ وہ فرشتہ لاکر لفظ میں ملا دیتا ہے اور اس شخص کا دل اس مٹی کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے جب تک اس میں دفن نہ ہو جائے۔ اس سے حسب ذیل فوائد معلوم ہوئے۔

(۱) روضہ اقدس کی مٹی سے ہی شیخین کی مٹی کا خیر ہے (۲) روضہ مقدس رحمۃ للعالمین کا مقام ہے جہاں لعنت کا گور نہیں (۳) وہاں کی مٹی بھی مرحوم آدمی کے واسطے بھی مرحوم۔

استدلال :- قال التبی صلی اللہ علیہ وسلم ما بین یتى ومنبرى روضة من ریاض الجنة۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ مطبوعہ تہران)

(ترجمہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ باغ بہشت سے ایک معزز باغ ہے۔

طرز استدلال :- چلو چھی ہوئی جب ان کا مستقر ہی بہشت ٹھہر تو یہاں لعنت کا گند بھی نہیں ہو سکتا۔

استدلال :- درمیان قبر و منبر است از باغائے بہشت۔ (جلاء المیون مطبوعہ تہران ۱۵۸۸)

طرز استدلال واضح ہے۔ عیاں را چہ بیاں۔

استدلال :- اِنَّ اللَّعْنَةَ اِذَا اَخْرَجَتْ مِنْ فِیْ صَاحِبِهَا تَرَدَّتْ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِنْ وَجَدَتْ مَسَاغًا وَّ اِلَّا رَجَعَتْ عَلٰی صَاحِبِهَا۔ (اسود کللی حاشیہ مرقۃ المفصل مطبوعہ نجف اشرف ۲۵۹۶)

(ترجمہ) بیشک لعنت جب لعنت کرنے والے کے منہ سے نکلتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیان گھومتی ہے پس اگر کوئی مقام اسے مل جاتا ہے تو ٹھہر جاتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے کے چہرے پر واپس لوٹتی ہے۔

طرز استدلال :- روضہ مقدس کے اندر بھی رحمت ہے اور باہر بھی رحمت ہے کیونکہ اندر تو رحمتہ للعالمین آرام فرما ہیں اور باہر رحمت کے فرشتوں کا اندہام ہے۔ اب لعنت کو وہاں جانے دیتا کوئی نہیں۔ پس

آپ ہی فرمائیے کہ یہ لوثی ہے تو کہاں۔ اعاذ باللہ منها۔
 رہا تو لا تو وہ محبت کا ترجمان ہے لیکن انہیں لفظوں سے عقائد میں شہرت کسی کو بھی نہیں۔

عرض مؤلف

حضرات اہل تشیع کے عقائد کے سلسلے میں مباحث اجمالی طور پر ختم ہو چکے ہیں اب ذیل میں
 وضو نماز کے مختلف فیہ مسائل پر اظہارِ خیال کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

بحث متعلق غسل الرجلین!!

اہلسنت وضو میں پاؤں کے دھونے کو فرض سمجھتے ہیں اور اہل تشیع مسح کو لیکن عملی طور پر سب
 سے پہلے وہ پاؤں کو دھو لیتے ہیں اور سب اعضاء دھو لینے کے بعد پھر پاؤں پر مسح کر لیتے ہیں۔
 بحمد اللہ اہلسنت کے دلائل حسب دستور سابق قوی اور مستحکم ہیں۔

نوٹ: انشاء اللہ ہم اس مسئلے کو نہایت سادگی سے تحریر کریں گے۔
 استدلال: ۱۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ
 وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے اٹھو تو لوہیں منہ کو دھوؤ اور ہاتھوں کو دھوؤ
 کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور پاؤں کو دھوؤ ٹخنوں تک۔

طرز استدلال: مذکورہ آیت میں امر کے دو صیغے ذکر کئے گئے ہیں ایک فَاغْسِلُوا ہے
 دوسرا وَامْسَحُوا ہے ان دونوں صیغوں کے یکے بعد دیگرے چار جمع کے صیغے لائے گئے ہیں
 وَجُوهَكُمْ ۝ أَيْدِيَكُمْ ۝ بِرُءُوسِكُمْ ۝ أَرْجُلَكُمْ ان چاروں میں سے تین صیغے منصوب لائے گئے ہیں
 اور ایک خبریہ منصوب صیغے پر ہیں وَجُوهَكُمْ ۝ أَيْدِيَكُمْ ۝ أَرْجُلَكُمْ اور خبریہ صیغہ صرف ایک ہے

اور وہ بِرُّسُكُم ہے پس بِرُّسُكُم کا تعلق مسح سے ہے اور باقی تین صیغوں کا تعلق فَاغْسِلُوا سے ہے یعنی اَرْبَعًا مَنصُوب کا عطف وَجُوهُكُمْ دَائِدِيكُمْ مَنصُوب صیغوں پر ہے پس جس طرح مناد اور ہاتھوں کو دھونا فرض ہے اسی طرح پاؤں کو دھونا بھی فرض ہے۔

نوٹ: مَنصُوب سے مراد زبرد اسے صیغے ہیں اور مجرور سے مراد زیر والے صیغے ہیں۔
استدلال ۱۲: مذکورہ آیت میں جو دھونے کے لائق اعضا ہیں ان کے رفع ضربہ کیلئے حدود مقرر کئے گئے ہیں یعنی ہاتھوں کو کنھوں تک دھونا ضروری نہیں کہنیوں تک دھونا ضروری ہے، اسی طرح پاؤں زانوں تک دھونا ضروری نہیں ٹخنوں تک دھونا ضروری ہے۔ پس معلوم ہوا اگر ان کا دھونا ہی فرض ہے اگر مسح فرض ہوتا تو ان کے حدود بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

استدلال ۱۳: موجودہ آیت میں متفقہ قرأت کے پیش نظر اَرْبَعًا مَنصُوب ہونا ہی پاؤں دھونے کے لئے کافی اور دانی دلیل ہے غیر متکوہ قرأت کا لفظ اس قرأت سے نہ مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ مخالفت لہذا متواترہ قرأت کے مطابق دھونا ہی ثابت ہوتا ہے۔

استدلال ۱۴: مذہب الہنت کے مطابق غسل الرجلین کے سلسلے میں پوری احتیاط پر عمل کرنا ہے جس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں رہتا اور اگر مسح پر اکتفا کیا جائے تو بر تقدیر صحت مسح پھر بھی لوط نہیں رہے گا کیونکہ غسل تو مسح کو متضمن ہے لیکن مسح غسل کو متضمن نہیں پس اس میں مذہب الہنت کے مطابق عمل کرنا ہی ضروری ہے۔

استدلال ۱۵: روی العیاشی عن علی بن ابی حمزہ قال سالت ابا ابراہیم عن القدامین فقال تفصلان غسلًا۔ (بحوالہ تحفہ اشاعرہ ۵۳۔ منقول از کتب اہل تشیع)
(ترجمہ: عیاشی نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو ابراہیم سے قدیمین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا کہ ان کو دو صیغے بجا آئے۔

استدلال ۱۶: روی محمد بن النعمان عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا لَسِيتَ مَسَمَ رَأْسِكَ حَتَّى تَفْصَلَ رَجْلَيْكَ فَاَمْسَحْ رَأْسَكَ ثُمَّ اغْسِلْ رَجْلَيْكَ۔ (بحوالہ تحفہ اشاعرہ ۵۳)

(ترجمہ) ابو بصیر شیعہ راوی نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی کہ صاحب نے فرمایا جب تو سر کا مسح بھول جائے حتیٰ کہ پاؤں کو دھو بیٹھے تو پھر مسح کر کے پھر پاؤں دھولینا۔ استدلال مک۔ اَمَّا فِي الْمَسْحِ فَلَانَ الْفَصْلِ اَوَّلِيْ مِنْهُ (مسند العقول ج ۲ ص ۱۹۴) (ترجمہ) بہر حال مسح کے سلسلے میں تقیہ کرنا اس لئے جائز ہے کہ پاؤں کا دھونا مسح سے افضل ہے اور اعلیٰ ہے۔

استدلال ۱۔ ومن غلغ و غسل رجليه فلا انكار عليه والفضل والتمسح (مسند العقول ج ۲ ص ۱۹۴) (ترجمہ) جو شخص منہ سے آثار کر پاؤں دھو لے اس پر شرع کی طرف سے کوئی انکار نہیں اور پاؤں کا دھونا افضل ہے۔

اہل تشیع کے چند مغالطے اور ان کے جوابات

مغالطہ ۱۔ تیمم وضو کا نائب ہے۔ وضو میں ہاتھ اور منہ دھوئے جاتے ہیں سر کا مسح کیا جاتا ہے سر کا مسح تیمم میں گر گیا لیکن ہاتھوں اور منہ پر تیمم کیا جاتا ہے پس اگر پاؤں کا دھونا بھی وضو میں فرض ہوتا تو یقیناً تیمم میں پاؤں پر مسح کیا جاتا۔

جواب ۱۔ تیمم صرف وضو کا خلیفہ ہے غسل کا بھی ہے پس اگر جملہ مغسولات کے قائم مقام تیمم کا مسح ہوتا تو غسل کے قائم مقام سارے بدن کا مسح ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تیمم کا مسح مغسولات کے قائم مقام کہنا خود ساختہ قیاس آرائی ہے۔

مغالطہ ۲۔ آیت مذکورہ میں دو صیغے امر کے لائے گئے ہیں ایک فاعسوا ہے اور دوسرا فامسحوا ہے پس جس طرح فاعسوا کے تحت دو جمع کے صیغے لائے گئے ہیں اسی طرح فامسحوا کے تحت بھی دو صیغے لائے گئے ہیں پس قرآنی ذوق بتاتا ہے کہ منہ اور ہاتھوں کو تو دھونا چاہیے اور سر اور پاؤں کا مسح کرنا چاہیے تاکہ قرآنی ترتیب میں فرق دلانے پائے۔

جواب ۱۔ یہ تقریر بظاہر جتنا ہی دلکش کیوں نہ ہو لیکن حقیقت کے قطعاً خلاف ہے کیونکہ

قرآن مجید میں جہاں بھی غسل کا استعمال کیا گیا ہو اور وہاں ان مغسولات کا بیان ہو جن کی تحدید میں ابہام ہو تو وہاں حد و کا بیان ضرور کیا گیا ہے۔ لیکن قرآن میں جہاں مسح کا ذکر کیا گیا ہے وہاں لفظ الی کے ساتھ حد بندی نہیں کی گئی۔ پس الی الکعبین کے ساتھ حد بندی کرنا بتاتا ہے کہ پاؤں کو دھونا ہی فرض ہے مسح کرنا فرض نہیں۔

اب ذیل میں وہ آیتیں تحریر کی جاتی ہیں جن میں مسح کر کے کا ذکر ہے لیکن تحدید موجود نہیں۔
(۱) فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ (مائہ)
(۲) نَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ (نہار)
جواب ۱۔ فامسحوا بوجہکم ویدیکم رؤس اور ارجل کو متصل و طیفہ تمہم میں عدم مسح کے پیش نظر اشترک فی العمل کی حیثیت سے لایا گیا ہے۔ فتاویٰ

مغالطہ ۱۔ اہلسنت کی کتابوں میں جب مسح ارجلین کی حدیثیں موجود ہیں تو انکار کیا۔
جواب ۱۔ وضو دو قسم کا ہے ایک لغوی دوسرا شرعی۔ شرعی وضو میں تو پاؤں کا دھونا فرض ہے اور وہ رفع حدیث کیلئے کیا جاتا ہے اور وضو لغوی وہ ہوتا ہے جو وضو علی الوضوء کیا جائے یا کھانا کھانے کے بعد کیا جائے ایسے وضو میں پاؤں کا دھونا فرض نہیں ہے۔

مغالطہ ۲۔ جب حضرت ابن عباسؓ اور انسؓ بن مالک مسح ارجلین کے قائل ہیں تو اہلسنت کو انکار کیوں ہے۔

جواب ۱۔ ان حضرات کی طرف مسح ارجلین کی نسبت غلط ہے۔ چنانچہ علامہ سید محمود الہوسی نے تفسیر روح المعانی ج ۵ ص ۱۱۱ میں لکھا ہے۔ وما یزعمہ الامامیۃ من نسبتہ للمسح الی ابن عباس و انس بن مالک وغیرہما فکذب مفتری علیہما فان احداً منهم ما روی عنہ بطریق صحیح انہ یجوز المسح۔

(ترجمہ) اہل تشیع نے اپنے گمان کے مطابق جو کہ مسح کی نسبت ابن عباسؓ اور انسؓ بن مالک کی طرف سے کی ہے یہ سراسر جھوٹ ہے انرا یہاں میں سے کسی سے بھی صحیح طریقے سے روایت موجود نہیں ہے کہ کسی نے مسح ارجلین کو جائز رکھا ہو۔

مقالہ ۱۰ - اہلسنت خدا جانے کب تک اپنے رہبروں کی روایتوں کو چھوڑتے رہیں گے
جبکہ ابوالعامیہ عکرمہ اور شعبی سے مسئلہ جلیں کا جواز منقول ہے -

جواب - تفسیر روح المعانی صفحہ ۶۹ میں ہے ونسبتہ جواز المسح الی الی العامیہ و
عکرمہ والشعبی نور و دہقان -

ترجمہ - ابوالعامیہ عکرمہ اور شعبی کی طرف سے مسح جلیں کے جواز کی نسبت کراچوتہ اور بہتان ہے -

غسل رجليں کے سلسلے میں کتب اہلسنت کے چند مفید روایتیں

(۱) قَدْ قَالَ عَطَاءٌ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ -

ترجمہ - عطاء نے فرمایا نہ کہ میں نہیں جانتا کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ میں سے کسی نے
قدموں پر مسح کیا ہو - (روح المعانی ص ۷۸)

(۲) سیدنا علی مرتضیٰ کے متعلق منقول ہے کہ ثمرہ غسل رجلہ الیٰ رجلہ ثلاثاً ورجلہ الشمال
ثلاثاً ثم قال من سہ ان یعلم وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فهو ہذا -

ترجمہ - پس سیدنا علی مرتضیٰ نے دایاں پاؤں تین مرتبہ اور دایاں پاؤں تین مرتبہ دھو کر فرمایا جس
کو حضور علیہ السلام کا وضو دیکھنا ہو تو وہ اس وضو کو دیکھ لے -

یہ حدیث ان کتابوں میں ملے گی!

- (۱) نصب الرایۃ سنہ مولانا حافظ جمال الدین زبیدی کتاب الطہارت ج ۱ ص ۲۱ مطبوعہ مصر
- (۲) البدایہ وخریفات باب منعة الوضوء ص ۱۸ - (۳) سنن نسائی شریف باب غسل الوضوء ص ۲۴
- (۴) جامع ترمذی شریف باب وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف کان (۵) سنن ابن ماجہ شریف باب ما جاء فی مسح الارض (۶) دارقطنی ص ۲۲ و اسنادہ صالح ابن ماجہ ص ۲۵ البدایہ وخریفات نیز تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۵ مصری میں ہے
- وفی الصحیحین عن عبد اللہ بن عمرو قال تغلّت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفرۃ

سَافَرْنَا فَأَدْرَكْنَا وَقَدْ أَرَهَقَتْنَا الصَّلَاةُ صَلَاةُ النَّصْرِ وَتَعْنُ تَوَضُّعًا فَجَعَلْنَا نَسْمُحُ
عَلَى أَرْجُلِنَا فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِمْ أَسْبِقُوا لَوْصُورِ دَوِيلٍ لِلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ -

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہم سے فرمایا بیچھو رہ گئے ایک سفر میں جو کہ ہم سفر کر چکے تھے پس حضور بھی تشریف لے آئے اور صلوٰۃ پھر میں دیر ہو رہی تھی ہم نے وضو کیا تو پاؤں پر مسح کر لیا حضور علیہ السلام نے دیکھ کر بلند آواز سے فرمایا وضو کو پورا کرو۔ جہنم کی آگ ہے ان ایڑیوں کے لئے جن کو پانی نہیں لگا یعنی پانی سے ان کو دھویا نہیں گیا۔

نیز اسی تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۷ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا نانا حج کے برابر پاؤں میں سے کچھ ٹکڑا دھونے سے رہ گیا ہے تو آپ نے فرمایا جلیے دوبارہ دھو کیجئے۔ واضح رہے کہ یہ حدیث مسک شریف، بیہقی شریف اور مسند احمد میں صحیح روایت کے ساتھ موجود ہے بہر حال اہلسنت کو چاہیے کہ مسح رجلین کو ترک کر کے غسل پر عمل کریں اور مفت کی نمازیں ضائع نہ کریں۔

بحث متعلق کلیہ ولایت و رافدان

موجودہ دور کے امامی حضرات اپنی اذاتوں میں توحید و رسالت کی شہادت کے بعد اَشْہَدُ
اَنْ عَلَیْہَا دَلِیْلُ اللّٰہِ امیر المؤمنین امام المتقین وصی رسول اللّٰہ خلیفۃً بلا فصل کہتے ہیں
اور اہلسنت حضرات نہیں کہتے۔ اب ذیل میں ہم اس کے متعلق دلائل و براہین کے پیش نظر اپنے
خیالات کا اظہار کریں گے۔

(۱) قرآن مجید میں ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقَعُوا مُوَابِقِينَ** اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ رَجُلًا
اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسول کے حکم سے آگے تجاوز نہ کرو۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ سبقت بلا دلیل اذعان فی الدین ہے جو قطعاً ناجائز ہے پس اہل تشیع یا تو مذکورہ بالا عبارت حضور کے وقت کی اذان میں ثابت کریں یا پھر ترک کر دیں۔

(۲) مَا كَانَ لِلْمُؤْمِنَةِ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَاتُ -

(ترجمہ) کسی ایماندار مرد اور عورت کے لئے خدا اور رسول کے فیصلہ شدہ امر میں اختیار کا کوئی حق نہیں۔ جب معاملہ ایسے ہے تو اب اس اذان سے انحراف کر کے اپنی اذان بنانا اسلام کے کس اصول کے موافق ہے۔

(۳) سیدنا علیؑ کی ولایت مسلم بن الفریقین ہے لیکن صرف ولایت کا اعلان کو نسا کمال ہے آپ صرف ولی ہی نہیں رئیس الاولیاء ہیں ایسی ہستی کو صرف لفظ ولی کا مستحق تصور کرنا نئے خلاف منسوبہ بندی ہے جبکہ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ میں سے اولیاء کی کثرت مستفاد ہو رہی ہے۔

(۴) امیر المؤمنین کا اعلان بھی خلاف واقع ہے کیونکہ جب اہل تشیع کے نزدیک اس زمانہ کی امامت امارت امام مہدی کے سپرد ہے تو چاہیے کہ امام زمانہ کے نام کا اعلان کیا جاتا جیسا کہ کلمہ میں اس نبی کا ذکر کیا جاتا ہے جس کا زمانہ ہوتا ہے اگرچہ اُن سے پہلے اولوالعزم پیغمبر کیوں نہ گزر چکے ہوں۔

(۵) واجعلناللمتقين اماما کی درخواست کی تلقین نے واضح کر دیا کہ یقیناً بھی صرف آپ سے خصوصیت نہیں رکھتا۔ جس کا برسر منبر علی سبیل الاتیاز اعلان کیا جاسکے۔

(۶) وصی رسول اللہ جس حدیث میں وارد ہوا ہے اس کی تحقیق بحوالہ قرۃ العینین اہلسنت پاکٹ بک حصہ دوم میں آچکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۷) خلیفۃ بلا فصل کا اعلان دو وجہ سے خلاف واقع اور ناجائز ہے ایک تو یہ کہ چونکہ خلیفۃ بلا فصل ہونا سیدنا علیؑ کو نصیب نہیں ہوا لہذا اس کا اعلان باعث مضحکہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اذان میں ولایت و امامت کے اعلان کی ایجاد مذہب اثنا عشریہ کے بانیان سے ثابت نہیں ہوئی اس کے متعلق خود ہی فیصلہ فرمائیں۔

اہلسنت کی اذان کا ثبوت

ثبوت علیہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ حکموا الذان فقال

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ - اشہد ان لا الہ الا اللہ - اشہد ان محمدًا رسول اللہ - اشہد ان محمدًا رسول اللہ - حتی علی الصلوۃ - حتی علی الصلوۃ - حتی علی الفلاح - حتی علی الفلاح - حتی علی غیر العمل - اللہ اکبر اللہ اکبر - لا الہ الا اللہ - والاقامۃ کذاک ولا یأس ان ینال فی صلوۃ الغداۃ علی حی علی غیر العمل - الصلوۃ خیر من التوم مَرَّتَینِ لِلتَّقِیۃِ (من لا یحضرہ الفقیہ مسئلہ باب الاذان والاقامۃ) (ترجمہ) ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اذان وہی ہے جو کہ اہلسنت کے یہاں ہے صرف حی علی غیر العمل زیادہ پڑھ لینا چاہیے اور تہنیت الصلوۃ خیر من التوم بھی پڑھ لینا چاہیے۔ نوٹ :- چونکہ مذکورہ روایت ہماری سند سے ثابت نہیں ہے اس لئے ہمارے نزدیک قابل حجت نہیں البتہ الزاماً علی الخصم پیش کی جاسکتی ہے۔

تاہید مزید :- قال مصنف هذا الكتاب هذا هو الاذان الصحيح لا يزيد ولا ينقص منه اس كتاب كے مصنف نے فرمایا ہے کہ یہ صحیح اذان ہے نہ اس سے زیادہ اور نہ کم (مفوضہ گروہ پر اثنا عشری فتویٰ) وَالْمُفَوَّضَةُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ قَدْ وَضَعُوا أَخْبَاراً وَزَادُوا فِي الْأَذَانِ مُحَمَّدٌ وَالْحَمْدُ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ مَرَّتَيْنِ وَفِي بَعْضٍ رَوَاتِهِمْ بَعْدَ أَشْهَدَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدَ أَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ وَمِنْهُمْ مَنْ رَوَى بِدَلِّ ذَلِكَ أَشْهَدَ أَنَّ عَلِيًّا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا مَرَّتَيْنِ وَلَا شَكَّ فِي أَنَّ عَلِيًّا وَلِيَّ اللَّهِ وَأَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا وَأَنَّ مُحَمَّدًا وَالْحَمْدُ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ عَلَيْهِمُ صَلَوةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وَلَكِنْ لَيْسَ ذَلِكَ فِي أَصْلِ الْأَذَانِ وَإِنَّمَا ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِيُحَرَّفَ بِهِ هَذِهِ الزِّيَادَةُ الْمُتَهَمُونَ بِالتَّفْوِيضِ - (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۹۳)

(ترجمہ) مفوضہ گروہ پر خدا لعنت کرے انہوں نے ایسی حدیثیں بنالی ہیں اور اذان میں محمد اور آل محمد خیر البریۃ کو دو مرتبہ زیادہ کر دیا ہے۔ اور بعض روایتوں میں انہوں نے علیاً ولی اللہ کو بھی زیادہ کر دیا ہے اور ان کے گروہ میں سے بعض نے اس کے قائم مقام

ان علیاً امیر المؤمنین بڑھا دیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؑ ولی اللہ بھی ہیں اور امیر المؤمنین بھی اور حضورؐ اور آپؐ کی آل خیر البریت بھی ہے لیکن یہ الفاظ اذان میں داخل نہیں اور میں نے اس لئے ذکر کر دیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ ان لوگوں کے بڑھائے ہوئے الفاظ ہیں جن کو مفوضہ کہا جاتا ہے۔

مفوضہ گروہ کا تعارف۔ المفوضۃ هم الذین فوضوا الامر من التعلیل والتصریم للی البقی وعلی وقالوا ان الله تعالى لم یضرم شیئاً ولم یحئل۔
(حاشیہ من لا یحفرہ الفقیہ ص ۹۳)

(ترجمہ) مفوضہ گروہ وہ ہے جنہوں نے حلال حرام کو حضور علیہ السلام اور سیدنا علیؑ کے سپرد کیا ہوا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ خدا نے کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کیا۔

مفوضہ گروہ کے متعلق امام رضا کا فتوے

وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرَّضَا بْنِ ذَرِّمٍ الْغَلَاةِ وَالْمُفَوَّضَةِ وَتَكْفِيرَهُمْ وَتَضْلِيلَهُمْ وَأَبْرَأَهُ مِنْهُمْ وَمَنْ وَالَاهُمْ۔ (احتجاج طبرسی ص ۴۳)
(ترجمہ) امام رضا سے روایت ہے کہ غلاۃ اور مفوضہ برے ہیں کافر ہیں، گمراہ ہیں ان سے اور ان کے دوستوں سے برائت کی جائے۔

مفوضہ گروہ کے متعلق امام ائمہ کرام کا فتوے

وَكَذَاكَ رَوَى عَنْ آبَائِهِ وَأَبْنَائِهِ فِي حَقِّهِمْ وَالْأُمَرَاءُ بَعَثَهُمْ وَالْبُسْرَاءُ مِنْهُمْ وَاشَاعَ عَالِهِمْ وَالْكَشَفُ عَنْ سُوءِ اعْتِقَادِهِمْ كَيْلًا يَغْتَرِبُ بِمَقَالَتِهِمْ ضَعْفًا الشَّيْعَةَ وَلَا يَعْتَقِدُ مَنْ خَالَفَ هَذِهِ الطَّائِفَةَ أَنَّ الشَّيْعَةَ إِلَّا مَائِيَّةً يَأْسِرُهُمْ عَلَى ذَلِكَ۔ (احتجاج طبرسی ص ۴۳)

(ترجمہ) امام رضا کے آباد رہنے سے موقوفہ کے حق میں اسی طرح منقول ہے اور حکم کیا گیا ہے کہ ان پر لعنت کی جائے اور ان سے اظہارِ بیزاری کیا جائے اور ان کے حالات کی اشاعت کی جائے اور ان کے برے اعتقادوں کو دنیا کے سامنے کھول دیا جائے تاکہ ان کے اقوال سے ضعیف شیعہ دھوکہ نہ کھالیں اور جو اس گروہ کا مخالف ہے وہ امامیہ شیعوں کے متعلق یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہ بھی ان میں سے ہیں۔

(فتہ) مذکورہ بالا عبارتوں سے ثابت ہوا کہ اذان میں سیدنا علیؑ کے متعلق انقب کا ذکر اور اس کی ایجاد اثناعشریہ مذہب میں ثابت نہیں اور جس مذہب نے اسے ایجاد کیا ہے وہ فریقین کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہیں۔

بحث متعلق کلمہ طیبہ

اہل تشیع کا کلمہ طیبہ :- لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

اہلسنت کا کلمہ طیبہ :- لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اہل تشیع کے کلمہ طیبہ میں جو الفاظ زیادہ کئے گئے ہیں اس زیادتی کو کلمہ طیبہ کی جڑ سمجھنا ہماری تحقیق میں خلاف عقل و نقل ہے ذیل میں ہم اس کے وجوہ بیان کریں گے ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی وجہ :- اہل تشیع کا کلمہ نہ تو زمانہ نبوت میں مسلمانوں کی زبانوں پر جاری رہا اور نہ زمانہ خلافت میں پس ایسے الفاظ کا از یاد علی سبیل التزام یقیناً خلاف شرع ہے۔

دوسری وجہ :- ہر زمانہ کے نبی کا نام کلمہ طیبہ کی جڑ رہا ان سے پہلے انبیاء کا نام نہ لیا گیا اگرچہ ان سے فائق کیوں نہ ہوں پس اس بنا پر اس زمانہ میں اگر ان کے نزدیک کسی امام کا نام لینا ضروری ہے تو سیدنا مہدیؑ کا نام لینا مناسب ہوگا۔ سیدنا علیؑ کا اسم گرامی مشرف و مکرم ہے لیکن قاعدہ مذکورہ کے پیش نظر خلاف قیاس ضرور ہے۔

تیسری وجہ :- اہلسنت کے نزدیک خلفاء اربعہ کی خلافت برحق ہے مگر ان کے

نزدیک کسی کا ذکر جو کلمہ نہیں ہے لیکن اہل تشیع کے اس التزام کی پوزیشن ایک خود ساختہ منصوبے سے زیادہ نہیں۔

چوتھی وجہ عقل یقیناً اس بات کی تقاضی ہے کہ اگر کسی کا نام لینا ہے تو پھر سیدۃ النساء سلمہ گرامی کو چھوڑا جائے اور نہ سیدنا حسینؑ کو نہ بیت اللہ کے ذکر کو چھوڑا جائے اور نہ قرآن کو۔ پس اگر وہ کلمہ طیبہ کی عبارت حد سے زیادہ بڑھ جائے گی لیکن حقوق ان کے نظریے کے مطابق سب حضرات کے ادا ہو جائیں گے ورنہ ترجیح بلا مرجع لازم آئے گی اور وہ یقیناً باطل ہے۔

پانچویں وجہ بہشت بریں اور نور میں جس کلمے سے جگہ لگی وہ یقیناً بہشت کا کلمہ ہے ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۵۴) تفسیر عیاشی اور انصالح میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث مروی ہے کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں گی اس کو خدا کے سب سے بڑے نور میں جگہ ملے گی (۱) اس کے ایمان کی سپر یہ کلمہ ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ **تائید مزید ۱:** قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من کن فیہ کان فی نور اللہ عز وجل الاعظم من کان عصمة امرہ شهادة ان لا الہ الا اللہ واتى رسول اللہ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵۶) ترجمہ گزر چکا ہے۔

(۲) قال الصادق علیہ السلام فاذا حضرتم موتا کم فلقنواہم شهادة ان لا الہ الا اللہ واتى محمد رسول اللہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵۶)

ترجمہ حضرت جعفر صادق نے فرمایا پس جب کسی قریب المرگ انسان کے پاس جاؤ تو اس کلمے کی اسے تلقین کرو۔

(ف) اس کلمہ کی نفیست و انصافیت کا اقرار حضرت جعفر صادق سے ہو گیا اب جعفریہ مذہب کے مدعی دیکھتے تسلیم کرتے ہیں یا نہ۔

۳۔ تقدیر کی قلم کا کلمہ رب صمدیت جلا و علانی و حق کی کہ لکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہر گاہ قلم نے یہ نام دی جاہ سنا کمال جلالت و منزلت اس کی سے سجدہ میں دریا غزوات حیدری ص ۹

۱۴۔ خدیجۃ الکبریٰ کا کلمہ ۱۔ اور شریعت خوشگوار کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے کام و زبان اپنی کو ذات تصایان کا بخشا (غزوات حیدری ص ۲۹)

۱۵۔ مہر نبوت پر کلمہ ۱۔ و مہر پیغمبری کہ درمیان دو کتف اوست و وسط نوشتہ است سطر اول لا الہ الا اللہ و سطر دوم محمد رسول اللہ - (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۶)

۱۶۔ بہشتی علم پر کلمہ ۱۔ برآں بسفیدی و وسط نوشتہ بود لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۹)

۱۷۔ براق کی پیشانی پر کلمہ ۱۔ و درمیان دو دیدہ اش نوشتہ است کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ - (حیات القلوب ج ۲ ص ۱۳۷)

ان حوالہ جات کے علاوہ حیات القلوب ج ۲ ص ۶۸۷ و ۶۸۸ و ج ۳ ص ۶۲ میں بھی

اہلسنت کا کلمہ مسطور ہے۔ نماز میں ہاتھ باندھنے کی تحقیق

یہ مسئلہ بھی مدت سے فریقین کے مابین مختلف فیہ چلا آ رہا ہے حقیقت میں دونوں طرف سے کچھ اس قسم کی تعدیاں ہو جاتی ہیں کہ مسئلہ جوں کا توں باقی رہ جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز میں کچھ چیزیں فرض ہیں تو کچھ سنت، فرائض خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے گئے اور سنتیں حضور علیہ السلام کے اقوال و اعمال سے۔ خدا کے فرائض کے اثبات کے لئے خدا کی کتاب میں دیکھنا چاہیئے اور نبی کی سنت کے اثبات کے لئے نبی کی حدیث میں فرائض کا حکم احادیث میں برسیل نہ کرنا تلاش کیا جاسکتا ہے لیکن سنن کو قرآن میں تلاش کرنے والے کی مثال اس کپڑا خریدنے والے کی ہے جو زرگر کی دوکان پر جا کر ریشمی کپڑا خریدنے کا مطالبہ کرے پس اس بنا پر اہل تشیع کے ذاکرین کے تمام قرآنی پیش کردہ دلائل کی تردید ہو گئی لہذا اہلسنت کو اپنی کتب احادیث سے ثابت شدہ مسئلے پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور اہل تشیع کو اپنے پرہاں اگر بالاشعارہ استدلال کیا جائے اور بات ہے لیکن مسئلے کی پوزیشن دی رہے گی جو میں نے عرض کر دی ہے۔

ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کے دلائل

استدلال ۱۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ۔

ترجمہ: بیشک وہ مومن کامیاب ہو گئے جو نماز میں خشوع کرتے ہیں۔

طرز استدلال: خشوع و خضوع قلب کا فعل ہے لیکن اس کا اثر جسم پر نمودار ہونا ضروری ہے۔ اگر کہ کھڑا ہونا خلاف ادب اور خلاف خشوع و خضوع ہے۔ ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرنے سے طبیعت میں قدرتا عہدیت اور تذلل کا مظاہرہ ہوتا ہے جو یقیناً نماز کی روح ہے پس قرآنی آیت سے ایسا امر ثابت ہونا جس کے خلاف کوئی بھی حدیث وارد نہ ہو، بلکہ حدیث کا مضمون اس کے لئے مؤید ہو نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

استدلال ۲۔ ثُمَّ قَامَ وَبَيَّنَّا بِالصَّلَاةِ أَحْضَرَ الْمَسْجِدِ وَصَلَّى خَلْفَ ابْنِ بُكَيْرٍ (احتمالاً طبری) ۵۹

ترجمہ: بعدہ سیدنا علی مرتضیٰ اٹھے اور نماز کا قصد کیا اور مسجد نبوی میں حاضر ہوئے

اور ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

طرز استدلال ۱۔ سیدنا علی مرتضیٰ کا سیدنا ابی بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھنا انکی منکمل الوجہ موافقت پر دلالت کرتا ہے امام کا مذہب و عقیدہ اور ادائیگی ارکان نماز کا طریقہ جب تک مقتدی کو محبوب و مرغوب نہ ہو تب تک اقتداء نہیں کرتا۔ جب اقتداء ثابت ہے تو فرائض و سنن میں اتباع بھی یقیناً ثابت ہوگی۔ پس اگر اہل تشیع کے علماء میں ہمت ہے تو اسی روایت میں صراحۃً سیدنا علیؓ کے متعلق ارسال الیدین کے لفظ دکھائیں۔ ۵

نہ نخر اٹھے گا نہ تلواریں سے یہ باز و مرے آزمائے ہوئے ہیں

یہ تو قطعاً خلاف عقل ہے کہ امام تو ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ رہا ہے اور مقتدی ہاتھ چھوڑ کر۔

استدلال ۳۔ وَلِيَكُنْ قِيَامُكَ فِي الصَّلَاةِ قِيَامَ الْعَبْدِ الذَّلِيلِ يَدِي

الْمُدْنِي الْجَائِلِ۔ (من لا يحضره الفقيه ص ۹۹)

(ترجمہ) حضرت جعفر صادق نے فرمایا نمازیں تیر اکھڑا ہونا ایسا ہونا چاہیے جس طرح ایک نوکر ذلیل اپنے بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

طرز استدلال :- حضرت جعفر صادق کے اس قول سے واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ نماز میں عید ذلیل کی کیفیت بنانی چاہیے اور ظاہر ہے کہ یہ کیفیت ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرنے کے بغیر نہیں ہوتی۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ اس روایت کے ابتداء میں تو حضرت جعفر صادق سے اسل الیہین ثابت ہے پس آپ کا استدلال صحیح نہ رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جعفر صادق سے اس فعل پر دوام و استمرار نہیں کسی فعل کا کسی وقت کر لینا واقعہ جزی ہے جس کو مرجوع قرار دیا جاسکتا ہے۔

استدلال ۴ :- عَنْ ذَرَارَةَ إِذَا قَامَتِ الْمَرْءَةُ فِي الصَّلَاةِ جَمَعَتْ بَيْنَ قَدَمَيْهَا وَلَا تَفْرِجُ بَيْنَهُمَا وَتَضَعُ يَدَيْهَا إِلَى صَدْرِهَا لِمَا كَانَ شَذِيحًا۔ (فروع کافی ج ۱۹ ص ۱۹۸)

(ترجمہ) زرارہ صاحب کہتے ہیں کہ جب عورت نماز میں کھڑی ہو تو قدموں کو جمع کر کے کھڑی ہو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینوں پر باندھ لے۔

طرز استدلال :- اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ باندھنے والا فعل ایسا نہیں جو کہ ناجائز یا اذکار نماز کے خلاف ہو۔ کیونکہ اگر ایسے ہوتا تو عورت کے لئے اجازت نہ ہوتی۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کی کسی آیت میں بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا حکم نہیں کیونکہ اگر ایسے ہوتا تو عورتوں کیلئے بھی مردوں کی طرح ہاتھ کھولنے کا حکم ہوتا۔

پس اگر قرآن میں عورتوں کے لئے ہاتھ کھولنے کا کہیں حکم امتیازی طور پر ہو تو علماء اہل تشیع پیش کریں ورنہ جس طرح عورتوں کے لئے ہاتھ باندھنا مشروع رہے گا۔ اسی طرح مردوں کے لئے بھی ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرنا مشروع رہے گا۔

استدلال ۵ :- وَإِذَا قَامَتِ الْمَرْءَةُ فِي صَلَاتِهَا جَمَعَتْ بَيْنَ قَدَمَيْهَا وَلَمْ

وَلَمْ تَفَرِّجْ بَيْنَهُمَا وَوَضَعْتَ يَدَيْهِمَا عَلَى صَدْرَيْهَا لِمَا كَانَتْ تَدْبِيرُهَا - (من لا يضره الفقيه ج ۱) ۱۲۳
ترجمہ اور طرز استدلال مفقدا گور چکا ہے۔

(نوٹ، علل الشرائع ص ۱۲۵، تمہذ الاحکام ج ۲ ص ۱۷۱ میں بھی اس قسم کی روایتیں موجود ہیں۔)

اہل تشیع کے چند مغالطوں کے جوابات

مغالطہ ۱۔ قرآن مجید میں ہے کَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ

(ترجمہ) جس طرح خدا نے تم کو پیدا کیا ہے اسی طرح آؤ گے۔ ہاتھ کھول کر پیدا ہوئے اور ہاتھ کھول کر خدا کے سامنے آؤ گے معلوم ہوا کہ نماز بھی اسی حالت میں ادا کرنی چاہیے۔

تردید۔ اس آیت میں حقیقی معنی یہ ہے کہ جس طرح تم کو خدا نے پیدا کیا ہے اسی طرح خدا کے پاس آؤ گے یعنی اکیلے آئے اور اکیلے جاؤ گے اور اگر اہل تشیع کا تجویز کردہ معنی لیا جائے تو لازم آئے گا کہ نماز عریاں ہو کر پڑھنی چاہیے۔ جبکہ اس حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور البیاض باللہ ملوث بالذم ہو کر نماز پڑھنی چاہیے جبکہ اس حالت میں پیدا ہوئے۔

مغالطہ ۲۔ امام مالک کے متعلق ہذا یا اولین میں منقول ہے کہ وہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے اور چونکہ آپ کا عمل اہل مدینہ کے اقتداء میں ہوتا تھا اس لئے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل مدینہ کا عمل بھی ارسال الیہ میں تھا۔

جواب ۱۔ صاحب ہذا یہ کو مغالطہ ہے امام مالک کا یہ مذہب ہرگز نہیں اور نہ مدینہ میں یہ عمل جاری ہے۔
جواب ۲۔ اگر امام مالک کا یہی مذہب ہوتا تو موطا امام مالک میں ہاں سے ارسال الیہ میں کی تلقین مروی ہوتی۔ حالانکہ نہیں ہے۔

جواب ۳۔ مالک سے مراد صاحب مسلک نہیں ہے بلکہ مالک سے مراد دوسرا مالک ہے جو کہ مذہباً شیعی ہے تمام انجبتہدین وضع الیمین علی ایسا پر متفق ہیں جیسا کہ الہدیت کی کتابوں میں موجود ہے۔
مغالطہ ۳۔ اگر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا سنت ہوتا تو اس میں اختلاف نہ ہوتا کیونکہ بعض ائمہ

کے نزدیک بیٹنے پر ہاتھ رکھنا چاہیے اور بعض کے نزدیک تحت السرة اور بعض کے نزدیک فوق السرة۔
جواب: یہ کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنے پر سارے ائمہ متفق ہیں ہر اختلاف مقام
سوچو کہ سرور کائنات صلعم سے سب طریقے منقول ہیں اسلئے ہر امام نے حضور کی ایک ایک ادا کو اپنا یا
ہوا ہے تاکہ قیامت تک حضور کی یاد محفوظ رہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بحث التحیات

اہل تشیع بالعموم اہلسنت کے تشہد پر اعتراض کیا کرتے ہیں ذیل میں ان کی کتب سے اپنی
تائید میں روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا محمد باقر کی التحیات

استدلال ۱۔ التحیات لله والصلوات والطیبات الطاہرات الذالکذا التامیاً
التامعات المبارکات الحسنا لله ما طاب وطهر وزکی وخلص ونمی فلتہ ومانخبت فلفیہ
اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده ولا شریک لہ واشہد ان محمد عبده ورسولہ اے قولہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے قولہ السلام علینا وعلیٰ اولیائنا الصالحین (بحوالہ ابن ابی عمیر ولفیق ج ۱) ۱۳۱۰۵
طرز استدلال: اہل تشیع نے جو توں کر آخر ہماری تشہد و تحیات کو امام محمد باقر سے نقل کر دی
ویا۔ اور صرف تصوف اتنا کیا کہ کچھ الفاظ اس پر زیادہ کر دیئے تاکہ اہلسنت سے موافقت و مطابقت لازم نہ آئے۔

استدلال ۲۔ عن زید بن اسلم قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن التہجد
فقال اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده ولا شریک لہ واشہد ان محمد عبده ورسولہ
قلت التحیات قال التحیات والصلوات فلما خرجت قلت ان لقیۃ نسالۃ غدا
فسالۃ من الغد فقال مثل ذالک الی قولہ فلما خرجت ضرطت لی وقت لا یعلم ابداً
(بحوالہ رجال کشی ص ۱۱۱ منہجاً)

دو صحیح زرارہ راوی کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر سے التقیات کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کلہ شہادت پڑھا میں نے عرض کیا۔ کیا تشہد التقیات شد و القلوة کو کہتے ہیں (یعنی جو الہسنیت کی التقیات ہے) آپ نے فرمایا ہاں وہی ہے پھر میں نے خیال کیا کہ کل پوچھوں گا پس کل آکر پوچھا تو وہی الہسنیت والی التقیات پھر سوں پوچھا تو وہی الہسنیت والی التقیات تو جب میں نکلا تو اس کے منہ میں میں نے ایک پاد لگا دیا اور کہا یہ امام بھی کامیاب نہ ہوگا۔

»فت« جہاں آپ نے مذہب الہسنیت کی التقیات کی صداقت معلوم کر لی وہاں آپ ذرا ان کے ان کی عزت و منزلت اور ان کے شاگردوں کی تہذیب بھی ملاحظہ فرمائیجئے۔

بحث متعلق فرغ از صلوٰۃ

اہل تشیع بوقت سلام ہاتھ اٹھا کر تین اشارے کرتے ہیں اور الہسنیت اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر منہ دائیں بائیں پھیر لیتے ہیں۔ ثبوت از کتب اہل تشیع ملاحظہ فرمائیے۔

وَسَلِّمْ عَلَى يَمِينِكَ وَاحِدَةً وَعَلَى يَسَارِكَ وَاحِدَةً وَمَنْ لَا يَحْضُرُ الْفَقِيهَ جِزَامًا

(ترجمہ) اور گھبے چاہیئے کہ دائیں طرف بھی ایک دفعہ سلام کہو اور بائیں طرف بھی سلام کہو۔ نوٹ۔ الحمد للہ کہ ہم نے اپنے مذہب کے پورے دلائل شیعہ کتب سے ثابت کر دیئے۔

بحث متعلق درود شریف

مذہب اہل تشیع میں درود اس طرح مستعمل ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

مذہب الہسنیت میں درود اس طرح مستعمل ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

استدلال۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

(ترجمہ) بیشک اللہ اور فرشتے حضور پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو حضور پر صلوٰۃ و سلام

پڑھو۔

طرز استدلالت۔ درود کا لفظ ہماری زبان میں صلوٰۃ و سلام کو جامع ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں حضور پر صلوٰۃ و سلام دونوں کے پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اس بنا پر شیعوں کا درود ناقص اور غیر تام رہے گا۔ اور پورے طور پر حضور کی تعظیم کے سلسلے میں حق ادا نہ ہو گا۔ لیکن اہلسنت کا درود چونکہ صلوٰۃ و سلام پر مشتمل ہے اس لئے ہمارا مسلک راجح رہے گا۔

نوٹ ۱۔ اہل تشیع بڑے جیلے یہاں کرتے ہیں مگر حقیقت کے سامنے ان کا ایک داؤ بھی کارگر نہیں ہوتا۔ کیونکہ سَلِّمُوا جب مطوف ہے اور صَلُّوا معطوف علیہ ہے تو عبارت بحیثیت ترکیب یوں بنے گی۔ صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا عَلَیْہِ یعنی حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ بھی بھیجو اور سلام بھی۔ رہا تشہد کے آخر میں فقط صلوٰۃ ابراہیمی پر اتفا کرنا اور سلام نہ کہنا اس لئے ہے کہ تشہد میں السلام علیک پڑھ کر نمازی نے سلام کا ذکر کر دیا ہے گویا ایک قعدہ میں صلوٰۃ اور سلام جمع ہو گئے اور آیت پر پورا عمل ہو گیا رہا تقدم و تاخر کا شبہ تو وہ بھی ختم ہو گیا۔ جبکہ قرآن مجید میں والسجدي واركعنی موجود ہے اور داؤ مطلقاً جمع کے لئے ہے۔ واضح رہے کہ قرآن میں سلام قولاً من رب الرحیم۔ سلام علی ال یاسین وغیرہ بھی ہمارے لئے مؤید رہیں گے اسی طرح رحمۃ اللہ وبرکاتہ الطہیبت بھی ہمارے لئے مؤید ہے۔

بحث متعلق ماتم

چند ضروری امور

- (۱) مطلقاً اہل رنن بغیر جنس کے ہمارے نزدیک منوع نہیں ہے۔
 - (۲) کسی کا ذکر کو کے رونا بھی ہمارے مذہب میں ناجائز نہیں ہے۔
 - (۳) صحیح طور پر واقعات شہادت بروایت صحیحہ پیش کرنا بھی جائز ہے۔
 - (۴) ہمیشہ کتناذیرہ مرام عزاداری نہ تو کسی نبی سے ثابت ہے اور نہ کسی امام سے۔
- ذیل میں جبر اور جبرع کا تقابل ثابت کر کے ہم اولاً آیات جبر کی طرف اشارہ کریں گے بعدہ ماتم کی تردید کے سلسلے میں شیعی کتب سے عباریں پیش کریں گے، آخر میں ان کی طرف سے پیش کردہ

چند مغالطوں کے جوابات تحریر کریں گے۔

استدلال ۱۔ والقبر ضمدہ الجزع (الصافی شرح کافی ۹۹ مجلد اول)

(ترجمہ) صبر جزع فزع کی ضد ہے۔

تشریح: یعنی جن افعال و اقوال سے جزع فزع لازم آئے گا وہ یقیناً صبر کے خلاف ہونگے اور ان کو بے صبری کا عنوان دینا جائز ہوگا۔

استدلال ۲۔ إِنْ كَانَ جَسَدُ النَّفْسِ لِحَبِيبَةٍ مُتَيَّ صَبْرًا لَا غَيْرَ وَيَضَادُّهُ الْجَزَعُ

(بحوالہ مرآة العقول ج ۱ ص ۱۸ شیعہ کتاب)

(ترجمہ) پس اگر کسی مصیبت کے وقت اپنے وجود کو صبر میں لایا جائے تو اسے صبر کہتے ہیں اور

جزع فزع اس کے مقابل میں ہے۔

استدلال ۳۔ قَالَ الْمُعَقِّقُ الْقُوسِيُّ قَدَسَ سِرُّهُ الصَّبْرُ جَسَدُ النَّفْسِ عَنِ الْجَزَعِ

عِنْدَ الْمَكْرُورَةِ وَهُوَ يَمْنَعُ الْبَاطِلَ عَنِ الْإِضْطِرَابِ وَاللِّسَانَ عَنِ الشِّكَايَةِ وَالْأَعْضَاءَ

عَنِ الْحُرْكَاتِ الْغَيْرِ الْمُعْقَادَةِ انْتَهَى (مرآة العقول ص ۱۸ شیعہ کتاب)

(فہم) ان سب عبارتوں سے معلوم ہوا کہ پیٹنا، سر میں گرد و غبار ڈالنا، زنجیر زنی، بوقت مصیبت

سیاہ کپڑے پہننا، ہاتھ ہاتھ کرنا جب جزع فزع میں داخل ہے تو یقیناً ایسے کام کرنے والا شریعت

میں بے صبر کہا جائے گا اور وہ صابرین کی باعزت صفت سے نکل جائے گا اور صبر کے ثواب سے

محروم ہو جائے گا۔

اب ذیل میں صابرین کے فضائل قرآنی آیات سے بیان کئے جاتے ہیں جن سے یقیناً ترجمہ

نکلتا ہے کہ سیدہ کو بی اور بیہیت کنائیہ مالم پر ترغیب دینے والے ذکر پر ہلک کو انعامات الہی

اور عظیم اشیان ثواب سے محروم کر رہے ہیں۔ ذیل میں قرآن ترجمہ بترجمہ مقبول کا صفحہ ہم نقل کئے

دیتے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیجئے۔

عنوان ۱۔ صابرین پر پروردگار کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور یہی

ہدایت یافتہ ہیں۔ (قرآن مجید ص ۱۵۴ مقبول از آیت نمبر ۱۵۴ تا ۱۵۷)

عنوان ۲۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (۴۴ و ۱۵۳)

عنوان ۳۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو صبر عنایت فرما۔ ص ۵۵

عنوان ۴۔ جنگ میں صبر کی برکت یہ ہوگی کہ تین ہزار فرشتوں کے قائم مقام پانچ ہزار فرشتے آریں گے۔ (ص ۵۷)

عنوان ۵۔ (علم خداوندی) اے ایمان والو صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ۔ ص ۱۵۱

عنوان ۶۔ اصحابِ موسیٰ کی دعا بھی صبر کے لئے تھی۔ ص ۲۲۷

عنوان ۷۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی صبر کا امر کیا ہے۔ ص ۳۲۷

ان کے علاوہ آپ ترجمہ مقبول ص ۳۶۸ پر بھی آیت دیکھ سکتے ہیں۔

احادیث متعلق ترغیب صبر

استدلال حدیث ۱۔ الْقَصْبُ رَأْسُ الْإِيْمَانِ (اصول کافی باب الصبر طبع ایران ص ۳۲۲)
(ترجمہ) صبر ایمان کا سر ہے۔

استدلال ۲۔ الْقَصْبُ مِنَ الْإِيْمَانِ بِمَنْزِلَتِهِ مِنَ الْجِدِّ فَذَا ذَهَبُ الْبَتَّاسِ ذَهَبٌ أَجَدُ كَذَاكَ إِذَا ذَهَبَ الْقَصْبُ ذَهَبَ الْإِيْمَانُ (بحوالہ مذکورہ ص ۳۲۲)
(ترجمہ) صبر ایمان سے جسم سے سر کے بمنزلے ہو تا ہے پس جب سر چلا گیا تو جسم چلا گیا۔
جب صبر چلا گیا تو ایمان چلا گیا۔

استدلال ۳۔ لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهُ۔ (بحوالہ مذکورہ ص ۳۴۱)

(ترجمہ) جو صبر نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔

ناظرین ان آیات و احادیث کے پیش نظر خود فیصلہ فرمائیں کہ عوام تعزیر داری کی تلقین کر کے انہیں کس طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

موجودہ طرز پر عزا داری کے خلاف شیعہ کتب سے استدلال

استدلال ۱۔ حضرت فرمود کہ دو ہیبتہا پانچ برہمنوں نے خود منید و روئے خود را
خراشید و موئے خود را مکنید و گریبان خود را چاک میکنید و جامہ خود را سیاہ مکنید و او را مکنید
پس بایں شرطہا بایشان بیعت کرد۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۳۸ مطبوعہ نو کشور)
(ترجمہ) حضور علیہ السلام نے فرمایا مصیبتوں میں تھپڑ منہ پر دے مارو اپنا منہ نہ پھیلو اپنے بال نہ
کھسوٹو۔ اپنا گریبان چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کاٹے نہ کرو۔ ہاتھ نہ کرو۔ پس ان شرائط
پر حضور علیہ السلام نے ان سے بیعت لی۔

استدلال ۲۔ زہ نے راویدم بر صورت سگ و آتش و در درش داخل می گردند و از
دہانش بیرون می آید و ملائکہ سر و دیش را بگزنہائے آہن میزدند۔ اسے قولہ نو کہ کنندہ بود۔
(حیات القلوب ج ۲ ص ۳۱۵، ۳۱۶)

ترجمہ۔ میں نے ایک عورت کو کتے کی شکل میں دیکھا کہ آگ اس کے اندر داخل کرتے
تھے اور منہ سے باہر نکالتے تھے۔ فرشتے اس کے سر اور اس کے بدن کو لوہے کے گرزوں سے
مار رہے تھے یہ شر توہ کرنے والی عورت کا تھا۔

استدلال ۳۔ قال علیہ السلام ان البلاء والصبر یستبقان الی المؤمن
فتاتیہ البلاء و هو صبور وان المجزع والبلاء یستبقان الی الکافر فتاتیہ البلاء
و هو جنون۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵)

ترجمہ۔ سیدنا علیؑ نے فرمایا آزمائش اور صبر میں سے پہلے آتی ہے۔ آزمائش آتی ہے
تو وہ دانا کر رہا ہوتا ہے۔

استدلال ۴۔ قال لیس المؤمنین من جہد قبرا او عمالا فقد خرج من الاسلام
(من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵)

(ترجمہ) سیدنا علی مرتضیٰ نے فرمایا جو شخص قبر کی تجدید کیں یا مثال کھڑی کرتا ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔

(نوٹ) ناظرین غور فرمائیں کہ تعزیہ بنانا مثال کھڑی کرتا ہے یا نہیں۔

اعتراف ان اہل تشیع ۱۔ مذکورہ حدیث میں مثال اس کی کھڑی کرنی ممنوع ہے جس میں صرح ہو ہم تو مزار حسین پر گنبد ہے اس کی نقل بنا کر یا حسین بنیاد کرتے ہیں۔

جواب ۱۔ سب گنبدوں سے بڑا بڑا گنبد حضرت اکا ہے جسے روضہ رسول کہا جاتا ہے۔ پس اگر شریعت میں اس کا ثبوت ہوتا تو حضور علیہ السلام انبیاء سابقہ کے مزاروں کا اور سیدنا علیؑ اپنے دار الخلافہ کوفہ میں حضور کے روضہ اطہر کی شبیہ بنا کر تعزیہ بناتے۔

جواب ۲۔ شیعہ مذہب میں گنبد بنانا ہی سرے سے ممنوع ہے تو ممنوع چیز کی نقل اور شبیہ کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ذیل میں عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۔ قال الصادق علیہ السلام کلمہ جعل علی القبر من غیر تراب القبر فهو ثقل علی المیت۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۸۷)

(ترجمہ) جو چیز قبر پر قبر کی مٹی کے علاوہ تیار کی جائے پس وہ میت پر ایک قسم کا بوجھ ہو تا ہے۔ استدلال ۱۔ ۱۔ او یضرب احد علی فخذہم عند المصیبة فیحبط اجرہ (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۸۷)

(ترجمہ) یا کوئی شخص مصیبت کے وقت اپنے ہاتھ کو مارے تو اس کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔

استدلال ۲۔ ان لا تخمشن وجہا ولا تلطمن خدہا ولا تنتفن شعرا ولا

تمزقن حبیباً ولا تسودن ثوباً ولا تدعون بالویل۔

(نوٹ) ترجہ استدلال ۱ میں ملاحظہ فرمائیں۔

استدلال ۳۔ ولا تلطمن خدہا ولا تخمشن شعرا ولا تشقن حبیباً

ولا تسودن ولا تدعین یویل۔ (تفسیر صافی ص ۴۵)

(ترجمہ) استدلال ۱ میں ملاحظہ فرمائیں۔

استدلال ۴۔ وقال علیہ السلام یزل الصبر والعبد علی قدر المصیبة ومن ضر

ید علی فخذہم عند مصیبتہم حبط عملہ (نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۸۵)

(ترجمہ) حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے بندے پر صبر مصیبت کے انداز پر نازل ہوتا ہے جو شخص اپنے ہاتھ کو ان پر مصیبت کے وقت مارے گا اس کے عمل پر بلا ہو جائیں گے۔

استدلال منہ۔ ولواتک امرت بالصبر ونہیت عن المجزع لا نفدنا علیک ماء الشون (بیچ البلاغ ج ۲ ص ۲۵۶) (ترجمہ) اگر آپ صبر کا حکم نہ کرتے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ماتم کرنے سے منع نہ کرتے تو آپ پر ہم آنسو غم کر دیتے۔

استدلال منہ۔ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اپنے منہ نہ لو چو۔ اپنے بال نہ کھسوٹو۔ اپنے گریباں چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کا لے نہ رنگو اور ہلٹے واسٹے کر کے نہ روو (حاشیہ قرآن مترجم مقبول شیعہ) بیہلا حیلہ اور اس کی تردید ۱۔ ابدالہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۲ سے نواصب کا طریقہ درج کیا گیا ہے وہ عشرہ محرم کے دن خوشیاں مناتے ہیں۔

جواب ۱۔ ہم نہ تو نواصب ہیں اور نہ قواعد دروافض، پس انکا فعل ہم پر حجت نہیں۔ دو کمرہ حیلہ۔ کہ یزید نے پائے ہوا کہ قرآن خوانی شروع کرانی تاکہ ذکر حسین رک جائے جواب۔ فرمائیے ٹھیک کیا یا غلط اگر غلط کیا تو کیوں لا انتظار الی من قال ولكن انظر الی قال ظاہر ہے کہ جب قرآن سے ہی تعلق نہ ہو تو رونا ہی قرآن خوانی سے زیادہ موجب ثواب معلوم ہوتا ہے۔

تیسرا حیلہ۔ جب اہل تشیع سے یہ سوال کیا گیا کہ بہیث کذا ئیہ مراسم عزاداری کیا ہیں۔ تو پانچواں حیلہ یہ کیا کہ اصول اسلامیہ نماز، روزہ، حج زکوٰۃ سے کوئی چیز بھی بہیث کذا ئیہ من حیث الكل تمام کی تمام فرض یا سنت نہیں بلکہ ہر اصل بہیث کذا ئیہ مجموعہ ہے، فرض، سنت، مستحب، مباح اور بدعت حسنہ۔

جواب ۱۔ بریں عقل و دانش ہاید گریست۔ دیکھیے جسے رسول کریمؐ نے بہیث کذا ئیہ ترتیب دیا اس پر اسے قیاس کیا جا رہا ہے جسے نہ تو رسول کریمؐ نے مرتب کیا اور نہ اللہ کریمؐ نے اگر کیا تو صرف تیمور لنگ نے جو نہ تو امام ہے اور نہ پیشوا اگر شیعوں میں طاقت بہت جرات ہے تو بہیث کذا ئیہ مراسم عزاداری کا ثبوت اور ترتیب کسی امام سے دکھائیں۔

چوتھا جیلہ :- جب سلاسل اولیاء حضور سے ثابت نہیں تو کیوں کرتے ہو۔
جواب :- اگر حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں تو ہمارے نزدیک ضروری بھی نہیں یہ
تو امراض روحانی کے معالجات ہیں۔

پانچواں جیلہ :- ذکر بایام اللہ سے اثبات عاشورہ کیا۔
جواب :- خدا کی قدرت جب کسی کے پاس دلیل نہ ہو تو وہ یونہی بھٹکتا رہتا ہے کہاں
حضور علیہ السلام کی زبان اقدس سے عذیر و تذکیر بایام اللہ اور کہاں زنجیر زنی اور ماتی جلوس
اور سینہ کوبی اور تعزیہ سازی اور بازار گردی۔

چھٹا جیلہ :- تفسیر و منشور ج ۲ ص ۵۸ کا حوالہ دے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبور
شہداء پر سلام پڑھتے تھے۔

جواب :- اگر ہمت ہے تو تاریخ ثابت کیجئے نیز ثبوت حضور کے سلام پڑھنے کا اور
دعویٰ زنجیر زنی کا انہی ایسے استدلال سے قوم کو کب تک ورغلا یا جائے گا۔

ساتواں جیلہ :- البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۱۶ میں ہے کہ شہدائے احد کی قبروں پر سیدہ
فاطمہ الزہراء روتی تھیں۔

جواب :- رونے سے انکار نہیں مراسم عزاداری کا اقرار نہیں جبکہ شریعت میں اس
کا کہیں ثبوت نہیں۔

آٹھواں جیلہ :- بحار الانوار کا حوالہ دے کر امام جعفر صادق نے امام حسینؑ پر رونا
اور جزع و فزع کرنا جائز رکھا ہے۔

جواب :- بحار الانوار شیعہوں کی کتاب ہے ہم پر حجت نہیں ہے نیز اس میں بھی
بہیئت کذا ئیہ مراسم عزاداری کا ثبوت نہیں ہے۔

نواں جیلہ :- قرآن سن کر رونا جائز ہے۔

جواب :- ٹھیک ہے ہمیں اس کا انکار نہیں ہے لیکن بین کر کے دنا پیٹنا کہاں ثابت ہے۔
دسواں جیلہ :- یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی جدائی پر گریہ کیا۔

جواب ۱۔ بیشک کیا گریہ ناجائز نہیں ہے لیکن اس استدلال کو اصل مسئلہ اور میرے مطالبہ سے ذرا بھی نہیں ہے۔

گیارہواں حیلہ ۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۵ سے نقل کر کے حضور علیہ السلام کا رونا اور صلاحتی خیرہ سے نقل کر کے امام حسینؑ کا اپنا رونا ثابت کیا۔

جواب ۲۔ رونے کا انکار نہیں اور سیمینہ کو بی زنجیر زنی کا اس میں ذکر نہیں۔

بارہواں حیلہ ۱۔ پٹ سے بی بی صاحبہ کا چہرے پر ہاتھ مارنا نقل ہے۔

جواب ۲۔ وہ چہرے پر ہاتھ لگا تھا خوشی میں، یہاں لگتا ہے اظہار غم میں دونوں آپس میں کوئی بھی تعلق نہیں۔ پٹ تفسیر نہاج القادقین ملا کاشانی میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ فرحت کی وجہ سے بی بی صاحبہ نے ایسا کیا۔

پاک مذہب کے پاک مسئلے

ذیل میں شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں سے چھ عبارتیں نقل کی جاتی ہیں۔ ناظرین بغور پڑھیں اور لطفت اٹھائیں۔

آسان تلمیذ۔ سَمَّالُ حَتَّانَ بْنِ سَدِيرٍ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنِّي رُبَّمَا بُلْتُ فَلَا أَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ وَيَشْتَدُّ ذَائِلُكَ عَلَى فَقَالَ إِذَا بُلْتَ وَمَسَّحْتَ فَأَمْسَحْ ذَكَرَكَ بِرُفَيْقِكَ فَإِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا فَقُلْ هَذَا مِنْ ذَائِلِكَ (بخلاف من بحضرہ الفقہ ص ۲۱ شیعوں کی معتبر کتاب)

(ترجمہ) حنان بن سدير نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سوال کیا پس فرمایا بیشک میں بسا اوقات پیشاب کرتا ہوں تو میں پانی پر قادر نہیں ہوتا اور میرے اوپر یہ ثقیل معلوم ہوتا ہے پس امام صاحب نے فرمایا جب پیشاب کر لو تو تھوک لے کر ذکر کے سر پر لگا دیا کرو۔ پس اگر اس کے بعد کوئی چیز معلوم ہو تو کہنا کہ یہ وہی تھوک ہے۔

مسئلہ (رسنا سودا) قال محمد بن النعمان لابن عبد الله عليه السلام اخرج من الخلاء فاستنبحي بالماء رفيع ثوبي في ذالك الماء الذي استنجيت به

فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ رَمَنَ لَا يَحْفَظُهُ الْفَقِيه ج ۱ ص ۲۱

(ترجمہ) محمد بن النعمان نے امام محمد باقر سے کہا کہ میں پاخانہ سے نکلتا ہوں تو پانی سے استنجا کرتا ہوں پس میرا کپڑا اس پانی میں جا چڑتا ہے جس پانی سے میں نے استنجا کیا ہے۔ پس آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں ہے۔ تیرے اوپر کچھ نہیں۔

(رفت) پاکیزگی کا ایک مظاہرہ ملاحظہ ہو۔

مسئلہ (کھلی پھٹی) وسال حکم بن حکیم بن انہی خلا د ابا عبد اللہ علیہ السلام
فَقَالَ لَهُ الْبَوْلُ وَلَا أَصِيبُ الْمَاءَ وَقَدْ أَصَابَ يَدِي شَيْءٌ مِنَ الْبَوْلِ فَأَمْسَحُهُ بِالْمَانِطِ
أَوْ بِالْثَرَابِ ثُمَّ تَعَرَّقَ يَدِي فَأَمْسَحَ بِهِ وَبَجَّهِي أَوْ بَعْضَ جَسَدِي أَوْ يُصِيبُ ثَوْبِي
فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ - (رَمَنَ لَا يَحْفَظُهُ الْفَقِيه ج ۱ ص ۲۱)

(ترجمہ) حکم بن حکیم نے امام محمد باقر سے سوال کیا کہ میں پیشاب کرتا ہوں اور میں پانی کو نہیں چھو پینچتا اور میرے ہاتھ پیشاب لگا ہوا ہوتا ہے پس اپنے ہاتھ کو میں دیوار پر لگاتا ہوں یا مٹی سے مسح کر لیتا ہوں اس کے بعد میرے ہاتھ کو پسینہ آجاتا ہے پھر میں وہی ہاتھ اپنے منیا وجود کے کسی حصے کو لگاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں۔
مسئلہ۔ مٹی اور رودی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

رَوَى أَنَّ الْكُفَّيَّ وَالْوَدِّيَّ يَمْنُوزِلَةُ الْبُصَّاقِ - (رَمَنَ لَا يَحْفَظُهُ الْفَقِيه ج ۱ ص ۲۱)
(ترجمہ) روایت کی گئی ہے کہ بلاشبہ مٹی اور رودی تھوک کی مثل ہے۔

(رفت) واضح رہے کہ تھوک منہ سے نکلتی ہے اور مٹی بوقت شہوت ذکر سے۔ اس کے باوجود مٹی کو تھوک کی مانند کہنا حد درجے کا نال ہے۔ ناظرین غور فرمائیں۔

مسئلہ۔ سال عبد اللہ بن بکر۔ ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الثوب لا يجيب التجليل بل يلبس الثوب

وفيه الجنابة فيعرق فيه فقال ان الثوب لا يجيب التجليل - (رَمَنَ لَا يَحْفَظُهُ الْفَقِيه ج ۱ ص ۲۱)

(ترجمہ) عبد اللہ نے امام محمد باقر سے سوال کیا کیا جو ان کپڑا پہنتا ہے اور اس میں جنابت ہوتی ہے یعنی اس میں منی ہوتی ہے پس اسے پسینہ آتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کپڑا انسان کو پلید نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۷۔ من اصاب قلنسوتہ او عمامتہ او جورابہ او غفہ منی اذ لبول اذ دم او غایت فلا یاس بالصلوۃ فیہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۲)
 (ترجمہ) جس کی ٹوپی یا کپڑی یا جراب یا موزے کو منی یا پیشاب یا خون یا گونہہ لگ جائے تو اس میں نماز پڑھنا کوئی ڈر نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۔ لا یاس بالصلوۃ فی ثوب اصابہ خمیر (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۲)
 (ترجمہ) جس کپڑے کو شراب لگ جائے اس میں نماز پڑھنا کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۔ من قتل وزعاً فعلیہ القتل (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۳)
 (ترجمہ) جو شخص پھیلے کو قتل کرے اس پر نہانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۰۔ لا یعوز الوضوء بسور الیہودی والنصرانی وولد الزنا والشرب وکل من خالف الاسلام واشد من ذالک سور الناصب (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۵)
 (ترجمہ) یہودی نصرانی مشرک اور ہر مخالف اسلام کے پٹے ہوئے پانی سے وضو ناجائز ہے لیکن سب سے زیادہ پلید الہنت والجماعت کا باقی بچا ہوا پانی ہے۔

مسئلہ ۱۱۔ سئل ان تصادق علیہ السلام من جلد الخنزیر یجعل ولو ایستسقی بہ الماء فقال لا یاس بہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۵)
 (ترجمہ) امام جعفر سے پوچھا گیا۔ خنزیر کے چمڑے کے بنائے ہوئے ڈول کے متعلق کہ پانی اس میں پیا جائے آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں۔

مسئلہ ۱۲۔ لا یاس بالوضوء من الحیاض التي یبال فیہا اذا غلب لول الماء البول (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۵)
 (ترجمہ) ایسے موضوں سے وضو کرنا ناجائز نہیں ہے جن میں پیشاب کیا جائے جب تک کہ پیشاب کا رنگ پانی پر غالب نہ آجائے۔

(ف) معلوم ہوا کہ اگر برابر بھی ہو تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳۔ سئل یونس اباعبد اللہ علیہ السلام عن الجنائزۃ یصلی علیہ علی غیر وضوء فقال نعم۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۵)

(ترجمہ) یونس نے امام محمد باقر سے یہ وضو جنازہ پڑھنے کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔

مسئلہ ۵۲۔ ان الحائض تصلي على الجنائزہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۵۲)

(ترجمہ) حیض والی عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ ۵۳۔ مسئل ابو جعفر والو عبد اللہ علیہما السلام فقیل لہما اننا نشتری

شیاً با یصیبہا الخمر وورک الخنزیر عند حاکمھا انصلي فیہا قبل ان

فقال لعم لا بأس۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۵۳)

(ترجمہ) ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہما السلام سے پوچھا گیا کہ ہم کپڑے مول لیتے ہیں ان کو

شراب لگا ہوا ہوتا ہے اور خنزیر کے چوڑے سے کھڑچنے کے وقت لگتے ہیں۔ کیا ہم ان کو دھونے

سے پہلے ان میں نماز پڑھ سکتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں کوئی ڈر نہیں۔

مسئلہ ۵۴۔ قلت الرجل یاتی امرأۃ فی دبرھا قال ذالک لہ رفرؤ کافی ص ۲۴ کتاب النکاح

(ترجمہ) میں نے کہا جو ان اپنی عورت کے دبر میں جماع کرتا ہے تو امام صاحب نے فرمایا یہ

اس کے ہلک میں جو ہوئی۔

مسئلہ ۵۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یطولن احدکم شاربۃ فان

الشیطان یتغذی منہا یشربہ (فروع کافی ص ۲۵ کتاب النبی والتجمل)

(ترجمہ) حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا مونچھیں تم میں سے کوئی لمبی نہ بڑھائے کیونکہ شیطان

چھینے کی جگہ بنا تا ہے تو ان میں گھس کر چھپ جاتا ہے۔

مسئلہ ۵۶۔ عن ابی جعفر قال سئلت ابا الحسن علیہ السلام عن الرجل یقبل

قبل امرأۃ تم قال لا بأس۔ (فروع کافی ج ۲ ص ۲۱۴)

(ترجمہ) ابو جعفر نے کہا میں نے علی المرتضیٰ سے پوچھا کہ ایک جوان اپنی عورت کی شرمگاہ کو بوسہ دیتا ہے اپنے اشاء

فرمایا کہ کوئی ڈر نہیں۔

مسئلہ ۵۷۔ عن زرارة عن ابی جعفر علیہ السلام انہ قال فی رجل زنا بامرأۃ

امراتہ او بابتہا او بافتہا فقال لا یحترم ذالک علیہ امراتہ (خروج کالج ۲ کتاب الفلاح)
(ترجمہ) زراہ کہتے ہیں امام ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی عورت کی ماں یا
بہن یا لڑکی سے زنا کرتا ہے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔

عرض مولف

بقدر ضرورت اہلسنت پاکٹ بک کے ہر تین حصوں میں میں نے مختصر طور پر ضروری اظہار
خیال کیا ہے تفصیلی معروضات کے لئے دفتر چاہیے۔ میرا مقصد اس سے کسی کا دل دکھانا نہیں ہے
بلکہ اپنے اہلسنت بھائیوں کے لئے دلائل قراہم کرنا اور اہل تشیع حضرات کو دعوتِ فکر دینا ہے۔
دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس کوشش کو مقبول و منظور فرمائے۔ اگر میری تصنیف میں کوئی خوبی نظر
آئے تو وہ محض خدا کا فضل سمجھا جائے اور اگر کوئی نقص ہو تو اسے میری طرف منسوب کیا جائے۔
دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس تصنیف کو میرے لئے وسیلۂ نجات بنائے۔ آمین

آپ کا مخلص دوست

دوست محمد قریشی

غرض نقشبست کرنا یاد ماند
کند در کار درویشاں دعا لئے
کہ ہستی رائے بینم بقلائے
مگر صاحب دلے روز بر حمت